

کتاب مستطاب  
الشفا فی

ترجمہ

فروع کافی

جلد اول

مفسر قرآن علی بن ابی طالب و مولانا السید ظفر حسین صاحب قلم قدس العالی نقوی الامیر وھبی

ظفر شمس علی بیگم لکھنؤ

شاہنشاہ آباد، گجرات

سبیل سکینہ

عبدالغنی بن عبدالمطلب

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

کتاب مُسْتَطَاب

الشَّافِي

کتاب الطَّهَارَاتِ وَکتاب الجنائز

فَرْعٌ کَافٍ

جلد اول

حضرت ثقت الاسلام علامہ فہامہ مولانا شیخ محمد یعقوب کلینی علیہ الرحمۃ

مترجمہ

مفسر قرآن عالیجناب امیر اعظم مولانا السید ظفر حسن صاحب قبلہ مدظلہ العالی

مُصَنَّف دُوصِد کُتُب

ناشر: ظفر شمیم پبلیکیشنز ٹرسٹ (رجسٹرڈ)

ناظم آباد علی کراچی

Page 11 of 11

10

1. The first step in the process of identifying a problem is to define the problem clearly. This involves understanding the nature of the problem, its scope, and its impact on the organization. Once the problem is defined, the next step is to gather information about the problem. This can be done through a variety of methods, including interviews, surveys, and data analysis. Once the information is gathered, the next step is to analyze the information to identify the causes of the problem. This can be done using a variety of tools, including fishbone diagrams, Pareto charts, and SWOT analysis. Once the causes are identified, the next step is to develop a plan to address the problem. This plan should include specific actions to be taken, a timeline for completion, and a budget for the project. Finally, the plan should be implemented and the results monitored to ensure that the problem is resolved.



ادیب اعظم مفسر القرآن عالیجناب مولانا سید ظفر حسن صاحب قلم





بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

# کتابِ مُسْتَطَابِ الشَّافِی

کتابِ الطَّهَارَتِ وَکتابِ الْجَنَائِزِ

ترجمہ  
فروع کافی

جلد اول

حضرت ثقتہ الاسلام علامہ فہامہ مولانا شیخ محمد یعقوب کلینی علیہ الرحمۃ

مترجمہ

مفسر قرآن عالیجناب ادیب اعظم مولانا السید ظفر حسن صاحب قبلہ مدظلہ العالی

مُصَنَّف دَوْصَد کَتَب

ناشر: ظفر شمیم پبلیکیشنز ٹرسٹ (رجسٹرڈ)  
ناظم آباد علی کراچی

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

ناشر ————— ظفر شمیم پبلیکیشنز ٹرسٹ (رجسٹرڈ)

بلاک نمبر ۱، سب بلاک ۱۷، رو نمبر ۵  
مکان نمبر ۳۱۱، ناظم آباد، کراچی

مطبع ————— وثریشی آرٹ پریس کراچی

کتابت ————— سید محمد رضا زیدی

حدیث ————— ۱۶۰/- ایک سو ساٹھ روپے

# فہرست مضامین

## کتاب الطہارت

باب نمبر	مضامین	صفحہ	باب نمبر	مضامین	صفحہ
۱	طہارت آب	۱۸	۱۴	وضو اور غسل کے پانی کی مقدار	۸۳
۲	وہ پانی جس کو کوئی چیز نہیں کھتی	۱۸	۱۵	مسواک	۸۴
۳	آب قلیس کے احکام	۱۹	۱۶	کٹی کرنا اور ناک میں پانی دینا	۸۴
۴	احکام چاہ	۲۰	۱۷	صفقت وضو	۸۵
۵	چہرہ کے مسائل	۲۲	۱۸	چہرہ اور ہاتھ دھونے کی حد و ترکیب	۸۷
۶	چوپاؤں، درندوں اور پرندوں کا جھوٹا پانی۔	۲۳	۱۹	مسح سر و قدم	۸۸
۷	حالیض جنب پوری و تھرائی	۲۳	۲۰	سوزوں پر مسح	۸۹
۸	پانی میں ہاتھ ڈالنے کے مسائل	۲۴	۲۱	وضو میں شک	۹۰
۹	بارش کے پانی سے نجاست کا ملنا	۲۴	۲۲	زواقص وضو	۹۲
۱۰	آب حمام اور آفتاب سے گرم ہونے والا پانی	۲۵	۲۳	نجاست پر چلنے کے متعلق	۹۳
۱۱	مواضع مکروہہ جہاں پیشاب پافانہ ہو۔	۲۶	۲۴	مدی و دوی	۹۴
۱۲	بیت الخلاء کے احکام	۲۸	۲۵	انواع غسل	۹۵
۱۳	استبراء	۲۹	۲۶	غسل زیادہ ہونے پر کون سا غسل کافی ہوگا	۹۶
		۳۱	۲۷	وجوب غسل یوم جمعہ	۹۶
			۲۸	صفقت انقل	۹۷
			۲۹	موجبات غسل	۹۸
			۳۰	احتلام مرد و عورت	۹۹



صفحہ	باب نمبر	مضامین	صفحہ	باب نمبر	مضامین
۱۲۰	۱۱۸	غسل حیض	۱۰۰	۵۵	بعد غسل جو تری ظاہر ہو
۱۲۱	۱۱۹	جنابت میں حیض ہونا	۱۰۰	۵۵	جنب پر کیا حرام ہے اور کیا مکروہ
۱۲۱	۱۲۲	جمع حیض و استحاضہ	۱۰۱	۵۷	جنب کا پسینہ
۱۲۶	۱۲۳	حیض اور استحاضہ کی شناخت	۱۰۲	۵۸	منی اور منی جو کپڑے پر ہو
۱۲۷	۱۲۵	شناخت خون حیض و بکارت و زخم	۱۰۲	۵۹	طہارت بول
۱۲۸	۱۲۶	حائل کا خون دیکھنا	۱۰۳	۶۰	میشیوں کا بول و براز
۱۲۹	۱۲۸	زچہ کے متعلق	۱۰۴	۶۱	وہ کپڑا جس پر خون ہو
		نفاس والی پاک ہونے کے بعد جو	۱۰۵	۶۳	کتا اگر جسم یا لباس سے مل جائے
۱۵۰	۱۲۹	خون دیکھے۔	۱۰۶	۶۴	تیم کا بیان
		اوقات نماز میں حیض پر کیا	۱۰۷	۶۵	اوقات تیمم
۱۵۱	۱۳۰	واجب ہے۔	۱۰۸	۶۶	سفر اور قلت آب
		وقت نماز داخل ہونے سے پہلے	۱۰۸	۶۷	اگر جنب کو عرف کے سوا کچھ نہ ملے
۱۵۱	۱۳۱	حیض ہونا۔	۱۰۹	۶۸	گیلی میں تیمم
۱۵۲	۱۳۲	عورت کو نماز میں احساس حیض ہو	۱۰۹	۶۸	زخم خوردہ اور چپکے لئے کا تیمم
		حیض پر روزہ قضا ہے نماز	۱۱۰	۶۹	توادر
۱۵۲	۱۳۲	کی نہیں۔			
		حیض اور نفاس والی عورت	۱۱۸		کتاب الحيض
۱۵۳	۱۳۳	قرآن پڑھ سکتی ہے	۱۱۳	۱	حیض اور طہر کی صورت
۱۵۳	۱۳۴	حیض کے دیگر احکام	۱۱۳	۲	قبل ایام حیض اور بعد طہر
۱۵۴	۱۳۴	حد ایساں	۱۱۴	۳	خون آنا۔
۱۵۴	۱۳۵	جب حیض رک جائے	۱۱۵	۴	حیض یا بعد حیض زردی دیکھنا
۱۵۵	۱۳۵	دن حیض کا خضاب	۱۱۶	۵	پہلی بار حیض دیکھنا
۱۵۵	۱۳۶	حیض کا کپڑے دھونا	۱۱۶		استبراء حیض

باب نمبر	مضامین	صفحہ	باب نمبر	مضامین	صفحہ
۲۴	حائض کا پانی ڈالنا اور سجادہ اٹھانا	۱۳۶	۲۰	مستحب و مکروہ کفن	۱۸۳
			۲۱	غسل میت کے لئے پانی اور کافور کی مقدار	۱۸۵
			۲۲	جسید سے	۱۸۶
			۲۳	میت اگر جنب حائض یا نفاس والی ہو۔	۱۸۸
			۲۴	جیب بچہ عورت کے شکم میں مر جائے۔	۱۸۸
			۲۵	میت کے بال یا ناخن کاٹنا مکروہ ہے	۱۸۹
			۲۶	غسل کے بعد اگر کوئی چیز بدن سے نکلے	۱۸۹
			۲۷	مرد عورت کو غسل دے سکتا ہے اور عورت مرد کو۔	۱۹۰
			۲۸	لڑکے کی وہ عمر جس میں عورت اسے غسل دے سکتی ہے۔	۱۹۲
			۲۹	غسل میت اور غسل	۱۹۳
			۳۰	علت غسل میت و غسل جنابت	۱۹۴
			۳۱	جو مومن کو غسل دے	۱۹۵
			۳۲	مومن کو کفن دینے کا ثواب	۱۹۶
			۳۳	ثواب قبر کھودنے کا	۱۹۶
			۳۴	حد قبر و لحمد	۱۹۶
			۳۵	اعلان میت	۱۹۶
			۳۶	جنازہ دیکھ کر کیا کلمات کہے جائیں	۱۹۸
			۳۷	جنازہ اٹھانے میں امور مسنونہ	۱۹۸
			۳۸	جنازہ کے ساتھ چلنا	۱۹۹
۱	موت کی بیماری	۱۵۶	۲۶۰		
۲	ثواب المرض	۱۵۷	۲۶۱		
۳	حد شکایت	۱۶۰	۲۶۳		
۴	مریض کا لوگوں کو مرض سے آگاہ کرنا	۱۶۱	۲۶۳		
۵	کب عیادت کی جائے اور کتنی دیر تک۔	۱۶۱	۲۶۴		
۶	ثواب عیادت مریض	۱۶۲	۲۶۴		
۷	تلقین میت	۱۶۳	۲۶۵		
۸	نزع کی سختی	۱۶۴	۲۶۷		
۹	قبیلہ رو کرنا	۱۶۷	۲۶۸		
۱۰	مومن قبض روح کو برا نہیں جانتا	۱۶۸	۲۶۸		
۱۱	مومن اور کافر کیا دیکھتا ہے	۱۶۸	۲۶۹		
۱۲	مومن و کافر کی روح نکلنا	۱۶۸	۲۸۳		
۱۳	دفن میں تعمیل	۱۶۹	۲۸۵		
۱۴	نادر	۱۷۰	۲۸۵		
۱۵	زن حائض اور عذرت مریض	۱۷۱	۲۸۵		
۱۶	غسل میت	۱۷۱	۲۸۵		
۱۷	حنوط و کفن	۱۷۱	۲۸۷		
۱۸	عورت کی تکفین	۱۷۲	۲۸۹		
۱۹	گرم پانی اور انگلیش کی کوہت	۱۸۳	۲۹۰		

صفحہ	باب نمبر	مضامین	صفحہ	باب نمبر	مضامین
۳۱۲	۲۱۵	قبر کے پاس جنازہ رکھنا	۳۰۲	۲۰۰	جنازہ کے ساتھ سوار ہو کر چلنا
۳۱۳	۲۱۵	نادر	۳۰۳	۲۰۱	مکروہ ہے۔
۳۱۴	۲۱۶	دخول ترویج قبر	۳۰۳	۲۰۱	کون جنازہ کے ساتھ چلے اور لوٹے
۳۱۵	۲۱۶	کون قبر میں داخل ہو کون نہیں۔	۳۰۳	۲۰۱	جنازہ کے ساتھ چلنے کا ثواب
۳۱۶	۲۱۸	میت کا قبر میں اتارنا	۳۰۴	۲۰۳	جنازہ اٹھانے کا ثواب
۳۱۸	۲۲۰	محمد کا فرشتہ	۳۰۴	۲۰۳	مردوں، عورتوں اور بچوں اور
۳۱۹	۲۲۱	قبر پر مٹی ڈالنا	۳۰۴	۲۰۳	آزاد و غلام کے جنازے
		قبرستان، اس پر پانی چھڑکانا اور اس	۳۰۵	۲۰۴	نادر
۳۲۰	۲۲۲	کو بلند کرنا			نماز جنازہ میں امام کے کھڑے
۳۲۱	۲۲۳	قبر کو مٹی سے بنانا اور پختہ کرنا	۳۰۶	۲۰۵	بیوتے کی جگہ
۳۲۱	۲۲۳	وہ مٹی جس میں میت دفن کی جائے	۳۰۶	۲۰۵	نماز میت زیادہ پڑھانے کا حقدار
۳۲۲	۲۲۴	تعزیت اور مصیبت	۳۰۶	۲۰۶	کیا ہے وضو نماز جنازہ پڑھ سکتا ہے
۳۲۳	۲۲۵	تعزیت کا ثواب	۳۰۶	۲۰۶	عورتوں کی نماز جنازہ
		اگر عورت مر جائے اور بچہ شکم میں	۳۰۶	۲۰۶	وقت نماز جنازہ
۳۲۳	۲۲۵	متحدرک ہو۔			نماز جنازہ میں پانچ تکبیروں
۳۲۳	۲۲۶	بچوں کا غسل اور ان پر نماز	۳۰۷	۲۰۸	کی علت۔
۳۲۵	۲۲۸	غریق اور برق زدہ	۳۰۸	۲۰۹	مساجد میں نماز جنازہ
۳۲۶	۲۲۹	مقتول کا دفن	۳۰۸	۲۰۹	مومن پر نماز تکبیر اور دعا
۳۲۷	۲۳۰	درندوں اور پرندوں کا کھایا ہوا	۳۱۰	۲۱۱	نماز میں میت کے لئے دعا کا حکم
۳۲۷	۲۳۱	کشتی میں مرنے والا	۳۱۱	۲۱۱	پانچ تکبیر سے زیادہ کی صورت
۳۲۸	۲۳۲	سوفی نیٹے ہوئے اور رجم پر نماز	۳۱۲	۲۱۲	ضعیف الایمان پر نماز
۳۲۹	۲۳۳	میت کے ہمسایوں کا فرض	۳۱۳	۲۱۳	نواصب کی نماز جنازہ
۳۲۹	۲۳۴	مرگ پسر	۳۱۳	۲۱۳	دوسرے جنازہ پر نماز

صفحہ

صفحہ

باب نمبر	مضامین	اردو ترجمہ	عربی متن	باب نمبر	مضامین	اردو ترجمہ	عربی متن
۷۹	تقویت	۳۳۵	۲۳۵	۸۶	قبر میں کسی سے پوچھا جاتا ہے	۳۳۹	۲۴۷
۸۰	صبر و جود و استرجاع	۳۳۶	۲۳۷		کسی سے نہیں۔		
۸۱	ثواب تعزیت	۳۳۷	۲۳۸	۸۷	قبر کیا کہتی ہے	۳۴۳	۲۵۲
۸۲	نسلی دنیا	۳۳۸	۲۳۹	۸۸	ارواحِ مومنین کے ہاں ہے	۳۴۴	۲۵۳
۸۳	زیارت قبور	۳۳۹	۲۴۰	۸۹	ارواحِ مومنین کہاں رہتی ہیں	۳۴۷	۲۵۴
۸۴	مرنے والا اپنے گھر والوں کی			۹۰	ارواحِ کفار کا مقام	۳۴۸	۲۵۵
	زیارت کرتا ہے۔	۳۴۰	۲۴۱	۹۱	احوالِ ارواح	۳۴۹	۲۵۶
۸۵	مرنے سے پہلے مال و اولاد و			۹۲	اطفال	۳۵۰	۲۵۷
	عمل سامنے آتے ہیں۔	۳۴۱	۲۴۲	۹۳	نور	۳۵۱	۲۵۸



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## عرض مترجم

اصول کافی جلد اول دوم کے ترجمہ کے بعد میرا قلم تھک گیا تھا تین سال کی شب و روز کی محنت اور پیرا سال کا اقتضا تو یہ تھا کہ کچھ روز آرام کروں۔ لیکن میری قسمت میں آرام کہاں۔ اگرچہ یہ انسانی فطرت ہے کہ ایک ہی کام کرتے کرتے طبیعت اکتا جاتی ہے لیکن اس کے ساتھ العادة کا طبیعتنا نشانیہ بھی کوئی چیز ہے جو قلم ساٹھ برس سے صفحہ نو قسط پر سیاہی بکھیرنا چلا آ رہا ہے اور جس کی دوادوش سے درس کو کتابیں زیرِ بطبع سے آراستہ ہو چکی ہیں جس نے ۲۸ برس سالہ نور کے صفحات کو پُر نور بنایا ہو یک دم ۱۹۷۵ء میں اس کا بند ہو جانا اور قلم کا رنگ جاننا بھی کچھ سنگا مہینہ نہ تھا جو دل و دماغ ہر ماہ اس کے مضامین لکھنے میں پوری کوشش سے اُسے کامیاب بنانے میں مصروف رہا ہو اس کا معطل ہو بیٹھنا میرے ذوق کی ناقص موت تھی۔

ابھی اسی سوچ بچار میں تھا کہ اب کیا کروں کہ مومنین کرام کی طرف سے خطوط آنے شروع ہو گئے کہ اصول کافی کے ترجمہ کے بعد آپ کو شروع کافی کا بھی ترجمہ کرنا چاہیے ورنہ یہ کام ادھر وادھر جائے گا۔ قوم پر آپ کا یہ مزید احسان ہو گا اصول کے ساتھ فروع کا ہیرونا ضروری ہے تاکہ کافی کی چاروں جلدوں کا ترجمہ مومنین کے سامنے آجائے اور مدت کے پایے مومنین کو احادیث معصومین کے ان نورانی اور روحانی سرچشموں سے پوری طرح سیرانی کا شرف حاصل ہو جائے۔ اس خواہش میں چونکہ وزن تھا (اور حصول سعادت کے لئے ایک ناقابل انکار تجویز بھی تھی لہذا اس مسئلہ پر مجھے غور کرنے کی ضرورت تھی۔ اصول کافی کے ترجمہ سے یہ کام زیادہ مشکل نظر آیا۔ کیونکہ ان دونوں جلدوں میں فقہی مسائل کے متعلق احادیث ہیں اور مسائل فقہیہ میں بین العلماء بہت کچھ اختلاف ہے اور اکثر احادیث میں تضاد اور معارضہ بھی ہے نوعیت کے لحاظ سے ان کے درجات بھی مختلف ہیں لہذا ان کے درمیان توافق پیدا کرنا اور احادیث آئمہ سے کسی مسئلہ کا استنباط کرنا فقہائے کرام اور مجتہدان عظام کا کام ہے کیونکہ اصل اجتہاد یہی ہے۔ میں نہ فقہ ہوں نہ مجتہد بلکہ دینی مدرسہ کا ایک معمولی طالب علم ہوں جسے جو کچھ دلچسپی ہے وہ علم کلام سے ہے اسی صورت میں یہ کوشش کیونکر کامیاب ہوگی میں صرف نوٹا پھوٹا ترجمہ کر سکتا ہوں اختلاف اور نوعیت کے متعلق کچھ نہیں کہہ سکتا۔

اسی تردد میں وقت گزرتا جا رہا تھا اور قلم اٹھانے کی ہمت نہ ہوتی تھی کہ غیب سے ایک تحریک ہوئی ایک رات خواب

میں دیکھا ایک عالم دین نے مجھے ایک کتاب دے کر کہا کہ لو یہ تمہاری کتاب ہے کھول کر دیکھا تو سرورق پر لکھا تھا دو ترجمہ فروع کافی؛ آنکھ کھلی تو سمجھا کہ قدرت مجھ سے یہ کام لینا چاہتی ہے یہ خواب و خیال نہیں بلکہ ایک حقیقت ہے اور میرے لئے ایک بشارت ہے۔ کبھی ہونے کی طبیعت چمک اٹھی، ایمانی جذبہ نے لٹکارا۔ اب دیر کیا ہے کام شروع کرو۔ اب اس کتاب کی شرحوں کی جستجو ہوئی۔ آخر علامہ مجلسی علیہ الرحمہ کی کتاب مرآة العقول، عراق سے منگوائی یہ کتاب چار جلدوں میں اور اصول کافی و فروع کافی کی بہترین شرح ہے۔ عربی زبان میں ہے اور نہایت باریک قلم سے لکھی ہوئی ہے اس کے مطالعہ میں بڑا وقت صرف کرنا پڑا۔ میں نے سوچا اگر ہر حدیث کے متعلق وہ تمام توضیحات و تشریحات درج کی جائیں جو علامہ علیہ الرحمہ نے لکھی ہیں تو فروع کافی کی ایک جلد کی کئی جلدیں بن جائیں گی اور اس کام کے لئے نہ تو میری عمر و نہ اس کا سبب ہے اور نہ ان تمام جملات کو طبع کرنے کا سامان مہیا ہو سکتا ہے تب میری کل کی طلب میں جزو بھی فوت ہو جائے گا۔ لہذا صرف ترجمہ پر ہی اکتفا کرنا ضروری سمجھا گیا اس سلسلے میں یہ بات بھی پیش نظر تھی کہ فقہی اصلاحات و تشریحات اور رواۃ کی جرح و تعدیل علماء کے مختلف ساکھ اور بیانات سے عوام کو کوئی دلچسپی بھی نہ ہوگی یہ زمانہ مختصر پندی کا ہے۔ ضخیم جلدیں پڑھنے میں کون اپنا وقت صرف کرے گا البتہ یہ اہتمام ضرور کیا جائے کہ ہر حدیث کے بعد اس کی نوعیت لکھ دی جائے تاکہ پڑھنے والے کو پتہ چل جائے کہ یہ کس قسم کی حدیث ہے، مزید جہاں کسی حدیث کے متعلق توضیح ضروری ہو اسے ضرور لکھا جائے۔

میں انسان ہوں اور پھر اسی برس کا بوڑھا ہوں نہ بدن میں سکت نہ قوی میں نہ در خدا کا فضل ہی فضل ہے کہ ایسی عمر میں جبکہ انسان اپنی ذہنی صلاحیتیں کھو بیٹھتا ہے میں نے یہ بھاری بوجھ اپنے سر دھر لیا ہے مجھ سے ہر قسم کی غلطی کا امکان ہے میں نے تو کثرت و علی اللہ کہہ کر قلم اٹھایا ہے وہی میری عشرات و زلات کا معاف کرنے والا ہے مجھے اس پر فخر ہے کہ

اس دینی خدمت کی سعادت مجھے نصیب ہو گئی۔ ممکن ہے میرے لئے یہی ذریعہ ہو جائے

قدرت حق بہانہ ہے جوید قدرت حق بہائے جوید

ترجمہ کے بعد مجھے امید نہ تھی کہ یہ کتاب جلد چھپ جائے گی کیونکہ اب کسی کتاب کا چھپنا آسان کام نہیں۔ کاغذ کی گرانی حد کو پہنچ گئی۔ کتابت و طباعت کی آجروں میں بہت زیادہ اضافہ ہو گیا۔ مکی سرایہ کی بنا پر کتابت بھی اچھی نہ ہو سکی۔ کیونکہ اگر کچھ کی ہو سکتی تھی تو اسی مد میں ہو سکتی تھی اچھے کاتب چار روپے صفحہ سے کم نہیں لیتے۔ معمولی کاتب دو روپے فی صفحہ سے کم پر راضی نہیں ہوتے۔

میں نے فروع کافی کی جلد اول کو دو حصوں میں تقسیم کرنا مناسب سمجھا ورنہ دو حصے مل کر ایک ہزار صفحہ سے زیادہ ضخیم ہو جاتا ایسی کتاب کا اعلیٰ تو چھپنا مشکل ہو جاتا اور اگر چھپ جاتی تو زیادہ قیمت کی کتاب خریدتے لوگ گھبراتے۔

اس حصہ میں کتاب الطہارت سے لے کر کتاب الصلوٰۃ تک ہے دوسرے حصہ میں زکوٰۃ و صوم و حج و جہا ہے۔

## کتاب کافی پر ایک نظر

قرنہ شیعہ کی کتب احادیث میں چار کتابیں زیادہ مشہور و مہتمم بالشان ہیں۔ تہذیب الاحکام، من لایحضرہ الفقیہ کافی اور استبصار۔ ان چاروں میں کافی کو ایک خاص مرتبہ حاصل ہے کیا بلحاظ تقدم زمانی اور بحیثیت اصول و تشریح دونوں کا مجموعہ ہونے کے۔ کتاب کافی کی چار جلدوں میں علامہ یعقوب کلینی علیہ الرحمہ نے سترہ ہزار احادیث جمع کی ہیں اس عالم ربانی نے بیس سال کی طویل مدت میں ان احادیث کو فراہم کیا ہے۔ ان کے جمع کرنے میں کیا صعوبتیں اس مقدس ہستی کو اٹھانا پڑیں اور کیسے کیسے سخت مواقع کا سامنا ہوا۔ جمع کرنے والے کا دل ہی جانتا ہوگا۔ ایک جگہ تو یہ احادیث تھی نہیں کہ وہاں سے یہ آسانی ملے لی جاتیں بلکہ شہر شہر قریہ قریہ اور گھر گھر جانا پڑا۔ جس کسی سے معلوم ہوا کہ فلاں عالم کے پاس حدیثیں ہیں جس طرح بن پڑا وہیں پہنچے اور نقل کر لیں اس زمانہ کی طرح اس زمانہ میں سفر آسان بھی نہ تھا غالباً سفر کا زیادہ حصہ پایادہ ہی طے ہوا ہوگا اور نہ معلوم کیا کیا دشواریاں پیش آئی ہوں گی۔ اس صعوبت سفر کے علاوہ سلاطین جوہر کی حکومت اور دشمنان اہلبیت کی ہرجہ کہشت اور شیعوں سے وہ سخت عداوت کہ خون کے پیاسے، احادیث اکملہ کے صغر ہستی سے ملانے پر کمر بستہ، ایک ایک شیعہ پر کڑی نظر ہر طرف حکومت کے جاسوس چھوٹے ہوئے۔ ان حالات کے تحت سترہ ہزار حدیثیں جمع کر لینا بڑا مشکل کام تھا۔ قریبہ کہتا ہے کہ یہ کام بہ سینڈرز از انجام دیا ہوگا یہ تھے مذہب حق کے جاننا سپاہی اور ملت بیضا کے بزرگوار اگر ایسے نہ ہوتے تو علوم آل محمد کا کسی کو پتہ ہی نہ چلتا۔

یہ مقدس کتاب اس اعتبار سے کافی بھی جاتی ہے کہ اس میں اصول و فروع کے متعلق اس کثرت سے احادیث ہیں کہ وہ شیعوں کی ہدایت کے لئے کافی و دانی ہیں۔ ہمارا یہ دعویٰ کسی وقت نہیں ہوا کہ کافی میں جتنی احادیث ہیں وہ سب صحیح ہیں بلکہ اس میں ہر قسم کی احادیث ہیں، صحیح، مؤثق، مرفوع، مرسل، ضعیف، مجہول اور حسن وغیرہ۔ ان کو درج کرنے کے متعلق یہ کہا جاسکتا ہے کہ ایسی احادیث کو جو معیار پر پوری صحیح ثابت نہیں ہوتیں لکھنے کی کیا ضرورت تھی۔ ان سے تو بہت سے شبہات و اعتراضات پیدا ہوتے ہیں جن سے اساس مذہب میں تزلزل پیدا ہوتا ہے۔ میں کہوں گا کہ ہر وقت وہ حالت کا تقاضہ ہوا کہ نہ ہوتا ہے معترض کو وہ زمانہ اپنے ذہن میں لیتے ہوئے اعتراض کرنا چاہیے۔ وہ زمانہ شیعوں کے لئے اضطراب انگیز، صبر آزما اور نہایت پر آشوب تھا احادیث معصومین کا بیان کرنے والا گردن زدنی قرار پاتا تھا۔ تعصب کی آگ ہر طرف بھڑکی ہوئی تھی۔ شیعوں کی زبان محفوظ تھی نہ آبرو، عرصہ حیات ان پر تنگ تھا۔ ایسی صورت میں جب کسی کے گھر میں آگ لگی ہو اور صاحب خانہ یہ چاہتا ہے کہ جو کچھ نکل سکے سیرکتے شعلوں میں سے نکال پھینکے۔ اس کو اس وقت یہ خیال نہیں ہوتا کہ کون سی چیز نکلنے کے قابل ہے

اور کون سی نہیں، کون قیمتی اثاثہ ہے اور کون کم قیمت، کون ضرورت کی ہے کون نہیں۔ اس وقت تو نہ کسی ترتیب کا لحاظ ہوتا ہے نہ قدر و قیمت کا۔ جو چیز ہاتھ میں آجاتی ہے نکال کر پھینکتا جاتا ہے یہ وقت اس فیصلہ کا نہیں ہوتا کہ کون چیز کہاں رکھی جائے گی یا کس شے کے پچانے کی ضرورت ہے اور کس کی نہیں، جب اطمینان نصیب ہو جائے اس وقت یہ باتیں سوچی جاتی ہیں۔

یہ امر بھی پیش نظر ہے کہ ہمارے مسلمان بھائی جن کتابوں کو صحاح ستہ کہتے ہیں جن کو تدریس کرنے والوں نے حکومتوں کے زیر سایہ امن و سکون کے عالم میں جمع کیا ہے تو حقیقتاً ان تمام کتابوں کے اندر تمام احادیث صحیح نہیں ہیں اگر وہ سب کی سب صحیح ہوتیں تو رنگیلا رسول جیسی ناپاک کتاب ان سے مدد لے کر نہ لکھی جاتی۔ ان صحاح میں بہت سی حدیثیں ایسے راویوں سے منقول ہیں جو نہ صرف کاذب نہیں بلکہ کذاب کتب رجال میں دکھائے گئے ہیں ان احادیث کے مضامین درایتاً صحیح بھی نہیں۔ حدیث کی صحت کا معیار یہ ہے کہ وہ آدل تو قرآن کے خلاف نہ ہو۔ دوسرا اس سے کسی فروغی یا اصولی مسئلہ پر رد نہ پڑتی ہو۔ تیسرے وہ درایتاً بھی صحیح ہو اور اس کے راوی معتبر و مؤثق ہوں، موثق ہوں ورنہ ان پر عمل کرنا ذریعہ نجات نہیں ہو سکتا۔ اگر ہر کس و ناکس کی بیان کردہ حدیث قابل و ثوق ہوتی تو رجال کی کتابیں لکھنے کی ضرورت ہی پیش نہ آتی۔ فرقہ شیعہ نے اپنی کتابوں کے متعلق کبھی یہ دعویٰ نہیں کیا کہ من اولہ الی آخرہ ان کی تمام احادیث صحیح اور مستواتر ہیں کسی کتاب میں کسی حدیث کا پایا جانا اس کا ثبوت نہیں کہ وہ صحیح ہے تا وقتیکہ وہ معیار پر صحیح نہ آئے۔

کافی کے متعلق یہ کہنا کہ اس کے لئے حضرت مجتہد نے فرمایا ہے ہذا کانت لک یقیناً۔ علماء شیعہ کے نزدیک ثابت نہیں اور اگر بالفرض یہ فرمودہ امام ہو بھی تو اس کے یہ معنی کیوں لئے جائیں کہ اس کتاب میں ہر حدیث صحیح اور مستند ہے بلکہ اس کے معنی یہ بھی تو ہو سکتے ہیں کہ اصولی اور فردی لحاظ سے یہ مجموعہ احادیث مذہبی ضروریات کے لئے کافی ہے۔

## چند ضروری باتیں

اس کتاب کو پڑھنے سے پہلے چند امور کو اپنے ذہن میں رکھئے۔

۱۔ اس میں ایسی احادیث بھی ہیں جن کو کلینی علیہ الرحمہ نے ایسے لوگوں سے لیا ہے جن کو راویوں کا سلسلہ یاد نہ تھا صرف ایک یا دو راویوں کے نام ان کو یاد تھے ایسی حدیث ضعیف یا مجہول ہے جب تک دوسری احادیث سے تائید نہ ہو اس پر عمل نہیں کرنا چاہیے۔

۲۔ ایسی احادیث بھی ہیں جن کا سلسلہ امام تک نہیں پہنچتا بلکہ اصحاب امام پر ختم ہوا ہے۔

۳۔ ایسی احادیث بھی ہیں جن کے راوی مجہول الحال ہیں۔



۴۔ ایسی احادیث بھی ہیں جن کی تائید و توثیق دوسری احادیث سے نہیں ہوتی۔

۵۔ ایسی احادیث بھی ہیں جو بلحاظ مضمون ایک مقام پر توثیق ہیں اور دوسرے مقام پر ضعیف، یہ فرق بلحاظ روایت ہے نہ بلحاظ مضمون حدیث۔

۶۔ ایسی احادیث بھی ہیں جو مصلحت امام نے اپنے شیعوں سے بیان کی ہیں یعنی ان کی عملی صورت اگرچہ مسلک و معتقدات کے خلاف ہے مگر امام نے اس لئے تعلیم کی کہ ان کے پیرو دشمنوں کے ضرر سے محفوظ رہیں اور ایسا نہ ہو کہ مخالفین شیعوں کو اپنے عقیدہ کے خلاف عمل کرتے دیکھ کر ان کو قتل کر دیں اور امام کو ہل معصائب کا سامنا کرنا پڑے۔

۷۔ بعض احادیث ایسی ہیں کہ امام نے بصورت تفسیر کسی کو ایک مسئلہ کا جواب لکھا ہے اور خطروں میں جانے کے بعد دوسرا جواب لکھ بھیجا ہے۔

۸۔ بعض اوقات مجلس امام میں حکومت کے جاسوس بھی آجاتے تھے ان کی وجہ سے سائل کو بالاجمال جواب دیا جاتا تھا۔

۹۔ بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ازراہ تفسیر امام نے مخالفوں کی نماز جماعت میں شرکت کی اجازت دی ہے۔

۱۰۔ ایسی احادیث بھی ہیں کہ دشمنوں کے خون سے امام نے سائل کو ہدایت کی ہے کہ ان کے جواب کو نشر نہ کرے۔

۱۱۔ ضعیف روایات کا زیادہ ہونا یہ بتاتا ہے کہ ناقلاًں حدیث یا تو امام کے ارشاد کو بالکل محفوظ نہیں رکھ سکے یا راویوں کا سلسلہ نقل درنقل ہوتے ہوئے غائب ہو گیا ہے صاحب کافی نے بغیر تفسیر و تحقیق اس کو درج کر دیا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ اس زمانہ کے شیعہ جو بحمد اللہ امن و امان سے زندگی بسر کر رہے ہیں اپنے آئمہ کی مشکلات کا اندازہ نہیں کر سکتے بڑے سخت دور سے گزرے ہیں ان زمانوں میں نقل احادیث کا طریقہ یہ تھا کہ جو لوگ حضرات آئمہ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے سوالات کے جوابات حاصل کرتے تھے ان کو کچھ لوگ محفوظ کر لیتے تھے اور اکثر کچھ لیتے تھے اس کے بعد ان سے اور لوگ نقل کرتے تھے اور یوں یہ سلسلہ من فلاں عن فلاں کی صورت میں کلینی علیہ الرحمہ تک پہنچا۔ لہذا اس صورت میں راویوں کے بعض سلسلے باقی رہے اور بعض نہ رہے اور اسی فرق کی بنا پر احادیث کی نوعیت قائم ہوئی جو ہر حدیث کے بعد علامہ مجلسی علیہ الرحمہ کی مرآۃ العقول سے نقل کر دی گئی ہے۔

کلینی علیہ الرحمہ کے حالات ہم اس سلسلے میں جلد اول میں لکھ آئے ہیں۔

## احادیث شیعہ کی تدوینی صورت اور ادوار آئمہ

شیعوں کے نزدیک وہ احادیث قابل عمل نہیں جن کا سلسلہ کسی معصوم تک نہیں پہنچتا۔ قرآن کے بعد ہمدانی و ابیہ کا سرچشمہ احادیث ہیں۔ احادیث رسول کو سننے والی دوہستیاں خاص تھیں اول حضرت علی علیہ السلام اور دوسرے

جناب فاطمہ زہرا صلوٰۃ اللہ علیہا کیونکہ یہی دو آغاز امر رسالت سے آخر تک جلوت و خلوت میں آنحضرت کے ساتھ رہنے والے تھے ان کے تعلیم دینے کی صورت یہ تھی کہ جب یہ حضرت سے سوال کرتے تو حضرت بتاتے اور جب خاموش رہتے تو حضرت بتاتے۔ خود امیر المؤمنین علیہ السلام فرماتے ہیں۔

اِذْ سَأَلْتُهُ اَنْبَايَ رَاذِ سَكْتٍ فَاَبْتَدَانِي

جب میں پوچھتا تو حضرت بتاتے اور جب چپ رہتا تو حضرت خود بتاتے۔

اس سے معلوم ہوا کہ احادیث رسول کا بڑا سچا حصہ حضرت علیؑ تھے جناب فاطمہ کی وفات تو آنحضرت کی رحلت کے چند روز بعد ہی ہوئی تھی لہذا ان کو اتنا موقع نہ ملا کہ زیادہ احادیث بیان کر سکیں۔ جو بیان کی تھیں ان کے دشمنوں نے انہیں بھی آگے نہ چلنے دیا اور ان کے مقابل جناب عائشہ کی احادیث سے صحاح کو پر کر دیا۔

حدیث کے معتبر ہونے میں سب سے پہلی شرط یہ ہے کہ اس کی روایت کا سلسلہ کسی معصوم پر جا کر ختم ہو اور معصوم سے نقل کرنے والا انہی کے زمانہ کا آدمی ہو اور کتب رجال میں اس کے معتبر موقوف اور صادق القول ہونے کی تصدیق کی گئی ہو۔ اصحاب رسولؐ اور اصحاب امیر المؤمنینؑ میں جو لوگ ناقلان حدیث تھے ان میں سے جن کی عقیدت حضرت علیؑ سے وابستہ تھی صحاح ستہ میں یا تو ان سے کوئی حدیث لی ہی نہیں گئی یا لی ہیں تو بہت کم تعداد میں۔

ایک طرف تو قرآن سے اہلبیت کا تعلق یوں قطع کیا گیا کہ حضرت علیؑ کے مرتبہ قرآن کو جو موافق تشریح تھا اس کو رد کر دیا گیا۔ دوسری طرف ہمارے آئمہ سے احادیث نقل نہ کی گئیں۔ اس طرح حدیث سے بھی الگ رکھا گیا۔ ایسی صورت میں کانون کو ان سے کیا عقیدت ہوتی اور وہ کیسے سمجھتے کہ اسلام کا ان سے کیا گہرا تعلق ہے۔

کس قدر عجیب بات ہے کہ حضرت ابوہریرہ سے جن کو دو سال چند ماہ شرف صحبت رسولؐ حاصل ہوا تھا ان سے پانچ ہزار سے زائد احادیث منقول ہیں اور دفتر رسولؐ جناب فاطمہ زہرا صلوٰۃ اللہ علیہا سے کل انیس اور حضرت علیؑ سے تقریباً چار سو۔

امیر معاویہ کے زمانہ میں حدیث سازی کا خاص طور پر ایک محکمہ قائم ہوا جس میں اتنی کثیر احادیث نئے سے نئے سانچوں میں ڈھالی گئیں کہ امام بخاری نے بخاری شریف لکھتے وقت تقریباً ایک لاکھ احادیث کو ناقابل اندراج قرار دی۔

اسی دور میں حضرت علیؑ اور دیگر آئمہ کی شان میں جو احادیث رسولؐ تھیں ان کا زبان پر لانا کسی سے بیان کرنا، ناقابل معافی جرم قرار دیا گیا۔ تمام قلمرو اسلامی میں یہ احکام نافذ ہوئے کہ جو کوئی حضرت علیؑ کی تعریف کرے یا ان سے کوئی حدیث نقل کرے اس کی گردن مار دی جائے اور اس کا گھر لوٹ لیا جائے۔ ایسی صورت میں یہ معجزہ ہی معجزہ تھا کہ فضائل امیر المؤمنینؑ اتنے باقی رہ گئے کہ ان سے کتا میں چھلک رہی ہیں اور باوجود اس کے کہ بنی امیہ اور بنی عباس

کے دور میں ایسے بہت سے کتب خانے جلا دیئے گئے جن میں ہزار ہا کتابیں تھیں۔ اب بھی آئمہ طاہرین علیہم السلام کے اقوال و احادیث کے بڑے بڑے ذخیرے موجود ہیں۔

حضرت امام حسن علیہ السلام اور امیر معاویہ کے درمیان صلح ہو جانے کے بعد دمشق حکومت نے زور و زور و طاقتوں سے کام لے کر ان احادیث کی پوری طرح روک تھام کی جن کے ناقل امام حسن علیہ السلام تھے بلکہ ان کو اجازت نہ تھی کہ وہ احادیث پر سر منبر بیان کریں جو مدرج اہلبیت یا مذمت بنی امیہ میں ہوں دوسری طرف تمام اسلامی حکومت کے خطیبوں کو تاکیدِ احکم دیا گیا تھا کہ برسہا برس حضرت علیؑ پر لعن کریں۔ حکومت بنی امیہ کے اس متشددانہ انداز نے شیعوں پر عرصہ حیات تنگ کر دیا تھا ایسی صورت میں شیعہ احادیث کی تدوین کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

امام حسن کے بعد جب امام حسین علیہ السلام کا دور حکومت آیا تو پہلے سے بہت زیادہ خطرناک بن گیا جس کی انتہا ایسے آغشتہ بہ کفر کے دور میں تدوین و ترمیم احادیث کا کیا ذکر جو لوگ سستے دامن ایمان بیچ رہے تھے وہ کان دگا کر بزرگ بات سنتے تھے یا حدیث کی جو احادیث بار بار امام حسین کے متعلق سرکارِ دو عالم نے بیان کی تھیں کہ بلا کی چالیس ہزار قحط کی تصدیق سے اس کا کیا واسطہ تھا زبانِ امام سے کوئی سننا کہ نہ چاہتا تھا اور امام مظلوم کی بات کا جواب تیروں کی زبان سے دیا جاتا تھا چوتھا دور امام زین العابدین کا تھا۔ واقعہ کہ بلا اہلبیت رسولؐ کا رہا سہا وفار بھی بنی امیہ کے ہوا خواہوں کی نظر میں ختم ہو گیا تھا۔ صد حیف جس گھر میں وحی آئی تھی اب وہ دیران تھا جس در پہ ملائکہ مسجدہ رحمت الہی کا نازل تھا۔ اب اس کی عظمت کے نقوش مٹ چکے تھے اور در و دیوار پر حسرت برس رہی تھی جو دروازہ خلق اللہ کی ہدایت کے لئے کھلا ہوا تھا اب وہ بند ہو چکا تھا۔ جس خادۂ فضل و کمال میں جو انان بنی ہاشم کی جلوہ آرائی تھی اب اس میں ایک ستم رسیدہ ناواں کے سوا کوئی نہیں اب درس حدیث کون لئے کون لئے، حاکم مدینہ کی طرف سے یہاں تک تشدد ہے کہ واقعہ کہ بلا کے متعلق زبان سے ایک حرف نہ نکالا جائے۔ فضیلتِ امام حسین کے متعلق کوئی بات نہ کی جائے۔

پانچواں دور امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہما السلام کا تھا چونکہ اللہ تعالیٰ کو اپنے رسولؐ کی تعلیم کو ناقیامت باقی رکھنا تھا۔ لہذا اس نے یہ بندوبست کیا کہ اہلبیت سے عداوت رکھنے والوں کو باہم دست و گریبان کر دیا یہ وقت تھا جب بنی امیہ کے ایوان حکومت میں زلزلہ آیا ہوا تھا اور بنی عباس اپنی حکومت کی جڑیں جھار رہے تھے حصولِ اقتدار کی جدوجہد میں خون کی ندیاں بہہ رہی تھیں۔ ہر ایک کو اپنی پگڑی سنہا لنی دشوار تھی لہذا اہلبیت رسولؐ کا خون چوسنے والی تلواریں کچھ دنوں کے لئے نیام میں چلی گئی تھیں اور اپنے اپنے وقار کی روک تھام کی فکر میں آئمہ علیہا السلام کی طرف سے غافل ہو گئے تھے ہمارے دونوں اماموں کو اس وقفہ میں اتنا موقع مل گیا کہ مسجد نبوی میں درس کا آغاز کر دیا لوگ موضوعہ احادیث سنتے سنتے اکتائے تھے قرآنی آیات کی نئی سے نئی تاویلیں اضطراب پیدا کر رہی تھیں۔ مسائل فقہیہ اپنی جگہ سے ہٹ کر کچھ سے کچھ ہو گئے تھے لوگوں کی تری نگاہوں نے جب امام محمد باقر علیہ السلام کو مسجد نبوی میں درس دیتے دیکھا تو جوق در جوق

لوگ اس مجلس اور ایساں افراد درس میں شرکت کے لئے دور دور سے آنے لگے۔ رشتہ داران کھل گئے۔ قلم چل پڑے۔ امام کی زبان صداقت ترجمان سے احادیث صحیحہ سن سن کر ضبط تحریر میں لانے لگے۔ یہ احادیث لکھنے والے چار ہزار صاحبان علم و فضل تھے۔ اسلامی حکومت کا کوئی حصہ ایسا نہ رہا جہاں کے لوگ اس سعادت عقلی سے محروم رہے ہوں۔ انتہا یہ ہے کہ امام ابو حنیفہ جیسے لوگ بھی اس درس میں شریک ہوئے جس کو حقیقی احادیث لکھنے کا موقع مل گیا وہ لکھ کر لے گیا اور اپنی بستی کے مومنین کو جا کر سناتیں اس دور میں چار سو کتا بوں کے اندر احادیث جمع ہوئیں جو اصول اربعہ کہلاتی ہیں ان چار سو زریں صحیفوں میں کئی کتنی حدیثیں تھیں ان کا پتہ نہیں چل سکا۔ یہ مجموعہ چار سو کتا بوں کی صورت میں تھا متفرق مقامات پر پہنچ گیا۔ انہی کو سن کر لوگوں نے حفظ کر لیا اور ان کی نقلیں بھی کر لیں۔ ان چار سو کتا بوں میں جو احادیث جمع تھیں وہ بے ترتیب تھیں۔ جس نے جو حدیث کسی مضمون کی سنی درج کر لی۔ سب سے پہلے جس نے بقید ابواب احادیث کو جمع کیا وہ صاحب کافی فی التہذیب جناب ملا ابو جعفر یعقوب کلینی علیہ الرحمہ والغفران تھے انہی چار سو کتا بوں کی جستجو میں وہ پورے بیس سال تک سرگرداں رہے کافی میں زیادہ تر احادیث وہی ہیں جن کا سلسلہ روایت یا تو امام محمد باقر علیہ السلام تک پہنچتا ہے یا امام جعفر صادق علیہ السلام تک۔ ابو جعفر علیہ السلام سے مراد امام محمد باقر علیہ السلام اور ابو عبد اللہ سے مراد امام جعفر صادق علیہ السلام ہیں۔

اگر یہ چار سو کتا بیں دشمنوں کے دست برد سے محفوظ رہتیں تو کتنا بڑا علمی سراپا ہو تا۔ مگر جن ناحق شناسوں نے معصوموں کے گلے پر چھری پھیری وہ ان کے ذخیرہ احادیث کو کہاں چھوڑنے والے تھے چنانچہ جہاں کہیں شیعوں کا قتل عام ہوا وہاں ان کے کتب خانے بھی پھونک دیئے گئے۔ سب سے زیادہ کتا بیں بغداد کے حملہ کرخ میں تھیں جو سب کی سب تباہ کر دیں۔ محقق طوسی نے شیعوں کی تباہی کا جو مرثیہ لکھا ہے اس میں خصوصیت سے کتب خانوں کے جلائے کو لکھا ہے۔

اس کے بعد امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کا دور حکومت آیا تو وہی جان و مال و آبرو کے خطرہ کو ساتھ لے کر آیا اب سلطنت عباسیہ کی بنیادیں مستحکم ہو چکی تھیں۔ لہذا ائمہ رسولی کی عداوت کی دلی آگ پھر بھڑک اٹھی جس کے نتیجے میں امام علیہ السلام پندرہ سال سے زیادہ تیر و تار زندانوں میں بند رہے۔

مولا پہ انتہائے اسیری گزر گئی زنداں میں جوانی و پیری گزر گئی  
ایسی صورت میں احادیث بیان کرنے کا کیا موقع تھا مومنین ترستے رہ گئے تاہم قید و بند سے جب تنہا رہائی ملی ہدایت کو اپنا فریقہ سمجھا۔ ہدایت کے مواقع کم ملنے کی وجہ سے آپ سے بہت ہی کم احادیث مروی ہیں۔

آپ کے بعد امام رضا علیہ السلام کو کچھ وقت ایسا مل گیا کہ آپ نے احادیث کو بیان فرمایا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے دور حکومت میں تدوین حدیث کا کام از سر نو شروع ہوا۔ آپ کی احادیث کا مجموعہ کتب بیون الاخبار میں ہے۔

زمانہ کی ناسازگاری اور شیعوں کی بے بسی کا یہ عالم تھا کہ وہ اپنے آئینہ کی صورت دیکھنے اور ان کی زبانی حدیث رسول سننے کے لئے ترس گئے تھے چنانچہ جب امامون رشید عباسی خلیفہ تھے۔ امام رضا علیہ السلام کو اپنا ولی عہد بنانے کے لئے بلایا اور لاؤشکر کے ساتھ جب آپ کی سواری خراسان پہنچی تو بغرض زیارت ہزار مومنین جمع ہو گئے حبیب محمد کا پردہ اٹھا اور



مومنین شرف زیارت شریف ہوئے تو فرط مسرت سے آنکھوں میں آنسو آگئے اور تعویذ سے تمام فضا گونج اٹھی سب نے کہا کہ ادب عرض کی یا رسول اللہ ہم آپ کی زبان مبارک سے آپ کے ہر کلمہ کوئی حدیث سننا چاہتے ہیں۔ امام نے اس درخواست کو قبول فرمایا اور یہ حدیث بیان فرمائی۔

ایہذا الناس قال جدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال لا اله الا اللہ وجبت لہ الجنۃ لکن بشرط طہارۃ و طہارۃ انما من شہد و طہار۔  
ترجمہ ۱۔ لوگو! میرے جد نامدار حضرت رسول خدا نے فرمایا ہے جس نے لا اله الا اللہ کہا جنت اس پر واجب ہوگی لیکن کچھ شرطوں کے ساتھ اور ان میں سے ایک شرط میں بھی ہوں۔  
یعنی ہم اہلبیت کی محبت و حُب جنت کی شرط ہے۔

جب امام علیہ السلام نے یہ حدیث بیان فرمائی بے شمار قلمدان کھلے اور لوگوں کے قلم چلنے لگے۔  
خود کرو کیسے کیسے نازک دور عباس اہلبیت پر گزرے ہیں وہ نہ تو آزادانہ طور پر اپنے آئمہ سے مل سکتے تھے نہ ان کی زبان سے احادیث سن سکتے تھے نہ ان سے سنی ہوئی احادیث بالاعلان بیان کر سکتے تھے بلکہ کافی میں بہت سی حدیثیں ایسی ہیں کہ ان کو بیان کر کے امام نے تاکید فرمائی ہے کہ چونکہ یہ عقائد عامہ کے خلاف ہیں لہذا ان کو بیان نہ کریں ورنہ ان کی جانیں خطرے میں پڑ جائیں گی اور ہمارے لئے مصیبت بن جائے گی اگر بغض و نفرت نفل کرنا ہی پڑے تو یہ کہہ کر بیان کرنا۔ قال الرجل یعنی ایک شخص نے بیان کیا ہے ہمارا نام نہ لینا یا کسی ہمارے صحابی کا نام نہ کرنا کہ میں نے فلاں شخص سے سنا ہے تمام احادیث میں امامین علیہما السلام کی کفایت مذکور ہے نام نہیں لیا گیا یعنی قال ابو جعفر اور قال ابو عبد اللہ ہے۔ یوں نہیں لکھا گیا قال جعفر الصادق علیہ السلام۔ بعض احادیث میں قال رجل صائم یعنی ایک مرد نیک نے فرمایا اور اس سے مراد ہیں امام موسیٰ کاظم علیہ السلام یا قتال ابو الحسن سے مراد ہیں امام رضا علیہ السلام چونکہ عام لوگ کفایت سے ناواقف تھے لہذا راوی خطرے سے محفوظ رہا ہے۔

امام رضا علیہ السلام کے بعد پھر کوئی ایسا دور نہ آیا کہ کسی امام سے سن کر تدوین احادیث کا کام کیا جاتا کیونکہ امام محمد تقی، امام علی نقی اور امام حسن عسکری علیہم السلام کی زندگیاں یا تو قید خانوں میں گزریں یا ان کے دروازوں پر پہرے رہے یا حکومتوں کے جاسوس ان کے اور ان کے شیعوں کے پیچھے لگے رہے جو لوگ جان پر کھیل کر ان تک پہنچ جاتے وہ کچھ فیض پالیتے۔  
ایک مدت دراز تک ہمارے آئمہ کی احادیث یا تو سینوں میں محفوظ رہیں یا خفیہ طور پر نقل ہوتی رہیں جیسے جیسے علمائے شیعہ کو موقع ملتا رہا تحریر یا تقریراً نشر و اشاعت کرتے رہے البتہ جب شیعی سلطنتیں قائم ہوئیں تو تدوین احادیث کا زیادہ موقع ملا۔ یہ کام زیادہ تر آل بویہ، صفوی اور قاجاری سلطنت میں زیادہ ہوا۔

## ضرورت تدوین احادیث پر تبصرہ

ہمارے لئے ہدایت کا سچا قرآن کریم ہے لیکن اس میں بہت سی آیات ایسی ہیں کہ ان کے مفہام کو لغت عرب کی مدد سے یا عربی زبان کے اسلوب بیان کی واقفیت کے بعد بھی سمجھنا مشکل ہو جاتا ہے مثلاً والفر واللہ بال عشر سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ وہ راتیں کون سی ہیں لامحالہ ایسی آیات کو سمجھنے کے لئے ہم کو احادیث کی طرف رجوع کرنا ضروری ہو تا ہے کیونکہ یا تو اس کا صحیح مفہوم رسولؐ بتا سکتے ہیں یا آلہ رسولؐ جن کو رسولؐ نے بتا دیا ہے۔

علمائے اسلام کا اس پر اتفاق ہے کہ قرآن فہم کے لئے احادیث سے مدد لینا ضروری ہے اس میں شک نہیں کہ آنحضرتؐ کی احادیث ہی سے علوم اسلام کا نشر ہوا ہے اور لوگوں کو جو اطن قرآن سے آگاہی ہوئی ہے۔ علم حدیث نے رفتہ رفتہ ترقی کی ہے اور اب یہ ایک مستقل فن بن گیا ہے جیسا کہ سیرت ابن ہشام، تاریخ طبری، بلاذری اور فتوح البلدان کے مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے۔

یہود و نصاریٰ نے جو غلط اور شرمناک قصے دنیا میں پھیلا رکھے تھے اور آسمانی کتابوں میں جو تصرفات کئے تھے احادیث رسولؐ نے اس کی نشاندہی کی، قرآن نے ان کی غلط بیانی کا بھانڈا بھجوا دیا لیکن افسانہ نویسوں نے قصص انبیاء و مرسلین میں واقعات لمبا چوڑا بنا کر ایک دوسرا راستہ اختیار کیا تو احادیث کے سلسلہ اثر سے وہ جدا ہو گئے لیکن اسلامی معتقدات کے دائرہ اندر ہی گھومتے رہے۔

نبیادت کے تفصیلی احکام کے علاوہ تہذیب اخلاق کے اصول بھی ہم کو احادیث ہی سے معلوم ہوئے۔ ایرانی، ایرانی رومی اور ہندی فلسفہ کار و بھی ہم کو احادیث ہی سے معلوم ہوا۔ انہی احادیث میں اخلاقی، معاشرتی، تمدنی، دینی اور دیوبی ضوابط حیات و مہمات کا بحر سیراں بھی ہے انہی میں ما بعد الطبیعات اور حیات بعد الموت کے مسائل مشککہ کو بھی حل کیا گیا ہے احادیث و قرآن میں ہم آہنگی لازمی ہے جس حدیث کا مضمون مطابق قرآن نہ ہو یا جس سے اصول اسلام پر زور پڑتی ہو وہ حدیث صحیح نہیں کہی جاسکتی۔ جیسا کہ رسولؐ نے فرمایا ہے جو حدیث موافق قرآن نہ ہو اسے بیان کرنے والے کے منہ پر مار دو۔ چونکہ حدیث و قرآن میں موافقت ضروری ہے لہذا جس طرح احکام قرآنی پر عمل کرنا ضروری ہے حدیث رسولؐ پر بھی ہے۔ کیونکہ اطاعت خدا کی طرح اطاعت رسولؐ بھی فرض ہے قرآن کہتا ہے۔ **مَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَكَانْهََا كَمَنْ عِنْدَ مَا تَحْتَضِرُوا** پس جب ایسا ہے تو احادیث کی نگہداشت بھی ضروری ہے تاکہ وہ ضائع نہ ہوں۔

رسول اللہؐ کی وفات کے بعد اس امر میں اختلاف ہوا کہ احادیث کو جمع کیا جائے یا نہیں۔ علامہ سیوطی نے تدریب الراوی میں لکھا ہے کہ صحابہ کرام کے درمیان کتابت اور تدوین احادیث کے بارے میں اختلاف ہوا ان میں اکثر اس لئے تدوین کے خلاف تھے کہ قرآن و احادیث غلط ملط نہ ہو جائیں اور یہ کہ لوگوں کی توجہ قرآن سے زیادہ احادیث کی طرف نہ ہو جائے۔ دوسرا گروہ

اس نے ضروری جانتا تھا کہ ان کے اذہان سے جو ہو جانے یا کچھ حصہ بھول جانے کا اندیشہ تھا یہ رائے ان کی حضرت علی کے اس قول کے مطابق تھی قید در العسلۃ فی الکتابۃ (علم کو دیکھ کر قید کر لو) یعنی تحریر میں آنے کے بعد ضائع ہونے کا اندیشہ ہوتی نہیں رہتا۔  
الغرض غور و خوض کے بعد صحابہ کا اس پر اجماع ہو گیا کہ تدوین ضروری ہے چنانچہ تدوین کا پہلا نقش حضرت علی علیہ السلام کا وہ صحیفہ ہے جس کا تذکرہ امام بخاری نے اپنی کتاب "الفرائض" کے باب

ابراہیم تمیمی سے مروی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام فرماتے تھے۔ پہلے اس قرآن کے سوا کوئی کتاب نہیں سوائے اس صحیفہ کے۔ حضرت نے اس صحیفہ کو باہر نکالا تو دیکھا کہ کچھ احادیث متعلق اقسام قصاص اور انٹوں کے اس میں درج ہیں۔  
دوسری مدی تک اس کا وجود اہلبیت میں ثابت ہے جس کا پتہ محمد بن الحسن الصفار کتاب بصائر الدرجات والی حدیث سے ملتا ہے جو عبد الملک کی تاریخ کے لحاظ سے یہ پہلی کتاب ہے جس میں ترتیب کے ساتھ احادیث کو جمع کیا گیا۔ اس کے بعد مناب ابو ذر نے بھی تدوین حدیث میں پورا حقد لیا۔ ان کتابوں کا تذکرہ شیخ الطایفہ ابو جعفر طوسی اور ابو عباس نجاشی نے اپنی اپنی کتب میں مصنفین میں کیا ہے، لیکن اب یہ کتابیں ناپید ہیں۔

لفظ حدیث قرآن میں کئی جگہ آیا ہے رھلت اناک حدیث موسیٰ، ھلت اناک صیف ابراہیم علیہ السلام منے تا ولیہ الاحادیث وغیرہ یوں تو حدیث کے معنی بات یا واقعہ کے ہیں لیکن اصطلاحی معنی میں وہ روایت ہے جس میں قول معصوم فعلی معصوم یا تقریر معصوم نقل کی گئی ہو اور روایت کے معنی ایک کلام کو دوسرے سے نقل کرنا ہے۔

علامہ شیخ طریقی نے مجمع البیان میں فرمایا ہے کہ روایت اصطلاح میں وہ بات ہے جو ایک کو دوسرے سے اس طرح پہنچے کہ اس کا نقطہ آخر معصوم ہو خواہ وہ متواتر ہو یا واحد اور راوی وہ کہلاتا ہے جو اسناد کے ساتھ نقل کرے اور اگر بغیر اسناد نقل کرے تو اس کو خروج کہتے ہیں لیکن بعض اوقات خروج پر راوی اور راوی پر خروج کا لفظ بولا جاتا ہے۔  
احادیث رسول کے ناقلین اول اہلبیت رسول ہیں پھر صحابہ پھر تابعین پھر تبع تابعین۔

صحابہ سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے صحبت رسول کا شرف حاصل کیا ہو اور رسول کے آداب و رسوم کو یاد رکھا ہو، جہاد میں شریک ہو، اور ایسے لوگ بھی صحابہ کہلاتے ہیں جو جنگ میں تو شریک نہ ہوں مگر راوی حدیث ہوں یہ دوسرے طبقہ میں شامل ہیں۔ تیسرا طبقہ ان لوگوں کا ہے جنہوں نے صغر سن میں رسول کو دیکھا ہو اور ان کا سن چھاد میں شریک ہونے یا حدیث ذکر کرنے کے قابل نہ ہو۔

صحابہ کی تعداد میں اختلاف ہے صدوق علیہ الرحمہ نے انحصار میں روایت امام جعفر صادق علیہ السلام اصحاب رسول کی تعداد بارہ ہزار بیان کی ہے اور شہید علیہ الرحمہ نے درایہ میں ایک لاکھ لکھی ہے اور بعض کے نزدیک ایک لاکھ ۲۰ ہزار ہے غالباً صدوق علیہ الرحمہ نے یہ تعداد راویان حدیث کی بیان کی ہے۔

اہل سنت کی صحاح اور دیگر کتب میں یوں تو ہزار ہا راوی ہیں۔ مگر سب سے زیادہ حضرت ابو ہریرہ کی روایتیں ہیں

جن کی تعداد پانچہزار تین سو چہتر ہے ان کے بعد امام المؤمنین جناب عائشہ کا نمبر ہے جن سے دو ہزار دو سو بیس روایتیں مروی ہیں۔ حضرت ابو بکرؓ ۱۴۲ حضرت عمرؓ ۵۳۷ عبد اللہ بن عباسؓ ۱۵۰۰ حضرت فاطمہؓ سے کل ایس اور حضرت علیؓ سے ۵۸۶۔ تعجب ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ جو فتح مکہ کے بعد مسلمان ہوئے تھے اور جن کو آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہونے کا شرف صرف دو سال تھا اتنی کثیر حدیث کے راوی کیسے ہو گئے۔ دراصل ایک ان کا شمار اہل صفہ میں تھا اور جن کو صحبت رسولؐ میں شرکت کا موقع کم ملتا تھا اور حضرت علیؓ سے کل ۵۸۶، حالانکہ وہ سب سے زیادہ خدمت رسولؐ میں رہے تھے اور تعجب بالائے تعجب یہ ہے کہ حضرت فاطمہؓ سے کن ۱۱۹ احادیث منقول ہیں اور حضرت عائشہؓ سے دو ہزار سے زائد، حالانکہ حضرت فاطمہؓ کو حضرت عائشہؓ سے معیت رسولؐ اللہ زیادہ رہی تھی۔

یہ بھی کچھ کم تعجب کی بات نہیں کہ آنحضرتؐ کی پیشگوئیوں کا تعلق جن مہمان اہلبیت سے تھا اور ان احادیث کی فہرست سے ان کے نام خارج ہیں۔ حالانکہ ان سے حضورؐ کی غیب دانی کا ثبوت ملتا تھا۔ بطور نمونہ ہم یہاں صرف پیشین گوئی لکھتے ہیں جن کو صرف صاحب کنز العمال نے لکھا ہے۔

ابو عمرو بن عمر بن عبد العزیزؓ نے جو چوتھی صدی کے علمائے اعظم سے تھے، فضل بن زبیر سے روایت کی ہے۔ ایک روز میثم تمار اور حبیب بن مظاہر گھوڑوں پر سوار جا رہے تھے جب مسجد نبویؐ اسد کے قریب پہنچے تو حبیب نے فرمایا۔ اس وقت میں ایسے شخص کو دیکھ رہا ہوں جو داف الزرق کے قریب خر بوزے بیٹھا ہے (یعنی میثم تمار) آل رسولؐ کی محبت میں اسے سولی دی جائے گی اور سولی پر اس کا پیٹ چاک کیا جائے گا۔ میثم نے کہا میں بھی ایک ایسے شخص کو دیکھ رہا ہوں جو ستر زند رسولؐ کی نصرت میں قتل کیا جائے گا (حبیب بن مظاہر) اس کا سر نیزے پر رکھ کر کوفرے جایا جائے گا اور پھر ایا جائے گا یہ کہہ کر دونوں چلے گئے۔ حاضرین نے کہا کہ ہم نے ان سے ہجو ٹاکسی کو نہیں دیکھا۔ دونوں نے کیا غپ ہانکی ہے۔ تھوڑی دیر بعد رشید سہمی وہاں پہنچ گئے لوگوں نے یہ واقعہ ان سے بیان کیا۔ انھوں نے کہا وہ اس شخص کا تذکرہ کرنا بھول گئے جس کا سر لانے کا قاتل کو سو روپیہ انعام دیا جائے گا (یعنی رشید سہمی) لوگوں نے کہا یہ ان دونوں سے زیادہ جی ہے لیکن بعد میں لوگوں نے دیکھ لیا کہ آنحضرتؐ کی یہ دونوں پیشین گوئیاں پوری ہوئیں اور خدا کے یہ عبادت گزار بندے ان احادیث رسولؐ کے بیان کرنے کے جرم میں مارے گئے جن میں فضائل اہلبیت تھے۔

محدثین عامہ کا مختصر بیان یہ ہے کہ امام محمد بن اسماعیل بخاری بعقیدہ سواد اعظم اپنے زمانہ کے امام المحدثین تھے انھوں نے اپنی صحیح میں تمام طرق حماد و عراق و شام سے احادیث لکھی ہیں اور نہ باب میں تکرار احادیث کیا ہے یہاں تک کہ ان کا ۲۹ ہزار تک پہنچ گیا ہے۔ جن میں تین ہزار حدیثیں مکرر ہیں۔ اسانید بھی مختلف ہیں۔ ابن حجر نے شرح بخاری میں لکھا ہے کہ سب سے پہلے جس نے احادیث کو جمع کیا وہ ربیع بن صخر تھے جن کی وفات ۱۱۰ سالہ میں ہوئی۔ ان کے بعد سعید بن عروہ پھر ابوالحسن مسلم بن

جملہ فقہی نے جن کی وفات سلسلہ میں ہوئی امام بخاری کی طرح احادیث کو جمع کیا اور مکررات کو حذف کر دیا اور اسناد کے ساتھ احادیث کو فقہی الابواب کی ترتیب سے جمع کیا۔ ان کے علاوہ امام مالک نے مدینہ میں عبد الملک بن جریج نے مکہ میں اور زاعمی نے شام میں، سفیان ثوری نے کوفہ میں، حماد بن سلمہ نے بصرہ میں احادیث جمع کیں ان کے علاوہ شریک عبد اللہ، عبد اللہ بن ابی یعلیٰ، محمد بن ادیس شافعی، مالک بن انس، احمد بن حنبل بھی اصحاب حدیث سے ہیں ان کتب کے علاوہ سنن ابوداؤد، سنن ابی ماجہ، سنن نسائی، سنن ترمذی اور موطا بھی کتب احادیث ہیں۔

ابن خلدون کا اعتقاد یہ ہے کہ اہل حجاز نے اہل عراق سے اکثر احادیث نقل کی ہیں حالانکہ مدینہ دار ہجرت اور پناہ گاہ صحابہ بھی تھا وجہ یہ ہے کہ اکثر جلیل القدر صحابہ حجاز عراقی منتقل ہو گئے تھے اور وہ اہل حجاز بھی تھے۔ امام ابو حنیفہ نے صرف ستر احادیث نقل کی ہیں امام مالک نے تقریباً تین سو اور احمد بن حنبل نے پچاس ہزار۔ فقہ احادیث کی صورت سواد اعظم نے یہ بیان کی ہے۔

اموی خلیفہ عمر بن عبد العزیز نے اپنے ایک گورنر ابو بکر بن مکرم کو ایک خط لکھا کہ حضرت رسول خدا کی جو احادیث ہیں ان کو لکھ لیا کرو۔ مجھے ظن ہے کہ یہ اندیشہ ہے کہ علم حدیث ختم نہ ہو جائے مگر یہ خیال رہے کہ سوائے احادیث پیغمبر اور کوئی چیز کتابت میں نہ آئے۔ مجلس مذاکرہ میں احادیث کا بیان ہونا چاہیے تاکہ لوگ ارشادات رسول سے واقف ہوں یا درکھو علم اس وقت مر تبہ ہے جب اس کو چھپایا جائے۔

## تدوین احادیث شیعہ

پہلی صدی میں تدوین احادیث کی ضرورت کا احساس ہونے لگا تھا اس کی ابتداء جیسا کہ بیان ہوا امام محمد باقرؑ کے زمانہ سے ہوئی۔ آپ کے درس میں آپ کے وہ اصحاب بھی شریک ہوتے تھے جو ملکا ظالم و فضل و زہد و روح و تقویٰ سرآمد روزگار اور علم حدیث کے نامور روایات میں سے تھے۔ جابر بن یزید جعفی، ابان بن تغلبہ وغیرہ جنہوں نے امام زین العابدین امام محمد باقر امام جعفر صادق سے ۳۰ ہزار حدیثیں روایت کیں۔ انہوں نے ایک کتاب میں احادیث کو جمع بھی کیا تھا جو معتبر اصول احادیث مانی جاتی تھیں۔ افسوس ہے کہ زمانہ کے دست برد سے وہ تلف ہو گئیں ابو حمزہ ثمالی جو اصحاب امام میں ایک درجہ رکھتے ہیں علم حدیث میں ید طولی رکھتے تھے ان کی کتاب النور میں احادیث کا ایک ذخیرہ تھا۔ زرارہ بن اعین جب امام جعفر صادق کی خدمت میں آتے تھے تو اپنا قلمدان ساتھ لاتے تھے اور جو امام فرماتے تھے وہ لکھتے جلتے تھے اور مختلف قسم کے سوالات کر کے امام سے جواب حاصل کرتے تھے اس کتاب میں ان سے بہت سی حدیثیں نقل ہیں۔ زرارہ محمد بن مسلم بھی راویان حدیث سے ہیں۔ یہ بہت بے باکی ہے احادیث آئمہ لوگوں سے بیان کرتے تھے جس کی وجہ سے دشمنان اہلبیت در پے آزار ہوئے امام علیہ السلام نے یہ تاکید ان کو نشر احادیث سے منع فرمایا۔



یہ تھے وہ لوگ جن کے متعلق امام فرمایا کرتے تھے (لو لا حولہ و لدہ صحت احادیث) اگر یہ لوگ نہ ہوتے تو میرے پدر بزرگوار کی احادیث تلف ہو جاتیں۔ صاحب اعلام انوری شیخ ابو علی طبری نے لکھا ہے کہ جن لوگوں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے احادیث کو نقل کیا ہے وہ چار ہزار علماء تھے اور جو کتابیں امام محمد باقر علیہ السلام سے لے کر امام حسن عسکری علیہ السلام کے زمانہ تک ایک حدیث کے اندر علم حدیث میں تصنیف ہوئیں ان کی تعداد چھ ہزار چھ سو تھی۔ لیکن جناب شیخ حر عاملی علیہ الرحمہ نے وسائل الشیعہ میں لکھا ہے کہ امام محمد باقر امام جعفر صادق علیہم السلام کے زمانہ میں چار سو کتابیں علم حدیث میں لکھی گئیں جو اصل اربعہ مائۃ کہلاتی ہیں یہ سب حدیث کی معتبر و منتخب کتابیں تھیں انہی سے بعد کے زمانوں میں حجۃ حدیث کا کام لیا گیا ان کتابوں میں سے اب مرت سلیم بن قیس کی کتاب یا ایک دور اور باقی ہیں باقی دشمنوں نے یا تلف کر دیں یا دریا برد۔

کلینی علیہ الرحمہ کے علاوہ شیخ صدوق محمد بن علی بن بابویہ علیہ الرحمہ نے "سنن لا یحضرہ الفقہ" تالیف کی پانچویں صدی میں شیخ الطائفہ محمد بن الحسن طوسی نے کتاب تہذیب الاحکام اور کتاب استبصار لکھی یہ چاروں کتابیں کتب اربعہ کہلاتی ہیں ان کتابوں میں تعداد احادیث کی صورت یہ ہے۔

کافی ۱۶۰۹۹، سنن لا یحضرہ الفقہ ۹۰۴۴، تہذیب الاحکام ۱۳۵۹۰، اس کتاب میں ۳۹۳۳ باب ہیں۔  
استبصار ۵۸۱۱ اس میں ۹۲۰ باب ہیں احادیث کی کل تعداد ۳۴۴۳۴۴ ہوتی ہے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ باوجود طرح طرح کے مصائب و آلام میں مبتلا ہونے کے ہمارے آئمہ نے دین کی کیا خدمت کی ہے۔  
یہ عجیب بات ہے کہ چاروں مصنفین کے نام محمد اور کنیت ابو جعفر ہے۔

علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے بحار الانوار کو ۲۶ جلدوں میں تالیف کیا جس میں کتب اربعہ کے علاوہ سیکڑوں کتابوں سے ہر شعبہ کے متعلق احادیث کو جمع کیا ہے ان کے علاوہ جناب شیخ حر عاملی نے وسائل الشیعہ میں مرتب فقہی احادیث کو جمع کیا ہے اس کے بعد آج تک انہی کتابوں سے استنباط کر کے پر شمار علماء شیعہ نے کتابیں تصنیف کیں۔

### احادیث کی صحت جانچنے کا طریقہ

انہی بات تو ہر شخص جانتا ہے کہ کوئی بات جب کسی کے منہ سے نکلتی ہے اور مختلف لوگ اپنے اپنے الفاظ میں اسے نقل کرتے ہیں تو الفاظ کے علاوہ معنوی تغیرات بھی ہو جاتے ہیں اور بعض بے اعتباط لوگ حاشیہ آرائی بھی کر دیتے ہیں اپنی طرف سے الفاظ بھی بڑھا دیتے ہیں بعض خود غرض اور ایمان فروش اپنی طرف سے کچھ عبارتیں بنا کر اس شخص کی طرف منسوب کر دیتے ہیں۔ یہی صورت احادیث میں پیش آئی۔ رسول کی زبان سے احادیث سننے والے بکثرت تھے ان کی ثوث سامعہ اور حافظہ میں بھی کمی بیشی تھی۔ ان میں مومن بھی تھے اور منافق بھی۔ پست ذہنیت والے بھی تھے اور انہی ذہنیت والے بھی۔ فاسق بھی تھے اور متقی بھی، سچے بھی تھے اور جھوٹے بھی لہذا ایک حدیث مختلف طریقہ سے بیان ہوئی۔ مثلاً حدیث ثقلین کو بعض نے یوں بیان کیا۔ ایہا الناس ان تارک فیکم



التقائیں کتاب اللہ عتوقی و اہلبیت سے ما ان تمسکتہم بہما لتے تمسکتوا بعدی و من یفترقا  
حتی یرد اعلیٰ الخوض بعض نے عتوقی اہلبیتی کی جگہ سنتی بیان کر دیا۔ بعض نے ما ان تمسکتہم من تقسلا  
بعدی پر حدیث ختم کر دیا حتی یرد اعلیٰ الخوض کو چھوڑ دیا۔ بعض نے قطعاً اس حدیث ہی سے انکار کر دیا۔ بہر حال  
اس طرح کے تغیرات ہونے لازم تھے کیونکہ بیان کرنے والے سب غیر معصوم تھے جن سے سہو اور سیماں ہر حالت میں ممکن تھا  
پھر اہلبیت سے دشمنی بھی تھی اس کی وجہ سے الفاظ کو بدل دینے میں باک نہ رہا۔

اس صورت میں نگہداشت کا صرف یہی طریقہ ہو سکتا تھا کہ جو معصوم بیان کرے وہی صحیح مانا جائے۔ اور غیر معصوم  
کا بیان سند نہ ہو لیکن لوگوں نے معصوم کو مانا ہی نہیں اور جو تھے ان کی بات پر کان ہی نہ لگا یا نتیجہ یہ ہوا کہ لوگوں کی  
جراثیم اس حد تک بڑھ گئیں کہ جھوٹی حدیثیں بنانا شروع کر دیں اور ارباب اقتدار کے چشم دابر کے اشارہ پر احادیث بننے لگیں  
چنانچہ تھوڑے عرصہ میں حدیثوں کا ذخیرہ لگ گیا اور لوگوں کو خوب کمایا۔ مالی فائدہ کے علاوہ ایک محرک یہ بھی تھا کہ جن لوگوں کو اہلبیت  
سے کاوش تھی اور ان کے روحانی اقتدار کو گرانا چاہتے تھے انھوں نے نہ صرف ان احادیث کو منانے کی کوشش کی جو اہلبیت کی شان  
میں تھیں بلکہ ویسی ہی حدیثیں ان کی شان میں بنا ڈالیں بلکہ ان سے مذنی اور طولانی حدیثیں ساچوں میں ڈھالیں مثلاً اس حدیث  
رسول کے مقابلے میں کہ انا مدینۃ العلم و العلم و علوہ باب ہما۔ ایک حدیث بنائی گئی میں شہر علم ہوں فلاں اس کا دروازہ  
ہے اور فلاں اس کی چھت ہے اور فلاں پر نام ہے اس سے بحث نہیں کہ شہر کا چھت اور پر نام سے کیا تعلق۔  
جب یہ طوفان آنکے بڑھا اور کاجھروں میں گھٹلیاں اور جواہرات میں سنگریزے ملتے ہی چلے گئے تو وہ لوگ چونکے  
جنھوں نے معصوموں کو مرجع حدیث بنانے سے چشم پوشی کی تھی لہذا اب راویوں کی جانچ کے لئے علم الرجال کی ضرورت پیش آئی اور ایک  
راوی کی چھان بین شروع ہوئی اس تنقید میں لاکھوں حدیثیں ساقط الاعتبار قرار پائیں پھر بھی دودھ کی مکھیاں اور تیل کی تلچھٹ  
رہ ہی گئی۔ مذہبی تعصب نے ایسے بہت سے راویوں کی حمایت کا دم سہرا جو دائرہ ایمان و معرفت سے باہر تھے بلکہ اس کو دین مبسوس  
کی خدمت سمجھا گیا کہ اہلبیت کی عداوت میں جو زیادہ نمایاں ہوں بلکہ ان کے قاتل ہوں ان کی روایات کو بار بار خصوصیت سے جگہ  
دی جائے اور ان کی ذات کو تنقید سے بالاتر سمجھا جائے۔

غور کیجئے جن احادیث کے ایسے راوی ہوں جنھوں نے بے جرم و خطا معصوموں کے گلے پر چھری پھری ہو اہل ایمان کو  
ذبح کیا ہوا اور جن کو جھوٹ بولنے میں باک نہ ہوا ان کی مرویات میں کیا وزن، ایک طرف تو یہ ہے امتیاضی دوسری طرف یہ ظلم  
کہ سلمان و ابوذر و عمار جیسے مقدس اصحاب رسول کی مرویات کو قطعاً ترک کر دیا جائے کہیں کا انصاف ہے۔ سب  
سے معتبر قرار پائے تو جناب ابوہریرہ جن کے واقعات زندگی پڑھنے والا حیران رہ جاتا ہے کہ یہ خصوصیت انھیں کیسے حاصل ہوئی۔  
شبہ احادیث کا سلسلہ اگر معصوم تک نہیں پہنچتا اور ان کے ناقل اصحاب آئمہ میں سے کچھ لوگ نہیں ہوتے تو  
شیعوں کے نزدیک ان کو صحیح نہیں سمجھا جاتا۔ پھر یہ بھی دیکھا جاتا ہے کہ کسی حدیث کو کتنے راویوں نے نقل کیا ہے اسے درجہ

نواز حاصل ہے یا وہ خیر اعداد ہے نیز یہ کہ وہ درایتاً صحیح ہے یا نہیں۔

## اقسام احادیث

- ۱۔ صحیح :- وہ حدیث ہے جس کا نقل کرنے والا صاحب عقل و شعور ہو صادق اللہجہ ہو، محتاط ہو، شاذ نہ ہو، سلسلہ روایات میں کوئی شک نہ ہو۔ (شرح تطلانی، نووی، رسالہ سید شریف)
- ۲۔ حسن :- جس کی اسناد میں کوئی راوی ایسا نہ ہو جس پر کذب یا فسق و فجور کی تہمت لگائی گئی ہو اور شاذ نہ ہو (شرح نووی، تطلانی)۔
- ۳۔ متواتر :- جس کو بہ بکثرت ایسے لوگوں نے نقل کیا ہو جن پر کذب کا اتہام نہ ہو ان کی عدالت مسلم ہو۔ بعض کے نزدیک ان کے تعداد سات ہو، بعض کے نزدیک چالیس اور بعض کے نزدیک ستر اور یہ کہ وہ حدیث سلسلہ کے ساتھ نقل کی گئی ہو۔ یہ سچ میں کوئی راوی چھوٹا نہ ہو۔ (نور اللانوار)
- ۴۔ احاد :- جس کا راوی صرف ایک ہو۔
- ۵۔ ضعیف :- جس میں صحیح اور حسن کے شرائط نہ پائے جاتیں۔
- ۶۔ موضوع :- جس کو راوی نے اپنی طرف سے بنالیا ہو یہ قسم موعظہ و قصص و فضائل میں زیادہ پائی جاتی ہے۔
- ۷۔ متصل :- جس کے راویوں کا سلسلہ معصوم ہو لہذا چلا گیا ہو خواہ وہ سند نبوی تک پہنچے یا امام تک
- ۸۔ مرفوع :- جس کی نسبت نبی یا امام کی طرف ہو۔
- ۹۔ معلق :- جس کے اسناد محدث ہوں۔
- ۱۰۔ مدسج :- جس میں راوی کا کلام بھی شامل ہو۔
- ۱۱۔ مشہور :- جو چند محدثین میں مشہرت یافتہ ہو۔
- ۱۲۔ مصحف :- جس میں تحفیس خطی کی وجہ سے اختلاف پیدا ہو گیا ہو جیسے مراسم و عزائم۔
- ۱۳۔ مسلسل :- جس کا سلسلہ برابر رسول تک پہنچا ہو۔
- ۱۴۔ مقبض :- جس کے راوی محتاط و متنبہ ہوں۔
- ۱۵۔ موقوف :- جس میں راوی نے کسی مسئلے کی شرح اپنی یاد دہی سے کر کے دی ہو۔
- ۱۶۔ مرسل :- جس میں تابعین نے کسی قول یا فعل رسول کو بیان کیا ہو۔
- ۱۷۔ منقطع :- جس کی روایات کے اسناد غائب ہوں۔
- ۱۸۔ مفصل :- جس کے دو یا زیادہ راوی غائب ہوں۔

- ۱۹۔ مدلس: جس کے راوی عیب دار ہوں۔  
 ۲۰۔ جھپول: جس کی صحت کا پتہ نہ کسی آیت سے چلے نہ حدیث سے نہ اس کے راویوں کا پتہ ہو۔  
 (منقول از مجمع البحرین فی اولہ فریقین)

## ترجمہ کی خصوصیات

- ۱۔ تحت اللفظ ترجمہ کو ترجیح دی گئی ہے تاکہ پڑھنے والے کا ذہن اصل عبارت سے دور نہ ہو جائے۔
- ۲۔ ہر حدیث کے بعد قسم کی وہ حدیث ہے جو بریکے میں لکھ دی گئی ہے۔
- ۳۔ مکررات کو ترک نہیں کیا گیا۔ راویان حدیث کے نام طوالت کی وجہ سے ترک کر دیے ہیں وقت ضرورت اصل کتاب میں دیکھیے۔
- ۴۔ جو حدیث قابل توضیح سمجھی گئی ہے توضیح کر دی گئی ہے فقہی مسائل میں بین العلماء وجہ اختلاف ہے اس کا ذکر نہیں کیا گیا۔

## كتاب الطهارة

### باب طهور الماء

(طهور الماء)

قال أبو جعفر محمد بن يعقوب الكليني - رحمه الله - :

- ١ - حدثني علي بن إبراهيم بن هاشم ، عن أبيه ، عن النوفلي ، عن السكوني ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : قال رسول الله ﷺ : الماء يطهر ولا يطهر .
- ٢ - محمد بن يحيى وغيره ، عن محمد بن أحمد ، عن الحسن بن الحسين المولوي بإسناده <sup>(١)</sup> قال : قال أبو عبد الله عليه السلام : الماء كله طاهر حتى يعلم أنه قذر .
- ٣ - محمد بن يحيى ، عن محمد بن الحسين ، عن أبي داود المني ، عن جعفر بن محمد ، عن يونس ، عن حماد بن عثمان ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : الماء كله طاهر حتى يعلم أنه قذر .
- ٤ - علي بن إبراهيم ، عن محمد بن عيسى ، عن يونس بن عبد الرحمن ، عن عبد الله بن سنان ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال سأله عن ماء البحر أطهر وهو ؟ قال : نعم .

### باب الماء الذي لا ينجمه شيء

(الماء الذي لا ينجمه شيء)

- ١ - محمد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان ، عن صفوان بن يحيى ، و علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حماد بن عيسى جميعاً ، عن معاوية بن عمار قال : سمعت أبا عبد الله عليه السلام يقول : إذا كان الماء قذر كرم لم ينجمه شيء .
- ٢ - عدة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد بن عيسى ، عن علي بن الحكم ، عن أبي أيوب الخزاز ، عن محمد بن مسلم قال : سألت أبا عبد الله عليه السلام عن الماء الذي يبول فيه الدواب و تلغ <sup>(١)</sup> فيه الكلاب ويغتسل فيه الجنب ؟ قال : إذا كان الماء قذر كرم لم ينجمه شيء .

٣ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ؛ ومحمد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان جميعاً عن حماد بن عيسى ، عن حريز ، عن زرارة قال : إذا كان الماء أكثر من راوية لم ينبسط شيء تفسخ فيه أولم يفسخ فيه إلا أن يجيء له ريح يغلب على ريح الماء .

٤ - محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد ، عن ابن محبوب ، عن الحسن بن صالح الثوري عن أبي عبد الله عليه السلام قال : إذا كان الماء في الركني كركاً لم ينبسط شيء . قلت : وكم الكرك ؟ قال : ثلاثة أشبار ونصف عمقها في ثلاثة أشبار ونصف عرضها

٥ - محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد ، عن عثمان بن عيسى ، عن ابن مسكان ، عن أبي بصير قال : سألت أبا عبد الله عليه السلام عن الكرك من الماء كم يكون قدره ؟ قال : إذا كان الماء ثلاثة أشبار ونصف في مثله ثلاثة أشبار ونصف في عمقه في الأرض ذلك الكرك من الماء .

٦ - أحمد بن إدريس ، عن محمد بن أحمد ، عن يعقوب بن يزيد ، عن ابن أبي عمير ، عن بعض أصحابنا ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : الكرك من الماء ألف ومائتا رطل .

٧ - محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد ، عن البرقي ، عن ابن سنان ، عن إسماعيل بن جابر قال : سألت أبا عبد الله عليه السلام عن الماء الذي لا ينبسطه شيء ؟ قال : كرك . قلت : وما الكرك ؟ قال : ثلاثة أشبار في ثلاثة أشبار .

٨ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن عبد الله بن المغيرة ، عن بعض أصحابنا ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : الكرك من الماء نحو حبي هذا - وأشار بيده إلى حب من تلك الحباب التي تكون بالمدينة .

### ﴿ باب ﴾

﴿ الماء الذي تكون فيه قلة و الماء الذي فيه الجيف ﴾

﴿ و الرجل يأتي الماء ويده قدرة ﴾

١ - عدة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد ، عن علي بن الحكم ، عن عبد الله بن يحيى الكاعلي قال : سمعت أبا عبد الله عليه السلام يقول : إذا أتيت ماء و فيه قلة فانضح عن يمينك وعن يسارك وبين يديك وتوضأ .

- ٢ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن عبد الله بن المغيرة ، عن ابن مسكان قال : حدثني محمد بن الميسر قال : سألت أبا عبد الله عليه السلام عن الرجل الجنب ينتهي إلى الماء التليل في الطريق ويريد أن يغتسل منه وليس معه إناء يعرف به ويداه قذرتان ؛ قال : يضع يده ويتوضأ ثم يغتسل ، هذا مما قال الله عز وجل : \* ما جعل عليكم في الدين من حرج \* .
- ٣ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ؛ وعبد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان جميعاً ، عن حماد ، عن حريز ، عن أسبهر ، عن أبي عبد الله عليه السلام أنه قال : كلما غلب الماء ريح الجيفة فتوضأ من الماء واشرب وإذا تغير الماء وتغير الطعم فلا تتوضأ ولا تشرب .
- ٤ - علي بن إبراهيم ، عن محمد بن عيسى بن عبيد ، عن يونس بن عبد الرحمن ، عن عبد الله بن عثمان قال : سألت أبا عبد الله عليه السلام وأنا جالس - عن غدبر أنه وفيه جيفة ؛ فقال : إذا كان الماء قاهراً ولا يوجد فيه ريح فتوضأ .
- ٥ - عدة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد ، عن الحسين بن سعيد ، عن القاسم بن محمد عن علي بن أبي حمزة قال : سألت أبا عبد الله عليه السلام عن الماء الساكن ، والاستنجاء منه ، والجيفة فيه ؛ فقال : توضأ من الجانب الآخر ولا توضأ من جانب الجيفة .
- ٦ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حماد ، عن الحلبي ، عن أبي عبد الله عليه السلام في الماء الآجن : تتوضأ منه إلا أن تجد ماء غيره فتزوجه منه .
- ٧ - علي بن محمد ، عن سهل ، عن أحمد بن محمد بن أبي نصر ، عن صفوان الجمال قال : سألت أبا عبد الله عليه السلام عن الدخايل التي بين مكة والمدينة تردها السباع وتبلغ فيها الكلاب ويقتل فيها الجنب يتوضأ منها ؛ قال : ركم قدر الماء ؛ قلت : إلى نصف الساق وإلى الركبة وأقل ؛ قال : توضأ .

### باب

#### البشر وما يقع فيها

- ١ - عدة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد ، عن عبد بن إسماعيل بن بزيع قال : كنت إلى رجل أسأله أن يسأل أبا الحسن الرضا عليه السلام عن البشر تكون في المنزل للوضوء فتقطر فيها قطرات من بول آدم أو يسقط فيها شيء من عذرة كالبقرة ونحوها ما الذي يطهرها حتى يحل الوضوء منها للصلاة ؛ فوقع عليه السلام بغمطه في كتابي : تنزه منها دلاء .



۲ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن جميل بن دراج ، عن أبي أسامة ، عن أبي عبد الله عليه السلام في الفارة والسنور والدجاجة والطير والكلب قال : ما لم يفتسخ أو يتغير طعم الماء فيكفيك خمس دلاء فإن تغير الماء فخذ منه حتى يذهب الريح

۳ - محمد بن يحيى ، رفعه ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : لا يفسد الماء إلا ما كان له نفس سائلة .

۴ - أحمد بن إدريس ، عن محمد بن سالم ، عن أحمد بن النضر ، عن عمرو بن شمر ، عن جابر ، عن أبي جعفر عليه السلام في السام أبرص يقع في البئر قال : ليس بشيء . حرّك الماء بالدلو .

۵ - عدة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد ، عن الحسين بن سعيد ، عن ابن سنان ، عن ابن مسكان ، عن أبي بصير قال : سألت أبا عبد الله عليه السلام عما يقع في الآبار فقال : أما الفارة وأشباهها فينزع منها سبع دلاء إلا أن يتغير الماء فينزع حتى يطيب فإن سقط فيها كلب فقد رت أن تنزع ماءها فافعل ، وكل شيء وقع في البئر ليس له دم مثل العقرب والخنافس وأشباه ذلك فلا بأس .

۶ - أحمد بن إدريس ، عن محمد بن عبد الجبار ، عن صفوان ، عن ابن مسكان ، عن الحلبي ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : إذا سقط في البئر شيء صغير فمات فيها فانزع منها دلاء وإن وقع فيها جنب فانزع منها سبع دلاء فإن مات فيها بغير أوصب فيها خمر فلينزع .

۷ - محمد بن يحيى ، عن العمركي بن علي ، عن علي بن جعفر ، عن أخيه أبي الحسن عليه السلام قال : سألته ، عن رجل ذبح شاة فاضطربت ووقعت في بئر ماء وأداجها تشعب دماً <sup>(٦)</sup> هل يتوضأ من تلك البئر ؟ قال : ينزع منها ما بين الثلاثين إلى الأربعين دلواً ثم يتوضأ منها ولا بأس به . قال : وسألته عن رجل ذبح دجاجة أو حمامة فوقعت في بئر هل يصلح أن يتوضأ منها ؟ قال : ينزع منها دلاء يسيرة ثم يتوضأ منها ، وسألته عن رجل يستقي من بئر فيزغف فيها هل يتوضأ منها ؟ قال : ينزع منها دلاء يسيرة

٨ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن عبد الله بن المغيرة ، عن ذكره ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : قلت : بئر يخرج في مائها قطع جلود ؟ قال : ليس بشيء إن الوزغ ربيدا طرح جلده ، وقال : يكفيك دلو من ماء .

٩ - محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد ، عن ابن محبوب ، عن ابن رباب ، عن زرارة عن أبي عبد الله عليه السلام قال : سألت عن الحبل يكون من شعر الخنزير يستقى به الماء من البئر هل يتوضأ من ذلك الماء ، قال : لا بأس .

١٠ - محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد ، عن الحسين بن سعيد ، عن القاسم بن محمد ، عن علي بن أبي حمزة قال : سألت أبا عبد الله عليه السلام عن العذرة تقع في البئر ، قال : ينزع منها عشرة دلاء ، فإن ذابت فأربعون أو خمسون دلوأ .

### ﴿ باب ﴾

( البئر تكون التي جنب البالوعة )

١ - عدة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد ، عن محمد بن سنان ، عن الحسن بن رباط عن أبي عبد الله عليه السلام قال : سألت عن البالوعة تكون فوق البئر ، قال : إذا كانت فوق البئر فسبعة أذرع وإذا كانت أسفل من البئر فخمسة أذرع من كل ناحية وذلك كثير .

٢ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه : عن حماد بن عيسى ، عن حريز ، عن زرارة عن محمد بن مسلم وأبي بصير قالوا : قلنا له : بئر يتوضأ منها يجري البول قريبا منها أينجسها ؟ قال : فقال : إن كانت البئر في أعلى الوادي والوادي يجري فيه البول من تحتها وكان بينهما قدر ثلاثة أذرع أو أربعة أذرع لم ينجس ذلك شيء وإن كان أقل من ذلك ينجسها وإن كانت البئر في أسفل الوادي <sup>(١)</sup> ويمر الماء عليها وكان بين البئر وبينه تسعة أذرع لم ينجسها وما كان أقل من ذلك فلا يتوضأ منه .

قال زرارة فقلت له : فإن كان يجري البول بلزقها وكان لا يثبت على الأرض ؟ فقال : ما لم يكن له قرار فليس به بأس وإن استقر منه قليل فإنه لا يثقب الأرض ولا قمر له حتى يبلغ البئر وليس على البئر منه بأس ، فيتوضأ منه إنما ذلك إذا استنقع كله .

٣ - محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد ، عن محمد بن إسماعيل ، عن أبي إسماعيل

السراج عبد الله بن عثمان ، عن قدامة بن أبي يزيد الحمّار ، عن بعض أصحابنا عن أبي عبد الله عليه السلام قال : سألته كم أدنى ما يكون بين البئر - والماء - والبالوعة ؟ فقال : إن كان سهلاً فسبعة أذرع وإن كان جبلاً فخمسة أذرع ، ثم قال : الماء يجري إلى القبلة إلى يمين ويجري عن يمين القبلة إلى يسار القبلة ويجري عن يسار القبلة إلى يمين القبلة ولا يجري من القبلة إلى دبر القبلة .

٤ - أحمد بن إدريس ، عن محمد بن أحمد ، عن عباد بن سليمان ، عن سعد بن سعد ، عن محمد بن القاسم ، عن أبي الحسن عليه السلام في البئر يكون بينها وبين الكنيف خمسة أذرع أو أقل ، أو أكثر فتوضأ منها ؛ قال : ليس يكره من قرب ولا بعد . يتوضأ منها ويفتسل ما لم يفسد الماء .

### باب

(الوضوء من شور الدواب والسماع والطير)

١ - علي بن إبراهيم ، عن محمد بن عيسى ، عن يونس ، عن عبد الله بن مهران ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : لا بأس بأن يتوضأ مما شرب منه ما يؤكل لحمه .

٢ - محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد بن خالد ، والحسين بن سعيد ، عن القاسم بن محمد ، عن علي بن أبي حمزة ، عن أبي بصير ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : فضل الحمامة والدجاج لا بأس به والطير .

٣ - أبو داود <sup>(١)</sup> ، عن الحسين بن سعيد ، عن أخيه الحسن ، عن زرعة ، عن مساعة قال : سألته : هل يشرب شور شيء من الدواب ويتوضأ منه ؟ قال : فقال : أمّا الإبل والبقر والغنم فلا بأس .

٤ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن عمر بن أذينة ، عن زرارة ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : إن في كتاب علي عليه السلام أن الهر سبع <sup>(٢)</sup> ولا بأس بشوره وإنني لأستحي من الله أن أدع طعاماً لأن نهرأ أكل منه .

٥ - أحمد بن إدريس ، ومحمد بن يحيى ، عن محمد بن أحمد ، عن أحمد بن الحسن ، عن محمد بن سعيد ، عن مصدق بن صدقة ، عن عمار بن موسى ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : سئل عما تشرب منه الحمامة فقال : كل ما أكل لحمه فتوضأ من شوره واشرب . وعما تشرب منه بزاز أو صقر

أو عقاب . فقال : كل شيء من الطير توضعاً مما يشرب منه إلا أن ترى في منقاره دماً فإن رأيت في منقاره دماً فلا توضعاً منه ولا تشرب .

٦ - محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد ، عن عثمان بن عيسى ، عن سماعة قال : سألت أبا عبد الله عليه السلام ، عن جرة وجد فيها خنفساء قدماءت ؟ قال : ألقيها وتوضعاً منه وإن كان عترياً فارق الماء وتوضعاً من ماء غيره ؛ وعن رجل معه إناءان فيهما ماء وقع في أحدهما قذر ولا يدري أيهما هو وليس يقدر على ماء غيره ؛ قال : يهرقتهما جميعاً ويبيحهما .  
٧ - أحمد بن إدريس ، عن محمد بن أحمد ، عن أيوب بن نوح ، عن الوشاء ، عن ذكره عن أبي عبد الله عليه السلام أنه كان يكره مؤكل شيء لا يؤكل لحمه .

### ﴿ باب ﴾

﴿ التوضوء من سؤر الحائض والجنب واليهودي والنصراني والناصب ﴾

١ - محمد بن يحيى ، عن محمد بن الحسين ، عن محمد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان جميعاً ، عن صفوان بن يحيى ، عن منصور بن حازم ، عن ، شيبه ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : اشرب من سؤر الحائض ولا توضعاً منه .

٢ - محمد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان ، عن صفوان بن يحيى ، عن العيص بن القاسم قال : سألت أبا عبد الله عليه السلام هل يغتسل الرجل والمرأة من إناء واحد فقال : نعم يفرغان على أيديهما قبل أن يضعأ أيديهما في الإناء ، قال : وسألته عن سؤر الحائض ؟ فقال : لا توضعاً منه وتوضعاً من سؤر الجنب إذا كانت مأمونة ثم تغتسل يديها قبل أن تدخلهما في الإناء وكان رسول الله صلى الله عليه وآله يغتسل هو وعائشة في إناء واحد يغتسلان جميعاً .

٣ - محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد ، عن علي بن الحكم ، عن الحسين بن أبي العلاء قال : سألت أبا عبد الله عليه السلام عن الحائض يشرب من سؤرها ؟ قال : نعم ولا يتوضعاً منه .  
٤ - الحسين بن محمد ، عن معلى بن محمد ، عن الوشاء ، عن حماد بن عثمان ، عن ابن أبي عمير قال : سألت أبا عبد الله عليه السلام أن توضعاً الرجل من فضل المرأة ؟ قال : إذا كانت تعرف الوضوء ؛ ولا يتوضعاً من سؤر الحائض .

٥ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن عبد الله بن المغيرة ، عن سعيد الأعرج قال : سألت  
أبا عبد الله عليه السلام عن سؤر اليهودي والنصراني فقال : لا .  
٦ - أحمد بن إدريس ، عن محمد بن أحمد ، عن أيوب بن نوح ، عن الوشاء ، عن ذكره  
عن أبي عبد الله عليه السلام أنه كره سؤر ولد الزنا وسؤر اليهودي والنصراني والمضرك  
وكل ما خالف الإسلام وكان أشد ذلك عنده سؤر النصاب .

### ﴿ باب ﴾

﴿ الرجل يدخل يده في الإناة قبل أن يغسلها والحد في غسل اليدين ﴾  
﴿ من الجنابة والبول والغائط والنوم ﴾

١ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن عبد الله بن المغيرة ، عن سماعة ، عن أبي بصير  
عنهم عليه السلام قال : إذا دخلت يدك في الإناة قبل أن تغسلها فلا بأس إلا أن يكون أصابها  
قذر بول أو جنابة فإن دخلت يدك في الإناة وفيها شيء من ذلك فاهرق ذلك الماء .  
٢ - عدة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد ، عن الحسين بن سعيد ، عن محمد بن سنان  
عن ابن مسكان ، عن أبي بصير ، عن عبد الكريم بن عتبة قال : سألت الشيخ عن  
الرجل يستيقظ من نومه ولم يبل أي تدخل يده في الإناة قبل أن يغسلها ، قال : لا لأنه  
لا يدري أين كانت يده فليغسلها .

٣ - محمد بن يحيى ، عن محمد بن إسماعيل ، عن علي بن الحكم ، عن شهاب بن عبد  
ربه ، عن أبي عبد الله عليه السلام في الرجل الجنب يسهر فيغسل يده في الإناة قبل أن يغسلها  
أنه لا بأس إذا لم يكن أصاب يده شيء .

٤ - محمد بن يحيى ، عن محمد بن الحسين ، عن علي بن الحكم ، عن العلاء بن رزين  
عن محمد بن مسلم ، عن أحدهما عليهما السلام قال : سألته ، عن الرجل يبول ولم يغسل  
يده شيء ، يغسلها في الماء ، قال : نعم وإن كان جنباً .

٥ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حماد ، عن الحلبي ، عن أبي  
عبد الله عليه السلام قال : سئل كم يفرغ الرجل على يده قبل أن يدخلها في الإناة ، قال :  
واحدة من حدث البول وثلثين من الغائط وثلاثة من الجنابة .

٦ - علي بن محمد ، عن سهل ، عن محمد بن ذكوان ، عن يونس ، عن بكار بن أبي بكر قال :  
 قالت لأمي عبدالله عليه السلام : الرجل يضع الكوز الذي يفرغ به من الحب في مكان فندد  
 ثم يدخله الحب ؟ قال : يصب من الماء ثلاثة أكف ثم يذلك الكوز .

## ﴿ باب ﴾

﴿ اختلاط ماء المطر بالبول وما يرجع في الآلاء من غسالة الجنب ﴾

﴿ والرجل يقع ثوبه على الماء الذي يستنجى به ﴾

١ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن هشام بن الحكم ، عن  
 أبي عبدالله عليه السلام في ميزابين سالا أحدهما بول والآخر ماء المطر ، فاختلطاً فأصاب ثوب  
 رجل لم يضره ذلك .

٢ - عدة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد ، عن الهيثم بن أبي مسروق ، عن الحكم  
 ابن مسكين ، عن محمد بن مروان ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : لو أن ميزابين سالا أحدهما  
 ميزاب بول والآخر ميزاب ماء فاختلطاً ثم أصابك ما كان به بأس .

٣ - أحمد بن محمد ، عن علي بن الحكم ، عن الكاهلي ، عن رجل ، عن أبي عبدالله عليه السلام  
 قال : قلت : أمر في الطريق فيسيل علي الميزاب في أوقات أعلم أن الناس يتوضؤون ؟ قال :  
 قال : ليس به بأس لأنسأل عنه ، قلت : ويسيل علي من ماء المطر أرى فيه التغير وأرى فيه  
 آثار القذر فتقطر القطرات علي وينتضح علي منه و البيت يتوضأ على سطحه فيكف  
 على ثيابنا ؟ قال : ما بهذا بأس ، لأنفسه ، كل شيء يراه ماء المطر فقد طهر .

٤ - محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد ، عن محمد بن إسماعيل ، عن بعض أصحابنا ،  
 عن أبي الحسن عليه السلام في طين المطر أنه لا بأس به أن يصيب الثوب ثلاثة أيام إلا أن  
 يعلم أنه قد نجسه شيء بعد المطر فإن أصابه بعد ثلاثة أيام فاغسله ، وإن كان الطريق  
 نظيفاً لم تغسله .

٥ - محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد ، عن محمد بن إسماعيل ، عن علي بن الحكم ،  
 عن شهاب بن عبد ربّه ، عن أبي عبدالله عليه السلام أنه قال - في الحب يغسل فيقطر الماء .



عن جسده في الإماء وبتنضج الماء من الأرض فيصير في الإماء - : أنه لا بأس بهذا كله .

١ - محمد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان ، عن حماد بن عيسى ، عن ربعي بن عبد الله ،

عن الفضل بن يسار ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال في الرجل الجنب يغتسل فيتنضج من الماء في الإماء ، فقال : لا بأس ، ما جعل عليكم في الدين من حرج .

٢ - الحسين بن محمد ، عن معلى بن محمد ، عن الوشاء ، عن حماد بن عثمان ، عن عمر

ابن يزيد قال : قلت لأبي عبد الله عليه السلام : أغتسل في مغتسل يبال فيه و يغتسل من الجنابة فيقع في الإماء ماء ينزو من الأرض ، فقال : لا بأس به .

### باب ١١

(ماء الحمام والماء الذي تسخنه الشمس)

١ - بعض أصحابنا ، عن ابن جهمود ، عن محمد بن القاسم ، عن ابن أبي يعفور ،

عن أبي عبد الله عليه السلام قال : قال : لا تغتسل من البئر التي تجتمع فيها غسالة الحمام فان فيها غسالة ولد الزنا وهو لا يطهر إلى سبعة آباء . وفيها غسالة الناصب وهو شرهما ، إن الله لم يخلق خلقاً شر من الكلب وإن الناصب أمون على الله من الكلب . قلت : أخبرني عن ماء الحمام يغتسل منه الجنب والمسي والمجوسي واليهودي والنصراني والمجوسي ، فقال : إن ماء الحمام كماء القمر يطهر بعضه بعضاً .

٢ - عدة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد ، عن الحسين بن سعيد ، عن صفوان بن

يحيى ، عن منصور بن حازم ، عن بكر بن حبيب ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : ماء الحمام لا بأس به إذا كانت له مادة .

٣ - الحسين بن محمد ، عن عبد الله بن عامر ، عن علي بن مهزيار ، عن محمد بن إسماعيل

عن حنان قال : سمعت رجلاً يقول لأبي عبد الله عليه السلام : إني أدخل الحمام في السحر وفيه الجنب وغير ذلك فأقوم فأغتسل فيتنضج علي - بعدما أفرغ - من حائهم ، قال : ليس

هو جار ، قالت : بلى ، قال : لا بأس .

٤ - محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد ، عن أبي يحيى الواسطي ، عن بعض أصحابنا

عن أبي الحسن الماضي عليه السلام قال : مثل عن مجمع الماء في الحمام من غسالة الناس

يسيب الثوب ؛ قال : لا بأس .

٥ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن الحسن بن أبي الحسين الفارسي ، عن سليمان بن جعفر ، عن إسماعيل بن أبي زياد ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : قال رسول الله صلى الله عليه وآله : الماء الذي تسخنه الشمس لا توشوؤوا به ولا تنسلوا به ولا تعجنوا به فإنه يورث البرص .

### ﴿ باب ﴾

( الموضع الذي يكره أن يتغوط فيه أو يبال )

١ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن النوفلي ، عن السكوني ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : قال رسول الله صلى الله عليه وآله : من قه الرجل أن يرتاد موضعاً لبوله .

٢ - أحمد بن إدريس ، عن محمد بن عبد الجبار ، عن صفوان بن يحيى ، عن عامر بن حديد ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : قال رجل لعلي بن الحسين عليه السلام : أين يتوضأ الغرباء قال : يتقى شطوط الأنهار والطرق النائية وتحت الأشجار المثمرة ومواضع اللعن .

فقبل له : وأين مواضع اللعن ؛ قال : أبواب الدور .

٣ - محمد بن يحيى بإسناده رفعه قال : مثل أبو الحسن عليه السلام : ما حذر الفائط ؛ قال : لا تستقبل القبلة ولا تستدبرها ولا تستقبل الريح ولا تستدبرها . وروى أيضاً في حديث آخر لا تستقبل الشمس ولا القمر .

٤ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن النوفلي ، عن السكوني ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : نهي النبي صلى الله عليه وآله أن يطمح الرجل ببوله من السطح أو من الشيء المرتفع في الهواء .

٥ - علي بن إبراهيم ، رفعه ، قال : خرج أبو حنيفة من عند أبي عبد الله عليه السلام وأبو الحسن موسى عليه السلام قائم وهو غلام فقال له أبو حنيفة : يا غلام أين يضع الغريب ببلدكم فقال : اجتنب أفتية المساجد وشطوط الأنهار ، ومساقط الثمار ، ومنازل النزال ، ولا تستقبل القبلة بفائط ولا بول ، وارفع ثوبك وضع حيث شئت .

٦ - محمد بن يحيى ، عن محمد بن الحسين ، عن محمد بن إسماعيل ، عن صالح بن عقبة

عن إبراهيم الكرخي ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : قال رسول الله ﷺ : ثلاث خصال مملعون من فعلهن : المتفوط في ظل النزال والمانع الماء ، المتناوب ساد الطريق المسلوك .

### ﴿ باب ١ ﴾

﴿ القول عند دخول الخلاه وعند الخروج والاستنجاء ومن نسيه ﴾  
﴿ والتسمية [عند الدخول] عند الوضوء ﴾

١ - علي بن إبراهيم ، عن محمد بن عيسى ، عن يونس ، عن معاوية بن عمار قال : سمعت أبا عبد الله عليه السلام يقول : إذا دخلت المخرج قل : « بسم الله اللهم إني أعوذ بك من الخبيث المخبث الرجس النجس الشيطان الرجيم » فإذا خرجت قل : « بسم الله الحمد لله الذي عافاني من الخبيث المخبث وأماط عني الأذى » وإذا توضأت قل : « أشهد أن لا إله إلا الله ، اللهم اجعلني من التوابين واجعلني من المتطهرين والحمد لله رب العالمين » .

٢ - عدة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد ، عن الحسين بن سعيد ، عن ابن أبي عمير ، عن بعض أصحابنا ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : إذا سميت في الوضوء طهر جسدك كله وإذا لم تسم لم يطهر من جسدك إلا ما مر عليه الماء .

٣ - محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد ، عن إبراهيم بن أبي محمود قال : سمعت الرضا عليه السلام يقول : يستنجي ويفسل ما ظهر منه على الشرج ولا تدخل فيه الأنملة .

٤ - أحمد بن إدريس ، عن محمد بن أحمد ، عن أحمد بن الحسن بن علي ، عن عمرو بن سعيد ، عن مصدق بن صدقة ، عن عمار الساباطي ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : سألت عن الرجل إذا أراد أن يستنجي بأيما يبدأ بالمقعدة أو بالاحليل ، فقال : بالمقعدة ثم بالاحليل .

٥ - علي بن إبراهيم ، عن محمد بن عيسى ، عن يونس ، عن بعض أصحابنا ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : نهى رسول الله ﷺ أن يستنجي الرجل بيمينه .

٦ - محمد بن يحيى ، عن محمد بن أحمد ، عن محمد بن عيسى ، عن علي بن الحسين بن

عبد ربه قال : قلت له : ما تقول في القيس يتخذ من حجارة زمرد ؟ قال : لا بأس به ولكن إذا أراد الاستنجاء نزع

٧ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن النوفلي ، عن السكوني ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : الاستنجاء باليمين من الجفاء ، وروي أنه إذا كانت اليسار علة

٨ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن محمد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان جميعاً ، عن ابن أبي عمير ، عن جميل ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : إذا انقطعت درة البول فصب الماء .

٩ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن المغيرة ، عن أبي الحسن عليه السلام قال : قلت له : للاستنجاء حد ؟ قال : لا ، يتقى مائسة ، قلت : فإنه يتقى مائسة ويبقى الريح قال : الريح لا ينظر إليها .

١٠ - علي بن محمد ، عن سهل ، عن أحمد بن محمد بن أبي نصر ، عن عبد الكريم بن عمرو ، عن الحسن بن زياد ، قال : سئل أبو عبد الله عليه السلام عن الرجل يبول فيصيب فخذه وركبته قدر نكبة من بول فيصلي ثم يذكر بعد أنه لم يفسله ، قال : يفسله ويعيد صلاته .

١١ - محمد بن الحسن ، عن سهل ، عن موسى بن القاسم ، عن عمرو بن سعيد ، عن مصدق بن صدقة ، عن عماد ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : قلت له : الرجل يريد أن يستنجي كيف يقعد ؟ قال : كما يقعد للفاط ، وقال : إنما عليه أن يفسل ما ظهر منه وليس عليه أن يفسل باطنه .

١٢ - علي بن إبراهيم ، عن هارون بن مسلم ، عن مسمدة بن زياد ، عن أبي عبد الله عليه السلام أن النبي صلى الله عليه وآله قال لبعض نسائه : مري نساء المؤمنين أن يستنجين بالماء ويبالغن فأنه مطهرة للحواشي ومذهبة للبواسير .

١٣ - محمد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان ، وعلي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن جميل بن دراج ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال في قول الله عز وجل : «إن الله يحب المتوابين ويحب المنتظمين» قال : كان الناس يستنجون بالكركف والأحجار ثم أحدثوا وضوء وهو خلق كريم فأمر به رسول الله صلى الله عليه وآله وصنعه وأنزل الله



١٤ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن ابن أذينة ، عن زرارة قال : توضأت يوماً ولم أغسل ذكري ثم صليت فسألت أبا عبد الله عليه السلام فقال : اغسل ذكرك وأعد صلاتك .

١٥ - محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد بن عيسى ، عن الحسن بن علي بن يقطين ، عن أخيه الحسين ، عن علي بن يقطين ، عن أبي الحسن عليه السلام في الرجل يبول فينسى غسل ذكره ثم يتوضأ وضوء الصلاة ، قال : يغسل ذكره [ بعيد الصلاة ] ولا يعيد الوضوء .

١٦ - عنه ، عن أحمد ، عن ابن فضال ، عن ابن بكير ، عن بعض أصحابنا ، عن أبي عبد الله عليه السلام في الرجل يبول وينسى أن يغسل ذكره حتى يتوضأ ويصلي ، قال : يغسل ذكره ويبعد الصلاة ولا يعيد الوضوء .

١٧ - علي بن إبراهيم ، عن محمد بن عيسى ، عن يونس ، عن زرعة ، عن سماعة ، قال : قال أبو عبد الله عليه السلام : إذا دخلت القائط قضيت الحاجة فلم تهرق الماء (١) ثم توضأت ونسيت أن تستنجي فذكرت بعدما صليت فمليك الإعادة وإن كنت أهرقت الماء فنسيت أن تغسل ذكرك حتى صليت فمليك إعادة الوضوء والصلاة وغسل ذكرك لأن البول ليس مثل البراز

### «باب»

(الاستبراء من البول وغسله ومن لم يجد الماء)

علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حماد ، عن حمزة ، عن محمد بن مسلم قال : قلت لأبي جعفر عليه السلام : رجل بال ولم يكن معه ماء ، فقال : يغسل ذكره إلى طرفه ثلاث تمرات ويترطره . قال : خرج بعد ذلك في فليس من البول ولكن من العيائل

٣ - محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد ، عن علي بن أحمد بن أشيم ، عن صفوان قال : عدة من أصحابنا عن أحمد بن محمد ، وأبي داود جيماً ، عن الحسين بن سعيد ، عن صفوان بن يحيى ، عن العلاء ، عن ابن أبي عمير ، قال : سألت أبا عبد الله عليه السلام عن رجل بال ثم توضأ وقام إلى الصلاة فوجد بللاً ، قال : لا يتوضأ إنما ذلك من العيائل .

سأل الرضا عليه السلام رجلاً وأنا حاضر فقال : إن بي جرحاً في مقعدتي فأتوضأ وأستنجي  
ثم أجد بعد ذلك الشد والصفرة من المقعدة أفاعيد الوضوء ؟ فقال : وقد أهيت [و] قال :  
نعم ، قال : لا ولكن رشه بالماء ولا تمد الوضوء .

أحد ، عن أبي نصر قال : سأل الرضا عليه السلام رجلاً ينحو حديث صفوان .  
٤ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حنان بن سدير قال : سمعت رجلاً سأل  
أبا عبد الله عليه السلام فقال : ربما بليت ولم أقدر على الماء ويشد علي ذلك ؟ فقال : إذا بليت  
وتمسحت فامسح ذكرك بريقك فإن وجدت شيئاً فقل : هذا من ذاك .

٥ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن عبد الله بن المغيرة ، عن منصور بن حازم قال :  
قلت لأبي عبد الله عليه السلام : الرجل يعثره البول ولا يقدر على حبسه ؟ قال : فقال لي : إذا  
لم يقدر على حبسه فإله أولى بالمذم ، يجعل خريطة .

٦ - الحسين بن محمد ، عن أحمد بن محمد ، عن أحمد بن إسحاق ، عن سعد بن عبد الرحمن  
قال : <sup>(٢)</sup> كتبت إلى أبي الحسن عليه السلام في قصي يقول فيلقى من ذلك شدة ويرى البلل بعد  
البلل ، قال : يتوسأه لم ينتفع في النهار مرة واحدة .

٧ - محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد ، عن علي بن الحكم ، عن الحسين بن أبي  
العلاء قال : سألت أبا عبد الله عليه السلام عن البول يسبب الجسد ؟ قال : سب عليه الماء مرتين .

٨ - محمد بن يحيى ، عن محمد بن الحسين ، عن ابن فضال ، عن غالب بن عثمان ، عن  
روح بن عبد الرحمن قال : قال أبو عبد الله عليه السلام : أنا قائم على رأسه ومعى أداة أو قال :  
كوز فلما انقطع شخب البول قال بيده هكذا إلى فتاوكه بالماء فتوضأ مكانه .

### باب

(مقدار الماء الذي يجزى للوضوء والغسل ومن تعدى في الوضوء)

١ - علي بن إبراهيم ، عن محمد بن عيسى ، عن يونس ، عن العلاء ، عن محمد بن مسلم ،  
عن أبي جعفر عليه السلام قال : يأخذ أحدكم الراحة من الدهن فيبلا بها جسده والماء  
أوسع من ذلك .



٢ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، وعبد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان ، عن حماد ، عن حريز ، عن زرارة ، وعبد بن مسلم ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : إنما الوضوء حد من حدود الله ليعلم الله من يطعمه ومن يصيه إن المؤمن لا ينجسه شيء . إذا ما يكفيه مثل الدهن .  
٣ - عدة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد ، وأبو داود جيمعاً ، عن الحسين بن سعيد ، عن فضالة ، عن داود بن فرقد قال : سمعت أبا عبد الله عليه السلام يقول : إن أبي كان يقول : إن للوضوء حداً من تعداه لم يوجر ، وكان أبي يقول : إنما يتلذذ . فقال له رجل : وما حدّه ؟ قال : تغسل وجهك وبديك وتمسح رأسك ورجليك .

٤ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن جميل ، عن زرارة ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : الجنب ما جرى عليه الماء من جسده قليلاً وكثيره فقد أجزأه .

٥ - محمد بن يحيى ، عن محمد بن الحسين ، عن صفوان ، عن الهادي بن رزبن ، عن محمد ابن مسلم ، عن أحدهما عليه السلام قال : سألت عن غسل الجنابة كم يجرى من الماء ، فقال : كان رسول الله صلى الله عليه وآله يغتسل بخمسة أمداد بينه وبين صاحبه ويغتسلان جميعاً من إناء واحد .  
٦ - محمد بن يحيى ، عن محمد بن الحسين ، عن يزيد بن إسحاق ، عن هارون بن حمزة ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : يجرؤك من الغسل والاستنجاء ما ملئت <sup>(١)</sup> يمينك .

٧ - عدة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد ، عن الحسين بن سعيد ، عن فضالة بن أيوب ، عن جميل ، عن زرارة ، عن أبي جعفر عليه السلام في الوضوء قال : إذا مس جلدك الماء فحسبك .

٨ - علي ، عن أبيه ، عن السوفلي ، عن السكوني ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : قلت له : الرجل يجنب فيرتمس في الماء الزماسة واحدة فيخرج بجزءه ذلك من غسله ، قال : نعم .

٩ - علي بن محمد وغيره ، عن سهل بن زياد ، عن محمد بن الحسين بن شمسون ، عن حماد بن عيسى ، عن حريز ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : إن الله ملكاً يكتب صرف الوضوء كما يكتب عدوانه <sup>(٢)</sup> .

## باب

### (السواك)

١ - علي بن محمد ، عن سهل ؛ وعلي بن إبراهيم ، عن أبيه جميعاً ، عن جعفر بن محمد ، الأشعري ، عن عبدالله بن ميمون القداح ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : ركعتان بالسواك أفضل من سبعين ركعة بغير سواك ، قال : قال رسول الله صلى الله عليه وآله : لولا أن أشق على أمتي لأمرتهم بالسواك مع كل صلاة .

٢ - عدة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد ، عن ابن محبوب ، عن يونس بن يعقوب ، عن أبي أسامة ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : من سنن المرسلين السواك .

٣ - أحمد بن محمد ، عن ابن محبوب ، عن العلاء ، عن محمد بن مسلم ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : قال النبي صلى الله عليه وآله : كازال جبرئيل عليه السلام يوسيني بالسواك حتى خفت أن أحفى - أو أدرد - .

٤ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن ابن بكير ، عن ذكره ، عن أبي جعفر عليه السلام في السواك قال : لا تدعه في كل ثلاث ولو أن تمر مرة .

٥ - علي ، بإسناده قال : أدنى السواك أن تدلك بإصبعك .

٦ - أحمد بن إدريس ، عن محمد بن عبد الجبار ، عن صفوان ، عن المعلى أبي عثمان عن معلى بن خنيس قال سألت أبا عبدالله عليه السلام عن السواك بعد الوضوء فقال : الاستياك قبل أن تتوضأ ، قلت : أرايت إن نسي حتى يتوضأ ؟ قال : يستاك ثم يتمضمض ثلاث مرات وروي أن السنة في السواك في وقت السحر .

٧ - علي بن محمد بن بندار ، عن إبراهيم بن إسحاق الأحمر ، عن عبدالله بن حماد ، عن أبي بكر بن أبي سماعة قال : قال أبو عبدالله عليه السلام : إذا قمت بالليل فاستاك فإن الملك يأتيك فيضع فاه على فمك وليس من حرف تلووه وتنطق به إلا سعد به إلى السماء فليكن فوك طيب الرائحة .

## باب

### (المضمضة والاستنشاق)

١ - الحسين بن محمد ، عن معلى بن محمد ، عن الوشاء ، عن حماد بن عثمان ، عن

حكيم بن حكيم ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : سألته عن المضمضة والاستنشاق أمن الوضوء هي ؟ قال : لا .

٢ - محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد ، عن شاذان بن الغليل ، عن يونس بن عبد الرحمن ، عن حماد ، عن أبي بصير ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : سألته ، عن المضمضة والاستنشاق قال : ليس هما من الوضوء ، هما من الجوف .

٣ - محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد ، عن علي بن الحكم ، عن سيف بن عميرة ، عن أبي بكر الحضرمي ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : ليس عليك مضمضة ولا استنشاق لأنهما من الجوف .

### باب

#### (صفة الوضوء)

١ - علي بن إبراهيم ، عن محمد بن عيسى ، عن يونس بن عبد الرحمن ، عن أبان بن رجيل ، عن زرارة قال : حكى لنا أبو جعفر عليه السلام وضوء رسول الله صلى الله عليه وآله فدعا بقدح فأخذ كفاً من ماء فأسدله على وجهه ثم مسح وجهه من الجانبين جيئاً ثم أعاد يده اليسرى في الإناء فأسدلها على يده اليمنى ثم مسح جوانبها ثم أعاد اليمنى في الإناء فصبها على اليسرى ثم مسح بها كما صنع باليمنى ثم مسح بها يمينه رأسه ورجليه ولم يعددها في الإناء .

٢ - عدة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد ، عن علي بن الحكم ، عن داود بن النعمان ، عن أبي أيوب ، عن بكير بن أعين ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : ألا أحكي لكم وضوء رسول الله صلى الله عليه وآله ؟ فأخذ بكفه اليمنى كفاً من ماء ففسل به وجهه ثم أخذ يده اليسرى كفاً من ماء ففسل به يده اليمنى ، ثم أخذ يده اليمنى كفاً من ماء ففسل به يده اليسرى ، ثم مسح بفضله يديه رأسه ورجليه .

٣ - علي بن إبراهيم ، عن محمد بن عيسى ، عن يونس ، عن العلاء بن رزين ، عن محمد ابن مسلم ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : يأخذ أحدكم الراحة من الدهن فيملا بها جسده

والماء أوسع [من ذلك] ألا أحكي لكم وضوء رسول الله ﷺ قلت : بلى قال : فأدخل يده في الإناء ولم يغسل يده فأخذ كفاً من ماء فصبه على وجهه ثم مسح جانبيه حتى مسح كاهه ثم أخذ كفاً آخر يمينه فصبه على يساره ثم غسل به ذراعه الأيمن ثم أخذ كفاً آخر فغسل به ذراعه الأيسر ثم مسح رأسه ورجليه بما بقي في يديه .

٤ - علي ، عن أبيه : وخديج بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان جميعاً ، عن حماد بن عيسى ، عن حريز ، عن زرارة قال : قال أبو جعفر عليه السلام : ألا أحكي لكم وضوء رسول الله ﷺ قلنا : بلى فدعا بقعب فيه شيء من ماء ثم وضع بين يديه ثم حسر عن ذراعيه ثم غمس فيه كفه اليميني ثم قال : هكذا إذا كانت الكف طاهرة ، ثم غرق فملاًها ماء فوضعا على جبينه ثم قال : بسم الله وسدله على أطراف لحيته ثم أمر يده على وجهه وظهر جبينه مرة واحدة ثم غمس يده اليسرى فغرف بها مبالاً ثم وضعه على مرفقه اليميني وأمر كفه على ساعده حتى جرى الماء على أطراف أصابعه ، ثم غرق يمينه مبالاً فوضعه على مرفقه اليسرى وأمر كفه على ساعده حتى جرى الماء على أطراف أصابعه ومسح مقدم رأسه وظهر قدميه بيلاً يساره وبقية بيلاً يمينه .

قال : وقال أبو جعفر عليه السلام : إن الله عز وجل يحب الوتر فقد يجزئك من الوضوء ثلاث غرفات : واحدة للوجه واثنان للذراعين ، وتمسح بيك يمينك بيمينك وما بقي من بيك يمينك فظفر قدمك اليميني وتمسح بيك يسارك فظفر قدمك اليسرى .

قال زرارة : قال أبو جعفر عليه السلام : سألت رجلاً أمير المؤمنين عليه السلام عن وضوء رسول الله ﷺ فحكى له مثل ذلك .

٥ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن عمر بن أذينة ، عن زرارة وبكير أنهما سألا أبا جعفر عليه السلام عن وضوء رسول الله ﷺ فدعا بطست أو تورفيه ماء فغمس يده اليمنى فغرف بها غرفة فصبها على وجهه ، فغسل بها وجهه ، ثم غمس كفه اليسرى فغرف بها غرفة فأفرغ على ذراع اليمنى فغسل بها ذراعه من المرفق إلى الكف لا يردّها إلى المرفق ثم غمس كفه اليسرى فأفرغ بها على ذراعه اليسرى من المرفق وصنع بها مثل ما صنع باليميني ، ثم مسح رأسه وقدميه بيلاً كفه ، لم يحدث لهما ماءً جديداً ثم قال : ولا تدخل أصابعه تحت الشرايين (١) قال : ثم قال : إن الله عز وجل يقول :

«يا أيها الذين آمنوا إذا قمتم إلى الصلوة فاغسلوا وجوهكم وأيديكم» (٣) ، فليس له أن يدع شيئاً من وجهه إلا غسّله وأمر بغسل اليدين إلى المرفقين فليس له أن يدع شيئاً من يديه إلى المرفقين إلا غسّله لأن الله يقول : «اغسلوا وجوهكم وأيديكم إلى المرافق» ثم قال : «وامسحوا برؤوسكم وأرجلكم إلى الكعبين» فإذا مسح بشيء من رأسه أو بشيء من قدميه ما بين الكعبين إلى أطراف الأصابع فقد أجزأه .

قال : قلنا : أين الكعبان ؟ قال : هنا يعني المفصل دون عظم الساق ، قلنا : هذا ما هو ؟ فقال : هذا من عظم الساق والكعب أسفل من ذلك (٤) قلنا : أصلحك الله فالغرفة الواحدة تجزئ للوجه وغرفة للذراع ؟ قال : نعم ، إذا بالغت فيها والثنتان (٥) تأنيان على ذلك كله .

٦ - محمد بن الحسن وغيره ، عن سهل بن زياد ، عن ابن محبوب ، عن ابن رباط ، عن يونس بن عمار قال : سألت أبا عبد الله عليه السلام عن الوضوء للصلوة فقال : مرة مرة .

٧ - عدة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد ، وأبي داود جميعاً ، عن الحسين بن سعيد ، عن فضالة بن أيوب ، عن حماد بن عثمان ، عن علي بن الحنفية ، عن ميسرة ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : الوضوء واحدة واحدة ، ووصف الكعب في ظهر القدم .

٨ - الحسين بن محمد ، عن عبد الله بن عامر ، عن علي بن مهزيار ، عن محمد بن يحيى ، عن حماد بن عثمان قال : كنت قاعداً عند أبي عبد الله عليه السلام فبدا بماء فملا به كفه فعم به وجهه ثم مالا كفه فعم به يده اليمنى ثم مالا كفه فعم به [ يده ] اليسرى ثم مسح على رأسه ورجليه وقال : هذا وضوء من لم يحدث حدثاً . يعني به التمدد في الوضوء .

٩ - علي بن محمد ، ومحمد بن الحسن ، عن سهل بن زياد ، وعلي بن إبراهيم ، عن أبيه ، ومحمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد جميعاً ، عن أحمد بن محمد بن أبي نصر ، عن عبد الكريم قال : سألت أبا عبد الله عليه السلام عن الوضوء فقال : ما كان وضوء علي عليه السلام إلا مرة مرة . هذا دليل على أن الوضوء إنما هو مرة مرة لأنه صلوات الله عليه كان إذا ورد عليه أمر أن كلاهما لله طاعة أخذ بأحوطهما وأشدّهما على يده وإن الذي جاء عنهم عليه السلام أنه قال : «الوضوء مرتان» أنه هو لمن لم يقنعه مرة واستزاده فقال : مرتان ، ثم قال : ومن



أد على مرتين لم يوجز وهذا أقصى غاية الحد في الوضوء الذي من تجاوزه أم ولم يكن له وضوء وكان كمن صلى الظهر خمس ركعات ولو لم يطلق في المرتين لكان سيئهما سبيل الثلاث

و روي في رجل كان معه من الماء مقدار كف وحضرت الصلاة قال : فقال : يقسمه أثلاثاً : ثلث للوجه وثلث لليد اليمنى وثلث لليد اليسرى ويمسح بالبلية رأسه ورجليه .

## باب ١٨

(حد الوجه الذي يقفل والذراعين وكيف يقفل)

١ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ؛ وعبد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان جميعاً ، عن حماد بن عيسى ، عن حريز ، عن زرارة قال : قلت له : أخبرني عن حد الوجه الذي ينبغي له أن يوضأ الذي قال الله عز وجل : فقال : الوجه الذي أمر الله تعالى بفعله ألا ولا ينبغي لأحد أن يزيد عليه ولا ينقص منه ، إن زاد عليه لم يوجز وإن نقص منه أثم : جادرت عليه السبابة والوسطى والإبهام من قصاص الرأس إلى الذقن وما جرت عليه الأصابع من الوجه مستديراً فهو من الوجه وما سوى ذلك فليس من الوجه . قلت : الصدغ ليس من الوجه ؟ قال : لا .

٢ - محمد بن يعقوب ، عن أحمد بن محمد ؛ وعبد بن الحسين ، عن صفوان ، عن العلاء ، عن محمد بن مسلم عن أحدهما عليهما السلام قال : سألت عن الرجل يتوضأ أبطن لحيته ؟ قال : لا .

٣ - محمد بن يحيى ، عن عبد الله بن محمد بن عيسى ، عن أبيه ، عن ابن المغيرة ، عن السكوني ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : قال رسول الله صلى الله عليه وآله : لا تضربوا وجوهكم بالماء ضرباً إذا توضأتم ولكن شربوا الماء شرباً .

٤ - علي بن محمد ، عن سهل بن زياد ، عن إسماعيل بن مهران قال : كتبت إلى الرضا عليه السلام أسأله عن حد الوجه فكتب : من أول الشعر إلى آخر الوجه وكذلك الجبين .

٥ - محمد بن الحسن وغيره ، عن سهل بن زياد ، عن علي بن الحكم ، عن أبيه ابن عروة التميمي قال سألت أبا عبد الله عليه السلام عن قول الله عز وجل : « فاغسلوا وجوهكم »



وأيدبكم إلى المرافق . فقلت : هكذا ومسحت من ظهر كفسي إلى المرفق ، فقال : ليس هكذا تنزِيلها إسماء فافعلوا وجوهكم وأيديكم من المرافق ، ثم أمر يده من مرفقه إلى أصابعه .

٦ - علي بن إبراهيم ، عن أخيه إسحاق بن إبراهيم ، عن محمد بن إسماعيل بن بزيع ، عن أبي الحسن الرضا عليه السلام قال : فرض الله على النساء في الوضوء للصلاة أن يستدن بباطن أذرعهن وفي الرجال بظاهر الذراع .

٧ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي نجران ، عن عاصم بن حميد ، عن محمد بن مسلم ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : سألت عن الأقطع اليد الرجل قال : يغسلها ٨ - [و] عنه ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن رفاعه ، ومحمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد ، عن الحسن بن علي ، عن رفاعه قال : سألت أبا عبد الله عليه السلام عن الأقطع قال : ينسل ما قطع منه

٩ - محمد بن يحيى ، عن العمر كني ، عن علي بن جعفر ، عن أخيه موسى بن جعفر عليه السلام قال : سألت عن رجل قطعت يده من المرفق كيف يتوضأ ؟ قال : يغسل ما بقي من عضده . ١٠ - محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد ، عن ابن فضال ، عن ابن بكير ، عن زرارة قال : سألت أبا جعفر عليه السلام أن آتاساً يقولون : إن بطن الأذنين من الوجه وظاهرهما من الرأس ؟ فقال : ليس عليهما غسل ولا مسح .

### باب

(مسح الرأس والتدخين)

١ - عدة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد ، عن شاذان بن الخليل النيسابوري عن معمر بن عمر ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : يجزى من المسح على الرأس موضع ثلاث أصابع وكذلك الرجل .

٢ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن أبي أيوب ، عن محمد بن مسلم ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : الأذنان ليسا من الوجه ولا من الرأس : قال : وذكر المسح فقال : امسح على مقدم رأسك وامسح على التدمين وأبدأ بالشق الأيمن .

٣ - عن محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد ، عن شاذان بن الغليل ، عن يونس ، عن حماد ، عن الحسين بن علي ، قال : لا يمسح عبد الله عليه السلام رجل يوضأ وهو معتم فقل عليه نزع العمامة لمكان البرد ، فقال : ليدخل إمامه .

٤ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، وعن محمد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان جميعاً ، عن حماد بن عيسى ، عن حريز ، عن زرارة قال : قلت لأبي جعفر عليه السلام : ألا تخبرني من أين علمت وقلت : إن المسح ببعض الرأس وبعض الرجلين ، فضحك ثم قال : يا زرارة قال : رسول الله صلى الله عليه وآله و نزل به الكتاب من الله لأن الله عز وجل يقول : « فاعصلوا وجوهكم » فعرفنا أن الوجه كله ينبغي أن يغسل ثم قال : « وأيديكم إلى المرافق » ثم فصل بين الكلام فقال : « وامسحوا برؤوسكم » فعرفنا حين قال : « برؤوسكم » أن المسح ببعض الرأس لمكان المياه ، ثم وصل الرجلين بالرأس كما وصل اليدين بالوجه : فقال : « وأرجلكم إلى الكعبين » فعرفنا حين وصلها بالرأس أن المسح على بعضها ثم فسّر ذلك رسول الله صلى الله عليه وآله للناس فضيحه ثم قال : « فلم تجدوا ماء فتيمموا صعيداً طيباً فامسحوا بوجوهكم وأيديكم منه » فلما وضع الوضوء إن لم تجدوا الماء أثبت بعض الفضل مسحاً لأنه قال : « بوجوهكم » ثم وصل بها « وأيديكم » ثم قال : « منه أي من ذلك التيمم لأنّه علم أن ذلك أجمع لم يجر على الوجه لأنّه يعلق من ذلك الصعيد ببعض الكف ولا يعلق ببعضها » ثم قال : « ما يريد الله ليكمل عليكم (في الدين) من حرج » والخرج الضيق .

٥ - عدة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد ، عن أحمد بن محمد بن أبي نصر ، عن أبي الحسن الرضا عليه السلام قال سأله : عن المسح على القدمين كيف هو ؟ فوضع كفه على الأصابع فمسحها إلى الكعبين إلى ظاهر القدم ، قلت : جعلت فداك لو أنّ رجلاً قال يا سبعين من أصابعه هكذا ، فقال : لا إلا بكفه .

٦ - أحمد بن إدريس ، عن محمد بن أحمد ، عن محمد بن عيسى ، عن يونس قال : أخبرني من رأى أبا الحسن عليه السلام يمسح ظهر قدميه من أعلى القدم إلى الكعب ومن الكعب إلى أعلى القدم ويقول : الأمر في مسح الرجلين موضع من شاء مسح مقبلاً ومن شاء مسح مدبراً فإنه من الأمر الموضع إن شاء الله .

٤ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حماد ، عن حريز ، عن زرارة قال : قال :  
لو أنك توضأت فجمعت مسح الرجلين غسلًا ثم أضمرت أن ذلك هو المفترض لم يكن ذلك  
بوضوء. ثم قال : ابدأ بالمسح على الرجلين فإن بدالك غسل فغسلت فامسح بعده ليكون آخر  
ذلك المفترض

٨ - محمد بن يحيى ، عن محمد بن الحسين ، عن الحكم بن مسكين ، عن محمد بن  
وان قال : قال أبو عبد الله عليه السلام : إنه يأتي على الرجل ستون وسبعون سنة ما قبل الله  
منه صلاة ، قلت : وكيف ذلك ؟ قال : لأنه يغسل ما أمر الله بمسحه .

٩ - محمد بن يحيى ، عن علي بن إسماعيل ، عن علي بن النعمان ، عن القاسم بن محمد ،  
عن جعفر بن سليمان عنه قال : سألت أبا الحسن موسى عليه السلام : جعلت فداك يكون  
خف الرجل خرقاً يدخل يده فيمسح ظهر قدمه أيجزئ ذلك ؟ قال : نعم .

١٠ - الحسين بن محمد ، عن معلى بن محمد ، عن الوشاء ، عن أبيان ، عن زرارة ، عن  
أبي جعفر عليه السلام قال : توضأ علي عليه السلام فغسل وجهه وذراعيه ثم مسح على رأسه وعلى  
نعليه ولم يدخل يده تحت الشراك

١١ - محمد بن يحيى ، رفعه ، عن أبي عبد الله عليه السلام في الذي يغضب رأسه بالحناء  
ثم يبدوله في الوضوء ؟ قال : لا يجوز حتى يصيب بشرة رأسه بالماء .

## باب

(مسح الخف)

١ - عدة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد ، عن الحسين بن سعيد ، عن فضالة بن  
أيوب ، عن أبيان ، عن إسحاق بن عمار قال : سألت أبا عبد الله عليه السلام عن المريض هل  
له رخصة في المسح ؟ قال : لا .

٢ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حماد ، عن حريز ، عن زرارة قال : قلت له في مسح  
الخفين قتيبة ؟ فقال :<sup>(١)</sup> ثلاثة لا تأتي فيمن أحداً شرب المسكر ومسح الخفين ومثمة المسح .  
قال زرارة : ولم يقل : الواجب عليكم ألا تشقوا فيمن أحداً .

## باب ١

### (الجباير والفروح والجراحات)

١ - محمد بن يحيى ، عن محمد بن الحسين ، وعبد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان ، عن صفوان بن يحيى ، عن عبد الرحمن بن الحجاج قال : سألت أبا الحسن الرضا عليه السلام<sup>(١)</sup> عن الكسير تكون عليه الجباير أو تكون به الجراحة كيف يصنع بالوضوء ، وعند غسل الجنابة ، وغسل الجمعة ؟ قال : يغسل ما وصل إليه الغسل<sup>(٢)</sup> مما ظهر مما ليس عليه الجباير ويدع ما سوى ذلك مما لا يستطيع غسله ولا ينزع الجباير ولا يعيث بجراحته .

٢ - علي بن إبراهيم ، عن محمد بن عيسى ، عن يونس ، عن عبد الله بن سنان ، عن أبي عبد الله عليه السلام<sup>(٣)</sup> قال : سألت عن الجرح كيف يصنع به صاحبه ؟ قال : يغسل ما حوله .

٣ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حماد ، عن الحلبي ، عن أبي عبد الله عليه السلام<sup>(٤)</sup> أنه سئل عن الرجل يكون به القرحة في ذراعه أو نحو ذلك في موضع الوضوء فيعصبها بالخرقة ويتوضأ ويمسح عليها إذا توضأ ؟ فقال : إن كان يؤذيه الماء فليمسح على الخرقة وإن كان لا يؤذيه الماء فلينزغ الخرقة ثم يغسلها ، قال : وسألت عن الجرح كيف أصنع به في غسله ؟ قال : اغسل ما حوله .

٤ - عدة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد ، عن ابن محبوب ، عن علي بن الحسن ابن رباط ، عن عبد الله بن علي مولى آل سام قال : قلت لأبي عبد الله عليه السلام<sup>(٥)</sup> : عنرت فاقطع نظري فعملت على إسبمي مرارة فكيف أصنع بالوضوء ؟ قال : يعرف هذا وأشباهه من كتاب الله عز وجل فما جعل عليكم في الدين من حرج ، امسح عليه .

## باب ٢

### (الشك في الوضوء ومن نسيه أو قدم أو أخر)

١ - عدة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد ، عن العباس بن عامر ، عن عبد الله بن

بكبر، عن أبيه، قال: قال لي أبو عبد الله عليه السلام: إذا استيقنت أنك قد أحدثت توضؤاً وإتيالك أن تحدث وضوءاً أبداً حتى تستيقن أنك قد أحدثت.

٢ - علي بن إبراهيم، عن أبيه؛ وعبد بن إسماعيل، عن الفضل بن شاذان جميعاً، عن حماد بن عيسى، عن حرير، عن زرارة، عن أبي جعفر عليه السلام قال: إذا كنت قاعداً على وضوء ولم تدرا غسلك ذراعك أم لا فأعد عليها وعلى جميع ما شككت فيه أنك لم تغسله أو تمسحه بما سمي الله مادم في حال الوضوء، فإذا قمت من الوضوء وفرغت فتدصرت في حال أخرى في صلاة أو غير صلاة فشككت في بعض ما سمي الله بما أو جب الله تعالى عليك فيه وضوءاً فلا شيء عليك وإن شككت في مسح رأسك وأصبت في لحيك بركة فامسح بها عليه وعلى ظهر قدميك وإن لم تصب بركة فلا تنقض الوضوء بالشك وأمسح في صلاتك وإن تيقنت أنك لم تشم وضوءك فأعد على ما تركت يقيناً حتى تأتي على الوضوء. قال حماد: وقال حرير: قال زرارة: قلت له: رجل ترك بعض ذراعه أو بعض جسده في غسل الجنابة؟ فقال: إذا شك ثم كانت به بركة وهو في صلاته مسح بها عليه وإن كان استيقن رجوع وأعاد عليه الماء ما لم يصب بركة فإن دخله الشك وقد دخل في حال أخرى فليمض في صلاته ولا شيء عليه وإن استبان رجوع وأعاد الماء عليه وإن رآه وبه بركة مسح عليه وأعاد الصلاة باستيقان وإن كان شاكاً فليس عليه في شكه شيء فليمض في صلاته.

٣ - علي بن إبراهيم، عن أبيه، عن ابن أبي عمير، عن حماد، عن الحلبي، عن أبي عبد الله عليه السلام قال: إن ذكرت وأنت في صلاتك أنك قد تركت شيئاً من وضوءك المفروض عليك فانصرف وأتم الذي نسيت من وضوءك وأعد صلاتك وبكفك من مسح رأسك أن تأخذ من لحيك بللها إذا نسيت أن تمسح رأسك فتمسح به مقدماً رأسك.

٤ - علي بن إبراهيم، عن أبيه، عن ابن أبي عمير، عن حماد، عن الحلبي، عن أبي عبد الله عليه السلام قال: إذا نسي الرجل أن يغسل يمينه فغسل شماله ومسح رأسه ورجليه وذكر بعد ذلك غسل يمينه وشماله ومسح رأسه ورجليه وإن كان إنما نسي شماله فليغسل الشمال ولا يبعد على ما كان توضؤاً وقال: اتبع وضوءك بعضه بعضاً.

٥ - علي، عن أبيه؛ وعبد بن إسماعيل، عن الفضل بن شاذان جميعاً، عن حماد، عن



حرير، عن زرارة قال : قال أبو جعفر عليه السلام : تابع بين الوضوء كما قال الله عز وجل إبدأ بالوجه ثم باليدين ثم امسح الرأس والرجلين ولا تقدمن شيئاً بين يدي شيء، تخالف ما أمرت به وإن غسلت الذراع قبل الوجه فابدأ بالوجه وأعد على الذراع وإن مسح الرأس قبل الرأس فامسح على الرأس قبل الرجل ثم أعد على الرجل، إبدأ بما بدأ الله به .

٦- عدة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد ؛ وأبي داود جميعاً ، عن الحسين بن سعيد ، عن فضالة بن أيوب ؛ عن الحسين بن عثمان . عن سماعة ، عن أبي بصير ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : إذا نسيت فغسلت ذراعك قبل وجهك فأعد غسل وجهك ثم اغسل ذراعيك بعد الوجه فإن بدأت بذراعك الأيسر قبل الأيمن فأعد غسل الأيمن ثم اغسل اليسار وإن نسيت مسح رأسك حتى تغسل رجليك فامسح رأسك ثم اغسل رجليك .

٧- وهذا الإسناد قال : قال أبو عبد الله عليه السلام : إذا توضأت بعض وضوءك فعرضت لك حاجة حتى ينشف وضوءك فأعد وضوءك فإن الوضوء لا يقبض .

٨- علي بن إبراهيم ، عن صالح بن السندي ، عن جعفر بن بشير ، عن محمد بن أبي حمزة ، عن معاوية بن عمار قال : قلت لأبي عبد الله عليه السلام : ربما توضأت فتندلماء فدعوت الجارية فأبطلت علي بالماء فيجف وضوئي ؟ فقال : أعد .

٩- الحسين بن محمد ، عن معلى بن محمد ، عن الحسن بن علي الوشاء ، عن حماد بن عثمان ، عن حكيم بن حكيم قال : سألت أبا عبد الله عليه السلام عن رجل نسي من الوضوء الذراع والرأس ؟ قال : بعيد الوضوء ، إن الوضوء يتبع بعضه بعضاً .

### باب ٢٢

﴿ ما ينقض الوضوء وما لا ينقضه ﴾

١- محمد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان ؛ وأحمد بن إدريس ، عن محمد بن عبد الجبار جميعاً ، عن صفوان بن يحيى ، عن سالم أبي الفضل ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : ليس ينقض الوضوء إلا ما خرج من طرفيك الأسفلين اللذين أنعم الله عليك بهما .



٢ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن معاوية بن عمار قال :  
 قال أبو عبد الله عليه السلام : إن الشيطان يفتح في دبر الإنسان حتى يخيّل إليه أنه قد خرج  
 منه ريح ، فلا يتقضى الوضوء ، إلا ريح تسمعها أو تجد ريحها .

٣ - عدة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد ، عن محمد بن إسماعيل ، عن ظريف ، عن  
 ثعلبة بن ميمون ، عن عبد الله بن يزيد ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : ليس في حب القرع  
 والد يدان الصغار وضوء ، إنما هو بمنزلة القمل .

٤ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن الحسن ابن أخي فضيل ، عن  
 فضيل ، عن أبي عبد الله عليه السلام في الرجل يخرج منه مثل حب القرع ، قال : ليس عليه وضوء .  
 وروي إذا كانت ملطخة بالمعدة أعاد الوضوء .

٥ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حماد ، عن حريز ، عن زرارة قال : قلت لأبي  
 جعفر عليه السلام : ما يتقضى الوضوء ؟ فقال : ما يخرج من طرفيك الأسفلين من  
 الذكر والدكر ، غائط أو بول أو مني أو ريح أو نوم حتى يذهب العقل وكل النوم  
 يكره إلا أن تكون تسمع الصوت .

٦ - محمد بن يحيى ، عن العمركي ، عن علي بن جعفر ، عن أخيه موسى عليه السلام قال :  
 سأله عن الرجل هل يصلح له أن يستدخل الداء ثم يصلي وهو معه أينقض الوضوء ؟  
 قال : لا ينقض الوضوء ولا يصلي حتى يطرحه .

٧ - عدة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد ، عن علي بن الحكم ، عن الحسين بن أبي العلاء  
 قال : سألت أبا عبد الله عليه السلام عن الرجل يتجشأ فيخرج منه شيء أيعيد الوضوء ؟ قال : لا .  
 ٨ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن ابن أذينة ، عن أبي أسامة قال :  
 سألت أبا عبد الله عليه السلام عن القيء هل ينقض الوضوء ؟ قال : لا .

٩ - عدة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد ، وأبو داود ، عن الحسين بن سعيد ،  
 عن فضالة ، عن أبان ، عن عبيد بن زرارة ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : إذا قاء الرجل  
 وهو على طهر فليتمضمض .

١٠ - محمد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان ، عن سفوان بن يحيى ، عن ابن مسكان ،  
 عن محمد الحلبي قال : سألت أبا عبد الله عليه السلام عن الرجل يكون على طهر فيأخذ من أظفاره

أشعر ما يبيد الوضوء ، فقال : لا ولكن بمسح رأسه وأظفاره بالماء ، قال : قلت : فإني سمع  
بن عمرو أن فيه الوضوء ، فقال : إن خاصصوكم فلا تخصصوهم و قولوا : هكذا السنة .  
١١ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن جميل ، عن زرارة ، عن أبي جعفر  
عليه السلام قال : ليس في القبلة ولا من الفرج ولا المباشرة وضوء .

١٢ - محمد بن الحسن ، عن سهل بن زياد ، عن محمد بن سنان ، عن ابن مسكان ،  
عن أبي بصير ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : سألت عن الرعاف والحجامة وكل دم سائل ؛  
فقال : ليس في هذا وضوء إنما الوضوء من طرفيك اللذين أنعم الله تعالى بهما عليك .  
١٣ - محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد ، عن معمر بن خلاد قال : سألت أبا الحسن  
عليه السلام عن رجل به علة لا يقدر على الاضطجاع والوضوء يشتد عليه وهو قاعد مستند  
بالوسائد فما أغنى وهو قاعد على تلك الحال قال : بتوضاً ، قلت له : إن الوضوء يشتد  
عليه لحال علة ، فقال : إذا خفي عليه الصوت فقد وجب الوضوء عليه ، وقال : يؤخر  
النظر ويصليها مع العصر يجمع بينهما وكذلك المغرب والعشاء .

١٤ - محمد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان ، ومحمد بن يحيى ، عن محمد بن الحسين  
عن صفوان بن يحيى ، عن عبد الرحمن بن الحجاج قال : سألت أبا عبد الله عليه السلام عن الخفقة  
والخفقتين ؛ فقال : ما أدري ما الخفقة والخفقتان إن الله يقول : «بل الإنسان على نفسه بصيرة»  
إن علياً عليه السلام كان يقول : من وجد طعم الصوم قائماً أو قاعداً فقد وجب عليه الوضوء .  
١٥ - علي بن محمد ، عن ابن جهور ، عمن ذكره ، عن أحمد بن محمد ، عن سعد ، عن  
أبي عبد الله عليه السلام قال : أذنان وعينان تنام العينان ولا تنام الأذنان وذلك لا ينقض  
الوضوء فإذا نامت العينان والأذنان انتقض الوضوء .

١٦ - أحمد بن إدريس ، ومحمد بن يحيى ، عن محمد بن أحمد ، عن أحمد بن الحسن  
عن عمرو بن سعيد ، عن مصدق بن صدقة ، عن عثمان الساباطي ، عن أبي عبد الله عليه السلام  
قال : الرجل يقرض من شعره بأسنانه أو يمسحه بالماء قبل أن يصلي ؛ قال : لا بأس ، إنما  
ذلك في الشديد .

### باب ٢٣

﴿الرجل يطأ على العذرة أو غيرها من القذر﴾

١- محمد بن يعقوب ، عن أحمد بن محمد ، عن ابن أبي عمير ، عن جميل بن صالح ، عن الأحول ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال في الرجل يطأ على الموضع الذي ليس بنظيف ثم يطأ بعده مكاناً نظيفاً ، قال : لا بأس إذا كان خمسة عشر ذراعاً أو نحو ذلك .

٢- علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حماد ، عن حريز ، عن محمد بن مسلم قال : كنت مع أبي جعفر عليه السلام إذ مر على عذرة يابسة فوطأ عليها فأصاب ثوبه ، فقلت : جعلت فداك قد وطئت على عذرة فأصاب ثوبك ، فقال : أليس هي يابسة ؟ فقلت : بلى ، فقال : لا بأس : إن الأرض تطهر بعضها بعضاً .

٣- محمد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان ، عن صفوان ، عن إسحاق بن عمار ، عن محمد الحلبي قال : نزلنا في مكان بيننا وبين المسجد زقاق قذر فدخلت على أبي عبد الله عليه السلام فقال : أين نزلتم ؟ فقلت : نزلنا في دار فلان ، فقال : إن بينكم وبين المسجد زقاقاً قذراً - أو قلنا له : إن بيننا وبين المسجد زقاقاً قذراً - فقال : لا بأس ، الأرض تطهر بعضها بعضاً ، قلت : والسرقة الرطب أطأ عليه ؟ فقال : لا يضره مثله .

٤- علي بن محمد ، عن سهل بن زياد ، عن محمد بن سنان ، عن ابن مسكان ، عن الحلبي ، عن أبي عبد الله عليه السلام في الرجل يطأ في العذرة أو البول أو يبيد الوضوء ؟ قال : لا ولكن يغسل ما أصابه . وفي رواية أخرى إذا كان جافاً فلا يغسله .

٥- علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن جميل بن دراج ، عن المعلى بن خنيس قال : سألت أبا عبد الله عليه السلام عن الخنزير يخرج من الماء فيمر على الطريق فبسل منه الماء ، أمر عليه حافياً ؟ فقال : أليس وراءه شيء جاف ؟ قلت : بلى ، قال : فلا بأس ، إن الأرض تطهر بعضها بعضاً .

### باب ٢٤

﴿المدى والودي﴾

١- علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حماد ، عن حريز ، عن زرارة ، عن أبي عبد الله

عنه قال : إن سال من ذكر شيء من مذي أوودي وأنت في الصلاة فلا تغسله ولا تقطع الصلاة ولا تنقض له الوضوء وإن بلغ عقيبك فإنما ذلك بمنزلة النخامة وكل شيء يخرج منك بعد الوضوء فإنه من الميائل أو من البواسير وليس بشيء ، فلا تغسله من نوبك إلا أن تقدره .

٢ - محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد ، عن ابن فضال ، عن ابن بكير ، عن عمر بن حفص قال : سألت أبا عبد الله عليه السلام عن المذي ، فقال : ما هو والنخامة إلا سواء .

٣ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن عمر بن أذينة ، عن يزيد بن معاوية قال : سألت أحدهما عليه السلام عن المذي ، فقال : لا ينقض الوضوء ولا يغسل منه نوب ولا جسد إنما هو بمنزلة المخاط والبراق .

٤ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حماد ، عن حريز ، عن محمد بن مسلم قال : سألت أبا جعفر عليه السلام عن المذي يسيل حتى يصيب الفخذ ، فقال : لا يقطع صلاته ولا يغسله من فخذيه ، إنه لم يخرج من مخرج المني ، إنما هو بمنزلة النخامة .

### باب أنواع الغسل

١ - محمد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان ، عن صفوان بن يحيى ، وابن أبي عمير ، عن مساوية بن عمار ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : سمعته يقول : الغسل من الجنابة ويوم الجمعة والعيدين وحين تحرم وحين تدخل مكة والمدينة ويوم عرفة ويوم تزور البيت وحين تدخل الكعبة وفي ليلة تسع عشرة وإحدى وعشرين وثلاث وعشرين من شهر رمضان ومن غسل مائة .

٢ - محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد ، عن عثمان بن عيسى ، عن اسماعة قال : سألت أبا عبد الله عليه السلام عن غسل الجمعة فقال : واجب في السفر والحضر إلا أنه رخص للنساء في السفر لقلة الماء ، وقال : غسل الجنابة واجب وغسل الحائض إذا طهرت واجب وغسل المستحاضة واجب إذا احتشمت بالكرسف فجاز الدم الكرسف فعلها الغسل لكل صلاتين وللجهر غسل وإن لم يجز الدم الكرسف فعلها الغسل كل يوم مرة والوضوء لكل صلاة وغسل النفساء واجب وغسل المولود واجب وغسل الميت واجب وغسل الزيارة واجب وغسل دخول البيت واجب وغسل الاستسقاء واجب وغسل أول ليلة من شهر رمضان يستحب

وغسل ليلة إحدى وعشرين وغسل ليلة ثلاث وعشرين سنة لا تتركها فانه يرجي في إحدىهن ليلة القدر وغسل يوم الفطر وغسل يوم الأضحي سنة ، لأحب تركها وغسل الاستخارة يستحب ، العمل في غسل الثلاث الليالي من شهر رمضان ليلة تسعة عشرة وإحدى وعشرين وثلاث وعشرين .

### ﴿ باب ﴾

﴿ ما يجزيه الغسل منه إذا اجتمع ﴾

١ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حماد بن عيسى ، عن حرير ، عن زرارة قال : إذا اغتسلت بعد طلوع الفجر أجزأك غسلك ذلك للجنابة والجمعة وعرفة والنحر والحلق والذبيح والزيارة وإذا اجتمعت عليك حقوق أجزأها عنك غسل واحد ؛ قال : ثم قال : كذلك المرأة يجزئها غسل واحد لجنابتها وإحرامها وجمعتها وغسلها من حيضها وعيها .

### ﴿ باب ﴾

﴿ وجوب الغسل يوم الجمعة ﴾

١ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن عبد الله بن المغيرة ، عن أبي الحسن الرضا عليه السلام قال : سأله عن الغسل يوم الجمعة فقال : واجب على كل ذكر وأشي ، عبد أو حر .  
٢ - محمد بن يحيى ، عن محمد بن الحسين ، عن صفوان ، عن منصور بن حازم ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : الغسل يوم الجمعة على الرجال والنساء في الحضر وعلى الرجال في السفر وليس على النساء في السفر وفي رواية أخرى أنه رخص للنساء في السفر لقلة الماء .

٣ - عدة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد ، عن علي بن سيف ، عن أبيه سيف بن عميرة ، عن الحسين بن خالد قال : سألت أبا الحسن الأول عليه السلام كيف صار غسل يوم الجمعة واجباً ؟ فقال : إن الله تبارك وتعالى أتم صلاة الفريضة بصلاة النافلة ؛ وأتم صيام الفريضة بصيام النافلة ؛ وأتم وضوء الفريضة بغسل يوم الجمعة ، ما كان في ذلك من سهو أو تقصير أو نسيان [أو نقصان] .

٤ - عدة من أصحابنا ، عن إبراهيم بن إسحاق الأحمري ، عن عبد الله بن حماد الأنصاري ، عن صباح المزني ، عن الحارث بن حصيرة ، عن الأصمعي قال : كان أمير المؤمنين عليه السلام

إذا أراد أن يوبخ الرجل يقول : والله لانت أعجز من التارك الفسل يوم الجمعة وإنه لا يزال في طهر إلى الجمعة الأخرى .

٥ - عدة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد ، عن الحسين بن موسى ، عن أمه وأم أمه بنت موسى قالتا : كنا مع أبي الحسن عليه السلام بالبادية ونحن نريد بغداد فقال لنا يوم الخميس : اغتسلا اليوم لغد يوم الجمعة فإن الماء بها غدا قليل ، فاغتسلنا يوم الخميس ليوم الجمعة .

٦ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حماد ، عن حريز ، عن بعض أصحابنا ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : لا بد من غسل يوم الجمعة في السفر والحضر فمن نسي فليعد من الغد ؛ وروي فيه رخصة للليل .

### باب ٢٨

صفة الغسل والوضوء قبله و بعده والرجل يقتل في مكان غير طيب وما يقال عند الغسل وتحويل الماء عند الغسل

١ - محمد بن يحيى ، عن محمد بن الحسين ، ومحمد بن اسماعيل ، عن الفضل بن شاذان ، عن صفوان بن يحيى ، عن العلاء بن رزين ، عن محمد بن مسلم ، عن أحمد بن عيسى عليه السلام قال : سألت عن غسل الجنابة فقال : تبدأ بكف يمينك فتغسلها ثم تغسل فرجك ثم تصب الماء على رأسك ثلاثاً ثم تصب الماء على سائر جسدك مرتين فما جرى عليه الماء فقد طهر .

٢ - محمد بن اسماعيل ، عن الفضل بن شاذان ، عن حماد بن عيسى ، عن ربيع بن عبد الله ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : يفيض الجنب على رأسه الماء ثلاثاً ، لا يجزئه أقل من ذلك .

٣ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حماد بن عيسى ، عن حريز ، عن زرارة قال : قلت <sup>(١)</sup> : كيف يغسل الجنب ؟ فقال : إن لم يكن أصاب كفه شيء <sup>(٢)</sup> غمسها في الماء ثم بدأ بفرجه فأنقاه بثلاث غرف ثم صب على رأسه ثلاث أكف ثم صب على منكبيه الأيمن ثم على منكبيه الأيسر مرتين فما جرى عليه الماء فقد أجزأه .

٤ - عدة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد ، عن علي بن الحكم ، عن بعض أصحابنا قال : قال : تقول في غسل الجمعة : اللهم طهر قلبي من كل آفة تمحق بها ديني



وتبسل بها عملي وتقول في غسل الجنابة : اللهم طهر قلبي وزك عملي وتقبل سعدي واجعل مني من ذك خير ألي .

٥ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حماد ، عن الحلبي قال : سئلت أبا عبد الله عليه السلام يقول : إذا ارتمس الجنب في الماء ارتماسة واحدة أجزأه ذلك من غسله .

٦ - محمد بن يحيى ، عن العيصي ، عن علي بن جعفر ، عن أخيه موسى بن جعفر عليه السلام قال : سألت عن المرأة عليها السوار والد ملح في بعض ذراعها ، لا تدري يجري الماء تحته أم لا ، كيف تصنع إذا توضأت أو اغتسلت ؟ قال : تحرّكه حتى يدخل الماء تحته أو تنزعه . وعن الخاتم الضيق لا يدري هل يجري الماء تحته إذا توضأت أم لا ، كيف تصنع ؟ قال : إن علم أن الماء لا يدخله فليخرجه إذا توضأت .

٧ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، ومحمد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان جميعاً ، عن محمد بن عيسى ، عن إبراهيم بن عمر اليماني ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : إن علياً عليه السلام لم ير بأساً أن يغسل الجنب رأسه غدوة ويفسل مائمه جسده عند الصلاة .

٨ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حماد ، عن حريز ، عن زرارة ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : من اغتسل من جنابة فلم يغسل رأسه ثم بدّله أن يغسل رأسه لم يجدبداً من إعادة الغسل .

٩ - محمد بن يحيى ، عن محمد بن الحسين ، عن حماد ، عن بكر بن كريب قال : سألت أبا عبد الله عليه السلام عن الرجل يغتسل من الجنابة يغسل رجله بعد الغسل ، فقال : إن كان يغتسل في مكان يسيل الماء على رجله بعد الغسل فلا عليه أن لا يغسلهما وإن كان يغتسل في مكان يستنقع رجلاه في الماء فليغسلهما .

١٠ - محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد ، عن أبي يحيى الواسطي ، عن هشام بن

سالم ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : قلت له : جعلت فداك أغتسل في الكنيف الذي يال فيه وعليه نمل منديّة ؟ فقال : إن كان الماء الذي يسيل من جسديك يصيب أسفل قدميك فلا تنسل قدميك .

١١ - عدة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد ، عن شاذان بن الخليل ، عن يونس ، عن يحيى بن طلحة ، عن أبيه ، عن عبد الله بن سليمان قال : سمعت أبا عبد الله عليه السلام يقول :  
الوضوء بعد الغسل بدعة .

١٢ - محمد بن يحيى ، وغيره ، عن محمد بن أحمد ، عن يعقوب بن يزيد ، عن ابن أبي عمير ، عن رجل ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : كل غسل قبله وضوء إلا غسل الجنابة ،  
١٣ - روي أنه ليس شيء من الغسل فيه وضوء إلا غسل يوم الجمعة فإن قبله وضوء . وروي أي وضوء أطهر من الغسل .

١٤ - عدة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد ، عن علي بن الحكم ، عن الحسين بن أبي العلاء قال : سألت أبا عبد الله عليه السلام عن الغائم إذا اغتسلت ، قال : حوله من مكانه ، وقال في الوضوء : تنديره وإن نسيت خشي تقوم في الصلاة فلا آمره أن تعيد الصلاة .  
١٥ - عدة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد ، عن الحسين بن سعيد ، عن فضالة ، عن عبد الله بن سنان ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : اغتسل أبي من الجنابة فقبل له : قد أبقيت لعمرك في ظهرك لم يصبها الماء ، فقال له : ما كان عليك لو سكت ، ثم مسح تلك اللبنة بيده .

١٦ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن عبد الله بن المطيرة ، عن ابن مسكان ، عن محمد بن الحسين ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : لا تنقض المرأة شعرها إذا اغتسلت من الجنابة .  
١٧ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن جميل قال : سألت أبا عبد الله عليه السلام ما تمنع النساء في الشعر والقرون فقال : لم تكن هذه المشقة إنما كن يجمعنه ثم وصف أربعة أمكنة ثم قال : يبالغن في الغسل .

### باب ٢٩

(ما يوجب الغسل على الرجل و المرأة)

١ - محمد بن يحيى ، عن محمد بن الحسين ، عن صفوان بن يحيى ، عن العلاء بن رزين

عن ثمانية مسلم ، عن أحمدهما عليه السلام قال : سألته متى يجب الفسل على الرجل والمرأة ، فقال : إذا أدخله فقد وجب الفسل والمهر والرجم .

الرضا <sup>(عنه)</sup> عن الرجل يجامع المرأة قريباً من الفرج فلا ينزلان متى يجب الغسل؟  
 يقال : إذا التقى الختانان فقد وجب الغسل ، قلت : التقاء الختانين هو غيبوبة الحشفة ،  
 قال : نعم .

عن علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حماد بن عثمان ، عن عبيد الله الحلبي قال : سألت أبا عبد الله عليه السلام ، عن المفضخذ عليه غسل ؟ قال : نعم إذا انزل .  
 هـ - عدة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد ، عن إسماعيل بن سعد الأحمري قال :  
 سألت الرضا عليه السلام عن الرجل يلصق فرج جاريته حتى تنزل الماء من غير أن يباشر ،  
 يموت بها بيده حتى تنزل ؟ قال : إذا انزلت من شهوة فعلها الفسل .

٧ - الحسين بن محمد ، عن عبد الله بن عامر ، عن علي بن مهزيار ، عن الحسين بن سعيد عن محمد بن الفضيل قال : سألت أبا الحسن (عليه السلام) عن المرأة تعاق زوجها من خلفه فتعرق على ظهره فتأتيها الشهوة فتنزّل الماء عليها الغسل أولا يجب عليها الغسل ؟ قال : إذا جاءتها الشهوة فأنزلت الماء وحسب عليه الغسل .

إذا ابنى الرجل المرأة في دبرها فلم ينزل فلا غسل عليهما وإن انزل فعليه الغسل ولا غسل عليها .

### باب ٣

#### احتلام الرجل والمرأة

١ - محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد بن عيسى ، عن علي بن الحكم ، عن الحسين بن أبي العلاء قال : سألت أبا عبد الله عليه السلام عن الرجل يرى في المنام حتى يجد الشهوة فهو يرى أنه قد احتلم فإذا استيقظ لم يرف في ثوبه الماء ولا في جسده ؟ قال : ليس عليه الغسل . وقال : كان علي عليه السلام يقول : إنما الغسل من الماء الأكبر فإذا رأى في منامه ولم ير الماء الأكبر فليس عليه غسل .

٢ - محمد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان ، عن ابن أبي عمير ، عن معاوية بن عمار عن أبي عبد الله عليه السلام قال : سأله عن رجل احتلم فلما انتبه وجد بللاً ؟ فقال : ليس بشيء إلا أن يكون مريضاً فعليه الغسل .

٣ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حماد بن عيسى ، عن حرير ، عن زرارة قال : إذا كنت مريضاً فأصابك شهوة فأنه ربما كان هو الدافق لكته يجيئ ، مجيئاً ضميئاً ليس له قوة لكان مرضك ، ساعة ، بعد ساعة ، قليلاً قليلاً فاغتسل منه .

٤ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن ابن المغيرة ، عن حرير ، عن ابن أبي عمير قال : قلت لأبي عبد الله عليه السلام : الرجل يرى في المنام ويجد الشهوة فيستيقظ وينظر فلا يجد شيئاً ، ثم يمكث بعد فيخرج ؟ قال : إن كان مريضاً فليغتسل وإن لم يكن مريضاً فلا شيء عليه ، قال : فقلت له : فما فرق بينهما ؟ فقال : لأن الرجل إذا كان صحيحاً جاء بدفقة وقوة وإذا كان مريضاً لم يجيئ ، إلا بعد .

٥ - عدة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد ، عن ابن أبي عمير ، عن حماد بن عثمان ، عن السلمي ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : سأله عن المرأة ترى في المنام ما يرى الرجل ؟ قال : إذا انزلت فعليها الغسل وإن لم تنزل فليس عليها الغسل .

٦ - محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد ، عن ابن محبوب ، عن عبد الله بن سنان قال : سألت

أبا عبد الله عليه السلام عن المرأة ترى أن الرجل يجامعها في المنام في فرجها حتى تنزل؛ قال :  
تغتسل . وفي رواية أخرى ، قال : عليها غسل ولكن لا تحسب نوحاً بهذا فيتحذه علة .  
٧ - محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد ، عن عثمان بن عيسى ، عن سماعة قال : سألت  
أبا عبد الله عليه السلام عن الرجل ينام ولم ير في نومه أنه احتلم فيجد في ثوبه و على فخذه  
الماء هل عليه غسل ؟ قال : نعم .

### باب ٣١

( الرجل والمرأة يغتسلان من الجنابة ثم يخرج منهما شيء بعد الغسل )  
١ - محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد ، عن عثمان بن عيسى ، عن عبد الله بن مسكان ، عن  
سليمان بن خالد ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : سألت عن رجل أجنب فاغتسل قبل أن  
يبول ، فخرج منه شيء ؛ قال : يعيد الغسل ، قلت : فالمرأة يخرج منها بعد الغسل ؛ قال :  
لا تعيد ، قلت : فما فرق بينهما ؛ قال : لأن ما يخرج من المرأة إنما هو من ماء الرجل .  
٢ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حماد ، عن الحلبي ، عن  
أبي عبد الله عليه السلام قال : سئل عن الرجل يغتسل ثم يجد بعد ذلك بللاً وقد كان بال قبل  
أن يغتسل ؛ قال : إن كان بال قبل أن يغتسل فلا يعيد الغسل .  
٣ - الحسين بن محمد ، عن معلى بن محمد ، عن الوشاء ، عن أبان بن عثمان ، عن  
عبد الرحمن بن أبي عبد الله قال : سألت أبا عبد الله عليه السلام عن المرأة تغتسل من الجنابة ثم  
ترى نطفة الرجل بعد ذلك هل عليها غسل ؛ فقال : لا .  
٤ - أبو داود ، عن الحسين بن سعيد ، عن أخيه الحسن ، عن زرعة ، عن سماعة  
قال : سألت <sup>(٢)</sup> عن الرجل يجنب ثم يغتسل قبل أن يبول فيجد بللاً بعد ما يغتسل ؛ قال :  
يعيد الغسل ، وإن كان بال قبل أن يغتسل فلا يعيد غسله ولكن يتوضأ ويستنجي

### باب ٣٢

( الجنب يأكل ويشرب ويقرأ ويدخل المسجد ويختضب ويدهن )  
(و يطلى ويحتجم)

١ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ؛ و محمد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان جميعاً ،

عن حماد بن عيسى ، عن حريز ، عن زرارة ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : الجنب إذا أراد أن يأكل ويشرب غسل يده ونمضه من غسل وجهه وأكل وشرب .

٢ - عذرة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد ، عن ابن فضال ، عن ابن بكير قال : سألت أبا عبد الله عليه السلام عن الجنب يأكل ويشرب ويقرأ ، قال : نعم يأكل ويشرب ويقرأ ويقرأ الله عز وجل ماشاء .

٣ - علي بن محمد ، و محمد بن الحسن ، عن سهل بن زياد ، عن ابن أبي نصر ، عن جميل ابن دراج ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : للجنب أن يمشي في المساجد كلها ولا يجلس فيها إلا المسجد الحرام ومسجد الرسول صلى الله عليه وآله .

٤ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن جميل قال : سألت أبا عبد الله عليه السلام عن الجنب يجلس في المساجد ، قال : لا ولكن يمر فيها كلها إلا المسجد الحرام ومسجد الرسول صلى الله عليه وآله .

٥ - محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد ، عن الحسين بن سعيد ، عن حماد بن عيسى ، عن الحسين بن المختار ، عن أبي بصير قال : سألت أبا عبد الله عليه السلام عمن قرأ في المصحف وهو على غير وضوء ، قال : لا بأس ولا يمس الكتاب .

٦ - محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد ، عن الحسين بن سعيد ، عن عبد الله بن بحر ، عن حريز قال : قلت لأبي عبد الله عليه السلام : الجنب يدفن ثم يغتسل ، قال : لا .

٧ - محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد ، عن إبراهيم بن أبي محمود قال : قلت للرضا عليه السلام : الرجل ينجس جسده ورأسه بالخلوق <sup>(١)</sup> والطيب والشئ الكد مثل علك الزوم والمزمار وما أشبهه فيغتسل فإذا فرغ وجد شيئاً قد بقي في جسده من أثر الخلوق الطيب وغيره قال : لا بأس .

٨ - أبو داود ، عن الحسين بن سعيد ، عن فضالة بن أيوب ، عن عبد الله بن سنان قال : سألت أبا عبد الله عليه السلام عن الجنب والحائض يتناولان من المسجد المتاع يكون فيه ، قال : نعم ولكن لا ينعان في المسجد شيئاً .

٩ - محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد ، عن ابن أبي نصر ، عن أبي جميلة ، عن أبي الحسن الأول عليه السلام قال : لا بأس أن يغتضب الجنب ويغضب المغتضب وبطلان النورة



و روي أيضاً أن المختضب لا يجنب حتى يأخذ الغضاب و أما في أول الغضاب فلا .

١٠ - عدة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد ، عن الحسين بن سعيد ، عن أخيه الحسن ، عن زرعة ، عن سماعة قال : سأله عن الرجل يجنب ثم يريد النوم ؟ قال : إن أحب أن يتوضأ فليفعل والغسل أحب إلي وأفضل من ذلك فإن هو نام ولم يتوضأ ولم يغتسل فليس عليه شيء إن شاء الله تعالى .

١١ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حماد ، عن الحلبي ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : لا بأس بأن يحتجم الرجل وهو جنب .

١٢ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن النوفلي ، عن السكوني ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : لا بأس أن يختضب الرجل ويجنب وهو مختضب ولا بأس أن يتنور الجنب ويحتجم ويذبح ولا يذوق شيئاً حتى يغسل يديه ويتمضم من فائه يخاف منه الوضع .

### باب ٣٣

في الجنب يعرق في الثوب أو يصيب جسده ثوبه وهو رطب

١ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن ابن أذينة ، عن أبي أسامة قال : سألت أبا عبد الله عليه السلام عن الجنب يعرق في ثوبه أو يغتسل فيعائق امرأته و يضاحمها وهي حائض أو جنب فيصيب جسده من عرقها ؟ قال : هذا كله ليس بشيء .

٢ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن جميل بن دراج ، عن أبي أسامة قال : قلت لأبي عبد الله عليه السلام : يصيبني السماء وعلي ثوب فتبله وأنا جنب فيصيب بعض ما أصاب جسدي من المني أفأصلي فيه ؟ قال : نعم .

٣ - عدة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد ، عن الحسين بن سعيد ، عن القاسم بن محمد ، عن علي بن أبي حمزة قال : سئل أبو عبد الله عليه السلام وأنا حاضر عن رجل أجنب في ثوبه فيعرق فيه ، فقال : ما أرى به بأساً ، فقيل : إنه يعرق حتى لو شاء أن يعصره عصره ؟ قال : فقطب أبو عبد الله عليه السلام في وجه الرجل وقال : إن أبيتم فشيء من ماء ينضجه به .

٤ - محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد ، عن ابن فضال ، عن ابن بكير ، عن حمزة بن

حران ؟ عن أبي عبدالله عليه السلام قال : لا يجنب الثوب الرجل ولا يجنب الرجل الثوب

٥ - محمد بن أحمد ، عن أحمد بن محمد ، عن ابن فضال ، عن ابن بكير ، عن أبي أسامة قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عن الثوب تكون فيه الجنابة فتصيبني السماء حتى يبتل علي ؟ قال : لا بأس .

٦ - علي بن إبراهيم ، عن محمد بن عيسى ، عن يونس ، عن معاوية بن عمار قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : الرجل يبول وهو جنب ثم يستنجي فيصيب ثوبه جسده وهو رطب ؟ قال : لا بأس .

### باب الثوب

❦ (المني والمذي يصيبان الثوب والجسد) ❦

١ - الحسين بن محمد ، عن مسلم بن محمد ، عن الوشاء ، عن حماد بن عثمان ، عن ابن أبي يعفور ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : سألت عن المني يصيب الثوب ، قال : إن عرفت مكانه فاغسله وإن خفي عليك مكانه فاغسله كله .

٢ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن معاوية بن عمار ، عن ميسر قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : أمر الجارية فتغسل ثوبي من المني فلا تبلغ غسله فأمسك فيه فإذا هو بابس ؟ قال : أعد صلاتك ، أما إنك لو كنت غسلت أنت لم يكن عليك شيء .

٣ - محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد ، عن عثمان بن عيسى ، عن سماعة قال : سألت<sup>(٦)</sup> عن المني يصيب الثوب ، قال : اغسل الثوب كله إذا خفي عليك مكانه قليلاً كان أو كثيراً .

٤ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حماد ، عن الحلبي ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إذا احتلم الرجل فأصاب ثوبه شيء ، فليغسل الذي أصابه وإن

فقلت له : أليس لحومها حلالاً ، قال : بلى ولكن ليس مما جعله الله للأكل .

٥ - الحسين بن محمد ، عن معلى بن محمد ، عن الوشاء ، عن أبان بن عثمان ، عن أبي مريم قال : قلت لأبي عبد الله عليه السلام : ما تقول في أبوال الدواب و أروائها ، قال : أما أبوالها فاغسل إن أصابك وأما أروائها فهي أكثر من ذلك .

٦ - محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد ، عن البرقي ، عن أبان ، عن الحلبي ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : لا بأس بروث الحمير واغسل أبوالها .

٧ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن عبد الله بن المغيرة ، عن سماعة ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : إن أصاب الثوب شيء من بول السنور فلا يصلح الصلاة فيه حتى تمسكه .

٨ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن عبد الله بن المغيرة ، عن جميل بن دراج ، عن أبي بصير ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : كل شيء يطير فلا بأس ببوله و خثره .

٩ - محمد بن يحيى ، عن محمد بن الحسين ، عن علي بن الحكم ، عن أبي الأعز الشناس <sup>(١)</sup> قال : قلت لأبي عبد الله عليه السلام : إنني أعالج الدواب فربما خرجت بالليل وقد بالت ورائت فيضرب أحدها برجله أريده فينضح علي ثيابي فأصبح فأرى أثره فيه ؟ فقال : ليس عليك شيء .

### ﴿ باب ٢ ﴾

﴿ الثوب يصيبه الدم والمدة ﴾ (٢)

١ - محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد ، عن معاوية بن حكيم ، عن المعلى أبي عثمان ، عن أبي بصير قال : دخلت على أبي جعفر عليه السلام وهو يصلي ، فقال لي قائدي : إن في ثوبه دمًا فلمّا انصرف قلت له : إن قائدي أخبرني أن ثوبك دمًا ، فقال لي : إن بي دما ميل ولست أغسل ثوبي حتى تبرأ .

٢ - أحمد ، عن عثمان بن عيسى ، عن سماعة قال : سألته عن الرجل به القرح أو الجرح ولا يستطيع أن يربطه ولا يغسل دمه ، قال : يصلي ولا يغسل ثوبه كل يوم إلا مرة فإنّه لا يستطيع أن يغسل ثوبه كل ساعة .

٣ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حماد ، عن حريز ، عن محمد بن مسلم قال : قلت له : الدم يكون في الثوب علي وأنا في الصلاة ، قال : إن رأيت عليك ثوب غيره فاطرحه وصل وإن لم يكن عليك غيره فامض في صلاتك ولا إعادة عليك ما لم يرد علي مقدار الدرهم وما كان أقل من ذلك فليس بشيء ، رأيت قبل أولم ثوبه وإذا كنت قد رأيت وهو أكثر من مقدار الدرهم فضيعة غسله وصليت فيه صلاة كثيرة فأعد ما صليت فيه .

٤ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن النوفلي ، عن السكوني ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : إن علياً عليه السلام كان لا يرى بأساً بدم ما لم يتركه يكون في الثوب فيصلي فيه الرجل يعني دم السمك .

٥ - أحمد بن إدريس ، عن محمد بن أحمد ، عن أحمد بن الحسن بن علي ، عن عمرو بن سعيد ، عن مصدق بن صدقة ، عن عماد الساباطي قال : سئل أبو عبد الله عليه السلام عن رجل يسيل من أنفه الدم هل عليه أن يغسل باطنه ، يعني جوف الأنف ، فقال : إنما عليه أن يغسل ما ظهر منه .

٦ - محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد ، عن الحسين بن سعيد ، عن القاسم بن محمد ، عن علي بن أبي حمزة ، عن العبد الصالح عليه السلام قال : سأله أم ولد لأبيه فقالت : جعلت فداك إني أريد أن أسألك عن شيء وأنا أستحي منه ، قال : سألني ولا تستحي ، قالت : أصاب ثوبي دم الحيض ففسلته فلم يذهب أثره ، فقال : اصفيه بمشق حتى يختلط ويذهب .

٧ - علي بن إبراهيم ، عن أحمد بن أبي عبد الله ، عن أبيه رفته ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : قال : دمك أنظف من دم غيرك إذا كان في ثوبك شبه النضج من دمك فلا بأس وإن كان دم غيرك قليلاً أو كثيراً فاغسله .

٨ - محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد ، عن ابن سنان ، عن ابن مسكان ، عن الحلبي قال : سألت أبا عبد الله عليه السلام عن دم البراغيث يكون في الثوب هل يمنعه ذلك من الصلاة فيه ، قال : لا وإن كثر فلا بأس أيضاً بشبهه من الرعاف ينضجه ولا يغسله .

## باب

(الوقت الذي يوجب التيمم ومن تيمم ثم وجد الماء)

١ - محمد بن يحيى ، عن محمد بن الحسين ، عن صفوان ، عن العلاء ، عن محمد بن مسلم قال : سمعته يقول : إذا لم تجد ماء ، أردت التيمم فأختر التيمم إلى آخر الوقت فإن فاك الماء لم تفك الأرض .

٢ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن ابن أذينة ، عن زرارة ، عن أسد بن عاصم قال : إذا لم يجد المسافر الماء فليطلب ما دام في الوقت فإذا خاف أن يفوته الوقت فليتم وليصل في آخر الوقت فإذا وجد الماء فلا قضاء عليه وليتوضأ لما يستقبل .

٣ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حماد ، عن العجلي قال : سمعت أبا عبد الله عليه السلام يقول : إذا لم يجد الرجل طهوراً وكان جنباً فليمسح من الأرض ويصلي ، فإذا وجد ماءً فليغتسل وقد أجزأته صلاته التي صلى .

٤ - محمد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان ، وعلي بن إبراهيم ، عن أبيه جميعاً ، عن حماد بن عيسى ، عن حريز ، عن زرارة قال : قلت لأبي جعفر عليه السلام : يصلي الرجل بوضوء واحد صلاة الليل والنهار كلها ؟ قال : نعم ما لم يحدث ، قلت : فيصلي بتيمم واحد صلاة الليل والنهار كلها ؟ قال : نعم ما لم يحدث أو يصب ماءً ، قلت : فإن أصاب الماء ، ورجا أن يتدر على ماء آخر وظن أنه يقدر عليه كلما أراد ، فمسر ذلك عليه ، قال : ينقض ذلك تيممه وعليه أن يعيد التيمم ، قلت : فإن أصاب الماء وقد دخل في الصلاة ؟ قال : فليصرف وليتوضأ ما لم يركع فإن كان قد ركع فليتم في صلاته فإن التيمم أحد الطهورين .

٥ - الحسين بن محمد ، عن معلى بن محمد ، عن الوشاء ، عن أبيان بن عثمان ، عن عاصم بن عاصم قال : سألت أبا عبد الله عليه السلام عن الرجل لا يجد الماء فيتيمم و يقيم في الصلاة فجاء الغلام فقال : هوذا الماء ، فقال : إن كان لم يركع فليصرف وليتوضأ وإن كان

قد رجع وأبغض في سارته .

٦ - عدة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد ، عن ابن محبوب ، عن داود الرقي قال :  
قلت لأبي عبد الله عليه السلام : أكون في السفر ونحضر الصلاة وليس معي ماء ويقال : إن الماء  
قريبٌ منّا أفأطلب الماء - وأنا في وقت - يميناً وشمالاً ؟ قال : لا تطلب الماء ولكن تيمم  
فإنني أخاف عليك التخلف عن أصحابك فتضلّ فيأكلك السبع .

٧ - أحمد بن محمد ، عن علي بن الحكم ، عن الحسين بن أبي العلاء قال : سألت  
أبا عبد الله عليه السلام عن الرجل يمرّ بالركبة - وليس معه داء ، قال : ليس عليه أن ينزل  
الركبة ، إن رب الماء هو رب الأرض فليتيمم .

٨ - الحسين بن محمد ، عن معلى بن محمد ، عن الوشاء ، عن حماد بن عثمان ، عن  
يعقوب بن سالم قال : سألت أبا عبد الله عليه السلام عن رجل لا يكون معه ماء والماء عن يمين  
الطريق ويساره غلوتين أو نحو ذلك ؛ قال : لا أمره أن يغرّ بنفسه فيعرض له لئلا يصيب .  
٩ - محمد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان ، عن صفوان ، عن منصور بن حازم ،  
عن ابن أبي يعفور ؛ وعن عتبة بن مصعب ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : إذا أتيت البئر وأنت جنب  
ولم تجد دلو ولا شيئاً تعرف به فتييمم بالصعيد فإن رب الماء و رب الصعيد واحد  
ولا تقم في البئر ولا تنفسد على القوم ماءهم .

١٠ - محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد ، عن عثمان بن عيسى ، عن ابن مسكان ، عن  
أبي بصير قال : سألت - عن رجل كان في سفر وكان معه ماء فغسله و تيمم وصلى ثم ذكر  
أن معه ماء قبل أن يخرج الوقت ؛ قال : عليه أن يتوضأ ويميد الصلاة . قال : وسألته عن  
تيمم الحائض والجنب سواء إذا لم يجد ماء ؛ قال : نعم .

### باب

(الرجل يكون معه الماء القليل في السفر ويخاف العطش)

١ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن عبد الله بن الحفيرة ، عن ابن سنان ، عن أبي عبد الله  
عليه السلام في رجل أصابته جنابة في السفر وليس معه ماء إلا قليل وخاف إن هو اغتسل  
أن يعطش ، قال : إن خاف عطشاً فلا يهرق منه قطرة و ليتيمم بالصعيد فإن الصعيد



أحب إلى

٢ - الحسين بن محمد ، عن معلى بن محمد ، عن الحسن بن علي الوشاء ، عن حماد بن عثمان ، عن ابن أبي يعفور قال : سألت أبا عبد الله عليه السلام عن الرجل يجنب ومعه من الماء قدر ما يكفيه لشربه أيتيمم أو يثوضأ ، قال : التيمم أفضل ألا ترى أنه إنما جعل عليه نصف الطهور .

٣ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن محمد بن حران وجميل قالا : قلنا لأبي عبد الله عليه السلام : إمام قوم أصابته جنابة في السفر وليس معه ماء يكفيه للفعل أيتوضأ بمضمون ويصلي بهم ، قال : لا ولكن يتييمم ويصلي بهم فإن الله عز وجل قد جعل التراب طهوراً .

٤ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن عبد الله بن المنيرة قال : إن كانت الأرض مبتلة وليس فيها تراب ولا ماء فانظر أجف موضع تجدته فتييمم من غباره أو شي منببر وإن كان في حال لا تجد إلا الطين فلا بأس أن تتييمم به .

### باب

« (الرجل يصيبه الجنابة فلا يجد إلا الثلج أو الماء الجامد) »

١ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد بن عيسى ، عن حماد بن عيسى ، عن حرير ، عن محمد بن مسلم ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : سألت عن رجل أجنب في السفر ولم يجد إلا الثلج أو ماءً جامداً ، فقال : هو بمنزلة الضرورة يتييمم ولا أرى أن يعود إلى هذه الأرض التي توبق دونه .

٢ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه رفعه قال : قال : إن أجنب فعليه أن يغتسل على ما كان عليه وإن احتلم يتييمم .

٣ - محمد بن يحيى ، عن محمد بن الحسين ، عن جعفر بن بشير ، ممن رواه ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : سألت عن رجل أصابته الجنابة في ليلة باردة يخاف على نفسه التلف إن اغتسل ، قال : يتييمم ويصلي فإذا أمن البرد اغتسل وأعاد الصلاة .

## ﴿باب﴾

﴿التيمم بالطين﴾

١ - محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد ، عن ابن محبوب ، عن ابن رباب ، عن أبي بصير ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : إذا كنت في حال لا تتدر إلا على الطين فتيّم به فإن الله أولى بالعدر ، إذا لم يكن معك ثوب جاف أو لبد تتدر أن تنفضه وتتيّم به  
سعيد طيّب وماء طهور

## ﴿باب﴾

﴿الكسير والمجدور ومن به الجراحات وتسيبهم الجنابة﴾

١ - محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد ، عن ابن محبوب ، عن أبي أيوب النخعي ، عن محمد بن مسلم قال : سألت أبا جعفر عليه السلام عن الرجل يكون به القرح والجراحة يجنب ؟ قال لا بأس بأن لا يغتسل ، [و] يتيّم .  
٢ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن بعض أصحابه ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : قال : يتيّم المجدور والكسير بالشراب إذا أصابته الجنابة .  
٣ - عتبة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد ، عن علي بن أحمد رفعه ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : سأله عن مجدور أصابته جنابة ؟ قال : إن كان أحسب هو فليغتسل وإن كان احتسب فليتيّم .  
٤ - أحمد بن محمد ، عن بكر بن صالح ، وابن فضال ، عن عبد الله بن إبراهيم الفاري ، عن جعفر بن إبراهيم الجعفري ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : إن النبي صلى الله عليه وآله ذكر له أن رجلاً أصابته جنابة على جرح كان به ، فأمر بالفسل فاغتسل فكنز فمات فقال رسول الله صلى الله عليه وآله : قتلوه قتلهم الله إنما كان دواء العي السؤال .  
٥ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن محمد بن مسكين <sup>(١)</sup> وغيره ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : قيل له : إن فلاناً أصابته جنابة وهو مجدور ففسلوه فمات ، فقال : قتلوه ، ألا سألوا ، ألا يسموه ، إن شفاء العي السؤال .  
قال . وروي ذلك في الكسير والمبطون يتيّم ولا يغتسل .

## باب النواذر

١ - علي بن محمد بن عبدالله ، عن إبراهيم بن إسحاق الأحمر ، عن الحسن بن علي الرضا قال : دخلت على الرضا عليه السلام وبين يديه إبريق يريد أن يتهبأ منه للصلاة فدنوت منه لأصبه عليه فأبى ذلك وقال : مه يا حسن فقلت له : لم تنهاني أن أصب على يدك ، ذكره أن أوجس ، قال : توجس أنت وأوزرنا ، فقلت له : وكيف ذلك ، فقال : أما سمعت الله عز وجل يقول : «فمن كان يرجو لقاء ربه فليعمل عملاً صالحاً ولا يشرك بعبادة ربه أحداً» ، وها أناذا أتوضأ للصلاة وهي العبادة فأكره أن يشركني فيها أحد .

١ - علي بن محمد ، عن سهل بن زياد ، عن جعفر بن محمد الأشعري ، عن القداح بن أبي عبدالله عليه السلام قال : قال رسول الله ﷺ افتتح الصلاة الوضوء وتحريمها التكبير وتحليلها التسليم .

٣ - علي بن إبراهيم ، عن صالح بن السندي ، عن جعفر بن بشير ، عن صباح الحداد ، عن أبي أسامة قال : كنت عند أبي عبدالله عليه السلام فساله رجل من المغيرة عن شيء من السنن فقال : أما من شيء يحتاج إليه أحد من ولد آدم إلا وقد جرت فيه من الله ومن رسوله سنة ، عرفها من عرفها ، أنكرها من أنكرها ، فقال رجل : فما السنة في دخول الغلاء ، قال : تذكر الله وتعوذ بالله من الشيطان الرجيم وإذا فرغت قلت : « الحمد لله على ما أخرج مني من الأذى في بصر وعافية » . قال الرجل :

فإنسان يكون على تلك الحال ولا يصبر حتى ينظر إلى ما يخرج منه ، قال : إنه ليس في الأرض آدمي إلا ومعه ملكان موكلان به فإذا كان على تلك الحال نيا برقبته ثم قال : يا ابن آدم انظر إلى ما كنت تكدج له في الدنيا إلى ما هو صائر .

٤ - محمد بن يحيى ، عن سلمة بن الخطاب ، عن إبراهيم بن محمد الثقفي ، عن علي بن المكي ، عن إبراهيم بن محمد بن عمران ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : من توضأ فتسندل كانت له حسنة وإن توضأ ولم يتمثل حتى يجف وضوءه كانت له ثلاثون حسنة .

٥ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن عمرو بن عثمان ، عن جراح الحداد ، عن سماعة ابن مهران قال : قال أبو الحسن موسى عليه السلام : من توضأ للمغرب كان وضوءه ذلك كفارة

لما سئى من ذنوبه في نهاره ما خلا الكبار ومن توشاً لصلاة الصبح كان وضوءه ذلك  
كفارة لما مضى من ذنوبه في ليلته إلا الكبار .  
٦ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن قاسم النخعي ، عن عبد الرحمن بن كثير ،  
عن أبي عبد الله عليه السلام قال : بينا أمير المؤمنين عليه السلام قاعد ومعه ابنه محمد إذ قال : يا محمد ابنتي  
يا ثناء من ماء فأتاه به فصبته بيده اليمنى على يده اليسرى ثم قال : « الحمد لله  
الذي جعل الماء طهوراً ولم يجعله نجساً » ثم استنجد فقال : « اللهم حصن فرجي  
وأغصه واستر عورتى وحرّمْها على النار » ثم استنشق فقال : « اللهم لا تحرّم عليّ ريح  
اللبنة واجعلني ممن يشم ريحها وطيبها وريحانها » ثم تيمم فقال : « اللهم أنطق  
بأنى أذكرك واجعلني ممن ترضى عنه » ثم غسل وجهه فقال : « اللهم يمين رجلي  
يوم تسود [فيه] الوجوه ولا تسود وجهي يوم تبيض [فيه] الوجوه » ثم غسل يمينه  
فقال : « اللهم أعطني كتابي يميني والخلد يساري » ثم غسل شماله فقال : « اللهم  
لا تمطني كتابي بشمال ولا تجعلها مغلولة إلى عني وأعوذ بك من مقطعات النيران »  
ثم مسح رأسه فقال : « اللهم غشني برحمتك وبركاتك وغفوك » ثم مسح على رجليه  
فقال : « اللهم ثبت قدمي [على الصراط] يوم تزل فيه الأقدام واجعل سمعي فيما  
يرضيك عني » ثم التفت إلى محمد فقال : يا محمد من توشاً بمثل ما توشأت وقال مثل ما قلت  
عاقب الله له من كل قطرة ملكاً يقدّمه ويسبّحه ويكبره ويهله ويكتب له نواب  
ذلك .

٧ - عدة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد ، عن ابن محبوب ، عن ابن رباب ، عن  
محمد بن قيس قال : سمعت أبا جعفر عليه السلام يقول وهو يحدث الناس بمكة : صلى رسول  
الله ﷺ الفجر ثم جلس مع أصحابه حتى طلعت الشمس فجعل يقوم الرجل بعد  
الرجل حتى لم يبق معه إلا رجلان أنصاري وثقفي فقال لهما رسول الله ﷺ : قد  
علمت أن لكما حاجة وتريدان أن تسألا عنها فإن شئتما أخبرتكما بعاجتكما قبل  
أن تسألاني وإن شئتما فاسألا عنها قالا : بل نخبرنا قبل أن نسألك عنها فإن ذلك  
أجلى للمنى وأبعد من الإرتياب وأثبت للإيمان ، فقال رسول الله ﷺ : أما أنت  
يا أخا ثقف فإنك جئت أن تسألني عن وضوءك وصلاتك مالك في ذلك من الخير

أشياء وضوءك فأنتك إذا وضعت يديك في إنائك ثم قلت : « بسم الله » تنأثرت منها  
ما اكتسبت من الذنوب فإذا غسلت وجهك تنأثرت الذنوب التي اكتسبتها عيناك  
بنظركهما وفؤك ، فإذا غسلت ، ذراعيك تنأثرت الذنوب عن يمينك و شمالك فإذا  
مسحت رأسك و قدميك تنأثرت الذنوب التي مشيت إليها على قدميك ، فهذا لك في  
وضوءك .

٨ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن النوفلي ، عن السكوني ، عن أبي عبد الله  
عليه السلام قال : الوضوء شطر الإيمان .

٩ - أبو علي الأشعري ، عن بعض أصحابنا ، عن إسماعيل بن مهران ، عن صباح  
الحدادي ، عن سماعة قال : كنت عند أبي الحسن عليه السلام فصلى الظهر والعصر بين يدي  
وجلست عنده حتى حضرت المغرب فدعا بوضوء فتوضأ للصلاة ثم قال : لم توضأ ،  
فقلت : جعلت فداك أنا على وضوئي ، فقال : وإن كنت على وضوء إن من توضأ للمغرب  
كان وضوؤه ذلك كفارة لما مضى من ذنوبه في يومه إلا الكبائر ومن توضأ للصبح  
كان وضوؤه ذلك كفارة لما مضى من ذنوبه في ليله إلا الكبائر .

١٠ - محمد بن يحيى ، وأحمد بن إدريس ، عن أحمد بن إسحاق ، عن سعدان ، عن  
بعض أصحابه ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : الظهر على الظهر عشر حسنات .  
١١ - محمد بن الحسن وغيره ، عن سهل بن زياد بإسناده ، عن أبي عبد الله عليه السلام  
قال : إذا فرغ أحدكم من وضوئه فليأخذ كفأ من ماء فليمسح به ففاه يكون ذلك فكاً  
ورقة من النار .

١٢ - علي بن محمد ، عن سهل بن زياد ، عن محمد بن عيسى ، عن بونس ، عن أبي  
الحسن عليه السلام قال : قلت له : الرجل يفتسل بماء الورد ويتوضأ به للصلاة قال : لا بأس  
بذلك .<sup>(١)</sup>

١٣ - أبو علي الأشعري ، عن محمد بن عبد الجبار ، عن صفوان ، عن عبد الوهاب  
عن محمد بن أبي حمزة ، عن هشام بن سالم ، عن إسماعيل الجعفي ، عن أبي عبد الله عليه السلام  
قال : سأله عن مس عظم الميت ، قال : إذا كان سنة فليس به بأس .

١٤ - محمد بن يحيى رفعه ، عن أبي حمزة قال : قال أبو جعفر عليه السلام : إذا كان الرجل نائماً في المسجد الحرام أو مسجد الرسول عليه السلام فاحتلم فأصابته جنابة فليتييم ولا يمر في المسجد إلا متيماً حتى يخرج منه ثم يغتسل وكذلك الحائض إذا أصابها الحيض تفعل كذلك ولا بأس أن يمر في سائر المساجد ولا يجلسان فيها .

١٥ - محمد بن يحيى ، عن المبركي بن علي ، عن علي بن جعفر ، عن أخيه أبي الحسن عليه السلام قال : سألت عن رجل رفع فامتخط فصار بعض ذلك الدم قطعاً صغيراً فأصاب إنباء هل يصلح له الوضوء منه ؟ فقال : إن لم يكن شيء يستين في الماء فلا بأس وإن كان شيئاً يسناً فلا يتوضأ منه .

قال : وسألت عن رجل رفع وهو يتوضأ فيقطر قطرة في إنباءه هل يصلح الوضوء منه ؟ قال : لا .

١٦ - محمد بن يحيى ، عن محمد بن الحسين ، عن وهيب بن حفص ، عن أبي بصير قال : سألت عن حية دخلت حباً فيه ماء وخرجت منه ، قال : إن وجد ماءً غيره فليهرقه .

١٧ - محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد ، عن البرقي ، عن سعد بن سعد ، عن صفوان قال : سألت أبا الحسن عليه السلام عن رجل احتاج إلى الوضوء للصلاة وهو لا يقدر على الماء فوجد يقدر ما يتوضأ به بمائة درهم أو ألف درهم وهو واجد لها ، يشتري ويتوضأ أو يتييم ؟ قال : لا بل يشتري ، قد أصابني مثل ذلك فاشتريت وتوضأت وما يشتري بذلك مال كثير .



## ۱۔ باب طہارت آب

- ۱۔ فرمایا پانی طاہر کرتا ہے اس کو ظاہر نہیں کیا جاتا۔
- ۲۔ فرمایا صادق آل محمد نے پانی کل طاہر ہے جب تک اس کے نجس ہونے کا علم نہ ہو۔ (مرسل)
- ۳۔ فرمایا ابو عبد اللہ نے کہ دریا کا پانی طاہر ہے۔ (مجموع)
- ۴۔ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا۔ آیا دریا کا پانی طاہر ہے۔ فرمایا۔ ہاں۔ (صحیح)

## ۲۔ وہ پانی جس کو کوئی چیز نجس نہیں کرتی

- ۱۔ فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے جب پانی بقدر گڑ ہو تو اسے کوئی چیز نجس نہیں کرتی۔ (حسن)
- ۲۔ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس پانی کے متعلق پوچھا جس میں موش پشاب کرتے ہوں، کتے پانی پیتے ہوں، جنب آدمی نہاتے ہوں۔ فرمایا اگر وہ پانی بقدر گڑ ہو تو کوئی چیز اسے نجس نہیں کرتی۔ (صحیح)
- ۳۔ فرمایا۔ صادق آل محمد نے جو پانی بکثرت جاری ہو تو اسے کوئی شے نجس نہیں کرتی خواہ مردہ جسم اس میں پھٹے یا نہ پھٹے ہاں اگر اس کی بو پانی کی بو پر غالب آجائے تو نجس ہو جائے گا۔ (حسن)
- ۴۔ ایک کڑ پانی کو کوئی شے نجس نہیں کرتی اور کڑ کی مقدار ساڑھے تین باشت گہرا اور اتنا ہی چوڑا اور لمبا ہے۔ (صحیح)
- ۵۔ ترجمہ اوپر ہے۔ یہ ہے پانی کا کڑ۔
- ۶۔ فرمایا۔ صادق آل محمد نے کڑ کا پانی ایک ہزار دو سو رطل ہے (۹ من ۲۷۰ پیر)۔ (صحیح)
- ۷۔ میں نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے اس پانی کے متعلق پوچھا جسے کوئی چیز نجس نہیں کرتی۔ فرمایا تین باشت لمبا تین باشت چوڑا اور تین باشت گہرا پانی۔
- ۸۔ فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے کہ پانی کا ایک کڑ میرے اس ٹکے کی طرح ہے اور اشارہ ایک ٹکے کی طرف کیا جو مدینہ کا بنا ہوا تھا۔ (حسن)

## ۳۔ آب قلیل کے احکام

- ۱۔ فرمایا صادق آل محمد نے اگر ایسا پانی تمہارے پاس آئے جس میں کٹا ہوا تھوڑا چنے بائیں اور آگے سے تھوڑا سا پانی صاف کر کے وضو کرو۔ (حسن)
- ۲۔ میں نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے اس جنب کے متعلق پوچھا جو راستہ میں تھوڑا سا پانی پائے اور اس سے نہانا

- چاہے مگر اس کے پاس کوئی ایسا ظرف نہ ہو جسے ڈبو کر پانی لے لے اور اس کے ہاتھ بھی گندے ہوں فرمایا وہ اپنے ہاتھ پانی میں ڈال کر دھوئے پھر غسل کرے اس میں پوری شعلہ اللہ نے فرمایا ہے تمہارے لئے دین میں نیکی نہیں (حسن)
- ۳۔ فرمایا صادق آل محمد نے کہ اگر پانی کی تودہ دار کی تودہ پر غالب آ جائے تو وضو بھی کر سکتے ہیں اور پانی بھی سکتے ہیں اور اگر پانی میں تغیر پیدا ہو جائے اور مزہ بدل جائے تو اس پانی سے نہ وضو کرو اور نہ اسے پیو۔ (مرسل)
- ۴۔ کسی نے صادق آل محمد سے دریافت کیا میں بھی بیٹھا تھا کسی نے پوچھا۔ موسم برسات میں جو پانی گڑھوں میں جمع ہو جاتا ہے اس میں اگر مراد ہو جانور ہو تو کیا حکم ہے فرمایا اگر پانی بدبودار نہیں ہوا ہو تو وضو کر لو۔ (۴)
- ۵۔ میں نے صادق آل محمد سے ایسے ساکن پانی کے متعلق پوچھا جس میں مردار پڑا ہو اس سے استنجہ کیا جائے یا نہیں فرمایا جس طرف مردار پڑا ہو اس کے خلاف طرف سے وضو کرو۔
- ۶۔ فرمایا حضرت نے بودار پانی کے متعلق اگر اور پانی نہ ملے تو اسی سے وضو کر لو۔ (حسن)
- ۷۔ راوی کہتا ہے میں نے حضرت ابو عبد اللہ سے ان حضرات کے متعلق پوچھا۔ جو مکہ اور مدینہ کے درمیان پلے جاتے ہیں جس میں درندے گھس جاتے ہیں کتے پانی پیتے ہیں اور جب لوگ نہاتے ہیں تو کیا اس سے وضو ہو سکتا ہے فرمایا پانی کی مقدار کیا ہوتی ہے۔ میں نے کہا نصف ساق یا گھٹنے تک یا کچھ کم۔ فرمایا وضو کر لو۔ (ضعیف)
- علامہ مجلسی نے مرآۃ العقول میں تحریر فرماتے ہیں کہ ان حضرات میں جو پانی مذکورہ صورت میں ہو گا وہ ضرور کئی برابر یا اس سے زیادہ ہے یعنی وہ حوضیں چونکہ بڑی ہوتی ہیں لہذا زائونہک پانی اگر سے زیادہ ہی ہو گا۔

## احکام چاہ

- ۱۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے ایک شخص کو لکھا کہ وہ امام رضا علیہ السلام سے دریافت کرے کہ ایسے کنوئیں سے وضو کرنے کے لئے جو کسی منزل پر ہو اور اس میں کچھ قطرے پیشاب کے یا خون کے گر گئے ہوں یا گائے وغیرہ کا فضلہ گر جائے تو اس کی طہارت کیسے ہو گی اس سے وضو کر کے نماز پڑھی جاسکتی ہے حضرت نے اپنے حکم سے میرے خط پر تحریر فرمایا کہ چند ڈول اس سے نکال کر وضو کر لیا جائے۔ (۱۵)
- علامہ مجلسی مرآۃ العقول میں تحریر فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں بول اور خون کی کم مقدار مراد ہے اگر فضلہ نجس جانور یا غیر ماکول الاہم کا ہے تو یہ پانی کھینچنا واجب ہو گا اور اگر پاک جانور کا ہے تو استحباب ہو گا۔
- ۲۔ فرمایا صادق آل محمد نے اگر چہ باری، مرغی پرندہ یا کتا گر جائے، بدن نہ پھٹے یا پانی کامزہ نہ بدلے تو پانچ ڈول نکالنے کافی ہیں اور اگر پانی میں تغیر پیدا ہو جائے تو اتنا پانی نکالو کہ بڑھاتی رہے یہ حکم ایسی صورت میں ہو گا جب کہ زندہ نکال آئیں۔ (۱۵)

علامہ مجلسی تحریر فرماتے ہیں کہ صدوق علیہ الرحمہ نے کہنے کے لئے چالیس ٹک لکھے ہیں لی کے لئے سات ڈول بکری اور اس سے مشابہ جانوروں کے لئے دس اور طیور کے لئے سات ڈول لکھے ہیں۔

۳۔ فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے کہ پانی خراب نہیں ہوتا جب تک اس میں نفس ہندہ والا جانور نہ گرے۔ (حسن)

۴۔ فرمایا ابو عبد اللہ نے اگر سام ابرس (ایک قسم کی چھپکلی) کنوئیں میں گر جائے تو کوئی مضافہ نہیں۔ ڈول سے حرکت دے کر پانی لے لو۔ (مرفوع)

۵۔ ابو بصیر سے مروی ہے کہ میں نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے پوچھا اگر کنوئیں میں کوئی شے گر جائے فرمایا اگر چوہا اور اس سے مشابہ جانور گر جائے۔ تو سات ڈول نکالیں بشرطیکہ پانی میں تغیر پیدا نہ ہو ورنہ پھر اتنا پانی نکالیں کہ بدل ہو جاتی رہے اگر اس میں کتھار جلے تو اگر کھل پانی نکالنے کی قدرت ہو تو نکال ڈالو اور اگر کوئی ایسا جانور جس میں خون ہندہ نہ ہو جیسے اور گریلا وغیرہ تو کوئی حرج نہیں۔ (ص)

۶۔ فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے اگر کوچھوٹا جانور کنوئیں میں گر کر مر جائے تو چند ڈول پانی نکالو اگر جنب گر کر مر جائے تو سات ڈول نکالو اور اگر اوت گر کر مر جائے یا شراب گر جائے تو ترح کر در چار آدمی باری باری صبح سے شام تک پانی نکالیں۔ (ص)

۷۔ میں نے پوچھا ایک شخص نے بکری کو ذبح کیا وہ تڑپ کر کنوئیں میں جا گئی۔ اس کی رگوں سے خون بہہ رہا تھا کیا اس کنوئیں کے پانی سے وضو کر لیا جائے۔ فرمایا تیس اور چالیس کے درمیان ڈول کھینچے جائیں پھر وضو کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

میں نے پوچھا اس شخص کے متعلق جس نے مرغی یا کبوتر ذبح کیا اور وہ کنوئیں میں جا کر آگیا اس کے پانی سے وضو درست ہے فرمایا کچھ ڈول نکال کر وضو کرو۔ پھر میں نے پوچھا اس شخص کے متعلق جو کنوئیں سے پانی لے رہا ہو اور نکسیر کا خون اس میں گر جائے آیا اس پانی سے وضو درست ہے فرمایا کچھ ڈول نکالنے کے بعد۔

۸۔ میں نے پوچھا اگر پانی سے کھان کا کوئی ٹکڑا نکل آئے۔ فرمایا۔ قابل نہیں اکثر چھپکلی اپنی جلد کا ٹکڑا اگر اسی ہے احتیاطاً ایک ڈول پانی نکال دو۔ (ص)

۹۔ فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے اس رسی کے متعلق جو ستور کے بالوں سے بنی ہو پانی کھینچ کر وضو کرنے میں کوئی مضافہ نہیں۔

۱۰۔ میں نے پوچھا اس باحنانہ کے متعلق جو کنوئیں میں جا کر مرے فرمایا۔ دس ڈول نکالیں۔ میں نے کہا اگر گھل جائے فرمایا تب چالیس یا پچاس ڈول نکالیں۔ (ص)

## ۵۔ چھ بچہ کے مسائل

۱۔ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ متعلق پوچھا فرمایا۔ اگر وہ کنوئیں سے اونچا ہے تو سات فٹ دور ہونا

چاہیے اور اگر پہلے تو بہر طر سے پانچ فٹ دور ہو اور زیادہ تر یہی صورت ہوتی ہے۔ (۱۲)

۲۔ رادوں نے حضرت سے پوچھا اس کنوئیں کے پانی سے وضو کرنے کے متعلق جس کے قریب پیشاب بہتا ہو کیا وہ پانی نجس ہے فرمایا اگر وہ پانی بلند رہا ہو اور وادی میں پیشاب نیچے بہتا ہو اور دونوں کے درمیان بقدر تین یا چار ہاتھ کے فاصلہ پر ہو تو وہ نجس نہیں لیکن اگر اس سے کم ہو تو وضو نہ کرے۔ زرارہ نے کہا۔ (حسن)

اگر پانی زمین پر رکھا ہو اور جاری رہے تو کیا حکم ہے فرمایا اگر وہ پانی ٹھہرا ہو اور نہ ہو تو وضو کرنے میں کوئی حرج نہیں اور تھوڑا سا بھی ٹھہرا ہوا ہے اور اس نے زمین میں سوراخ نہ کیا ہو اور کوئی گڑھا نہ بنایا ہو اور کنوئیں کو اس سے کوئی نقصان نہ پہنچا ہو تو اس سے وضو کر لیں کیونکہ پانی اس کی نجاست سے پاک ہے۔

۳۔ فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے کہ پانی اور چہ بچہ کے درمیان فاصلہ کی صورت یہ ہے کہ اگر زمین نرم ہو تو سات ہاتھ کا فاصلہ ہو اور اگر پتھر کی زمین ہو تو پانچ ہاتھ کا۔ پھر فرمایا۔ پانی بہتا ہے قبلہ کی داہنی جانب سے بائیں جانب اور بائیں طرف سے داہنی طرف، لیکن قبلہ کے پیچھے کی طرف نہیں بہتا۔ (درسن)

۴۔ فرمایا ابو الحسن علیہ السلام نے کہ کنوئیں اور مویشیوں کے بازو کے درمیان پانچ ہاتھ یا اس سے زیادہ کا فاصلہ ہو تو اس کے پانی سے وضو کر لو، قریب ہو یا بعید، اگر کراہت نہ ہو تو اس سے وضو کر لینا چاہیے اور غسل بھی کرے بشرطیکہ پانی تغیر نہ ہوا ہو۔ (حسن)

## ۶۔ چوپایوں دزدوں اور پرندوں کا جھوٹا پانی

۱۔ فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے جس پانی سے اکول اللحم جانور نے پانی پیا ہو اس سے وضو کرنے میں حرج نہیں (ضعیف)  
۲۔ فرمایا حضرت نے کہ بوتر، مرغی اور چڑیا کسی پانی میں سے پی لیں تو اس سے وضو کرنے میں مضائقہ نہیں۔ (ضعیف)  
۳۔ میں نے پوچھا کیا چوپایوں کا جھوٹا پانی پی سکتے ہیں۔ فرمایا اونٹ، گائے، بکری کے جھوٹے میں مضائقہ نہیں۔ (مستحق)  
۴۔ فرمایا امام علیہ السلام نے کتاب علی میں ہے کہ بلی دزد ہے لیکن اللہ سے حیا کرتا ہوں اس بارہ میں کہ اس طعام کو جھوٹے دہل جس میں سے بلی نے کھایا ہو۔ (حسن)

۵۔ امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا اس پانی کے متعلق جسے کہ بوتر نے پیا ہو۔ فرمایا جس جانور کا گوشت کھایا جاتا ہے اس کے جھوٹے پانی سے وضو درست ہے۔ اور پی سکتے ہو اور جس پانی سے بازو، شکرے یا عقاب نے پیا ہو اس سے بھی وضو ہو سکتا ہے اور پی بھی سکتے ہیں مگر جبکہ اس کی چوچ میں خون لگا ہو تو اس سے وضو نہ کرو نہ اس کو سپرد مشق  
۶۔ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایسے گھڑے کے متعلق سوال کیا جس میں بگڑا ہوا اور مر گیا ہو۔ فرمایا اے نکال کر پھینک دو اور دوسرے پانی سے وضو کرو۔ اور ایک ایسے شخص کے متعلق سوال کیا گیا جس کے پاس

دو برتن ہوا ان میں ایک تجس ہو لیکن یہ معلوم نہ ہو کہ کون سا تجس ہے اور دوسرے پانی بھی نہ ملے۔ فرمایا۔ ان دونوں کا پانی بہاد اور تیمم کر کے نماز پڑھو۔ (موتقی)

۷۔ امام جعفر صادق علیہ السلام مکروہ جلتے تھے ہر اس جانور کے جھوٹے گوشت کا کشت نہیں کھایا جاتا۔ (مرسل)

## ۷۔ حایض، مجنب، یہودی و نصرانی کے جھوٹے پانی سے وضو

- ۱۔ فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے حیض والی عورت کا جھوٹا پانی پی تو لو مگر اس سے وضو نہ کرو۔ (ضعیف)
- ۲۔ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کیا عورت اور مرد ایک ہی برتن سے نہا سکتے ہیں فرمایا ہاں اس پانی میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے دونوں اپنے ہاتھ پہلے دھولیں۔
- میں نے پوچھا حیض والی عورت کے جھوٹے پانی کا کیا حکم ہے فرمایا اس سے وضو نہ کرو ہاں جناب عورت کے جھوٹے سے کرو۔ جبکہ وہ منہ نہ ہو اور برتن میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے اپنے ہاتھ دھو لے اور فرمایا رسول اللہ اور حضرت عائشہؓ ایک برتن سے غسل کرتے تھے اور سب اعضا کو دھوتے تھے۔
- ۳۔ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا۔ حایض کا جھوٹا پانی پینا چاہیے فرمایا۔ ہاں لیکن اس سے وضو نہ کرو۔
- ۴۔ میں نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے پوچھا عورت کے وضو کے پچھے ہوئے وضو کے پانی سے مرد وضو کرے۔ فرمایا جبکہ وہ وضو کرنا جانتی ہو یعنی اس کے مسائل سے واقف ہو اور حایض کے جھوٹے پانی سے وضو نہ کرو۔ (حسن)
- ۵۔ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہودی و نصرانی کے جھوٹے کے متعلق پوچھا۔ فرمایا اس کا استعمال جائز نہیں (حسن)
- ۶۔ امام جعفر صادق علیہ السلام مکروہ جانتے تھے والد الزنا کے جھوٹے گوشت اور یہودی و نصرانی اور مشرک کے جھوٹے گوشت اور آپ کے نزدیک شدید کراہت تھی تاہم یہی کے جھوٹے میں (مرسل)

## ۸۔ پانی میں ہاتھ ڈالنے کے مسائل

- ۱۔ فرمایا حضرت صادق علیہ السلام نے کوئی مضائقہ نہیں اگر تم دھونے سے پہلے پانی کے ظن میں ہاتھ داخل کرو۔ لیکن ہاں اگر نجاست یا پیشاب لگا ہو یا جنابت کی صورت ہو تو ہاتھ دھو کر ڈالو۔ اگر پانی میں ہاتھ ڈالنے کے بعد اس کے اندر کوئی نجاست کی چیز معلوم ہو تو اس پانی کو بھینک دو۔ (حسن)
- ۲۔ راوی نے کہا۔ میں نے شیخ سے (مراد امام) پوچھا جو شخص خواب سے بیدار ہوا ہو اور پیشاب نہ کیا ہو وہ اپنا ہاتھ دھوئے بغیر پانی میں ڈال سکتا ہے۔ فرمایا۔ نہیں جانتا کہ تین میں اس کا ہاتھ کہاں کہاں پہنچا تھا اس کو چاہیے کہ ہاتھ دھو ڈالے۔ (ضعیف)

- ۳۔ میں حضرت ابو عبد اللہ سے جناب کے بالے میں پوچھا جو ہاتھ دھونے سے پہلے سہوا اپنا ہاتھ پانی میں ڈبوئے۔ اگر ہاتھ کو کوئی چیز نہ لگی ہو تو کیا مضائقہ ہے۔ (۴)
- ۴۔ میں نے ایسے شخص کے متعلق پوچھا جس نے پیشاب کر کے کوئی چیز نہ چھوئی ہو۔ اور پانی میں ہاتھ ڈال دے۔ فرمایا ٹھیک اگرچہ جناب بھی ہو۔
- ۵۔ فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے کہ پانی میں ہاتھ ڈالنے کے لئے پیشاب کرنے والا ایک بار ہاتھ دھوئے، باخانہ کرنے والا دوبار اور جنابت والا تین بار۔ (رض)
- ۶۔ میں نے اس شخص کے متعلق پوچھا جو اس کوڑھ کو جس سے منگے میں سے پانی نکالا جاتا ہے گندی جگہ پر رکھ دے پھر اسے منگے میں ڈال دے۔ فرمایا تین چلو پانی اس کے پئندے پر ڈالے۔ (حسن)

### ۹۔ بارش کے پانی سے نجاست ملنا

- ۱۔ فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے ان دو پرناؤں کے متعلق جن میں ایک سے پیشاب آتا ہو اور دوسرے سے بارش کا پانی اور وہ دونوں مل جائیں اور کسی کا کپڑا بھیگ جائے تو کوئی حرج نہیں (حسن)
- ۲۔ ترجمہ اوپر لکھا گیا۔ (مجمول)
- ۳۔ میں نے ابو عبد اللہ سے پوچھا کہ میں ایسے راستہ سے گزرتا ہوں جہاں ایک پرنا لہ سے ایسے اوقات میں پانی گرے جبکہ میں جانتا ہوں کہ لوگ وضو کرتے ہوئے ہیں۔ فرمایا اس کے متعلق کوئی سوال ہی نہ کرو۔ میں نے کہا کہ اس صورت میں کہ بارش کا پانی میرے اندر بہہ رہا ہو لیکن اس میں کچھ تغیر معلوم ہو اور نجاست بھی دیکھی جائے جس کے قطرے میرے اوپر ٹپکے ہوں اور وہ گھرایا ہو جس کی سطح پر وضو کرتے ہیں کیا اس سے لباس نجس ہوگا۔ فرمایا نہیں کوئی چیز نہ دھوؤ کیونکہ بارش کے پانی نے اسے ظاہر کر دیا ہے۔ (مرسل)
- ۴۔ فرمایا امام رضا علیہ السلام نے بارش کی کچھ دے متعلق، فرمایا اگر بارش سے تین دن کے اندر لگ جائے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ ہاں اگر یہ معلوم ہو جائے کہ بارش کے بعد کچھ چیز نے اسے نجس کر دیا ہے اور تین دن بعد وہ لگ جائے تو دھونا چاہیے البتہ اگر راستہ پاک صاف ہو تو مدت دھوؤ۔ (مرسل)
- ۵۔ فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے اگر جنب غسل کرے اور اس کے جسم کا پانی برتن میں ٹپکے اور پانی زمیں سے اڑ کر برتن میں پہنچے تو ان سب صورتوں میں کوئی مضائقہ نہیں۔ (۴)
- ۶۔ فرمایا اگر جنب کے نہانے کا پانی برتن میں چلا جائے تو کوئی مضائقہ نہیں، خدا نے دین کے معاملہ میں کوئی خشک نہیں کی۔
- ۷۔ میں نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے پوچھا میں ایسی جگہ غسل کرتا ہوں جہاں پیشاب کرتے ہیں اور غسل جنابت کیا جاتا ہے



پانی کے برتن میں اور وہ پانی زمین پر جاتا ہے اور اس سے چھینٹیں اڑتی ہیں۔ فرمایا کوئی حرج نہیں۔ (مجمول)

## باب

### آب حمام اور آفتاب سے گرم ہونے والا پانی

۱۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا اس کنوئیں کے پانی سے مت نہاد جس میں حمام کا استعمالی پانی جمع ہوتا ہو کیونکہ اس میں ولد الزنا کے نہانے کا بھی پانی جاتے گا اور سات پشتوں تک طاہر نہ ہوگا اور اس میں ناصبی کے نہانے کا بھی پانی جاتے گا اور وہ ان دونوں سے بدتر ہے۔ خدا نے بدترین مخلوق کتے کو بنایا ہے لیکن ناصبی تو کتے سے بھی بدتر ہے۔ میں نے کہا مجھے حمام کے متعلق بتائیے جس میں جنب بچہ یہودی، نصرانی اور عجمی سب نہاتے ہیں فرمایا حمام کا پانی نہر کی طرح ہے جس کا ایک حصہ دوسرے کو پاک کر دیتا ہے۔ (ص)

۲۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے حمام کے پانی کے استعمال میں کوئی حرج نہیں۔ (مجمول)

۳۔ ایک شخص نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہا کہ میں بیچ کو جب حمام میں داخل ہوا تو ان لوگوں کے پانی کی چھینٹیں میرے اوپر پڑیں جو غسل جنابت کر رہے تھے۔ فرمایا کیا وہ آب جاری سے تھیں۔ میں نے کہا ہاں۔ منہ مایا تو کچھ حرج نہیں۔ (موثق)

۴۔ امام علیہ السلام سے حمام کے اس پانی کے متعلق پوچھا گیا جو لوگوں کے نہانے سے حمام میں جمع ہو جاتا ہے کہ اگر کپڑا اس سے تر ہو جائے تو کیا حکم ہے فرمایا کوئی حرج نہیں۔ (مرسل)

۵۔ فرمایا امام علیہ السلام نے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ سوچئے گرم کردہ پانی سے وضو نہ کرو، نہ غسل اور نہ آنا گندھو کہ اس سے برس کی بیماری ہوتی ہے۔ (۲)

## باب

### مواضع مکروہہ جہاں پیشاب پاخسانہ ہو

۱۔ فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ مرد کا عین یہ ہے کہ وہ اپنے پیشاب کی جگہ عین کہے۔  
۲۔ کسی نے امام زین العابدین علیہ السلام سے پوچھا کہ پردہ میں پیشاب کہاں کرے۔ فرمایا گریز کرے نہروں کے کناروں سے نافذہ راستوں سے، پہن والے درختوں کے نیچے سے اور لہن کے مقامات سے یعنی گھروں کے دروازوں

کے سامنے سے۔ (ص)

۳۔ کسی نے امام رضا علیہ السلام سے پوچھا یا خانہ کے لئے کیا حکم ہے فرمایا قبلہ کی طرف منہ نہ ہونہ پشت اور نہ ہوا کا رخ آگے ہونہ پیچھے۔ (مرزوق)

ایک اور روایت میں یہ بھی ہے کہ سورج اور چاند کا بھی سامنا نہ ہو۔

۴۔ فرمایا حضرت ابو عبد اللہ علیہ السلام نے کہ حضرت رسول خدا نے منع کیا ہے پیشاب کرنے کو کسی ایسی جگہ ہوا کے رخ پر جو سطح پر یا بلند جگہ پر ہو۔ (ضعیف)

۵۔ حضرت امام جعفر صادق سے منکر جب ابو حنیفہ نکلے تو دروازہ پر امام موسیٰ کاظم علیہ السلام جو بہت کم سن تھے کھڑے تھے۔ ابو حنیفہ نے کہا اے لڑکے تمہارے شہر میں مرد مسافر رفع حاجت کہاں کرے۔ فرمایا۔ مسجدوں کے چبوتروں، نہروں کے کناروں، پھل والے درختوں کے نیچے اور گزرگاہوں پر نہ کرے اور قبلہ رہو کہ پیشاب یا پاخانہ نہ کرے۔ اور اپنے لباس کو اٹھائے رکھے پھر جہاں موقع ہو رفع حاجت کرے۔ (مرزوق)

۶۔ فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے کہ رسول اللہ نے فرمایا تین چیزوں کا کرنے والا ملعون ہے سایہ دار منزل میں پاخانہ کرنے والا، اس پانی سے روکنے والا جہاں برابر لوگ پینے کو آتے ہوں اور گزرگاہ کا بند کرنے والا۔ (مجموع)

## باب ۲

### بیت الخلا کے احکام

۱۔ فرمایا صادق آل محمد نے جب بیت الخلا میں داخل ہو تو کہو شریعت کرتا ہوں اللہ کے نام سے اور پناہ چاہتا ہوں اس سخت بھلاست سے جو شیطان جہم ہے اور نکلتے وقت کہو، حمد ہے اللہ کے لئے جس نے نجات دی اس خباثت سے اور میری اذیت کو دور کیا اور وضو کرتے وقت کہو۔ گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ یا اللہ مجھے توبہ کرنے والوں میں سے بنا اور مجھے پاک قرار دے اور رب العالمین ہی حمد کا سزاوار ہے۔

۲۔ فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے وضو میں بسم اللہ کہہ لو تو تمہارا اکل جسم ظاہر ہو جائے گا اور اگر نہ دھو گے تو ظاہر ہوگا وہی اعضا جن پر پانی ٹہرے گا و ملازم مجلسی فرماتے ہیں یہاں وضو سے مراد استنجاء ہے اور طہارت کل جسم سے طہارت کامل۔ (۲)

۳۔ فرمایا امام رضا علیہ السلام نے کہ پاخانہ کے بعد دیر کے ظاہری حصہ کو دھوئے اندر انگلی نہ ڈالے۔ (۳)

۴۔ راوی نے امام رضا علیہ السلام سے پوچھا۔ جب آدمی پاخانہ کی طہارت پانی سے کرے تو متعہ ابتداء کے با ذکر سے

فرمایا پہلے مقعد کو دھوئے پھر ذکر کو۔ (موتق)

۵۔ حضرت رسول خدا نے منع فرمایا ہے داہنے ہاتھ سے استنجا کرنے کو۔

۶۔ میں نے پوچھا کیا حکم ہے اگر انگوٹھی کا ٹکڑا منہ کا پتھر کاٹ کر بنایا گیا ہو فرمایا کوئی حصر و قید نہیں وقت استیصال تک سے نکال لے۔ (۴)

۷۔ داہنے ہاتھ سے استنجا کرنا شقاوت ہے اور ایک روایت میں ہے کہ بائیں ہاتھ سے کرنا بیماری ہے (غیر معتبر) ہے۔ (ضعیف)

۸۔ جب پیشاب نہ نازک جائے تب پانی ڈالے۔ (۴)

۹۔ میں نے امام رضا علیہ السلام سے پوچھا۔ استنجا کی حد کیا ہے جب تک بخت صاف ہو۔ میں نے کہا اگر صاف ہو جائے اور بُرا باقی رہے فرمایا لو کہ طہ توجہ نہیں کی جاتی۔ (حسن)

۱۰۔ حضرت صادق آل محمد علیہ السلام نے کسی نے سوال کیا اس شخص کے متعلق جس نے پیشاب کیا اور اس کی ران اور گھٹنے پر پیشاب کی ذرا سی چھینٹ پڑ گئی اور وہ اسی حالت میں نماز پڑھ لے پھر اسے یاد آیا کہ دھویا نہ ہیں۔ فرمایا دھو کر پڑھ لے (ضعیف)

۱۱۔ راوی نے پوچھا ایک شخص استنجا کرنا چاہتا ہے تو کیسے بیٹھ کر فرمایا جیسے پاخانہ کے لئے بیٹھتے ہیں۔

اور فرمایا اسے چاہیے کہ ظاہر بدن کو دھوئے باطن کو دھونے کی ضرورت نہیں۔ (ضعیف)

۱۲۔ فرمایا جعفر صادق علیہ السلام نے کہ رسول اللہ نے اپنی ایک بابی سے فرمایا کہ مومنین کی حور توں سے کہہ دو کہ وہ پانی سے

استیجا کریں اور اچھی طرح دھوئیں تاکہ اطرائت کی گہارت ہو جائے۔ کیونکہ یہ پلو اسیر کو دور کرنے والی چیز ہے۔ (ص)

۱۳۔ فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے قول باری تعالیٰ اللہ توبہ کرنے والوں اور پاک رہنے والوں کو دوست رکھتا ہے، کے واسطے میں کو لاگو کپڑے یا پتھر سے استنجا کرتے تھے۔ پھر وضو یعنی طہارت کا حکم آیا جو ایک اچھی عادت ہے رسول اللہ نے اسی کا حکم دیا اور پہلے عمل سے روکا۔ پھر یہ آیت نازل ہوئی۔ (صن)

۴۔ زرارہ نے ایک دن وضو کیا اور پیشاب کے بعد طہارت کرنا سنبھول گیا۔ نماز بھی پڑھ لی۔ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہ مسئلہ پوچھا۔ فرمایا طہارت کر کے نماز کا اعادہ کرو۔ (۴)

۱۵۔ علی بن یقین نے امام رضا علیہ السلام سے پوچھا کہ اگر کوئی پیشاب کے بعد طہارت سمجھول جائے اور نماز کے لئے وضو فرمایا عضو تناسل کی طہارت کرے عادتہ وضو کی ضرورت نہیں۔ (۲)

۱۶۔ فرمایا حضرت نے جب تم پاخانہ میں داخل ہوئے اور دفعائے حاجت کی اور دھویا نہیں۔ پھر وضو کیا اور بھول گئے کہ

استنجا کیا ہے یا ر آیا نماز پڑھنے کے بعد تو نماز کا اعادہ کرنا ہوگا اور اگر دہر کو دھویا اور پیشاب کا مقام دھونا بھول گئے اور نماز پڑھ لی تو وضو اور نماز کا اعادہ کرنا ہوگا اور عضو تناسل کو دھونا ہوگا کیونکہ پیشاب مثل پاخانہ کے ہے۔

## باب

## استبراء

- ۱۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے جو کوئی پیشاب کرے اور پانی نہ ہو تو بیخ ذکر سے کنارہ تک سونت کر چٹکے اگر اس کے بعد کوئی شے نکلے تو وہ پیشاب نہیں بلکہ عروق پشت کی رطوبت ہوگی۔ (حسن)
- ۲۔ راوی نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس شخص کے متعلق پوچھا جس نے پہلے پیشاب کیا پھر وضو کیا اور نماز کے لئے کھڑا ہوا تو کچھ تری پھر نکلی، پھر وضو کیا تو پھر تری نکلی۔ فرمایا اس کے بعد وضو کی ضرورت نہیں کہ یہ تیرپری عسری پشت سے ہے۔
- ۳۔ کسی نے میری موجودگی میں امام رضا علیہ السلام سے کہا: میرے پاخانے کے مقام پر زخم ہے میں نے استبراء کیا اور وضو کیا اس کے بعد تری دیکھی اور مقصد سے درد پانی بھی نکلا تو کیا وضو دوبارہ کروں۔ فرمایا کیا تم نے پانی ڈالا تھا کہا: ہاں۔ فرمایا نہیں خوب اچھی طرح دھوؤ اعادہ وضو کی ضرورت نہیں۔ (مجمول)
- ۴۔ ایک شخص نے کہا اکثر ایسا ہوتا ہے کہ میں پیشاب کر لیتا ہوں اور طہارت کے لئے پانی نہیں ہوتا۔ لیکن طہارت نہ ہونا مجھ پر شاق ہوتا ہے فرمایا تم ذکر پر تھوک مل دو۔ اگر بعد میں پانی مل جائے تو سمجھو یہ اس کا بدلہ تھا یہ عبوری کی صورت میں ہے، (حسن و موثق)
- ۵۔ ایک شخص نے پوچھا کہ ایک آدمی کو پیشاب جلد جلد آتا ہے اور رکتا نہیں۔ فرمایا جب روکنے پر قدرت نہ ہو تو عذر کا قبول کرنے والا ہے اسے چاہئے کہ تھیل باندھ لے۔
- ۶۔ میں نے امام رضا علیہ السلام سے ایک شخص کے بارے میں پوچھا کہ اسے یہ شدت پیشاب آتا ہے اور قطرہ قطرہ نکلتا رہتا ہے فرمایا وضو کرے اور دن میں ایک بار طہارت کر لیا کرے۔ (مجمول)
- ۷۔ فرمایا حضرت نے اگر پیشاب بدن پر ہو تو اس پر دوبار پانی ڈالے۔
- ۸۔ راوی کہتا ہے حضرت ابو عبد اللہ علیہ السلام نے پیشاب کیا میں حضرت کے لئے لوٹا لے کھڑا تھا جب پیشاب کا سلسلہ ختم ہوا تو آپ نے 'نی دینے کا اشارہ کیا۔ میں نے مے دیا۔ آپ نے اس کے بعد وہاں وضو کیا۔ (موثق)

## باب اول

### وضو اور غسل کے پانی کی مقدار

- ۱۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے تم میں سے ایک شخص بہت قلیل پھرتیلے کر اپنے پورے جسم پر پل لیتا ہے تو پانی تو اس سے زیادہ کی گنجائش رکھتا ہے۔ (مشق)
- ۲۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے وضو ایک حد ہے حد و حد خدا سے تاکہ اللہ یہ جان لے کہ کون اس کی اطاعت کرتا ہے اور کون نافرمانی اور مومن کو کوئی شے نہیں کرتی اس کو اتنا ہی کافی ہے جتنا تیل ملنے کے لئے۔ (حسن)
- ۳۔ میں نے حضرت ابو عبد اللہ علیہ السلام سے سنا کہ میرے والد فرمایا کرتے تھے وضو کے پانی کے لئے ایک حد ہے جو اس سے زیادہ خرچ کرے گا اس کو اجر نہ ملے گا اور میرے والد زیادہ خرچ کرنے والے سے جھگڑا کرتے تھے کسی نے کہا سپر کیلے فرمایا اتنا پانی کہ اس سے منہ ہاتھ دھو لو اور سر اور پاؤں کا مسح کر لو۔ (صحیح)
- ۴۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے جنب کے لئے اتنا پانی کافی ہے جو اس کے پورے جسم پر جاری ہو جائے۔ خواہ آب قلیل ہو یا کثیر۔ (صحیح)
- ۵۔ میں نے سوال کیا غسل جنابت کے لئے کتنا پانی کافی ہے۔ فرمایا اتنا کہ اس کے پورے جسم پر جاری ہو جائے رسول اللہ پانچ ٹربانی سے منہ اپنی بی بی کے نہالیتے تھے اور وہ دونوں ایک ہی برتن میں غسل کر لیتے تھے۔ (صحیح)
- ۶۔ فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے کہ کافی ہے تیرے لئے دھونے اور استنجاء کے لئے اتنا پانی جو تیرے واسطے ہاتھ کے چلو میں آجائے یعنی آب قلیل۔ (صحیح)
- ۷۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے وضو کے لئے اتنا پانی کافی ہے کہ تیری جلد کو مس کرے۔ (صحیح)
- ۸۔ میں نے حضرت ابو عبد اللہ علیہ السلام سے پوچھا۔ ایک جنب آدمی پانی میں ایک دفعہ ہی اپنا جسم ڈبو کر نکل آتا ہے آیا یہ اس کے غسل کے لئے کافی ہے۔ فرمایا ہاں۔ (ضعیف)
- ۹۔ فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے کہ اللہ کا ایک فرشتہ پانی کے امراء کو اس طرح لکھتا ہے جیسے اور زیادتیوں کو دھن۔

## باب مسواک

- ۱۔ فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے مسواک کر کے دو رکعت نماز ادا کرنا بہتر ہے بغیر مسواک کے ستر رکعت پڑھنے سے۔ اور فرمایا حضرت رسول خدا نے اگر میری امت پر گناہ نہ گزرتا تو میں ہر نماز کے بعد مسواک کا حکم دیتا۔ (بخاری)
- ۲۔ فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے مسواک کرنا رسولوں کی سنت ہے۔ (۲)
- ۳۔ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ اتنی زیادہ بارہر تیل نے مجھ سے مسواک کو کہا کہ مجھے خون ہوا کہ مسواک کرتے کرتے میرے دانت گھس نہ جائیں یا اگر نہ جائیں۔ (۲)
- ۴۔ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ مسواک کرنا تینوں وقتوں میں ترک نہ کرو اگرچہ ایک ہی بار اپنی مسواک کو اپنے دانتوں پر دگر دو۔ (مرسل)
- فرمایا کم سے کم مسواک یہ ہے کہ اپنی انگلی ہی سے دانت دگر لے۔
- ۵۔ فرمایا مسواک قبل وضو کرے اور اگر بھول جائے تو بعد وضو کے مسواک کرے کہ تین بار کلی کرے۔ ایک روایت میں ہے کہ صبح کے وقت مسواک کرنا سنت ہے۔
- ۶۔ فرمایا حضرت نے صبح کو اٹھو تو مسواک کر لو۔ ایک فرشتہ آئے گا اور اپنا منہ تمہارے منہ سے ملائے گا اور جو بات تم بولو گے آسمان کی طرف سے جلے گا پس چاہیے کہ تمہارا منہ خوشبودار ہو۔ (مرسل)

## باب

### کلی کرنا اور ناک میں پانی دینا

- ۱۔ میں نے پوچھا کیا کلی کرنا اور ناک میں پانی دینا وضو میں داخل ہے فرمایا نہیں۔
- ۲۔ فرمایا کلی کرنا اور ناک میں پانی دینا داخل وضو نہیں بلکہ مقدمات وضو ہے۔ (بخاری)
- ۳۔ فرمایا کلی کرنا اور ناک میں پانی دینا واجب نہیں مقدمات نماز سے ہے۔



## باجل

### صفت وضو

۱۔ مادی کہتا ہے امام محمد باقر علیہ السلام نے ہمیں رسول اللہ کا وضو بتایا۔ ایک قدر میں پانی منگایا اور اس سے ایک چلوئے کر چہرہ کے اوپر ڈالا اور دونوں طرف ہاتھ پھیرا۔ پھر بائیں ہاتھ میں پانی لے کر داہنے ہاتھ پر ڈالا اور سب طرف سے اُسے ملا پھر داہنے ہاتھ میں پانی لے کر بائیں ہاتھ پر ڈالا اور جس طرح داہنے ہاتھ کو دھویا تھا اسی طرح بائیں ہاتھ کو دھویا پھر بقیہ تری سے سسر اور پاؤں کا مسح کیا۔ (۴)

۲۔ مادی کہتا ہے کہ حضرت نے رسول اللہ کا وضو بتایا۔ داہنے ہاتھ میں پانی لے کر اپنے منہ پر ڈالا پھر بائیں ہاتھ میں لے کر داہنا ہاتھ دھویا پھر داہنے ہاتھ میں لے کر بائیں ہاتھ۔ پھر منہ کی بقیہ تری سے، جو دونوں ہاتھ پر تھی آپ نے اپنے سر اور دونوں ہاتھ پاؤں کا مسح کیا۔ (حسن)

۳۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے تم اپنی تحقیق پر تیل کے کریم پہل لیتے ہو تو پانی اس سے زیادہ وسعت رکھتا ہے یعنی احتیاط سے خرچ کرنے کے قابل ہے آؤ میں تمہیں رسول اللہ کا وضو بتاؤں پس آپ نے ایک چلو پانی لے کر چہرہ پر ڈالا اور دونوں جانب سے دھویا۔ پھر داہنے ہاتھ میں پانی لے کر بائیں ہاتھ پر ڈالا اور داہنا ہاتھ دھویا پھر داہنے ہاتھ میں پانی لے کر بائیں ہاتھ دھویا پھر چتر تری ہاتھ میں باقی تھی اس سے سسر اور پیر کا مسح کیا۔

۴۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے کیا میں تم کو بتاؤں کہ رسول اللہ کیسے وضو کرتے تھے۔ ہم نے کہا ضرور، حضرت نے پانی کا ایک طرف منگایا۔ اسے اپنے سامنے رکھا پھر ہاتھوں سے پکڑا ہٹا پھر پانی میں ہاتھ ڈال کر فرمایا اگر ہاتھ طہر ہو تو ایسا کرے پھر چلو میں پانی لیا اور اس کو اپنی پیشانی پر ڈالا اور بسم اللہ کہا۔ پھر ہاتھ پھیرتے ہوئے اپنی داڑھی تک لائے اور اپنے چہرہ اور پیشانی کو ایک بار دھویا پھر بائیں ہاتھ میں پانی لے کر، ہنسی کوئی پر ڈالا اور ہاتھ پھرتے ہوئے کلائی تک لائے تا اینکہ آپ کی انگلیوں پر پانی جاری ہو گیا پھر داہنے ہاتھ میں پانی لے کر اسی طرح انگلیوں تک بائیں ہاتھ کی انگلیوں تک دھویا۔ پھر سر کے اگلے حصے کا مسح کیا پھر پیر کا مسح کیا۔ ہاتھ کی تری سے داہنے کا داہنے ہاتھ اور بائیں کا بائیں ہاتھ سے۔ پھر فرمایا خدا ایک ہے اور ایک کو دوست رکھتا ہے لہذا وضو میں تمہیں تین چلو پانی کافی ہے ایک منہ دھونے کو اور دو دونوں ہاتھ دھونے کو، ہاتھ کی تری سے سسر اور پاؤں کا مسح کر دو، داہنے ہاتھ سے داہنے پاؤں کا اور بائیں سے بائیں پاؤں کا۔

ذرا رہنے کہا امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا۔

ایک شخص نے امیر المؤمنین علیہ السلام سے پوچھا۔

حضرت رسول خدا کیسے وضو کرتے تھے تو حضرت نے یہی صورت بیان کی۔ (حسن کا صبح)

۵۔ زرارہ اور بکیر نے امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا۔ رسول اللہ کے وضو کے متعلق، حضرت نے پانی کا ایک ہشت منگایا اور اس میں اپنا داہنا ہاتھ ڈالا اور چلو پانی لے کر چہرہ پر ڈالا اور دھویا پھر بائیں ہاتھ میں ایک چلو پانی لے کر داہنے ہاتھ کو کہنی سے لے کر ہاتھ کے آخر تک دھویا اور کہنی تک اٹھانے دھویا۔ پھر داہنے ہاتھ میں پانی لے کر اسی طرح کہنی سے انگلیوں تک بائیں ہاتھ کو دھویا۔ پھر ہاتھ کی بقیہ تری سے سر اور پیر کا مسح کیا۔ اور مسح کے لئے نیا پانی دیا پھر فرمایا جوتے کے تسمہ کے نیچے ہاتھ داخل کرنے کی ضرورت نہیں اور یہ بھی فرمایا۔ خدا فرماتا ہے اے ایمان والو، جب تم نماز کے لئے آمادہ ہو تو اپنے چہرے اور ہاتھوں کو دھو لو اور چہرہ کا کوئی حصہ بے دھوئے نہ رہے کیونکہ خدا فرماتا ہے اپنے چہروں کو دھوؤ اور ہاتھوں کو کہنیوں تک اور حکم دیا یا نہیں کے دھونے کا کہنیوں سے ہاتھ تک کوئی شے دھونے سے رہ نہ جائے۔ کیونکہ خدا فرماتا ہے دھوؤ اپنے چہرہ اور ہاتھوں کو کہنیوں سے۔ پھر فرماتا ہے مسح کر داہنے سروں اور پیروں کا ہاتھوں تک، پس چوسھ کرے سر کے کچھ حصہ کا یا قدموں کا ہاتھوں تک انگلیوں کے سرے سے، تو یہ کافی ہے ہم نے پوچھا ٹخنہ کیا ہے فرمایا یہ ہے جوڑ ساق کی ہڈی سے ملا ہوا۔ ساق کی ہڈی کے اوپر ہے اور ٹخنہ سے نیچے ہے ہم نے کہا خدا آپ کو اپنی حفظ و امان میں رکھے۔ کیا ایک ایک چلو پانی چہرہ اور ہاتھ دھونے کے لئے کافی ہے فرمایا۔ ہاں۔ اگر زیادتی کرو تو دو۔ (حسن)

۶۔ میں نے حضرت جعفر صادق علیہ السلام سے نماز کے لئے وضو کے متعلق پوچھا۔ فرمایا۔ ایک ایک بار دھونا کافی ہے۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے وضو ایک بار ہے۔

اور ٹخنہ کو قدم کی پشت پر بتایا۔ (مجبوں)

۸۔ راوی کہتا ہے۔ میں امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا۔ حضرت نے پانی منگایا اور ایک چلو لے کر چہرہ کو دھویا پھر ایک چلو سبکے داہنے ہاتھ کو پھر ایک چلو سے بائیں ہاتھ کو دھویا اور پھر سر اور پیر کا مسح کیا اور فرمایا یہ ہے وضو اس کا وضو میں زیادتی نہ کرے۔ (صحیح)

۹۔ میں نے صادق آل محمد سے وضو کے متعلق سوال کیا۔ فرمایا۔ علی علیہ السلام ایک ایک بار ہی دھوتے تھے۔ یہ دلیل ہے کہ وضو میں ایک ایک بار ہی دھونا چاہیے۔

جب حضرت رسول خدا کو دو امر طاعت خدا کے متعلق پیش آتے تھے تو دونوں میں جو احوط اور بدن کو زیادہ سخت معلوم ہوتا وہ اختیار کرتے تھے یہی طریقہ آخر کار ہے۔ حضرت نے فرمایا وہ دو بار دھوئے جو ایک بار پر قناعت نہ کرے اور جو دوسے زیادہ بار دھوئے اس کا اجر نہ ہوگا

دوبارہ دھونا وضو کی آخری حد ہے اس نماز کو اگر ناگناہ ہے اس کا وضو نہیں نہ ہوگا اور وہ اس شخص کی مانند ہوگا جو نماز کی نماز پانچ رکعت پڑھے۔ اگر حضرت دوبارہ آخری حد نہ بتاتے تو ہمیں کی اجازت ہو سکتی تھی۔ (موثق)

۱۰۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ اگر کسی کے پاس ایک چلو پانی ہو تو اس کو تین حصوں میں تقسیم کرے، ایک منہ کے لئے، ایک داہنے ہاتھ کے لئے دوسرا بائیں ہاتھ کے لئے اور بقیہ شری سے سر اور پیر کا مسح کرے۔ (موثق)

## باجا

### چہرہ اور ہاتھ دھونے کی حد و ترکیب

- ۱۔ میں نے حضرت سے پوچھا کہ چہرہ کو کس حد تک اس وضو میں دھوئے جس کا اللہ نے حکم دیا ہے جس حد کا اللہ نے حکم دیا ہے اس سے زیادہ یا کم کرنا جائز نہیں اگر زیادتی کرے گا تو کوئی اجر نہ ملے گا اور کم کرے گا تو گنہگار ہوگا۔ حد یہ ہے کہ جس حصہ کو انگشت مشہادت، درمیان انگلی اور انگوٹھا گھیرنے اور بال آگنے کی جگہ سے ٹھوڑی تک دھوئے نہیں یہی حد ہے اس کے سوا جو بے وہ چہرہ میں داخل نہیں، میں نے پوچھا کیا کپڑی چہرہ میں داخل نہیں فرمایا نہیں۔ (۲)
- ۲۔ میں نے پوچھا کیا وضو میں داڑھی کا اندرونی حصہ بھی دھوئے۔ فرمایا نہیں۔ (۲)
- ۳۔ فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے کہ رسول اللہ نے فرمایا پانی کو چہرہ پر مدت مارو بلکہ اس کو چہرہ پر بھراؤ۔
- ۴۔ میں نے امام رضا علیہ السلام کو لکھا کہ چہرہ کی حد کیا ہے آپ نے جواب میں لکھا بال آگنے کی جگہ سے چہرہ کے آخر تک یہی دونوں حدیں ہیں۔ (ض)
- ۵۔ میں نے حضرت ابو عبد اللہ علیہ السلام سے پوچھا آئینہ غسل وادھو حکم وایدیکہما متعلقہ متعلق اور میں نے اس طرح کر کے دکھایا کہ ہاتھ کی پشت سے کہنی تک دھو یا فرمایا یہ مواضع متزلی نہیں آیت یوں ہے۔ فاعسلوا وجوهکم ایدیکہما متعلقہ۔ پھر اپنا ہاتھ کہنی سے انگلی تک پھیرا۔ (ض)
- ۶۔ فرمایا امام رضا علیہ السلام نے کہ اللہ نے نماز کے وضو میں عورتوں پر فرض کیا ہے کہ بائیں کو دھوئیں شکم دست کی طرف پانی ڈال کر دھونا اور مرد کے لئے پشت دست پر پانی ڈال کر دھونا۔ (ض)
- ۷۔ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا جن کے ہاتھ پیر کاٹ دیئے گئے ہوں وہ کیا کرے۔ فرمایا جو باقی ہوں انہی کو دھوئے۔ (مجموع)
- ۸۔ میں نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے پیرہہ عضو کے متعلق پوچھا۔ فرمایا جو حصہ باقی ہے اسی کو دھوئے۔ (حسن)
- ۹۔ میں نے موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا اس شخص کے متعلق جس کا ہاتھ کہنی سے کٹ گیا ہو وہ وضو کیسے کرے

فرمایا جو حصہ باقی ہو اسے دھوئے۔ (ص)

۱۰۔ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا لوگ کہتے ہیں کہ کانوں کا اندرونی حصہ داخل وجہ (چہرہ) ہے اور ان کی پشت شامل سر ہے۔ فرمایا ان دونوں کا نہ دھونا ہے نہ مسح۔ (ص)

## باب

### مسح سر و قدم

(مجمول)

۱۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے کہ سر کے مسح کے لئے کافی ہے تین انگلیوں سے مسح کرنا اور اسی طرح پیروں کے لئے۔

۲۔ فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے کہ سر کے مسح کے لئے کافی ہے تین انگلیوں سے مسح کرنا، اور اسی طرح پیروں کے لئے

حضرت نے پیروں کا مسح کر کے بتایا اور اپنے پیر سے مشروع کیا۔ (حسن)

۳۔ میں نے ابو عبد اللہ سے ایسے شخص کے متعلق پوچھا جس نے وضو کیا۔ در آنحالیکہ وہ عمامہ باندھے ہوئے تھا اور اس

کا اتارنا سر دی کی وجہ سے مشاق تھا۔ فرمایا۔ عمامہ کے نیچے انگلیاں ڈال کر مسح کرے۔ (مجمول)

۴۔ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے کہا آپ کو یہ کہاں سے معلوم ہوا کہ سر اور پیروں کا مسح کچھ حصہ پر ہو یہ

سنکر آپ ہنسے اور فرمایا۔ اے ذرارہ رسول اللہ نے ایسا ہی فرمایا ہے اور اللہ کی طرف سے جو کتاب نازل ہوئی

ہے اس سے بھی یہی معلوم ہوا۔ خدا فرماتا ہے اپنے چہروں کو دھوؤ۔ پھر ان دونوں کلاموں کو جدا کیا یعنی اس

سے اس کلام کو کہ مسح کرو تم اپنے سروں کا لہذا اسے ذرارہ ہم نے جانا کہ مسح بعض سر کا ہے۔ ب کے ہونے کی وجہ

سے (جو وسکھ) پھر ملایا پیروں کے مسح کو سر کے ساتھ، جیسا کہ ملایا ہے ہاتھوں کو چہرہ کے ساتھ اور فرمایا

وارجلکم المۃ الکعبین۔ پس ہم نے جانا کہ جب ملایا پیروں کو سر کے ساتھ تو بعض ہی کا مسح ہوگا۔ پھر

لوگوں سے رسول اللہ نے واقع طور پر بیان کیا۔ مگر انھوں نے اس کو ضائع کر دیا، پھر فرمایا تم پانی نہ پاؤ تو

پاک مٹی پر تیمم کر لو اور ترکیب یہ بتائی کہ مسح کرو اپنے چہرے اور ہاتھوں کا اس مٹی سے، جب تیمم بجائے وضو ہے

تو جن اعضاء کے دھونے کا وضو میں حکم ہے یعنی چہرہ اور ہاتھوں کا، تو انہی کے لئے تیمم میں مٹی سے مسح کرنے کا ہے اور

وضو میں وہاں تیمم نہیں، چونکہ تیمم میں مسح پسے چہرہ اور ہاتھوں پر نہیں ہوتا لہذا معلوم ہوا کہ وضو میں مسح پورے

سریا پیروں کا نہیں، پھر فرمایا اللہ تم پر تسکین کرنا نہیں چاہتا۔ اس لئے آسانی کر دی۔ (ص)

۵۔ میں نے امام رضا علیہ السلام سے پیروں کے مسح کے متعلق پوچھا۔ حضرت نے اپنا ہاتھ پیروں کی انگلیوں پر رکھا

پھر اس سے مسح کیا انھوں نے ایک پیر کے اوپر۔ میں نے کہا میری جان آپ پر خدا ہو۔ اگر کوئی دو انگلیوں سے کرے

فرمایا: صحیح نہیں ہاتھ سے کرنا چاہیے۔ (حسن)

- ۶۔ یونس نے کہا: آخری مجھے اس شخص نے جس نے دیکھا تھا امام رضا علیہ السلام کو منیٰ میں اس طرح وضو کرتے ہوئے کہ قدموں کے اوپر کے حصہ سے ٹخنہ تک اور ٹخنہ سے قدم کے اوپر کے حصہ تک اور فرمایا پیروں کے مسح میں اختیار ہے جو چاہے اعلیٰ حصہ قدم کے ٹخنوں تک کرے یا ٹخنہ سے اعلیٰ قدم تک۔ (ض)
- ۷۔ زرارہ نے کہا: مجھ سے ابو عبد اللہ علیہ السلام نے فرمایا اگر تم نے مسح کی بجائے پیروں کو دھویا اور خیال کیا فرض یہ ہے تو تمہارا وضو نہیں ہوا۔ مسح دونوں پیروں کا پہلے کرنا اگر تم کو دھونے کی ضرورت ہے تو دھو لو اس کے بعد مسح کر دو۔ تاکہ وہ فرض آخر قرار پائے۔ (مرسل)
- ۸۔ فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے میرے پاس ساتھ باستر برس کی عمر کا ایک لایا تھا یا جس کی نماز مقبول نہ تھی۔ میں نے پوچھا۔ یہ کیسے۔ فرمایا اس لئے کہ خدا نے جس کے مسح کا حکم دیا تھا وہ اسے دھوتا تھا۔ (حسن)
- ۹۔ میں نے امام موسیٰ کاظم سے پوچھا کہ اگر کسی کا موزہ پھٹا ہوا ہو تو وہ اس کے اندر سے ہاتھ ڈال کر مسح کر لے اور پر کی طرف تو کیا یہ کافی ہوگا۔ فرمایا ہاں۔ (مقبول)
- ۱۰۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے کہ علی علیہ السلام نے اس طرح وضو کیا کہ منہ دھویا ہاتھ دھوئے سر کا مسح کیا اور جرتے پر بغیر شتمہ کے نیچے ہاتھ ڈالے ہوئے پیروں کا مسح کیا۔ یہاں جوتے سے وہ نعلین حریفی مراد ہے جس کے اوپر کے حصہ میں صرف ایک قسم ہوتا ہے۔
- ۱۱۔ میں نے حضرت ابو عبد اللہ سے کہا اگر کوئی سر میں مہندی کا خضاب لگائے ہو اور وضو کرے فرمایا جائز نہ ہوگا جب تک جلد سر تک نہ پہنچے۔ (ض)

## باب

### موزوں پر مسح

- ۱۔ میں نے پوچھا کیا مریض کے موزہ پر مسح کرنے کی اجازت ہے فرمایا نہیں۔ (موثق)
- ۲۔ میں نے حضرت سے اندرون سے تعلقہ موزوں پر مسح کرنے کے متعلق سوال کیا۔ فرمایا تین چیزوں میں تعلقہ نہیں اول منشیات کا پینا، دوسرے موزوں پر مسح کرنا، تیسرے حج تمتع نہ کرنا۔ زرارہ نے کہا۔ حضرت نے یہ نہ فرمایا۔ تم پر داجب ہے کہ ان میں سے کسی میں تعلقہ نہ کرو۔ (حسن)
- ۳۔ میں نے امام رضا علیہ السلام سے پوچھا اگر کسی کی ہڈی ٹوٹ گئی ہو اور اس پر پٹی بندھی ہو یا عضو پر کوئی زخم ہو

- تو وضو کیسے کرے یا غسل جنابت اور غسل جمعہ کیسے کرے۔ فرمایا جس حد تک دھو سکے دھو لے باقی کو چھوڑے جس کا دھونا ممکن نہ ہو، پٹی وغیرہ کو ہٹائے نہیں اور زخم کو کھولے نہیں۔ (ص)
- ۴۔ حضرت نے فرمایا زخم والا وضو میں زخم کے ارد گرد کا حصہ دھو لے۔ (ص)
- ۵۔ حضرت صادق آل محمد سے پوچھا گیا کہ اگر کسی کے ہاتھ میں پھوڑا وغیرہ ہو جو مقام وضو پر اور اس پر پٹی بندھی ہو اور وہ وضو میں اس پٹی ہاتھ پھیرے تو وہ وضو صحیح ہوگا۔ فرمایا اگر پانی نقصان دیتا ہو تو پٹی نہ کھولے اور اسی پر ہاتھ پھیرے۔ ورنہ کھول کر دھوئے۔ میں زخم کے متعلق پوچھا کہ اس کے لئے کیا کرے فرمایا اس کے ارد گرد کو دھو لے۔ (ص)
- ۶۔ میں نے صادق آل محمد سے عرض کیا میں نے سٹو کر کھائی اور میرا ناخن اکڑ گیا میں نے اپنی انگلی پر دوا ہاندھ لی اب میں وضو کیسے کر دوں فرمایا یہ اور اس قسم کی چیزیں کتاب خدا میں پائی جاتی ہیں وہ ستر مانتا ہے دین کے معاملہ میں تم پر تنگی نہیں، اسی پر مسح کر لو۔ (حسن)

## باب وضو میں شک

- ۱۔ فرمایا امام علیہ السلام جب تم کو اس کا یقین ہو کہ حدت صادر ہوا ہے تو وضو کرو اور جب تک صدور حدت کا یقین نہ ہو وضو نہ کرو۔ (موتقی)
- ۲۔ زرارہ سے امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا اگر تم نے وضو کیا اور یہ یاد نہ رہا کہ ہاتھ دھوئی ہے یا نہیں تو وضو دوبارہ کرو اور اس چیز کا اعادہ کرو جس میں تم کو شک ہو کہ اس کو نہیں دھویا یا مسح نہیں کیا جبکہ اللہ نے اس کا دھونا واجب کیا ہو۔ یہ حکم ہے اس صورت میں کہ تم وضو کر رہے ہو لیکن جب تم وضو کر کے کھڑے ہو جاؤ اور بعض ایسے اعضاء کے متعلق جن کا دھونا واجب ہے تم کو شک پیدا ہو تو اس کا خیال نہ کرو اور اگر سر کے مسح میں شک ہو گیا ہے اور دائرہ میں تری باقی ہے تو اسے لے کر سر کا مسح کر لو اور پیروں کا بھی اور تری باقی نہ ہو تو شک کی بنا پر وضو نہیں ڈٹے گا اور اپنی نماز جاری رکھو۔ جب یہ یقین ہو جائے کہ وضو نہیں کیا تھا تو دوبارہ کرو۔ زرارہ نے کہا اس کے لئے کیا حکم ہے جس نے ہاتھوں کا کچھ حصہ چھوڑ دیا ہو یا غسل جنابت میں کچھ حصہ چھوٹ گیا ہے فرمایا اگر وضو کی صورت میں شک ہے اور کچھ تری باقی ہے اور نماز پڑھنے لگا ہو تو اس تری سے مسح کر لے اور چھوٹ جانے کا یقین ہو تو نماز کو ختم کرے اور اس عضو کو دھوئے لیکن بصورت



شک نماز کو جاری رکھے اور اگر یقین ہو تو دوبارہ وضو کرے اور اگر مسح چھوٹ گیا ہو تو اسی تری سے مسح کرے  
ہاں یقین کی صورت میں نماز کا اعادہ کرے البتہ شک کی صورت میں نماز جاری رکھے۔

۳۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا جب بجا سنت نماز تمہیں یاد آئے کہ وضو مفروض میں کچھ چھوٹ گیا ہے تو نماز  
ختم کر کے اپنا وضو پورا کرو اور دوبارہ نماز پڑھو اور سر کے مسح کے لئے یہ کافی ہے کہ اپنی دائرہ سے تری لے لو  
اور اسی سے سر کا مسح کر لو۔ (حسن)

۴۔ فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے اگر کوئی وضو میں داہنا ہاتھ دھونا بھول جائے اور بائیں ہاتھ دھو کر  
سر اور پیر کا مسح کرے اور بعد کو یاد آئے تو پھر سے داہنے ہاتھ کو دھوئے پھر بائیں کو، ہاں اگر بائیں ہاتھ دھونا  
بھول جائے تو بائیں کو دھوئے اور جو وضو کیا ہے اس کا اعادہ نہ کرے اور فرمایا وضو میں بعض بعض کا تابع ہے۔ (حسن)

۵۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے وضو میں ترتیب کا لحاظ رکھو، جیسا کہ خدا نے فرمایا ہے کہ شہرہ کو چہرہ سے  
پھر دونوں ہاتھ پھر سر اور پیروں کا مسح اور جو خدا نے حکم دیا ہے اس پر کسی شے کو مقدم نہ کرو اگر تم نے  
ہاتھ کو چہرہ سے پہلے دھو لیا تو اعادہ کر یعنی پہلے چہرہ دھو پھر ہاتھ اور اگر سر کا مسح پیروں کے بعد کیا  
کیا ہے تو پہلے سر کا مسح کرو پھر پیروں کا۔ جس کو خدا نے پہلے رکھا ہے اسے پہلے ہی رکھو۔ (حسن)

۶۔ فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے اگر تم نے منہ سے پہلے ہاتھ دھو لئے تو اعادہ کرو۔ پہلے منہ دھو پھر اپنے ہاتھ  
اگر بائیں ہاتھ داہنے سے پہلے دھو لیا تو اعادہ کرو پہلے دایاں دھو پھر بائیں، اگر سر کے مسح سے پہلے پیروں کا  
کر لیا تو اعادہ کرو پہلے سر کا مسح کرو پھر پیروں کا۔

۷۔ فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے جب تم کچھ وضو کر لو اور کوئی ضرورت پیش آئے اور وضو کا پانی خشک ہو جائے  
تو وضو کا اعادہ کرو وہ بعض کے پہلے بعض کو نہیں لایا جاتا۔

۸۔ میں نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے پوچھا کبھی ایسا بھی ہوا ہے کہ میں وضو کرنے بیٹھا تو پانی ختم ہو گیا میں نے کتیر  
سے پانی مانگا وہ دیر سے لائی اور اعضائے وضو خشک ہو گئے فرمایا اپنے وضو کا اعادہ کرو۔ (مجموع)

۹۔ میں نے حضرت ابو عبد اللہ سے پوچھا اگر کوئی شخص وضو میں ہاتھ اور سر کو بھول جائے تو وہ کیا کرے فرمایا  
دوبارہ کرے، وضو میں ترتیب ہوتی ہے۔ (حسن)

## باب ۲۲

## سبیلِ سلیم

آبِ حلیف آباد، پروف نمبر ۸-۳۰

## نواقض وضو

- ۱۔ فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے کہ وضو نہیں ٹوٹتا مگر خارج ہو کوئی چیز دونوں سوراخوں سے (پیشاب) پاخانہ یا ریح، کوئی چیز جو تمہارے لئے انعام خدا ہے۔
- ۲۔ فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے انسان کی دہریں شیطان بھونک مارتا ہے وہ خیال کرتا ہے کہ ریح خارج ہوئی لیکن وضو نہیں ٹوٹتا جب تک بیک کی آواز نہ سنتی جلسے یا اس کی بوز آئے۔ (حسن)
- ۳۔ فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے اگر پاخانہ کے مقام سے کدو دانے یا چھوٹے چھوٹے کیرے نکلیں تو ان سے وضو نہیں ٹوٹتا کیونکہ وہ مثل چوں کے ہیں۔ (حسن)
- ۴۔ فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے جس کی مقعد سے کدو دانے نکلیں تو اس پر وضو نہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ اگر وہ پاخانہ میں لٹھے ہوئے ہو تو وضو کا اعادہ کرے۔
- ۵۔ میں نے امین سے پوچھا کہ وضو کس چیز سے ٹوٹتا ہے فرمایا جب دونوں مقاموں سے پیشاب یا پاخانہ نکلے۔ پاخانہ یا پیشاب کی جگہ پاخانہ، پیشاب، منی یا ریح نکلے اور اس میں سے جو عقل کو زائل کرے لیکن اگر آواز کو مستعار ہے تو وضو نہ ٹوٹے گا۔ (مجموع)
- ۶۔ میں نے اس شخص کے بارہ میں پوچھا کہ جس نے مقعد میں دوا رکھ کر نماز پڑھی ہو، آیا اس کا وضو ٹوٹا یا نہیں۔ فرمایا وضو نہیں ٹوٹا۔ لیکن دوا کو زکال کر نماز پڑھے۔
- ۷۔ میں نے پوچھا اگر کسی کو آبکائی آئے اور کچھ پیٹ سے نکل آئے تو اس سے وضو ٹوٹے گا یا نہیں، فرمایا نہیں (صحیح)
- ۸۔ میں نے حضرت صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ کیا تے آنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے فرمایا نہیں۔ (حسن)
- ۹۔ فرمایا جسے قے آئے اور وہ پاک ہو تو اسے چاہیے کہ وہ کھل کر لے۔ (حسن)
- ۱۰۔ میں نے کہا کہ ایک شخص ظاہر ہو اور اپنے ناخن یا بال کاٹے تو کیا وضو کا اعادہ کرے۔ فرمایا نہیں، لیکن پانی سے سر اور ناخن دھو لے۔ راوی نے کہا لوگ کہتے ہیں وضو کرنا چاہیے فرمایا اگر وہ تم سے اس معاملہ میں جھگڑا کرتے ہیں تو تم جھگڑانا کر دو اور کہہ دو کہ یہ سنت ہے۔ (موثق)
- ۱۱۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے بوس و کنار یا عورت کی مشہد گاہ کو مس کرنے یا اس کے پاس بیٹھ رہنے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

- ۱۲۔ فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے کہ نکسیر، حجامت اور بہنے والے خون سے وضو نہیں ٹوٹتا وضو تو جب ہی ٹوٹتا ہے جب پیشاب یا پاخانہ کی جگہ سے کوئی شے نکلے۔ (حسن)
- ۱۳۔ میں نے پوچھا ایسے شخص کے متعلق جو وضو میں جھک نہیں سکتا اس پر یہ امر دشوار ہے وہ نیکہ لگا کر بیٹھتا ہے اور بس اوقات وہ اس بیٹھنے میں اذیت کھی جاتا ہے وہ کیا کرے جبکہ بیماری کی وجہ سے وضو کرنا اس کے لئے باعث تکلیف ہوتا ہے حضرت نے فرمایا (حسن)
- جب آواز اس کو سنائی دے تو وضو واجب ہوگا اور فرمایا ظہر کی نماز میں تاخیر کرے اور عصر کے ساتھ اس کو ملائے۔ دونوں کو جمع کرے اسی طرح مغرب اور عشاء کو ملا کر پڑھے۔
- ۱۴۔ میں نے کہا تو اتنی وضو میں نیند کا ایک جھونکا ہے یادو۔ فرمایا میں نہیں جانتا، ایک یادو، خدا فرماتا ہے انسان اپنے نفس کا حال خود ہی بہتر جانتا ہے۔ یعنی خود ہی سمجھے کہ وہ سوتا تھا یا جاگتا تھا۔ امیر المؤمنین نے فرمایا۔ جب انسان سو جائے کھڑا ہو یا بیٹھا تو وضو اس پر واجب ہے۔ (۱۴)
- ۱۵۔ فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے آدمی کے دوکان ہیں اور دو آنکھیں، جب آنکھیں سوتی ہوں اور کان نہ سوتی تو وضو نہیں ٹوٹتا۔ لیکن جب دونوں سو جائیں تو وضو ٹوٹ جاتا ہے۔
- ۱۶۔ حضرت سے پوچھا گیا اس شخص کے ہائے میں جو اپنے بال اپنے دانتوں سے کاٹتا ہے اور قبل نماز پانی سے مسح کرتا ہے تو کیا وضو صحیح ہوگا۔ فرمایا کیا مضائقہ ہے دانتوں سے کاٹنا مثل لوہے سے کاٹنے کے ہے اس سے وضو میں کیا نقص ہے۔ (درسن)

## باب

### نجاست پر چلنے کے متعلق

- ۱۔ پوچھا گیا ابو عبد اللہ علیہ السلام سے اس شخص کے ہائے میں جو پہلے نجس زمین پر چلے اور پھر پاک زمین پر۔ فرمایا اگر وہ پندرہ قدم پاک زمین پر چلے گا تو اس کا کھرا پاک ہو جائے گا۔
- ۲۔ میں امام محمد باقر علیہ السلام کے ساتھ تھا۔ حضرت کا گزر خشک پاخانہ کی طرف سے ہوا۔ آپ کا لباس اس سے متصل ہوا۔ میں نے کہا حضرت نجس چیز پر چلے اور کپڑا بھی اس سے لگا۔ فرمایا کیا مضائقہ ہے یہ سوکھا تھا۔ پس زمین کا ایک حصہ دوسرے کو پاک کر دیتا ہے۔
- ۳۔ راوی کہتا ہے ہم اپنے مکان میں ٹھہرے تھے کہ ہمارے اور مسجد کے درمیان گندے راتے تھے۔ میں حضرت صادق

کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت نے پوچھا کہاں ٹھہرے ہو، میں نے کہا۔ فلان شخص کے مکان میں، فرمایا۔ تمہارے اور مسجد کے درمیان گندہ کوچہ ہے۔ میں نے کہا۔ جہاں فرمایا کچھ حرج نہیں۔ زمین کا بعض حصہ بعض کو پاک کر دیتا ہے میں نے کہا اگر ترگوں ہو۔ فرمایا چلنے میں کوئی حرج نہیں۔ (حسن)

۴۔ میں نے اس شخص کے ہائے میں پوچھا جو پاشا یا پاشا پر چلے کہ وہ دنو کا اعادہ کرے یا نہیں۔ فرمایا نہیں ہاں جہاں نجاست ہو اسے دھو ڈالے۔ (مجموع)

۵۔ ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ نجاست خشک ہو تو دھونا ضروری نہیں۔ (ض)

۶۔ میں نے اس سور کے متعلق پوچھا جو پانی سے نچلے اور راستہ میں پانی اس کے بدن سے نچلے۔ ایسے راستہ پر اگر برسنے پا چلوں تو کیا صورت ہوگی۔ فرمایا۔ کیا اس کے سوا کوئی خشک جگہ چلنے کی نہیں، میں نے کہا نہیں، فرمایا کوئی حرج نہیں زمین کا ایک حصہ دوسرے کو پاک کرتا ہے۔ (مختلف فیہ)

## باب

### مذی ووذی

۱۔ حضرت نے فرمایا اگر حالت نماز میں پیشاب کے مقام سے کوئی شے از قسم مذی ووذی نکلے تو نہ دھو نہ نماز قطع کر اس سے وضو باطل نہ ہوگا اور اگر تمہارے ٹخنوں تک پہنچے تو بمنزلہ رینٹھ ہے اور اگر بعد وضو خارج ہو، وہ یا تو عقیقہ تناسل کی رطوبت ہے یا یواسیر سے ہے وہ کچھ نہیں اسے اپنے لباس سے نہ دھو نہ گرجیکہ وہ نجاست ہو۔ (حسن)

۲۔ فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے کہ مذی اور رینٹھ برابر ہیں۔ (موثق)

۳۔ حضرت نے فرمایا مذی سے وضو نہیں ٹوٹتا اور نہ کپڑا یا بدن دھونے کی ضرورت ہے وہ رینٹھ یا تنقوک جیسی چیز ہے (حسن)

۴۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے اگر مذی دان تک بہہ کر آجائے تو بھی نماز قطع نہ کر و اور نہ دان دھونے کی ضرورت کیونکہ وہ مجری منی سے نہیں نکلتی بلکہ بمنزلہ رینٹھ یا بلغم کے ہے۔

حسب تصریح علامہ مجلس علیہ الرحمہ مرآۃ العقول میں ہے کہ مذی وہ رطوبت ہے جو عورت سے بوس و کنار کے وقت خارج ہوتی ہے اور ذی وہ ہے جو استبراء کے بعد مقام سے نکلے۔ مذی وہ رطوبت ہے جو انزال کے بعد نکلے، وہ پتلی اور چمکتی رطوبت ہوتی ہے جو شہوت کے بعد نکلتی ہے۔

## باب ۲۵ انواع غسل

۱۔ فرمایا صادق آل محمد نے حسب ذیل غسل ہیں

جنابت، روز جمعہ، عیدین، وقت احرام باندھنے کے، مکہ و مدینہ میں داخل ہونے کے لئے، روز عرفہ اور زیارت بیت اللہ کے دن، کعبہ میں داخل ہونے سے پہلے ۲۱، ۲۲، ۲۳ رمضان کی شب میں اور اس کے لئے جو غسل میت ہے۔ (مجموع)

۲۔ فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے کہ غسل جمعہ واجب ہے سفر و حضر دونوں میں لیکن بحالت سفر کی آب عورتوں کو نہ نہانے کی اجازت ہے اور فرمایا غسل جنابت واجب ہے اور غسل حیض واجب ہے۔ جب عورت حیض سے پاک ہو اور استحاضہ والی عورت پر واجب کہ جب خون گدی سے پھوٹ نکلے تو اس پر غسل واجب ہے دو نمازوں کے لئے ایک اور اگر خون گدی سے تجاوز نہیں کیا ہے تو ہر روز ایک غسل کافی ہے لیکن وضو ہر نماز کے لئے کرنا ہو گا اور غسل نفاس واجب ہے، میت کا غسل واجب ہے نماز استسقاء کے لئے واجب ہے، مولود کا غسل واجب ہے رمضان کی پہلی رات کا نہانا مستحب ہے اور ۲۱، ۲۳، ۲۴ رمضان کی رات کا نہانا سنت ہے کیونکہ ان میں سے کسی میں شب قدر ہے اور روز عید الفطر اور عید قرباں نہانا سنت ہے اس کا ترک کچھ پسند نہیں اور غسل استحاضہ کے لئے نہانا سنت ہے اور ماہ رمضان کی تین راتوں کو ۱۹، ۲۱، ۲۳ کو نہانا سنت ہے۔ (مؤلف)

## باب ۲۶

### زیادہ غسل جمع ہونے پر کون سا غسل کافی ہوگا

۱۔ سرمایا طلوع فجر سے پہلے غسل کر لو تو یہ کافی ہوگا جنابت، حجامت، عرفہ، نحر، حلق، ذبح اور زیارت کے لئے پھر سرمایا اسی طرح عورت کے لئے ایک غسل جنابت کافی ہوگا زیارت، جمعہ اور حیض اور عیدین کے لئے غسل جنابت کرنے کے بعد اور غسلوں کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔

## باب ۲۷

## وجوب غسل یوم جمعہ

- ۱۔ فرمایا امام رضا علیہ السلام نے غسل روز جمعہ واجب ہے ہر مرد عورت اور غلام و آزاد پر۔
- ۲۔ فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے غسل روز جمعہ واجب ہے مردوں اور عورتوں پر سفر میں اور صرف مردوں پر سفر میں عورتوں پر سفر میں نہیں۔
- اور ایک روایت میں ہے کہ قلت آب کی صورت میں عورتوں پر بحالت سفر غسل جمعہ نہیں۔ (مجبول)
- ۳۔ حضرت سے پوچھا گیا غسل جمعہ کیوں واجب ہے۔
- فرمایا خدا نے نماز واجب کی تکمیل کی نماز نافلہ سے اور صوم کی تکمیل کی صوم نافلہ سے اور وضو کو تمام کیا غسل روز جمعہ سے۔ (اس میں کوتاہی اور غفلت سے کام نہ لیا جائے)۔ (صحیح)
- ۴۔ اصیغ سے مروی ہے امیر المومنین علیہ السلام جب کسی رجز و توبیخ کرتے تو فرماتے واللہ تو روز جمعہ کے تارک غسل سے بھی زیادہ عاجز ہے جو غسل کر لیتا ہے اگلے جمعہ تک طاہر رہتا ہے۔
- ۵۔ دو عورتوں نے بیان کیا۔ ہم امام رضا علیہ السلام کے ساتھ جنگل میں تھے اور بغداد جانے کا ارادہ تھا۔ جمہرات کو حضرت نے ہم سے فرمایا جمعہ کا غسل آج کر لو۔ پانی کم ملے گا۔ پس ہم دونوں نے جمہرات کو جمعہ کی نیت سے غسل کر لیا۔ (رض)
- ۶۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے روز جمعہ غسل کرنا ضروری ہے خواہ سفر میں ہو یا حضر میں، جو شخص بھول جائے تو وہ اگلے روز کرے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ بیمار کے ساتھ رعایت ہے۔ (مجبول)

## باب ۲۸

## صفت الغسل

- ۱۔ راوی نے غسل جنابت کی ترکیب پوچھی حضرت نے فرمایا۔ پہلے اپنے دونوں ہاتھ دھو، پھر اپنی شرکاء کو دھو، پھر سر پر پانی ڈالو پھر اپنا سارا بدن دوبارہ دھو اس طرح کہ پانی جاری ہو جائے۔ (۲)
- ۲۔ زرارہ نے امام علیہ السلام سے غسل جنابت کی ترکیب پوچھی۔ فرمایا میں بار بار پانی ڈالے اس سے کم نہیں۔ (مجبول)



۳۔ تدارہ نے کہا میں نے غسل جنابت کی ترکیب پوچھی۔ فرمایا اگر ہاتھ نجس نہ ہوں تو پانی میں ڈالے۔ پھر تین بار اپنی شہرہ کو دھوئے، پھر تین بار سر پر پانی ڈالے۔ پھر دائیں طرف دو بار اور بائیں طرف دو بار اس طرح دھوئے کہ پانی جاری ہو جائے۔ بس یہ کافی ہے۔ (حسن)

۴۔ فرمایا غسل جمعہ کے وقت کہو یا اللہ میرے دل کو پاک کر دے ہر اس آفت سے جس سے دین برباد ہوا اور میرا عمل ضائع ہوا اور غسل جنابت کے وقت کہو یا اللہ میرے قلب کو ظاہر کر دے اور میرے عمل کو پاک کر دے اور میری کوشش قبول کر لے اور میرے لئے جو جزا بہتر ہو وہ دے۔ (مرسل)

۵۔ فرمایا حضرت نے جب جنب اپنا سارا بدن پانی میں ایک بار ہی ڈبوئے تو یہ اس کے غسل کے لئے کافی ہے۔ (حسن)

۶۔ راوی نے پوچھا ایسی عورت کے لئے جو کنگن یا پہنچی اپنے ہاتھ میں پہنے ہو اور نہ جانے وضو میں پانی اس کے نیچے پہنچے گا یا نہیں تو کیا کرے۔ فرمایا اسے حرکت دے تاکہ پانی اس کے نیچے پہنچ جائے ورنہ اسے اتار دے اور ایسی تنگ انگوٹھی جس کے متعلق یہ نہ معلوم ہو سکے کہ پانی اس کے نیچے پہنچا یا نہیں، وضو کے وقت اگر سمجھے کہ پانی نہیں پہنچے گا تو وضو کے وقت اسے نکال دے۔

۷۔ حضرت علی علیہ السلام اس میں کوئی نقصان نہ سمجھتے تھے کہ جنب علی الصبح اپنا سر دھو لے اور باقی جسم نماز کے وقت (مرسل)

۸۔ فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے جو کوئی غسل جنابت کرے اور سر کو نہ دھوئے پھر ظاہر ہو کہ اس نے دھویا ہے تو اعادہ غسل کی ضرورت نہیں۔ (حسن)

۹۔ میں نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے اس شخص کے بارے میں پوچھا جو غسل جنابت کرے آیا وہ غسل کے بعد اپنے پیر دھوئے فرمایا اگر ایسی جگہ غسل کیا ہے جہاں پانی اس کے پیروں پر بہتا ہو تو دھونے کی ضرورت نہیں اور اگر ایسی جگہ کیا ہے جہاں پیر پانی میں ڈوبے ہوں تو دن کو دھوئے۔ (حسن)

۱۰۔ میں نے پوچھا اگر میں غسل کروں موشیوں کے بندھنے کی جگہ جہاں پیشاب کیا جاتا ہو اور میرے پیر میں فعلین سندھی تو کیا صورت ہوگی۔ فرمایا اگر پانی قدموں کے نیچے سے بہتا ہو تو پیر دھونے کی ضرورت نہیں۔ (مجمول)

۱۱۔ فرمایا حضرت نے غسل رجابت کے بعد وضو کرنا بدعت ہے۔ (حسن)

۱۲۔ فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے سوائے غسل جنابت ہر غسل سے پہلے وضو ہے۔

۱۳۔ ایک روایت میں ہے سوائے غسل جمعہ کوئی غسل ایسا نہیں جس میں وضو جو غسل سے زیادہ پاک کرنے والا کون ہے۔ (ص)

۱۴۔ میں نے وقت غسل انگوٹھی کے متعلق پوچھا۔ فرمایا اس کو ہلاؤ اور وضو کے وقت گھٹاؤ اور اگر مٹیوں جاؤ اور نماز پڑھنے لگو تو اعادہ نماز کی ضرورت نہیں۔

- ۱۵۔ فرمایا صادق آل محمد نے میرے والد نے غسل جنابت کیا ان سے کہا کیا کچھ حصہ خشک رہ گیا ہے فرمایا اگر تم چپ رہے تو تم پر ذمہ داری نہ تھی۔ پھر جو جگہ خشک رہ گئی تھی اس پر پانی ڈالا۔ (۴)
- ۱۶۔ فرمایا غسل جنابت میں عورت کو اپنے سر کے بال کھولنے کی ضرورت نہیں (اس طرح جیسے دس کے بال کھولے جاتے ہیں) (مسل)
- ۱۷۔ میں حضرت سے پوچھا وقت غسل عورت اپنے بالوں اور چوٹی کے متعلق کیا کرے۔ فرمایا کنگھی سے سلجھانے کی ضرورت نہیں بلکہ انھیں کھول کر ہر طرف سے جمع کرے اور اچھی طرح غسل کرے۔

## باب موجبات غسل

- ۱۔ میں نے پوچھا مرد اور عورت پر غسل کب واجب ہوتا ہے فرمایا جب دخول ہو جائے اور مہر واجب ہوتا ہے اور بصورت زنا سنگساری بھی۔ (صحیح)
- ۲۔ میں نے امام رضا علیہ السلام سے پوچھا ایسے شخص کے متعلق جو عورت سے فرج کے اوپر ہی اور پر جماعت کرے اور دونوں کو انزال نہ ہو تو آیا غسل واجب ہے فرمایا جب دونوں کی شرمگاہیں مل جائیں۔ میں نے کہا دونوں کی شرمگاہیں ملنے سے کیا مراد ہے فرمایا جب مرد کے عضو کا اگلا حصہ عورت کی فرج میں داخل ہو جائے۔ (۴)
- ۳۔ میں نے امام رضا علیہ السلام سے ایسے شخص کے متعلق پوچھا جو باکرہ لڑکی سے اتصال کرے مگر ازالہ بکارت نہ ہو اور اس لڑکی کو انزال بھی نہ ہو تو لڑکی پر غسل واجب ہے یا نہیں اور اگر باکرہ نہ ہو اور یہی صورت پیش آئے تو فرمایا دخول خشفہ کے بعد دونوں پر غسل واجب ہوگا۔
- ۴۔ میں نے پوچھا جو شخص عورت کی ران پر مس کرے کیا اس پر غسل واجب ہے۔ فرمایا ہاں اگر انزال ہو جائے۔ (حسن)
- ۵۔ میں نے اس شخص کے متعلق پوچھا جو اپنی کینز کی فرج کو مس کر لے اور بغیر مباشرت عورت کو انزال ہو جائے تو کیا اس عورت پر غسل واجب ہوگا۔ فرمایا اگر شہوت کے ساتھ انزال ہوا ہے تو غسل واجب ہوگا۔ (۴)
- ۶۔ میں نے امام رضا علیہ السلام سے اس شخص کے متعلق پوچھا جو عورت کی فرج کے اوپر جماعت کرے اور عورت کو انزال ہو جائے تو کیا اس پر غسل واجب ہوگا۔ فرمایا ہاں۔ (۴)
- ۷۔ فرمایا اس عورت کے متعلق جو بغیر ہوا اپنے شوہر سے پیچھے کی طرف سے اور اس کی پشت سے سینہ ملے اور شہوت پیدا ہو کر انزال ہو جائے تو اس پر غسل واجب ہوگا (مجموع)
- ۸۔ فرمایا اگر مرد عورت کی دہر کی طرف سے جماعت کرے اور انزال نہ ہو تو عورت پر غسل واجب نہ ہوگا اور اگر انزال ہو جائے

تو مرد پر ہوگا عورت پر نہیں۔ (مرفوع)

## باب

### اجتلام مرد و عورت

- ۱۔ میں نے کہا ایک شخص خواب میں ٹھہرتا ہے جماع کی بنا پر اپنے کو محترم دیکھے لیکن جاگنے پر منی کا کوئی نشان نہ پڑے یا جسم پر نظر نہ آئے تو اس کے لئے کیا حکم ہے۔ فرمایا اس پر غسل واجب نہیں۔ (حسن)
- امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا غسل واجب ہوتا ہے منی نکلنے پر۔ اگر خواب میں دیکھے اور بیدار ہونے پر منی کا نشان نظر نہ آئے تو غسل اس پر واجب نہیں۔ (حسن)
- ۲۔ فرمایا اگر کوئی خواب میں محترم ہو جائے اور جاگنے پر تری دیکھے تو یہ کوئی چیز نہیں مگر ایسی حالت میں کہ وہ مریض ہو اس پر غسل واجب ہے۔ (مجموع)
- ۳۔ فرمایا جب تم مریض ہو اور تمہیں مشہوت ہو تو ب اوقات وہ اچھل کر نکلتی ہے لیکن مرض کی وجہ سے اس میں کمزوری پیدا ہو جاتی ہے اور تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد کم کم نکلتی ہے تو اس صورت میں غسل کرنا ہوگا۔ (حسن)
- ۴۔ میں نے کہا ایک شخص جو اپنے کو خواب میں مشہوت سمجھتا ہے لیکن جاگنے پر منی کا کوئی اثر نہیں پاتا تھوڑی بعد رطوبت نکلتی ہے فرمایا اگر مریض ہے تو اسے غسل کرنا چاہیے اور اگر مریض تو غسل نہیں۔ میں نے کہا ان دونوں میں فرق کیا ہے۔ فرمایا اگر تندرست ہے تو منی ایک ہی دفعہ قوت کے ساتھ نکلے گی اور اگر مریض ہے تو دیر کے بعد نکلے گی یہی فرق ہے مریض اور تندرست میں۔ (ص)
- ۵۔ میں نے پوچھا خواب میں عورت اگر وہی دیکھے جو مرد دیکھتا ہے فرمایا اگر انزال ہو گیا ہے تو غسل کرے ورنہ نہیں۔ (ص)
- اور ایک روایت میں ہے کہ ان پر غسل ہے تو لیکن ان سے بیان نہ کر دو ورنہ وہ اس حمام جانے کا بہتان بنالیں گی۔ (ض)
- ۶۔ ایک عورت خواب میں دیکھے کہ مرد اس سے جماع کر رہا ہے اور اسی حالت میں انزال ہو جائے فرمایا غسل کرے۔ (ص)
- ۷۔ میں نے پوچھا اگر ایک شخص سو جائے اور خواب میں اپنے کو محترم دیکھے اور پڑے اور ران پر منی کا اثر دیکھے۔ فرمایا اس پر غسل واجب ہے۔

## باب ۳

### بعد غسل جو تری ظاہر ہو

- ۱۔ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ اگر جنب انسان پیشاب کرنے سے پہلے غسل لے اور بعد میں پھر کچھ منی ظاہر ہو، فرمایا دوبارہ غسل کرے۔ میں نے کہا اگر یہی صورت عورت کو پیش آئے۔ فرمایا اس پر دوبارہ غسل نہیں، میں نے کہا ان دونوں میں فرق کیا ہے؟ فرمایا عورت سے جو خارج ہوگی وہ مرد کی منی ہوگی۔ (موثق)
- ۲۔ ایسے شخص کے متعلق پوچھا گیا جس نے غسل سے پہلے پیشاب کر لیا ہو اور وہ بعد غسل رطوبت دیکھے فرمایا اس صورت دوبارہ غسل کی ضرورت نہیں۔ (حسن)
- ۳۔ میں نے پوچھا جو عورت غسل کے بعد مرد کی منی دیکھے تو کیا وہ دوبارہ غسل کرے؟ فرمایا نہیں۔ (ضعیف)
- ۴۔ میں نے کہا اگر کوئی جنب پیشاب کرنے سے پہلے غسل کر لے اور پھر رطوبت خارج ہو تو فرمایا دوبارہ غسل کرے اگر پیشاب کر لیا ہے تو اعادہ کی ضرورت نہیں، البتہ وضو اور استنجا کرے۔ (موثق)

## باب ۳۲

### جنب پر کیا حرام ہے اور کیا مکروہ

- ۱۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے جنب جب کھانا پینا چاہے تو اپنے ہاتھ دھوئے لی کرے اور منہ دھو کر کھائے ہے۔ (حسن)
- ۲۔ میں نے پوچھا جنب کے کھانے پینے اور پڑھنے فرمایا ہاں کھانے پینے اور پڑھنے اور اللہ کا ذکر کرے جو چاہے۔ (موثق)
- ۳۔ فرمایا جنب آدمی تمام مساجد سے گزر تو سکتا ہے مگر بیٹھ نہیں سکتا اور مسجد الحرام اور مسجد نبوی سے گزر بھی نہیں سکتا۔ (ضعیف)
- ۴۔ میں نے پوچھا قرآن بغیر وضو پڑھ سکتا ہے فرمایا پڑھ سکتا ہے لیکن کتاب کو مس نہ کرے۔
- ۵۔ میں نے پوچھا کیا جنب آدمی تیل مل کر نہالے فرمایا نہیں۔ (موثق)
- ۶۔ میں نے امام رضا علیہ السلام سے پوچھا ایک شخص جنب ہے اس نے جسم پر اینٹیں، خوشبو اور دوسری کوئی خوشبودار چیز ملی، پھر غسل کیا جب فارغ ہوا تو اس کے جسم پر اس خوشبو کا اثر باقی رہا، فرمایا کوئی خیر نہیں۔ (ضعیف)
- ۷۔ میں نے پوچھا اگر جنب اور حایض کا کچھ مال مسجد میں رکھا ہو تو اٹھا لائیں لیکن کوئی چیز مسجد کے اندر جا کر نہ رکھیں۔ (ضعیف)

۸۔ فرمایا امام علیہ السلام نے کوئی مضائقہ نہیں اگر جنب خضاب لگائے اور خضاب لگائے والا جنب جو جائے یا نورہ لگائے، یہ بھی روایت ہے کہ خضاب لگائے والا جنب نہ ہو، جب تک خضاب اپنا اثر نہ کرے۔ لیکن (بتدریج) خضاب میں نہیں۔

۹۔ میں نے سوال کیا اس شخص کے متعلق جو جنب ہو اور سونے کا ارادہ کرے۔ فرمایا اگر وہ وضو کرے تو اچھا ہے اور غسل کرنا میرے نزدیک نہ زیادہ بہتر ہے اور اگر بے وضو اور غسل کے سو جائے تو بھی انشاء اللہ اس پر کوئی الزام نہ ہوگا۔ (رض)

۱۰۔ فرمایا کوئی مضائقہ نہیں اگر بحالت جنابت خضاب لگائے۔

۱۱۔ فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے کوئی مضائقہ نہیں اگر خضاب لگائے بہ حالت جنابت۔ (موثق)

۱۲۔ فرمایا حضرت نے کوئی حرج نہیں اگر بحالت جنابت کوئی خضاب کرے اور کوئی حرج نہیں اگر نورہ لگائے، جماعت کرے اور وضو کرے، البتہ جب تک ہاتھ نہ دھوئے اور کل نہ کرے کوئی شے کھائے نہیں کہ اس سے مرض کا خوف ہے

## باب

### جنب کا پسینہ

۱۔ میں نے دریافت کیا اگر جنب کا پسینہ کپڑوں میں ہو یا وہ غسل کرے اور اپنی عورت سے لپٹ جائے اور اپنے پہلو میں لٹائے در آنحالیکہ وہ حایض یا جنب ہو اور عورت کا پسینہ اسے لگ جائے تو کیا کرے۔ فرمایا یہ سب کچھ نہیں (حنا)

۲۔ میں نے کہا کپڑے بحالت جنابت بارش میں تر ہو گئے اور وہ اس حصہ جسم پر لگے جہاں منی لگی تھی کیا ان کپڑوں سے نماز پڑھ لوں فرمایا ہاں۔ (حسن)

۳۔ میری موجودگی میں حضرت صادق سے سوال کیا گیا اس شخص کے بٹے میں جو اپنے لباس میں جنب ہو اور اس میں پسینہ بھر جائے۔ فرمایا کوئی حرج نہیں۔ پھر سائل نے کہا اسے اتنا پسینہ آیا کہ اگر چاہتا تو پھوڑ لیتا یہ سن کر حضرت نے ترشرونی سے فرمایا اگر اس سے تم کو انکار ہے تو تھوڑا پانی اسے صاف کر دے گا۔ (ص)

۴۔ فرمایا نہ تو کپڑا مرد کو ناپاک بناتا ہے نہ مرد کپڑے کو۔ (مجبول)

۵۔ میں نے پوچھا جس کپڑے میں جنابت ہو اور بارش کے پانی سے میں تر تر ہو جاؤں فرمایا کوئی مضائقہ نہیں۔

۶۔ میں نے کہا ایک شخص پیشاب کرے در آنحالیکہ وہ جنب ہو اور وہ استنجی کرے تو اس کا کپڑا ترجمہ سے مل جائے تو کیا فرمایا کوئی مضائقہ نہیں۔

## باب ۳

### منی اور مندی جو کپڑے پر ہو

- ۱۔ میں نے دریافت کیا جو منی کپڑے پر لگی ہو اگر اس کی جگہ معلوم ہو تو دھو ڈالے لیکن اگر معلوم نہ ہو تو کیا کرے فرمایا کل کو دھو ڈالے۔
- ۲۔ میں نے اپنی ٹونڈی سے کہا اس کپڑے کو دھو ڈال جس پر منی ہے لیکن اس نے اچھی طرح نہ دھویا۔ میں نے نماز پڑھ لی۔ بعد میں معلوم ہوا کہ وہ جگہ خشک ہے فرمایا نماز کا اعادہ کرو اگر تم خود دھوئے تو ٹھیک ہوتا۔ (حسن)
- ۳۔ میں نے اس کپڑے کے متعلق پوچھا جس پر منی ہو فرمایا اگر وہ جگہ معلوم نہ ہو تو کل کپڑا دھو خواہ منی کم ہو یا زیادہ (موقوف)
- ۴۔ فرمایا اگر کوئی محتلم ہو اور منی اس کے کپڑے کو لگ گئی ہو تو جہاں لگی ہو اسے دھو ڈالے اور اگر یقین کی صورت نہ ہو اور جگہ بھی معلوم نہ ہو تو اسے پانی میں غوطہ دے اور اگر یقین نہ ہو کہ لگی ہے تو بہتر یہ ہے کہ کل کپڑے کو دھوئے۔ (حسن)
- ۵۔ فرمایا اگر کپڑے کو مندی لگی ہو تو کوئی حرج نہیں۔ (ض)
- ۶۔ فرمایا ہم فری میں نہ وضو کی ضرورت سمجھتے ہیں نہ غسل کی ہاں اگر منی ہو تو ضرورت ہوگی۔ (ضعیف الاسناد)

## باب ۳

### طہارت بول

- ۱۔ میں نے پوچھا پیشاب کے متعلق جو لگ جلتے فرمایا اس پر دو بار پانی ڈالو کیونکہ وہ بھی پانی ہے میں نے اس کپڑے کے متعلق پوچھا جو پیشاب میں بھیگا ہو، فرمایا دو بار دھوؤ میں نے پچھ کے پیشاب کے متعلق پوچھا جس سے کپڑا تر ہو گیا ہو۔ فرمایا تھوڑا سا پانی ڈال کر نمو ڈرو۔ (حسن)
- ۲۔ میں نے امام رضا علیہ السلام سے پوچھا گدے اور فرش کے متعلق جس پر پیشاب ہو اس کو کیسے پاک کرے درآخی لکھو وہ بھاری ہو اور اس کے اندر کچھ بھرا ہو ابھی ہو۔ فرمایا جہاں پیشاب ہے اسے دھو ڈالو اور دوسری طرف ملو جب تک چلو تو دھو ڈالو، ورنہ اس پر پانی ڈال دو۔ (ص)
- ۳۔ میں نے پوچھا اگر میں پیشاب کروں اور پانی نہ ملے اور پیشاب سے میرا ہاتھ تر ہو جائے میں اسے دیوار یا مٹی سے آٹھا کر دوں کہ ہاتھ کو پسینہ آجائے اور اس سے اپنے جسم یا کپڑے کو مس کر لوں تو کیا حکم ہے فرمایا کوئی حرج نہیں (موقوف)



- ۴۔ میں نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے بچہ کے پیشاب کے متعلق پوچھا۔ فرمایا اس پر پانی ڈال دو اور اگر روٹی کھاتا ہو تو پوری طرح دھوؤ، لڑکا اور لڑکی اس مسئلہ میں برابر ہیں۔ (حسن)
- ۵۔ فرمایا حضرت نے اگر بلی کا پیشاب پڑے پر ہو تو جب تک اسے دھویا نہ جائے نماز اس میں صحیح نہ ہوگی۔
- ۶۔ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہا کہ میں صبح ہی بازار کو جاتا ہوں اور مجھے پیشاب کی حاجت ہوتی ہے اور میرے پاس پانی نہیں ہوتا۔ میں ہاتھ سے صاف کر کے پھر ہاتھ کو دیوار یا زمین سے رگڑتا ہوں اور پھر بدن کو رگڑتا ہوں فرمایا کوئی حرج نہیں۔
- ۷۔ میں نے کہا میں بیت الخلاء میں جاتا ہوں تو میرے ہاتھ میں انگوٹھی ہوتی ہے جس میں خدا کا کوئی نام کندہ ہوتا ہے فرمایا ایسا نہ کرو۔ (مجموع)
- ایک روایت میں ہے کہ جب کوئی بیت الخلاء میں استنجہ کو جانا چاہے تو اس انگوٹھی کو ہاتھ سے نکالے جس سے استنجہ کرنا ہے۔

## باب

### مواشیوں کا بول و براز

- ۱۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے جن جانوروں کا گوشت کھایا جاتا ہے ان کا بول و براز اگر کپڑے پر لگ جائے تو طہارت ضروری نہیں۔ (حسن)
- ۲۔ میں نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے پوچھا اونٹ، بکری یا گائے کے دودھ کے متعلق اور ان کے پیشاب اور گوشت کے متعلق۔ فرمایا اگر ان میں سے کوئی شے جسم کو لگ جائے تو طہارت کی ضرورت نہیں۔ ہاں صفائی کے لئے دھو ڈالو۔ میں نے چوپایوں، خجروں اور گدھوں کے پیشاب کے متعلق پوچھا۔ فرمایا ان کی طہارت کرو اگر جگہ معلوم نہ ہو تو کل کپڑا طہر کرو اور اگر مشکوک ہو تو اس جگہ کو دھو کر صاف کرو۔
- ۳۔ حضرت نے فرمایا جن جانوروں کا گوشت نہیں کھایا جاتا اگر کپڑا ان کے پیشاب میں تر ہو تو اس کو طہر کرو۔ (حسن)
- ۴۔ امام محمد باقر علیہ السلام یا امام جعفر صادق علیہ السلام میں سے کسی سے سواریوں کے جانوروں کے متعلق سوال کیا گیا کہ اگر ان کا پیشاب لگ جائے تو حضرت نے اس سے کراہت ظاہر کی۔ میں نے کہا کیا ان کا گوشت حلال نہیں، فرمایا ہے تو لیکن اللہ نے ان جانوروں کو سواریوں کے لئے پیدا کیا ہے نہ کہ ان کا گوشت کھانے کے لئے۔ (مجموع)
- ۵۔ میں نے صادق آل محمد سے پوچھا آپ کیا فرماتے ہیں چوپایوں کے گوشت و لید اور ان کے پیشاب کے متعلق فرمایا پیشاب اگر لگ جائے تو اسے دھو ڈالو اور گوشت تو اس سے دھونے کا مستحق ہے۔ (ض)

۷۔ فرمایا اگر صلوٰۃ کی لید میں کوئی حرج نہیں لیکن ان کا پیشاب دھو ڈالو۔ (موتقی)

۸۔ حضرت سے دریافت کیا اس کپڑے کے متعلق جس پر آبی کا پیشاب ہو، فرمایا اس پر نماز نہ ہوگی جب تک اسے سونپا جائے۔ (ص)

۹۔ فرمایا جو جانور اڑتا ہے تو اس کا پیشاب یا بیٹ لگ جانے کا مضائقہ نہیں۔ (حسن)

۱۰۔ میں نے جعفر صادق علیہ السلام سے کہا۔ میں چوپائوں کا علاج کرتا ہوں اکثر وقت شب ان کے پاس جاتا ہوں وہ پیشاب یا پاخانہ کرتے ہیں اور ہاتھ پیراتے ہیں تو وہ میرے کپڑوں تک پہنچتا ہے مہج کو اپنے کپڑوں پر اس کا نشان دیکھتا ہوں فرمایا کوئی حرج نہیں۔ (حسن)

## باب ۳

### وہ کپڑا جس پر خون ہو

۱۔ میں امام محمد باقر علیہ السلام کے پاس آیا آپ نماز میں مشغول تھے۔ میرے قائد نے بتایا کہ حضرت کے کپڑوں پر خون ہے جب آپ میری طرف متوجہ ہوئے تو میں نے کہا میرے قائد نے یہ بتایا ہے کہ آپ کے کپڑوں پر خون لگا ہے فرمایا میرے جسم پر دم مل ہیں یہ اسی کا خون ہے میں اپنے کپڑے اس وقت دھوؤں گا جب یہ اچھا ہو جائے گا۔ (موتقی)

۲۔ میں نے اس شخص کے متعلق پوچھا جس کے بھوڑا اور دم ہوا اور اس پر پٹی نہ باندھ سکتا ہو اور نہ خون دھو سکتا ہو، فرمایا نماز پڑھ لے اور کپڑے کو ہر روز ایک بار دھوئے۔ ہر وقت کپڑا نہیں دھو سکتا۔

۳۔ میں نے کہا اگر خون میرے کپڑوں پر ہوا اور میں نماز پڑھ رہا ہوں تو کیا حکم ہے۔ فرمایا اگر تم نے دیکھ لیا ہے اور اس لباس کے علاوہ دوسرا ہے تو اسے بدل ڈالو اور نماز پڑھو اور اگر دوسرا نہیں ہے تو نماز جاری رکھو، اعادہ کی ضرورت نہیں۔ جب تک وہ ایک درہم کی مقدار سے زیادہ نہ ہو۔ اگر اس سے کم ہے کوئی حرج نہیں، خواہ تم نے دیکھا ہو یا نہ دیکھا ہو اگر ایک درہم سے زیادہ ہے اور تم نے دیکھ لیا ہے اور بغیر دھوئے نمازیں پڑھ لی ہیں تو ان کا اعادہ کرو۔ (حسن)

۴۔ فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے کہ علی علیہ السلام کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے اس خون میں جو کپڑے پر اس جانور کا لگا ہو جو زندہ نہیں کیا جاتا جیسے مچھلی فرمایا اس میں نماز پڑھ سکتے ہیں۔

۵۔ حضرت سے کسی نے پوچھا اس شخص کے متعلق جس کی ناک سے خون نکلا ہو اس کے نشتے کیا اندر سے دھوئے جاہیں فرمایا نہیں۔ صرف اوپر سے دھوئے۔ (موتقی)

۶۔ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے پدر بزرگوار کی ایک کنیز نے کہا۔ میں آپ پر فدا ہوں ایک مسئلہ آپ سے دریافت کرتے شرم آتی ہے فرمایا پوچھو شرم نہ کرو۔ اس نے کہا میرے کپڑوں پر خون حیض لگ گیا ہے اس کو دھویا تو مگر نشان نہ گیا منہرایا اس کو مشق دے سرخ سٹی غالیا گیردے سے رنگو یا تو وہ دھو بہم رنگ ہو جائے گا یا مٹ جائے گا۔

۷۔ فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے تمہارا خون زیادہ پاک و صاف ہے تمہارے غیر کے خون سے پس اگر کپڑے پر تمہارے خون سے مشابہ ہو تو مضائقہ نہیں، غیر کا خون کم ہو یا زیادہ اسے دھو ڈالو۔ (مرفوع)

۸۔ میں نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے سوال کیا۔ کچھ عورتوں کے خون کے متعلق اگر وہ کپڑے پر ہو تو مانع نماز تو نہیں۔ فرمایا نہیں اگرچہ زیادہ ہی کیوں نہ ہو، وہ تو نکسیر کے خون سے مشابہ ہے اسے صاف کر دیا قاعدہ طہارت کی ضرورت نہیں۔ (رض)

۹۔ میں نے ایک شخص (مراد امام) کو لکھا کھٹن کا خون کیا کچھ کے خون کی مثل ہے اور آیا جائز ہے کسی کے لئے کہ کھٹن کا قیاس کچھ پر کرے اور اس کپڑے پر نماز پڑھے۔ حضرت نے جواب میں لکھا نماز پڑھے لیکن اس کا ظاہر کر لینا افضل ہے۔ (ضعیف)

## باب ۳۸

### گت اگر جسم یا لباس سے مل جائے

۱۔ فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے اگر گت تمہارے کپڑوں سے مس ہو اور وہ خشک ہو تو کپڑے سے صاف کر دو اگر وہ تر ہو تو اسے باقاعدہ دھوؤ۔ (مرسل)

۲۔ میں نے پوچھا اگر گت جسم انسان سے مل جائے تو فرمایا وہ جگہ دھو ڈالو۔ (حسن)

۳۔ میں نے امام علیہ السلام سے اس کچلے ہوئے جو ہے کے متعلق پوچھا جو پانی میں جا پڑے اور پھر وہ کپڑوں پر چلے کیا ایسے کپڑوں میں نماز ہو سکتی ہے فرمایا جو دھوئے اس کا دیکھا ہو اسے دھو ڈالو اور جو نہیں دیکھا اس پر پانی چھڑک دو۔

۴۔ میں نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے پوچھا آیا لومڑی، خرگوش اور دندروں میں سے کسی کا چھونا زندہ یا مردہ جائز ہے فرمایا کوئی مضائقہ نہیں مگر اپنا ہاتھ دھوئے۔ (مرسل)

۵۔ میں نے پوچھا اگر کسی کا کپڑا میت پر پڑا ہو۔ فرمایا اگر میت کو غسل دے دیا گیا ہے تو دھونے کی ضرورت نہیں۔ اگر غسل نہیں دیا گیا ہے تو اس کپڑے کو دھوؤ یعنی جسم کے سرد ہونے کے بعد جب کپڑے کا اتصال ہو۔ (مجبول)

۶۔ میں نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا اس شخص کے متعلق جس کا کپڑا سوہ پڑ جائے اور اس کو دھوئے نہیں پھر نماز میں یاد آئے تو کیا کرے فرمایا اگر نماز شروع کر دی ہے تو جاری رکھے اور اگر شروع نہیں کی ہے تو اپنے کپڑے کے اس حصہ پر پانی چھڑک دے اور اگر کپڑے پر کچھ نشان ہے تو باقاعدہ ظاہر کرے۔

## باب ۳

## تیمم کا بیان

۱۔ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے تیمم کے متعلق پوچھا۔

پس حضرت نے زمین پر ہاتھ مار کر اٹھایا۔ ہاتھوں کو جھار ا پھر ان سے پیشانی اور دونوں ہاتھوں کا مسح کیا ایک ایک بار (حسن)  
۲۔ حضرت صادق آل محمد سے تیمم کے متعلق پوچھا کیا تو حضرت نے یہ آیت پڑھی کہ چور مرد ہو یا عورت دونوں کے ہاتھ کاٹ ڈالو اور فرمایا اپنے چہروں کو دھوؤ اور اپنے دونوں ہاتھ کہنیوں سے۔ پھر سر یا مسح کر دینے دونوں ہاتھوں کا موضع قطع سے اور فرمایا تمہارا رب سبھو لئے والا نہیں۔ (مرسل)

علامہ مجلسی علیہ الرحمہ کتاب مرآۃ العقول میں تحریر فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں آیہ قطع ید سے عام توضیح :- مسلمانوں نے چور کے قطع ید کے لئے جو حد بتائی ہے وہ ہو جو درست نہیں۔ ان دونوں آیتوں کا ذکر یہ بتانا ہے کہ ید کے معنی متعدد ہیں اور حضرت کا یہ فرمانا کہ اللہ سبھو لئے والا نہیں یہ ظاہر کرتا ہے کہ اس کے احکام مبہم نہیں بلکہ اس نے اپنے انبیاء و مرسلین علیہم السلام پر ان کی صلاحیت کو دیکھ کر یہاں لوگوں کو ان کی طہارت رجوع کرنا چاہیئے اور شاید حضرت کا یہ استدلال اس امر پر ہو کہ اللہ نے قطع ید کی حد نہیں بتائی (اور وضو میں انی المرفوع کہہ کر بتا دی ہے اور سنت رسول میں چور کا ہاتھ قطع کرنا ہاتھ کے گٹے سے ہے جس سے معلوم ہوا کہ جہاں خدا نے لفظ ید بولا ہے وہاں مراد ہاتھ کا گٹہ ہے اسی لئے فرمایا ہے صافات ص ۱۶ لیسنا یعنی اللہ تعالیٰ اپنے احکام بیان کرنے کو سبھو لا نہیں بلکہ اس نے اپنی کتاب میں اس طرح بیان فرمائے ہیں کہ ان کو انبیاء و مرسلین علیہم السلام جو حج اللہ ہیں سمجھ سکتے ہیں اور قطع ید سے مراد ہمارے اصحاب کے نزدیک انگلیوں کی جرا ہے جو شہرت عام کے مخالف ہے اور موافق ہے ہمارے علماء کے اس بیان کے کہ تیمم مقام قطع ید سے ہے اور ملانے اہلسنت کے نزدیک ہاتھ کے ٹک کاٹنے ہے اور ہمارا مسلک ہے کہ تیمم انگلیوں کے سرے سے انگلی کی جڑ تک ہے۔

۳۔ میں نے صادق آل محمد سے تیمم کے بارے میں پوچھا۔ فرمایا عمار بن یاسر جنب ہوئے تو وہ منی پر اس طرح لوٹنے لگے جیسے چوبایہ لوٹتا ہے رسول اللہ نے فرمایا اسے عمار تم تو چوبائے کی طرح لوٹتے ہو۔ میں نے امام علیہ السلام سے پوچھا پھر تیمم کیسے کیا جائے۔ پس حضرت نے اپنا ہاتھ ٹاٹ پر مارا پھر اٹھا کر چہرے کا مسح کیا پھر تھوڑا سا مسح ہاتھ پر کیا۔ (حسن)

۴۔ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا تیمم اس زمین پر کیا جائے جسے تم نے پیروں سے رگڑا ہو۔ (حسن)

۵۔ امیر المومنین علیہ السلام نے منع کیا ہے اس مٹی پر تیمم کرنے سے جو راستہ کے غبار سے ہو۔ (مجموع)

## باب

## اوقات تیمم

- ۱۔ فرمایا جب پانی نہ ملے اور تیمم کرنا ہو تو نماز کے آخر وقت تک تاخیر کرو۔ اگر پانی نہ ملے تو زمین تو کہیں نہیں چلی گئی۔ (ص)
- ۲۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام یا امام جعفر صادق علیہ السلام نے جب مسافر کو پانی دستیاب نہ ہو تو چاہیے کہ جب تک وقت نماز ہے تلاش جاری رکھے۔ پس اگر یہ خوف ہو کہ وقت جاتا رہے گا تو تیمم کرے اور آخر وقت میں نماز پڑھے۔ جب پانی مل جائے تو اس پر قضا نہیں۔ چاہیے کہ وضو کرے۔
- ۳۔ فرمایا حضرت نے جب آدمی پانی نہ پائے اور جنب ہو تو چاہیے کہ تیمم کرے نماز پڑھے اور جب پانی مل جائے تو غسل کرے اس صورت میں جو نماز پڑھ چکا ہے وہ اس کے لئے کافی ہوگی۔ (حسن)
- ۴۔ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا ایک شخص ایک ہی وضو سے رات دن کی کئی نمازیں پڑھ لیتا ہے فرمایا ٹھیک ہے جب تک صمد و وحدت نہ ہو۔ میں نے کہا کیا ایک تیمم سے بھی فرمایا ہاں جب تک حدت صادر نہ ہو یا پانی ملے اگر پانی مل جائے اور امید ہو اس کی کہ پانی مل جائے گا اور گمان کرے کہ وہ اس پر پانے کی قدرت رکھتا ہے لیکن اس کا پانا اس پر دشوار ہو گا تو بھی تیمم سا قضا ہو جائے گا اور اسٹ لازم ہے کہ تیمم کا اعادہ کرے (اگر پانی نہ ملے) میں نے کہا اگر پانی مل جائے اور وہ نماز پڑھنے لگا ہے فرمایا نماز قطع کر کے وضو کرے اگر رکوع میں نہیں گیا لیکن اگر رکوع میں ہے تو نماز جاری رکھے کیونکہ تیمم دو طہا کرنے والوں میں سے ایک ہے۔ (حسن)
- ۵۔ میں نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے پوچھا اگر کوئی پانی نہ پائے اور تیمم سے نماز پڑھنے لگے پھر اس کا لڑکا خیرے کے پانی موجود ہے فرمایا اگر رکوع میں نہیں گیا ہے تو نماز کو قطع کر کے وضو کرے اور اگر رکوع میں چلا گیا ہے تو نماز جاری رکھے۔ (ضعیف)
- ۶۔ میں نے کہا اگر میں سفر میں ہوں اور وقت نماز آجائے اور میرے ساتھ پانی نہ ہو اور معلوم ہو کہ پانی ہم سے قریب ہے اور میں پانی کی تلاش میں ادھر ادھر نکلوں۔
- فرمایا پانی تلاش نہ کرو (اور تیمم سے نماز پڑھ لو۔ کیونکہ مجھے ڈر ہے کہ تم اپنے اصحاب سے الگ ہو جاؤ اور کوئی درندہ کھا جائے۔
- ۷۔ میں نے پوچھا اگر کنوئیں کی طرف سے گزرے اور اس کے پاس ٹوٹل نہ ہو فرمایا اس کے لئے لازم نہیں کہ وہ کنوئیں میں اترے۔ جو خدا پانی کا مالک ہے وہی زمین کا ہے پس تیمم کرے۔
- ۸۔ میں نے کہا اگر کسی کے پاس پانی نہ ہو اور اس سے دو تیر کے فاصلہ پر ہو۔ فرمایا میں اس کو حکم نہیں دیتا کہ وہ اپنے

نفس کو ہلاکت میں ڈالے اور چور یا درندہ اُسے آئے۔ (رض)

- ۹۔ فرمایا حضرت نے جب تم بحالت جنابت کنوئیں پر آؤ اور ڈول موجود نہ ہو اور نہ کوئی شے جس سے پانی نکالو تو پاک مٹی پر تیمم کرو پانی اور مٹی کا رب ایک ہی ہے اور کنوئیں میں اگر تو کم کے لئے پانی خراب نہ کرو۔ (مجمول)
- ۱۰۔ میں نے کہا اگر ایک شخص سفر میں ہو اور اس کے ساتھ پانی ہو مگر بھول جائے اور تیمم سے نماز پڑھنے لگے پھر یاد آئے کہ پانی اس کے ساتھ ہے اور وقت نماز باقی ہے فرمایا وضو کر کے نماز کا اعادہ کرے۔ میں نے پوچھا کیا حیض اور جنب کا تیمم کیسا ہے فرمایا ہاں۔ (مولف)

## باب

### سفر اور قلت آب

- ۱۔ فرمایا اگر کوئی سفر میں جنب ہو جائے اور تنقوڑا پانی ساتھ میں ہو اگر وہ غسل کر لے تو یہاں سے چلے گا خوف ہے تو اسے چاہیے کہ ایک قطرہ اس میں سے صرف نہ کرے اور پاک مٹی سے تیمم کر لے پاک مٹی میرے نزدیک زیادہ محبوب ہے۔ (حسن)
- ۲۔ میں نے کہا اگر کوئی شخص جنب ہو جائے اور اس کے پاس تنقوڑا سا پانی بقدر پینے کے ہو تو کیا وہ تیمم کرے یا وضو۔ فرمایا تیمم افضل ہے کیا تم نہیں جانتے کہ آدھا پاک کرنے والا وہ بھی ہے۔
- ۳۔ میں نے پوچھا اگر ایک شخص پیش نماز ہے وہ سفر میں جنب ہو گیا اور اس کے ساتھ اتنا پانی نہیں کہ غسل کر لے آیا وہ وضو کر کے ان کے ساتھ نماز پڑھے فرمایا نہیں بلکہ تیمم کر کے ان کو نماز پڑھائے اللہ تعالیٰ نے مٹی کو پاک کرنے والا قرار دیا ہے (حسن)
- ۴۔ فرمایا اگر زمین تر ہو اور وہاں خشک مٹی نہ ہو اور پانی بھی نہ ہو تو دیکھو کوئی خشک جگہ ہے اگر ہے تو اس کے غبار سے تیمم کرے پاکوئی شے ایسی ہو جس پر غبار نہ ہو اور اگر گیلی مٹی کے سوا اے ہی نہیں تو اس پر تیمم کر لیا جائے۔ (حسن)

## باب

### اگر جنب کو برف کے سوا کچھ نہ ملے

- ۱۔ صادق آل محمد سے مروی ہے۔
- میں نے پوچھا اس شخص کے متعلق جو سفر میں جنب ہو اور سوائے برف کے کچھ نہ پائے یا جما ہوا پانی ملے۔ فرمایا مجبور ہی ہے تیمم کر لے اور اسے چاہیے کہ ایسی زمین پر نہ جاسے جہاں اس کا دین برباد نہ ہو تا ہو۔
- ۲۔ فرمایا اگر جنب ہو تو چاہیے کہ جس طرح ہو سکے غسل کر لے اور اگر احتلام ہوا ہو اور پانی نہ ملے تو تیمم کر لے۔ (مرفوع)



۳۔ میں نے پوچھا اگر کوئی ایسی ٹھنڈی رات میں جنب ہو کہ غسل کرنے کی صورت میں جان کے تلف ہونے کا اندیشہ ہو تو تیمم سے نماز پڑھے اور جب سردی جاتی رہے تو غسل کر کے نماز کا اعادہ کرے۔

## باب گیلی مٹی پر تیمم

۱۔ فرمایا جب تم ایسے حال میں ہو کہ گیلی مٹی کے سوا کچھ ہی نہیں تو اس پر تیمم کرو۔ خدا غدر کا قبول کرنے والا ہے یہ اس وقت ہو جب تمہارے پاس نہ خشک کھڑا ہو نہ نمندہ (جسے اس تر مٹی پر ڈال کر تیمم کر سکو۔) (ص)

## باب

## زخم خوردہ اور چھپک والے کا تیمم

۱۔ میں نے امام محمد باقرؑ سے سوال کیا اس شخص کے بالے میں جہ کے پھوڑا یا زخم ہو اور وہ جنب ہو جائے۔ فرمایا کوئی حرج نہیں اگر وہ غسل نہ کرے اور عوض غسل تیمم کرے۔ (ص)

۲۔ جس کے چھپک نکلی ہو بڑی ٹوٹ گئی ہو اور جنب ہو جائے تو تیمم کرے۔ (حسن)

۳۔ فرمایا چھپک والا اگر جنب ہے تو اسے غسل کرنا ہو گا اور اگر خواب میں احتلام ہو اسے تو تیمم کر لے نماز پڑھ لے۔ (مرفوع)

۴۔ فرمایا حضرت نے نبی کریم صلیم سے ذکر کیا گیا کہ ایک زخمی شخص جنب ہوا لوگوں نے اسے غسل کرنے کا حکم دیا۔ نہاتے وقت وہ کھپکایا اور مر گیا۔ رسول اللہ نے فرمایا۔ لوگوں نے اسے قتل کیا۔ خدا ان کو قتل کرے۔ (مقبول)

۵۔ فرمایا حضرت نے رسول اللہ سے کہا کیا کہ فلاں چھپک میں مبتلا تھا وہ جنب ہوا۔ لوگوں نے اسے نہلا دیا وہ مر گیا۔ فرمایا انہوں اس کو قتل کیا کیوں نہیں انہوں نے اہل علم سے پوچھا اور کیوں نہیں اس کو تیمم کرایا۔ عاجز کی شفا سوال میں ہے یعنی پوچھنا چاہیے یہی صورت اس کے لئے ہو جس کی ہڈی ٹوٹ گئی ہو یا استسقاء کا بیمار ہو وہ تیمم کرے غسل نہ کرے۔ (ص)

## باب

## نواذر

سبیل سکینہ

حیدر آباد، پیر ۵۲۸

۱۔ میں امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا آپ کے سامنے پانی بھرا ملا رکھا تھا اور نماز کا تہیہ کر رہے تھے میں قریب گیا تاکہ اعضاء پر پانی ڈالوں، حضرت نے منع کیا اور فرمایا: بے حسن نظرو، میں نے کہا آپ مجھے پانی ڈالنے سے کیوں روکتے ہیں۔ کیا آپ پسند نہیں کرتے کہ مجھے اس کا اجر ملے۔ فرمایا تم کو اس کا اجر مل جائے گا۔ مگر میں گناہ کے بوجھ تلے ہوں گا۔ میں نے کہا۔ یہ کیسے فرمایا۔ کیا تم نے خدا کا یہ قول نہیں سنا۔ جو کوئی اپنے رب کی ملاقات کا امیدوار ہو اس کو چاہیے کہ نیک اعمال کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے۔ میں نماز کے لئے وضو کرنا چاہتا ہوں اور نماز عبادت ہے پس میں پسند نہیں کرتا کہ اس میں کسی کو شریک کروں۔ (حن)

۲۔ امام علیہ السلام نے فرمایا، رسول اللہ نے فرمایا ہے کہ نماز کا شروع وضو ہے اور اسکی تحریم تکبیر ہے اور اس کی تحلیل تسلیم ہے۔ (حن)

۳۔ میں حضرت ابو عبد اللہ کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک شخص نے سوال کیا۔ سنتوں کے متعلق فرمایا کوئی شے ایسی نہیں جس کی طرف اولاد آدم میں سے کوئی محتاج ہو مگر یہ کہ اس کے متعلق اللہ اور رسول کی سنت جاری ہے جس نے پہچانا اس نے پہچانا، جس نے انکار کیا اس نے انکار کیا۔ اس نے کہا بیت الخلا رکے لئے کیا سنت ہے۔ فرمایا اللہ کا ذکر اور اللہ سے پناہ مانگو شیطان رجیم کے شر سے جب غلغلا ہو تو کہو حمد ہے اس خدا کے لئے جس نے تکلیف کو مجھ سے دور کیا اور آرام و راحت میں لایا۔ اس نے کہا انسان ایسی حالت میں کہہ دیکھتا ہے کہ اس سے کیا نکلا۔ فرمایا رہے زمین پر کوئی آدمی ایسا نہیں جس کے ساتھ دو فرشتے نہ ہوں جب وہ اس حال میں ہوتا ہے تو اس کی گردن کو گمائیے میں اور کہتے ہیں کیا تو نے نہیں دیکھا کہ جس کے لئے تو نے دنیا میں تکلیف اٹھائی تھی اب وہ کس صورت میں نظر آ رہی ہے (مجبوراً)۔

۴۔ فرمایا صادق آل محمد نے جو شخص وضو کر کے رومال (یا تولیہ) سے خشک کرے اس کے لئے ستر ایک حسد ہے اور اگر وضو کے بعد پانی خود ہی خشک ہو جائے تو تیس نیکیوں کا ثواب ہے۔ (حن)

۵۔ فرمایا امام علیہ السلام نے جو نماز مغرب کے لئے وضو کرے تو یہ کفارہ ہو گا ان گناہوں کا جو اس نے دن میں کئے ہوں گے سوائے گناہان کبیرہ کے اور جو صبح کو وضو کرے تو کفارہ ہو گا ان گناہوں کا جو رات میں کئے ہوں گے سوائے گناہان کبیرہ کے جو اس نے کئے ہوں۔

۶۔ فرمایا امام علیہ السلام نے کہ امیر المؤمنین علیہ السلام بیٹے ہوئے تھے اور ان کے پاس ان کے فرزند محمد مصطفیٰ بنے فرمایا۔ اے

محمد پانی لاؤ وہ لے آئے آپ نے اپنے ہاتھ سے پانی لے کر باتیں ہاتھ پر ڈالا۔ پھر فرمایا حمد ہے اس خدا کے لئے جس نے پانی کو طہر بنایا اور نجس نہ قرار دیا۔ پھر فرمایا اللہ محفوظ رکھ میری شہرہ گاہ کو اور میری ستر پوشی کر اور ان دونوں پر آتش دوزخ کو حرام کر، پھر ناک میں پانی ڈال کر فرمایا اللہ میرے اوپر جنت کی خوشبو کو حرام نہ کرنا اور مجھے ان لوگوں میں جو جنت کی خوشبو سونگھنے والے ہوں۔

پھر کئی کی اور فرمایا

یا اللہ اپنے ذکر سے میری زبان کو ناطق کر

اور مجھے ان لوگوں میں قرار دے جن سے تو راضی ہے پھر چہرہ دھوئے ہوئے فرمایا یا اللہ جس دن لوگوں کے چہرے سیاہ ہوں میرا چہرہ سیاہ نہ کرنا اور میرا چہرہ سیاہ نہ کرنا جس دن لوگوں کے چہرے سفید ہوں پھر ہاتھ ہاتھ دھوئے ہوئے فرمایا یا اللہ روز قیامت میرا نامہ اعمال میرے اپنے ہاتھ میں ہو اور غلہ میرے ہاتھ میں ہاتھ میں، پھر بایاں ہاتھ دھوئے ہوئے فرمایا یا اللہ میرا نامہ اعمال میرے بائیں ہاتھ میں نہ دینا میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں آتش دوزخ کے شعلوں سے، پھر سر کا مسح کرتے ہوئے فرمایا یا اللہ مجھے اپنی رحمت سے ڈھانپ لے اور اپنی رحمت، عفو و برکت مجھ پر نازل فرما، پھر پیروں کا مسح کرتے ہوئے فرمایا یا اللہ مرا ط پر تجھے ثابت قدم رکھنا جبکہ اس روز لوگوں کے قدم ڈگمگا رہے ہوں اور میری سعی کو ایسا قرار دے جس سے تو راضی ہو۔ پھر فرمایا جو میری طرح وضو کرے اور جو میں نے کہل ہے وہ کچھ تو خدا اس کے وضو کے ہر قطرہ سے ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے جو تسبیح و تہلیل کرتا ہے اور اس کا ثواب اس کے نامہ اعمال میں لکھا جاتا ہے۔ (مجموع)

۷۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے جبکہ وہ مکہ میں لوگوں سے بات چیت کر رہے تھے کہ رسول اللہ نے صبح کی نماز پڑھی اس کے بعد اصحاب کے پاس بیٹھے، یہاں تک کہ سورج نکل آیا۔ لوگ ایک ایک کر کے اٹھ کھڑے ہوئے۔ مگر وہ شخص بیٹھے رہے ایک انصاری تھا دوسرا ثقفی۔ آپ نے ان دونوں سے فرمایا۔ میں سمجھ گیا تم دونوں کی کوئی حاجت ہے جسے تم بیان کرنا چاہتے ہو اگر تم کہو تو میں بیان کر دوں انھوں نے کہا۔ حضور ہی بیان فرمائیں کیونکہ آپ کا بیان حجت کو روشن کرنے والا ہوگا اور شک کو دور کرنے والا اور ایمان کو برقرار رکھنے والا ہوگا۔ فرمایا اے بھائی ثقفی تو اس لئے آیا ہے کہ مجھ سے اپنے وضو اور نماز کے متعلق پوچھ کر اس میں تیرے لئے بہتری کیلئے رہا وضو تو جب تم اپنا ہاتھ وضو کے لئے برتن میں ڈالتے ہو اور بسم اللہ کہتے ہو تو سائے گناہ چھڑ جاتے ہیں اور جب منہ پر چلو ڈالتے ہو تو تم نے اپنی آنکھوں سے نظر کر کے اور اپنے منہ سے بول کر جو گناہ کئے ہیں وہ سب جھڑ جاتے ہیں اور جب تم نے اپنے دونوں ہاتھوں کو دھویا تو جو گناہ دہنے اور باتیں ہاتھ سے کئے ہیں وہ گر جاتے ہیں اور جب پیروں کا مسح کرتے ہو تو جو گناہ پیروں سے چل کر کئے ہیں وہ گر جاتے ہیں یہ ہے تمہارا وضو۔ (ص)

۸۔ فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے وضو ایمان کا ایک حصہ ہے۔ (ص)

۹۔ راوی کہتا ہے میں امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں تھا۔ حضرت نے میرے سامنے ہر وضو کی نماز پڑھی۔ جب مغرب کا وقت آیا تو مجھ سے فرمایا۔ وضو کر لو، میں نے کہا میں وضو سے ہوں۔ فرمایا اگرچہ تم وضو سے ہو لیکن جو کوئی مغرب کے لئے وضو کرے گا تو وہ اس دن کے تمام گناہوں کا کفارہ ہو جائے گا سوائے گناہان کبیرہ کے اور جو صبح کو وضو کرے گا تو ان تمام گناہوں کا کفارہ ہو جائے گا سوائے گناہان کبیرہ کے۔ (ص)

۱۰۔ وضو پر وضو کر لینا دس حسنات کے برابر ہے۔ (مرسل)

۱۱۔ فرمایا جب تم میں سے کوئی وضو ختم کرے تو پانی لے کر گدی کا مسح کر لے پر آگ سے بچانے والا ہے یہ حدیث بنابر ترقیہ ہے اس کے راویوں کا سلسلہ صحیح نہیں۔ (مرسل)

۱۲۔ میں نے پوچھا اگر کوئی آپ گلاب سے غسل کرے تو کیا حکم ہے فرمایا کوئی مضائقہ نہیں (علامہ مجلسی راۃ العقول میں لکھتے ہیں کہ یہ روایت ضعیف ہے اس کے راوی موثق نہیں۔ علامہ شیعہ کا اس پر اتفاق ہے کہ اب مضافات سے غسل وضو درست نہیں۔ (ص)

۱۳۔ پوچھا کیا جو مردہ کی ہڈی چھوئے اس کے لئے کیا حکم ہے فرمایا اگر ایک سال اس پر گزر گیا ہے تو کوئی صریح نہیں۔ (ص)

۱۴۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے اگر کوئی مسجد احرام یا مسجد رسولی میں سو گیا ہے اور اسے احتلام ہو جائے یا جنابت کا صورت ہو تو فوراً تیمم کرے اور مسجد احرام سے تیمم کی صورت میں گزرے۔ جب تک اس سے باہر گئے۔ پھر غسل کرے۔ یہی حکم حائض کے لئے ہے (ان اور تمام ساجد سے گزر سکتا ہے۔ (مجبور)

۱۵۔ میں نے پوچھا ایک شخص کے نکیسر پھوٹ نکلیں اور چند قطرے پانی کے برتن میں گر جائیں تو کیا اس پانی سے وضو ہو سکتا ہے فرمایا اگر کوئی شے ظاہر نکلا ہر پانی میں معلوم نہ ہو تو اس سے وضو کر لو ورنہ نہیں۔ (موثق)

۱۶۔ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا اگر سانپ شکے میں داخل ہو جائے اور اس میں پانی ہو تو کیا ہو۔ فرمایا اگر اور پانی ہو اس پانی کو نکال باہر کر۔ (مرفوع)

۱۷۔ فرمایا اگر وضو کرتے وقت کچھ کے ٹکسے پھوٹے اور اس کا قطرہ پانی میں گر جائے تو اس سے وضو نہ کر۔

۱۸۔ میں نے اس شخص سے متعلق پوچھا جو عمارت کے لئے پانی کا محتاج ہو اور اسے بقدر وضو پانی سو یا سزا درہم میں ملتا ہو اور وہ خرید سکتا ہو تو خرید کر وضو کرے یا تیمم سے نماز پڑھے۔ فرمایا پانی خرید کر وضو کرے۔ مجھے ایک بار یہ موقع پیش آیا۔ پس میں نے خرید کر کے وضو کیا مجھے ایسے موقع پر مال کی خرید و فروش نہیں رکھ سکتا۔ (صحیح)

## كتاب الحيض

### (ابواب الحيض)

١ - الحسين بن محمد ، عن معلى بن محمد ، عن الحسن بن علي الوشاء ، عن حماد بن عثمان ، عن أديم بن الحر قال : سمعت أبا عبد الله عليه السلام يقول : إن الله تبارك وتعالى حدد للنساء في كل شهر مرة .

٢ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حماد ، عن الألبان ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : سألت عن قول الله عز وجل : « إن أردتكم » قال : ما زاد الشهر فهو ربة .

## باب

### (أدنى الحيض وأقصاه وأدنى الطهر)

١ - عدة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد بن عيسى ، عن علي بن أحمد بن أنس ، عن أحمد بن محمد بن أبي نصر قال : سألت أبا الحسن عليه السلام عن أدنى ما يكون من الحيض ، فقال : ثلاثة وأكثره عشرة .

٢ - محمد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان ، وعلي بن إبراهيم ، عن أبيه جميعاً ، عن ابن أبي عمير ، عن معاوية بن عمار ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : أقل ما يكون الحيض ثلاثة أيام وأكثر ما يكون عشرة أيام .

٣ - محمد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان ، وعلي بن إبراهيم ، عن أبيه جميعاً ، عن صفوان بن يحيى قال : سألت أبا الحسن عليه السلام عن أدنى ما يكون من الحيض ، فقال : أدناه ثلاثة وأبعده عشرة .

٤ - محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد ، عن صفوان ، عن العملاء ، عن محمد بن مسلم ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : لا يكون الطهر في أقل من عشرة أيام فمما زاد أقل ما يكون عشرة من حين تطهر إلى أن ترى الدم .

٥ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه . عن إسماعيل بن مرار ، عن يونس ، عن بعض رجاله  
عن أبي عبد الله عليه السلام قال : أدنى الطهر عشرة أيام وذلك أن المرأة أول ما تحيض رجما  
كانت كثيرة الدم فيكون حيضها عشرة أيام فلا تزال كلما كبرت نقصت حتى ترجع  
إلى أربعة أيام فإذا رجعت إلى ثلاثة أيام ارتفع حيضها ولا يكون أقل من ثلاثة أيام  
فإذا رأت المرأة الدم في أيام حيضها تركت الصلاة فإن استمر بها الدم ثلاثة أيام  
فهي حائض وإن انقطع الدم بعد ما رآته يوماً أو يومين اغتسلت وصلت وانتظرت من  
يوم رأت الدم إلى عشرة أيام فإن رأت في تلك العشرة أيام من يوم رأت الدم يوماً  
أو يومين حتى يتم لها ثلاثة أيام فذلك الذي رآته في أول الأمر مع هذا الذي رآته  
بعد ذلك في العشرة فهو من الحيض وإن مر بها من يوم رأت الدم عشرة أيام ولم تر  
الدم فذلك اليوم واليومين الذي رآته لم يكن من الحيض إنما كان من علة إما من  
قرحاً في جوفها وإما من الجوف فعليها أن تعيد الصلاة تلك اليومين التي تركتها  
لأنها لم تكن حائضاً فيجب أن تقضي ما تركت من الصلاة في اليوم واليومين وإن تم  
لها ثلاثة أيام فهو من الحيض وهو أدنى الحيض ولم يجب عليها القضاء ولا يكون  
الطهر أقل من عشرة أيام فإذا حاضت المرأة وكان حيضها خمسة أيام ثم انقطع الدم  
اغتسلت وصلت فإن رأت بعد ذلك الدم ولم يتم لها من يوم طهرت عشرة أيام فذلك  
من الحيض تدع الصلاة وإن رأت الدم من أول ما رأت الثاني الذي رآته تمام  
العشرة أيام ودام عليها عدت من أول ما رأت الدم الأول والثاني عشرة أيام  
ثم هي مستحاضة تعمل ما تعمله المستحاضة .  
وقال : كل ما رأت المرأة في أيام حيضها من صفرة أو حمرة فهو من الحيض وكلما  
رآته بعد أيام حيضها فليس من الحيض .

### باب

( المرأة ترى الدم قبل أيامها أو بعد طهرها )

١ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن جميل ، عن ثمام بن مسلم ،  
عن أبي جعفر عليه السلام قال : إذا رأت المرأة الدم قبل عشرة فهو من الحيضة الأولى وإن كان



بعد الدشرة فهو من الحيضة المستقبلة .

٢- الحسين بن محمد ، عن عبدالله بن عامر ، عن علي بن مهزيار ، عن الحسن بن سعيد ، عن زرعة ، عن سماعة قال : سألت عن المرأة ترى الدّم قبل وقت حيضها فقال : إذا رأت الدّم قبل وقت حيضها فلتدع الصلاة فإنه ربما تمجّل بها الوقت فإذا كان أكثر من أيامها التي كانت تحيض فيهن فلتتربّص ثلاثة أيام بعد ما تمضي أيامها فإذا تربّعت ثلاثة أيام ولم ينقطع عنها الدّم فلتصنع كما تصنع المستحاضة .

٣- علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن عبدالله بن المغيرة ، عن أخبره ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إذا كانت أيام المرأة عشرة أيام لم تستظهر وإذا كانت أقل استظهرت .

### باب ما إذا

تري المرأة ترى الصفرة قبل الحيض أو بعده

١- علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن محمد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان ، عن حماد بن عيسى ، عن حريز ، عن محمد بن مسلم قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عن المرأة ترى الصفرة في أيامها ؟ فقال : لا تصلي حتى تنقضي أيامها وإن رأت الصفرة في غير أيامها توضأت وصليت .

٢- علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن عبدالله بن المغيرة ، عن إسحاق بن عمار ، عن أبي بصير ، عن أبي عبدالله عليه السلام في المرأة ترى الصفرة فقال : إن كان قبل الحيض بيومين فهو من الحيض وإن كان بعد الحيض بيومين فليس من الحيض .

٣- الحسين بن محمد ، عن معلى بن محمد ، عن الوشاء ، عن أبان ، عن إسماعيل الجعفي ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إذا رأت المرأة الصفرة قبل انقضاء أيام عدتها لم تصل وإن كانت صفرة بعد انقضاء أيام قرنها صلت .

٤- محمد بن يعقوب ، عن أحمد بن محمد ، عن محمد بن خالد ، عن القاسم بن محمد ، عن علي بن أبي حمزة قال : سئل أبو عبدالله عليه السلام وأنا حاضر عن المرأة ترى الصفرة فقال : ما كان قبل الحيض فهو من الحيض وما كان بعد الحيض فليس منه .

٥- محمد بن أبي عبدالله ، عن معاوية بن حكيم قال : قال : الصفرة قبل الحيض بيومين فهو من الحيض وبعد أيام الحيض ليس من الحيض وهي في أيام الحيض حيض .

## باب

## (أول ما تحيض المرأة)

١ - محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد ، عن عثمان بن عيسى ، عن سماعة بن مهران قال : سأله عن الجارية البكر أول ما تحيض فتتعد في الشهر في يومين وفي الشهر ثلاثة أيام ويختلف عليها لا يكون طمئنها في الشهر عدة أيام سواء قال : فلها أن تجلس وتدع الصلاة مادامت ترى الدم ما لم تجز العشرة فإذا اتفق اشهران عدة أيام سواء فتلك أيامها .

٢ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن يونس بن يعقوب قال : قلت لأبي عبد الله عليه السلام : المرأة ترى الدم ثلاثة أيام أو أربعة ؟ قال : تدع الصلاة ، قلت : فإنها ترى الطهر ثلاثة أيام أو أربعة ؟ قال : تصلي ، قلت : فإنها ترى الدم ثلاثة أيام أو أربعة ؟ قال : تدع الصلاة ، قلت : فإنها ترى الطهر ثلاثة أيام أو أربعة ؟ قال : تصلي ، قلت : فإنها ترى الدم ثلاثة أيام أو أربعة ؟ قال : تدع الصلاة ، تصنع ما بينها وبين شهر فإذا انقطع الدم عنها وإلا فهي بمنزلة المستحاضة .

٣ - محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد دفعه ، عن زرعة ، عن سماعة قال : سأله عن جارية حاضت أول حيضها فدام فيها ثلاثة أشهر وهي لا تعرف أيام إقراؤها ؟ قال : إقراؤها مثل إفراها نساءها فإن كانت نساؤها مختلفات فأكثر جلوسها عشرة أيام وأقله ثلاثة أيام .

## باب

## (استبراء الحائض)

١ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن إسماعيل بن مرار وغيره ، عن يونس ، عن محمد بن رستم ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : مثل عن امرأة انقطع عنها الدم فلا تدري أطمئت أم لا ؟ قال : تقوم قائماً وتلوق بطنها بهائط وتستدخل قننة بيضاء وترفع رجلها اليمنى فإن خرج على رأس القطنه مثل رأس الدباب دم عييط لم تطهر وإن لم يخرج فقد روت قننه بل وتصلي .

١.. محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد ، عن ابن محبوب ، عن أبي أيوب ، عن محمد بن مسلم ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : إذا أرادت الحائض أن تغتسل فلتستدخل قطنة فإن خرج فيها شيء من الدَّم فلا تغتسل وإن لم تر شيئاً فلتغتسل وإن دأت بعد ذلك صفرة لم توضعاً ولا تعلقاً .

٣.. محمد بن يحيى ، عن سلمة بن الخطاب ، عن علي بن الحسن الطاطري ، عن محمد بن أبي حمزة ، عن ابن مسكان ، عن شرحبيل الكندي ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : قلت : كيف تترك الطامات طهرها ؟ قال : تعتمد برجلها اليسرى على النائط وتستدخل الكرسف بيده اليمنى فإن كان دَمٌ مثل رأس الذئب خرج على الكرسف .

٤.. محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد ، عن ابن محبوب ، عن أبي حمزة ، عن أبي جعفر عليه السلام : أنه بلغه أن نساءً كانت إحداهن تدعو بالمصباح في جوف الليل تنظر إلى القمر فكان يعيب ذلك ويقول : متى كانت النساء يصنعن هذا .

٥.. علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن سلمة ، عن أبي عبد الله عليه السلام : أنه كان ينهى النساء أن ينظرن إلى أنفسهن في الحيض بالليل . يقول : إنما قد تكون الصفرة والكدر .

٦.. علي بن محمد ، عن بعض أصحابنا ، عن محمد بن علي البصري ، قال : سألت أبا الحسن الأخير عليه السلام وقلت له : إن ابنة شهاب تعقد أيام إقراءها فإذا هي رأت رأت القطرة بعد القطرة ؛ قال : فقال : مرها فلتقم بأصل الحائط كما يقرأ الكتاب ، ثم تأمر امرأة فلتنمز بين وركيها غمراً شديداً فإنه إنما هو شهيق ، يبقى في الرحم يقال له : الازاقة وإنه سيخرج كله ، ثم قال : لا تخبروهن بهذا وشبهه وذروهن وعلمن القدر ؛ قال : ففعلت بالمرأة الذي قال فانقطع عنها فما عاد إليها الدَّم حتى ما .

## ﴿باب﴾

﴿غسل الحائض وما يجزئها من الماء﴾

١ - محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد ، عن علي بن الحكم ، وعلي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن عبد الله بن يحيى الكاهلي قال : قلت لأبي عبد الله عليه السلام : إن النساء اليوم أحدين مشطاً تنمذ إحداهن إلى القرائل من الصوف ففعله الماشطة تصنع مع الشعر ثم يحشوه بالرياحين ، ثم تجعل عليه خرقة رقيقة ثم يبيطه بمسكة ، ثم تجعله في رأسها ثم تصيبها الجنابة ، فقال : كن النساء الأول إنما يمشطن المقادير فإذا أصابهن النسل بقدر مرها أن تروي رأسها من الماء وتغسله حتى

يروني فإذا روي فلا بأس عليها ، قال : قلت : فالحائض ، قال : تغتسل المشط نهضاً .

٢ - محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد بن أبي نصر ، عن مثنى الحنط ، عن حسن المصقل ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : الطامث تغتسل بتسعة أرطال من ماء .

٣ - علي بن محمد وغيره ، عن سهل بن زياد ، عن ابن محبوب ، عن ابن رباب ، عن أبي سعيد قال : سألت أبا عبد الله عليه السلام عن المرأة الحائض ترى الطهر وهي في السفر وليس معها من الماء ما يكفيها لغسلها وقد حضرت الصلاة ، قال : إذا كان معها بقدر ما تنسل به فرجها فتغسله ، ثم تيمم وتصل ، قلت : فيأتيها زوجها في تلك الحال ، قال : نعم إذا نسلك فرجها وتيممت فلا بأس .

٤ - محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد ، عن ابن محبوب ، عن أبي أيوب الخزاز ، عن محمد بن مسلم ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : الحائض ما بلغ بلل الماء من شعرها أجزءها .

٥ - أبو علي الأشعري ، عن محمد بن أحمد ، عن أحمد بن الحسن بن علي ، عن عمرو بن سعيد ، عن مصدق بن صدقة ، عن عماد بن موسى ، عن أبي عبد الله عليه السلام في الحائض تغتسل وعلى جسدها الزعفران لم يذهب به الماء ، قال : لا بأس .

## باب

(المرأة ترى الدم وهي جنب)

١ - محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد ، عن علي بن الحكم ، عن عبد الله بن يحيى الكاهلي ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : سألت عن المرأة يجامعها زوجها فتحيض وهي المقتسل ، تغتسل أولاً تغتسل ، قال : قد جاءها ما ينسد الصلاة فلا تغتسل .

٢ - علي بن إبراهيم ، عن محمد بن عيسى ، عن يونس ، عن عبد الله بن سنان ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : سألت عن المرأة تحيض وهي جنب هل عليها غسل الجنابة ؟ قال : غسل الجنابة والحين واحد .

٣ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن إسماعيل بن مرار ، عن يونس ، عن سفيان ابن يسار قال : قلت لأبي عبد الله عليه السلام : المرأة ترى الدم وهي جنب أتغتسل من الجنابة أم تغسل الجنابة والحين ؟ فقال : قد أتاهما ما هو أعظم من ذلك .

فسألت رسول الله صلى الله عليه وآله عن ذلك ، فقال : تدع الصلاة قدر إقراها أو قددحيضها . وقال : إنما هو عرق (١) وأمرها أن تغتسل وتستتر بثوب وتصلي .

قال أبو عبد الله عليه السلام : هذه سنة النبي صلى الله عليه وآله في التي تعرف أيام إقراها لم تختلط عليها ألا ترى أنه لم يسألها كم يوم هي ولم يقل : إذا زادت على كذا يوماً فأنت مستحاضة وإنما سن لها أياماً معلومة ما كانت من قليل أو كثير بعد أن تعرفها وكذلك أفتى أبي إسحاق وسئل عن المستحاضة فقال : إنما ذلك عرق غابر أو ركضة من الشيطان

فلتدع الصلاة أيام إقراها ثم تغتسل وتوضأ لكل صلاة ، قيل : وإن سال ، قال : وإن سال مثل المنع ، قال أبو عبد الله عليه السلام : هذا تفسير حديث رسول الله صلى الله عليه وآله وهو وافق لهذه سنة التي تعرف أيام إقراها لا وقت لها إلا أيامها ، قلت أو كثر . وأما سنة التي قد كانت لها أيام متقدمة ثم اختلط عليها من طول أو قصر زادت أو نقصت حتى أغفلت عددها وموضعها من الشهر فإن سنتها غير ذلك وذلك أن فاطمة بنت أبي حبيش أتت النبي صلى الله عليه وآله قالت : إني استحاض فلا أطهر ، فقال النبي صلى الله عليه وآله : ليس ذلك به حيض إنما هو عرق فإذا أقبلت الحيضة فدعي الصلاة وإذا أدبرت فأغسلي عنك الدم و

صلي . وكانت تغتسل في كل صلاة وكانت تجلس في مكن لاختها . وكانت سفر  
الدم تعلقو الماء ، فقال أبو عبد الله عليه السلام : أما تسمع رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم أمر هذا ، بغير  
أمر به تلك ، ألا تراه لم يقل لها : دعي الصلاة أيام إقرائك ولكن قال لها : إذا أبليت  
الحيضة فدعي الصلاة وإذا أدبرت فاغتسلي وضمي . فهذا بين أن هذه امرأة قد اختلط  
عليها أيامها لم تعرف عددها ولا وقتها ، ألا تسمعا . تقول : إني استحيض فلا أطهر  
وكان أبي يقول : إنها استحيضت سبع سنين . ففي أقل من هذا تكون الرُببة والاختلاف  
فلذا احتاجت إلى أن تعرف إقبال الدم من إداره . وتغير لونه من السواد إلى  
غيره وذلك أن دم الحيض أسود يعرف ولو كانت تعرف أيامها ما احتاجت إلى معرفة  
لون الدم لأن السنة في الحيض أن تكون الصفرة والكدر فما فوقها في أيام  
الحيض إذا عرفت حيضاً كله إن كان الدم أسوداً وغير ذلك فهذا بين لك أن قليل  
الدم وكثيره أيام الحيض حيض كله إذا كانت الأيام معلومة فإذا جهلت الأيام  
وعدها احتاجت إلى النظر حينئذ إلى إقبال الدم وإداره وتغير لونه ثم تدع  
الدابة على قدر ذلك ولا أرى النبي صلى الله عليه وآله وسلم قال : اجلسي كذا وكذا يوماً فما زادت  
فانت مستحاضة . كما لم تؤمر الأولى بذلك وكذلك أبي عليه السلام أنى في مثل هذا ، وذلك  
أن امرأة من أهلنا استحاضت فسألت أبي عليه السلام عن ذلك ، فقال : إذا رأيت الدم  
البحراني فدعي الصلاة وإذا رأيت الطهر ولو ساعة من نهار فاغتسلي وصلي . قال  
أبو عبد الله عليه السلام : وأرى جواب أبي عليه السلام هنا غير جوابه في المستحاضة الأولى ، ألا  
ترى أنه قال : تدع الصلاة أيام إقرارها لأنه نظر إلى عدد الأيام وقال : هنا إذا  
رأت الدم البحراني فلتدع الصلاة وأمر هنا أن تنظر إلى الدم إذا أقبل وأدبر و  
تغير . وقوله : البحراني ، شبه معنى قول النبي صلى الله عليه وآله وسلم : أن دم الحيض أسود يعرف  
وإنما سمى أبي بحرانياً لكثرة ولونه ، فهذا سنة النبي صلى الله عليه وآله وسلم في التي اختلط عليها  
أيامها حتى لا تعرفها وإنما تعرفها بالدم ما كان من قليل الأيام وكثيره .  
قال : وأما السنة الثالثة فهي التي ليس لها أيام متقدمة ولم تر الدم قط  
ورأت أول ما أدركت واستمر بها فإن سنة هذه غير سنة الأولى والثانية ، وذلك  
أن امرأة يقال لها : حمنة بنت جحش أتت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فقالت : إني استحضت



حيضة شديدة ، فقال لها : « احشي كرسفاً ، قالت : إنه أشد من ذلك إنني أفتحه نجاً ، فقال : تلجمني وتحيضي في كل شهر في علم الله ستة أيام أو سبعة ثم اغتسلي غسلًا وسومًا ثلاثة وعشرين يوماً أو أربعة وعشرين واغتسلي للفجر غسلًا وآخر في الظهر وعجلاً في العصر واغتسلي غسلًا وآخر في المغرب وعجلاً في العشاء واغتسلي غسلًا ، قال أبو عبد الله عليه السلام : فأره قد من في هذه غير ما سن في الأولى والثانية ، وذلك لأن أمرها مخالف لأمر ما نيك ، ألا ترى أن أيامها لو كانت أقل من سبع وكانت خمساً أو أقل من ذلك ما نال لها : « تحيض سبعة » فيكون قد أمرها بترك الصلاة أياماً وهي مستحاضة غير حائض ، وكذلك لو كان حيضها أكثر من سبع وكانت أيامها عشرة أو أكثر لم يأمرها بالصلاة وهي حائض ، ثم ما يزيد هذا بياناً قوله عليه السلام لها : « تحيض » وليس يكون التحيض إلا للمرأة التي تريد أن تكلف ما تعمل الحائض ، ألا تراها لم يقل لها أياماً معلومة تحيض أيام حيضك وما ليس هذا قوله لها : « في علم الله » لأنه قد كان لها <sup>(١)</sup> وإن كانت الأشياء كلها في علم الله تعالى وهذا يبين واضح أن هذه لم تكن لها أيام قبل ذلك قولاً وهذه سنة السهر استمر بها الدم أول ما نراه أقصى وقتها سبع وأقصى طهرها ثلاث وعشرون حتى يسريها أياماً معلومة ، فتنتقل إليها فجميع حالات المستحاضة تدور على هذه السنن الثلاثة لا تكاد أبداً تخلو من واحدة منهن إن كانت لها أيام معلومة من قليل أو كثير فهي على أيامها وخاتمتها الذي جرت عليه ليس فيه عدد معلوم موقت غير أيامها فإن اختلطت الأيام عليها وتقدمت وتأخرت وتغير عليها الدم ألواناً فسننتها إقبال الدم وإدباره وتغير حالاته ، وإن لم تكن لها أيام قبل ذلك واستحاضت أول ما رأته فوقتها سبع وطهرها ثلاث وعشرون ، فإن استمر بها الدم أشهراً فعلت في كل شهر كما قال لها ، فإن انقطع الدم في أقل من سبع أو أكثر من سبع فأبها فتتسل ساعة ترى الطهر وتسلمي ، فإن توال كذلك حتى تنظر ما يكون في الشهر الثاني ، فإن انقطع الدم لوقته في لشهر الأول سواء حتى توالي عليها حيضتان أو ثلاث فقد علم الآن أن ذلك قد رزقها وقتاً وخلقاً معروفاً ، تعمل عليه وتدع ما سواه وتكون سنتها فيما تستقبل إن استحاضت قد صارت سنة إلى أن تحبس إقراؤها وإنما جعل الوقت أن توالي عليها حيضتان أو ثلاث لقول رسول الله ﷺ التي تعرف أيامها : « دعي الصلاة

أيام إقراءك، فعلمنا أنه لم يجعل القرء الواحد سنة لها فيقول : دعي الصلاة أيام قريتك ولكن سن لها الإقراء وأدناه حيضتان فصاعداً وإذا اختلط عليها أيامها وزادت ونقصت حتى لا تقف منها على حد ولا من الدم على لون مملت بإقبال الدم وإدباره وليس لها سنة غير هذا لقول رسول الله ﷺ : « إذا أقبلت الحيضة فدعي الصلاة وإذا أدبرت فاغتسلي » ولقوله : « إن دم الحيض أسود يعرف » كقول أبي عبد الله : إذا رأيت الدم البحراني فإن لم يكن الأمر كذلك ولكن الدم أظن عليها فلم تزل الاستحاضة دارة وكان الدم على لون واحد وحالة واحدة فسنتها السبع والثلاث والعشرون لأنها قضتها كفصة حنة حين قالت : إني أنجته نجاة.

٢ - محمد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان ، عن حماد بن عيسى ، وابن أبي عمير ، عن معاوية بن عمار ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : المستحاضة تنظر أيامها فلا تصل فيها ولا يقربها بعلها فإذا جازت أيامها ورأت الدم يثقب الكرسف اغتسلت لأظهر والعصر ، تؤخر هذه وتعجل هذه وللمغرب والعشاء غسلاً تؤخر هذه وتعجل هذه وتغتسل للصبح وتحتشي وتستنفر ولا تحيي وتضم فتدبها في المسجد وسائر جسدها خارج ولا يأتيها بعلها في أيام قريتها وإن كان الدم لا يثقب الكرسف توضأت ودخلت المسجد وصليت كل صلاة بوضوء وهذه يأتيها بعلها إلا في أيام حضها.

٣ - محمد ، عن الفضل ، عن صفوان ، عن محمد الحلبي ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : سألت عن المرأة تستحاض ، فقال : قال أبو جعفر عليه السلام : سأل رسول الله ﷺ عن المرأة تستحاض فأمرها أن تمسك أيام حيضها ، لا تصل فيها ، ثم تنسل وتستدخل قبلته وتستنفر بثوت ثم تصلي حتى يخرج الدم من وراء الثوب . قال : تغتسل المرأة الدائمة بين كل صلاتين

والاستدفار أن تطيب وتستجمر بالدخنة وغير ذلك والاستنفاذ أن تجعل مثل نثر الدابة .

٤ - محمد بن يحيى ، عن محمد بن الحسين ، عن عثمان بن عيسى ، عن سماعة قال : قال : المستحاضة إذا ثقب الدم الكرسف اغتسلت لكل صلاتين وللقهر غسلاً وإن لم يجز الدم الكرسف فمليها الفسل كل يوم مرة والوضوء لكل صلاة ، وإن

أراد زوجها أن يأتيها فحين تغتسل ، هذا إن كان دمها عيطاً وإن كانت صفرة فعليها الوضوء .

٥ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن عبد الله بن المغيرة ، عن عبد الله بن سنان ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : المستحاضة تغتسل عند صلاة الظهر فتصلي الظهر والعصر ، ثم تغتسل عند المغرب فتصلي المغرب والعشاء ، ثم تغتسل عند الصبح فتصلي الفجر ولا بأس أن يأتيها بعلها إذا شاء إلا أيام حيضها فيعزلها بعلها . قال : وقال : لم تفعله امرأة قط احتساباً إلا عوفيت من ذلك .

٦ - محمد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان ، عن صفوان بن يحيى ، عن أبي الحسن عليه السلام قال : قلت له : جعلت فداك إذا مكثت المرأة عشرة أيام ترى الدّم ثم طهرت فسكنت ثلاثة أيام طاهرة ثم رأت الدّم بعد ذلك أتمسك عن الصلاة ؟ قال : لا هذه مستحاضة تغتسل وتستدخل قطنة بعد قطنة وتجمع بين الصلاتين بفصل ويأتيها زوجها إن أراد .

٧ - عدة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد ، عن علي بن الحكم ، عن داود مولى أبي المغيرة العجلي ، عن أخيه ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : سألت عن المرأة تحيض ثم يمضي رقت طهرها وهي ترى الدّم ، قال : فقال : تستظهر بيوم إن كان حيضها دون عشرة أيام وإن استمر الدّم فهي مستحاضة وإن انقطع الدّم اغتسلت و صلت . قال : قلت له : فالمرأة يكون حيضها سبعة أيام أو ثمانية أيام ، حيضها دائم مستقيم ثم تحيض ثلاثة أيام ثم ينقطع عنها الدّم فترى البياض لا صفرة ولا دم ؟ قال : تغتسل وتصلي ، قلت : تغتسل وتصلي وتصوم ثم يعود الدّم ، قال : إذا رأت الدّم أمسكت عن الصلاة والصيام ، قلت : فإنها ترى الدّم يوماً وتطهر يوماً ، قال : فقال : إذا رأت الدّم أمسكت وإذا رأت الطهر صلت فإذا مضت أيام حيضها واستمر بها الطهر أمسكت فإذا رأت الدّم فهي مستحاضة ، قد انتظمت لك أمها كاه .

## ﴿باب ٥﴾

﴿معرفة دم الحيض من دم الاستحاضة﴾

١ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حفص بن البختري قال : دخلت على أبي عبد الله عليه السلام امرأة فسألته عن المرأة يستمر بها الدم فلا تدري حيض هو أو غيره ، قال : فقال لها : إن دم الحيض حار ، عيظ ، أسود ، له دفع وحرارة ، و دم الاستحاضة أصفر بارد ، فإذا كان للدم حرارة و دفع و مواد فالتدع الصلاة . قال : فخرجت وهي تقول : والله إن لو كان امرأة ما زاد على هذا .

٢ - محمد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان ، عن حماد بن عيسى ، و ابن أبي عمير جميعاً ، عن معاوية بن عمار قال : قال أبو عبد الله عليه السلام : إن دم الاستحاضة والحيض ليس يخرجان من مكان واحد ، إن دم الاستحاضة بارد و دم الحيض حار .

٣ - عدة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد ، عن علي بن الحكم ، عن إسحاق بن جرير قال : سألتني امرأة متاً أن أدخلها على أبي عبد الله عليه السلام فاستأذنت لها فأذن لها فدخلت ومعه مولاة لها فقالت له : يا أبا عبد الله قوله تعالى : « زيتونة لشرقنا ولا غريمه » ما عني بهذا ؟ فقال لها : آيتها المرأة إن الله تعالى لم يضرب الأمثال للشجرة إنما ضرب الأمثال لبني آدم ، سلبى عما تريد ، قالت : أخبرني عن اللواتي باللواتي ما حدثهن فيه ؟ قال : حدثنا ، إنه إذا كان يوم القيامة أتى بهن وألبسن مقطعات من نار وقمن بمقامع من نار وسربلن من النار وأدخل في أجوافهن إلى رؤوسهن أمددة من نار وقذف بهن في النار ، آيتها المرأة إن أول من عمل هذا العمل قوم لوط و استغنى الرجال بالرجال فبقين النساء بغير رجال ففعلن كما فعل رجالهن ليستغني بعضهن ببعض . فقالت له : أصلحك الله ما تقول في المرأة تحيض فتجوز أيام حيضها ؟ قال : إن كان حيضها دون عشرة أيام استظهرت بيوم واحد ثم هي مستحاضة . قالت : فإن الدم يستمر ؟ الشهر والشهرين والثلاثة كيف تصنع بالصلاة ؟ قال : تجلس أيام حيضها ثم تتسل لكل صلاتين . فقالت له : إن أيام حيضها تختلف عليها وكان يتقدم الحيض اليوم واليومين والثلاثة ويتأخر مثل ذلك فما علمها به ؟ قال : دم الحيض ليس به خفاء هو دم حار تجده حرقه ودم الاستحاضة دم فاسد بارد . قال : فالتفتت إلى مولاتها فقالت :

أترأه كان امرأة مرة .

### باب

(معرفة دم الحيض والعذرة والفرجة)

١ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ؛ وعدة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد بن خالد جميعاً ، عن محمد بن خالد ، عن خلف بن حماد ؛ ورواه أحمد أيضاً ، عن محمد بن أسلم ، عن خلف بن حماد الكوفي قال : تزوج بعض أصحابنا جارية معصراً لم تطمث فلما اقتضها سال الدم فمكث سائلاً لا ينقطع نحواً من عشرة أيام ، قال : فأروها القوابل ومن ظنوا أنه ييمر ذلك من النساء ، فاختلن ، فقال : بعض هذا من دم الحيض وقال بعض : هو من دم العذرة فسألوا عن ذلك فقهاهم كأبي حنيفة وغيره من فقهاءهم فقالوا : هذا شيء قد أشكل والصلاة فريضة واجبة فلتتوضأ وتصل ولتمسك عنها زوجها حتى ترى البياض فإن كان دم الحيض لم يضرها الصلاة وإن كان دم المذرة كانت قد أدت الفرض . ففعلت الجارية ذلك وحجبت في تلك السنة فلما صرنا بنى بعثت إلى أبي الحسن موسى بن جعفر عليه السلام فقالت : جعلت فداك إن لنا مسألة قد خفتنا بها ذرعاً فإن رأيت أن تأذن لي فأتيك وأسألك عنها ، فبعث إلي : إذا هدت الرجل واقطع الدارين فأقبل إن شاء الله .

قال خلف : فرأيت الليل حتى إذا رأيت الناس قد قل الاختلاف بيني وتوجهت إلى مضر به فلما كنت قريباً إذا أنا بأسود قاعد على الطريق فقال : من الرجل ؟ فقالت : رجل من الحاج فقال : ما اسمك ؟ قلت : خلف بن حماد . قال : أَدْخُلِي . إذن تقد أسرنى أن أقدمهننا فإذا أتيت أذنت لك ، فدخلت وسلمت فرد السلام وهو عالس بلى فراشه وحده ما في القسطاط غيره فلما صرت بين يديه سألتني وسأله عن حاله فقلت له : إن رجلاً من مواليك تزوج جارية معصراً لم تطمث فلما اقتضها سال الدم فمكث سائلاً لا ينقطع نحواً من عشرة أيام وإن القوابل اختلن في ذلك ، فقال : يا بنو آدم الحيض وقال بعضهم : دم العذرة ، فما ينبغي لها أن تصنع ؟

قال : فلتتق الله فإن كان من دم الحيض فلتمسك عن الصلوة حتى ترى الطاهر  
و ليمسك عنها بعلها وإن كان من العذرة فلتتق الله و لتتوضأ و لتصل و يأتيها بالها  
إن أحب ذلك ، فقلت له : و كيف لهم أن يعلموا بما هو حتى يفعلوا ما ينبغي ؟ قل :  
فالتفت يميناً و شمالاً في النسطاط عفاة أن يسمع كلامه أحد ، قال : ثم أتت إلى  
فقال : يا خلف سر الله سر الله فلا تذيئوه ولا تعلموا هذا الخلق أصول دين الله بل  
ارضوا لهم ما رضي الله لهم من ضلال ، قال : ثم عند يده اليسرى تسمين ثم قال :  
تستدل على القطنه ثم تدعها ملياً ثم تخرجها إخراجاً رقيقاً فإن كان الدم مطوفاً  
في القطنه فهو من العذرة و إن كان مستقيماً في القطنه فهو من الحيض ، قال خلف :  
فاستدعني الفرج فبكيت فلما سكن بكائي قال : ما أبكاك ؟ قلت : جعلت فداك من  
كان يمين هذا غيرك ؟ قال : فرفع يده إلى السماء وقال : والله إنني ما أخبرك إلا عن  
رسول الله ﷺ عن جبرئيل عن الله عز وجل .

٢ - محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد بن عيسى ، عن ابن محبوب ، عن ابن رباب ،  
عن زياد بن سودة قال : سئل أبو جعفر عليه السلام عن رجل اقتض امرأته أوامته فرأت دماً كثيراً  
لا يتقطع عنها يوماً كيف تصنع بالصلاة ؟ قال : تمسك الكرمف فإن خرجت القطنه  
مطوفاً بالدم فإنته من العذرة فتغسل وتمسك معها قطنه وتصلي فإن خرج الكرمف  
منفصلاً بالدم فهو من الطمث فتعد عن الصلوة أيام الحيض .  
٣ - محمد بن يحيى رفعه ، عن أبان قال : قلت لأبي عبد الله عليه السلام : فتاة متأهية فرحة في  
فرجها و الدم سائل لا تندري من دم الحيض أو من دم القرحة ؟ فقال : مرها فلتستلق على ظهرها  
ثم ترفع رجلها ثم تستدخل إصبعها الوسطى فإن خرج الدم من الجانب الأيمن  
فهو من الحيض و إن خرج من الجانب الأيسر فهو من القرحة .

﴿باب﴾

﴿الحمل ترى الدم﴾

١ - محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد ، عن الحسن بن محبوب ، عن الحسين بن نهيم الصدوق  
قال : قلت لأبي عبد الله عليه السلام : إن أم ولدي ترى الدم وهي حامل كيف تصنع بالصلاة ؟



قال : فقال لي : إذا رأت الحامل الدم بعدما تمضي عشرون يوماً من الوقت الذي كانت فيه الدم من الشهر الذي كانت تقعد فيه فإن ذلك ليس من الرحم ولا من الملتحى فلتتوضأ وتحشي بكرسف وتصل وإذا رأت الحامل الدم قبل الوقت الذي كانت ترى فيه الدم بقليل أو في الوقت من ذلك الشهر فإنه من الحيضة فلتمسك عن الصلاة وإذا أتت بها التي كانت تقعد في حيضها فإن انقطع الدم عنها قبل ذلك فلتغتسل وتصل وإن لم ينقطع الدم عنها إلا بعد ما تمضي الأيام التي كانت ترى فيها الدم يوم أو يومين فلتغتسل ثم تحشي وتستدفئ وتصل الظهر والعصر ، ثم لتتأخر فإن كان الدم فيها بينهما وبين المغرب لا يسيل من خلف الكرسف فلتتوضأ وتصل عند وقت كل صلاة ما لم تطرح الكرسف فإن طرحت الكرسف عنها فصالح الدم وجب عليها الغسل <sup>(١)</sup> وإن طرحت الكرسف ولم يسال الدم فلتتوضأ وتصل ولا يغسل عليها ، قال : وإن كان الدم إذا مسكت الكرسف يسيل من خلف الكرسف صيباً لا يرقا فإن عليها أن تغتسل في كل يوم وليلة ثلاث مرات وتحشي وتصل وتغتسل للفجر وتغتسل للظهر والعصر والمغرب والعشاء ، قال : وكذلك تفعل المستحاضة فإنها إذا فعلت ذلك أذهب الله لدمها .

٢ - عن أبي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن بعض رجاله ، عن محمد بن مسلم ، عن أحدهما <sup>(٢)</sup> قال : سألت عن المرأة العجلى قد استبان حبها ترى ما ترى الحائض من الدم ، قال : تلك الهرانة من الدم إن كان دماً كثيراً أحمر فلا تصل وإن كان قليلاً أصفر فليس دماً <sup>(٣)</sup> إلا الوضوء .

٣ - عدة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد ، عن علي بن الحكم ، عن العلاء ، عن محمد بن مسلم ، عن أحدهما <sup>(٤)</sup> قال : سألت عن العجلى ترى الدم كذا كانت ترى أيام حيضها مستقيماً في كل شهر ، فقال : تمسك عن الصلاة كما كانت تصنع في حيضها فإنها طهرت صلت .

٤ - محمد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان ، و محمد بن يحيى ، عن محمد بن الحسين

جميعاً ، عن صفوان بن يحيى ، عن عبد الرحمن بن الحجاج قال : سألت أبا الحسن عليه السلام عن العجلى ترى الدّم وهي حامل كما كانت ترى قبل ذلك في كل شهر هل تترك الصلاة قال : تترك إذا دام .

٥ - عدة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد ؛ وأبو داود جميعاً ، عن الحسين بن سعيد ، عن النضر بن سويد ؛ وفضالة بن أيوب ، عن عبد الله بن سنان ، عن أبي عبد الله عليه السلام أنه سئل عن العجلى ترى الدّم أترك الصلاة ؛ فقال : نعم إن العجلى ربما قذف بالدّم .

٦ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن سليمان بن خالد قال : قلت لأبي عبد الله عليه السلام : جعلت فداك العجلى ربما طمشت ؛ فقال : نعم وذلك أن الولد في بطن أمه غذاه الدّم فربما كثر ففضل عنه فإذا فضل دفعته فإذا دفعته حرمت عليها الصلاة ؛ وفي رواية أخرى إذا كان كذلك ، تأخر الولادة .

### باب النفساء

١ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن عمر بن أذينة ، عن الفضيل ابن يسار ؛ ووزارة ، عن أحدهما عليهما السلام قال : النفساء تكف عن الصلاة أيام إقرانها انتهى كانت ، تمكث فيها ثم تفتسل وتعمل كما تعمل المستحاضة .

٢ - عدة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد ، عن علي بن الحكم ، عن عبد الله بن بكير ، عن عبد الرحمن بن أعين قال : قلت له : إن امرأة عبد الملك ولدت فعدها لها أيام حيضها ثم أمرها فاغتسلت واحتشمت وأمرها أن تلبس ثوبين نظيفين وأمرها بالصلاة ، فقالت له : لا تطيب نفسي أن أدخل المسجد فدعني أقوم خارجاً عنه وأسجد فيها <sup>(١)</sup> ، فقال : قدأمر به رسول الله صلى الله عليه وآله [وقال : ] فانقطع الدّم عن المرأة ورأت الطهر . وأمر علي عليه السلام بهذا قبلكم فانقطع الدّم عن المرأة ورأت الطهر . فما فعلت صاحبتكم ؛ قلت : ما أدري

٣ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه رفعه قال : سألت امرأة أبا عبد الله عليه السلام فقالت : إنني كنت أقعد من نفاسي عشرين يوماً حتى أفتوني بشمانية عشر يوماً ؟ فقال : أبو عبد الله عليه السلام : ولم أفتوك بشمانية عشر يوماً ؟ فقال رجل : للحديث الذي روي عن رسول الله صلى الله عليه وآله قال لأسماء بنت عميس حين نفست بمحمد بن أبي بكر ، فقال أبو عبد الله عليه السلام : إن أسماء سألت رسول الله صلى الله عليه وآله وقد أتت بها ثمانية عشر يوماً ولو سألته قبل ذلك لأمرها أن تغتسل وتغسل ما دام له المستحاضة .

٤ - عدة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد ، وعلي بن إبراهيم ، عن أبيه ، وعطاء بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان جميعاً ، عن حماد بن عيسى ، عن حريز ، عن زرارة ، قال : قلت له : النفساء متى تصلي ؟ قال : تقعد بقدر حيضها وتستظهر بيومين ، فإن انقطع الدم وإلا اغتسلت واحتشمت واستنشرت وصليت وإن جاز الدم الكرفف تصعبت وانغسلت ثم صلت الغداة بغسل والظهر والعصر بغسل والمغرب والعشاء بغسل وإن أم ، عن الدم الكرفف صلت بغسل واحد ، قلت : والحائض ؟ قال : مثل ذلك سواء فإن انقطع عنها الدم وإلا فهي مستحاضة تصنع مثل النفساء سواء ثم تصلي ولا تدع الصلاة على حال فإن النبي صلى الله عليه وآله قال : الصلاة عماد دينكم .

٥ - عدة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد ، وأبوداود ، عن الحسين بن سعيد ، عن النضر بن سويد ، عن محمد بن أبي حمزة ، عن يونس بن يعقوب قال : سمعت أبا عبد الله عليه السلام يقول : تجلس النفساء أيام حيضها التي كانت تحيض ثم تستظهر وتغتسل وتصلي .

٦ - محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد ، عن ابن فضال ، عن ابن بكير ، عن زرارة ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : تقعد النفساء أيامها التي كانت تقعد في الحيض وتستظهر بيومين .

### ﴿ بَاب ﴾

﴿ النفساء تطهر ثم ترى الدم أو رأت الدم قبل أن تلد ﴾

١ - محمد بن أبي عبد الله ، عن معاوية بن حكيم ، عن عبد الله بن المغيرة ، عن

أبي الحسن الأول عليه السلام في امرأة نفست فركت الصلاة ثلاثين يوماً ثم تطهرت ثم رأت  
أدم بعد ذلك قال : تدع الصلاة لأن أيامها أيام الطهر [وقد جازت أيام النفاس .

١ - عن محمد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان ؛ و محمد بن يحيى ، عن محمد بن الحسين  
بإسناد ، عن صفوان بن يحيى ، عن عبد الرحمن بن الحجاج قال : سألت أبا إبراهيم عليه السلام  
عن امرأة نفست فمكثت ثلاثين يوماً أو أكثر ثم طهرت و صلت ثم رأت دمًا أو سارة ،  
قال : إن كانت مبررة فلتغتسل وتصل ولا تمسك عن الصلاة .

٢ - أبو علي الأشعري ، عن محمد بن أحمد ، عن أحمد بن الحسن بن علي ، عن عمرو بن  
صبيد ، عن مصدق بن صدقة ، عن عثمان بن موسى ، عن أبي عبد الله عليه السلام في المرأة يصبها  
الأسلق <sup>(١)</sup> أياماً أو يومين فترى الصفرة أو دمًا ؛ [فأقال ١٠] تصلي ما لم تلتفتان عليها  
المجمعة لها صلاة لم تقدر أن تصليها من الوجع فعليها قضاء تلك الصلاة بعد مائة طهر .

### باب

(ما يجب على الحائض في أوقات الصلاة)

١ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حماد بن عيسى ، عن حريز ، عن زرارة ، عن  
محمد بن مسلم ، قال : سألت أبا عبد الله عليه السلام عن الحائض تطهر يوم الجمعة وتذكر الله ؛  
قال : أما الطهر فلا ولكنها تتوضأ في وقت الصلاة ثم تستقبل القبلة وتذكر الله .  
٢ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن عثمان بن مروان ، عن زب  
الشحام قال : سمعت أبا عبد الله عليه السلام يقول : ينبغي للحائض أن تتوضأ عند وقت كل صلاة  
ثم تستقبل القبلة وتذكر الله مقدار ما كانت تصلي .

٣ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ؛ و محمد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان ، جميعاً ،  
عن حماد بن عيسى ، عن حريز ، عن زرارة ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : إذا كانت المرأة طاهرة  
فلا تحل لها الصلاة وعليها أن تتوضأ وضوء الصلاة عند وقت كل صلاة ثم تقعد في  
موضع طاهر وتذكر الله عز وجل وتسبحه وتحمده وتهلله كما تدار صلاتها ثم تفرغ  
لحاجتها

## ﴿باب ١٠﴾

المرأة تحيض بعد دخول وقت الصلاة قبل أن تصلحها أو تطهر قبل دخول وقتها  
فتتواني في الفصل

١ - عن أبي بن يحيى ، عن أحمد بن محمد ، عن ابن محبوب ، عن النضر بن يونس قال :  
سألت أبا الحسن الأول عليه السلام قلت : المرأة ترى الطهر قبل غروب الشمس كيف تصنع  
بالساعة ؟ قال : إذا رأت الطهر بعدما يمضي من زوال الشمس أربعة أقدام فلا تصلي  
إلا العصر لأن وقت الظهر دخل عليها وهي في الدّم وخرج عنها الوقت وهي في  
الدّم فلم يجب عليها أن تصلي الظهر وما طرح الله عنها من الصلاة وهي في الدّم  
أكثر ، قال : وإذا رأت المرأة الدّم بعدما يمضي من زوال الشمس أربعة أقدام فلتمسك  
عن الصلاة فإذا ظهرت من الدّم فلتغتسل صلاة الظهر لأن وقت الظهر دخل عليها  
وهي طاهر وخرج عنها وقت الظهر وهي طاهر فضيقت صلاة الظهر فوجب عليها  
قضاؤها .

٢ - عن أبي بن يحيى ، عن أحمد بن محمد ، عن الحجاج ، عن ثعلبة ، عن معمر بن  
يحيى قال : سألت أبا جعفر عليه السلام عن العائض تطهر عند العصر تصلي الأولى ؟ قال :  
لا إنما تصلي الصلاة التي تطهر عندها .

٣ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن محبوب ، عن علي بن رباب ، عن أبي  
عبيدة قال : إذا رأت المرأة الطهر وقد دخل عليها وقت الصلاة ثم أخرت الفصل  
حتى تدخل وقت صلاة أخرى كان عليها قضاء تلك الصلاة التي فرطت فيها فإذا  
ظهرت في وقت وجوب الصلاة فأخبرت الصلاة حتى يدخل وقت صلاة أخرى ثم  
رأت دماً كان عليها قضاء تلك الصلاة التي فرطت فيها .

٤ - ابن محبوب ، عن علي بن رباب ، عن عبيد بن زرارة ، عن أبي عبد الله عليه السلام  
قال : قال : إنما امرأة رأت الطهر وهي قادرة على أن تغتسل في وقت صلاة ففرطت فيها  
حتى يدخل وقت صلاة أخرى كان عليها قضاء تلك الصلاة التي فرطت فيها وإن  
رأت الطهر في وقت صلاة فقامت في تهيئة ذلك فباز وقت صلاة ودخل وقت صلاة

أخرى فليس عليها قضاء وتصلّي الصلاة التي دخل وقتها

٥ - ابن محبوب ، عن علي بن رباب ، عن أبي الررد قال : سألت أبا جعفر عليه السلام عن المرأة تكون في صلاة الظهر وقد صلت ركعتين ثم ترى الدّم ؛ قال : تؤم من مسجدها ولا تقضي الركعتين وإن كانت رأت الدّم وهي في صلاة المغرب وقد صلت ركعتين فلتؤم من مسجد فإذا طهرت فلتقضى الركعة التي فاتتها من المغرب .

### ﴿باب﴾

﴿المرأة تكون في الصلاة فتحيض بالحيض﴾

١ - محمد بن يعقوب ، عن محمد بن أحمد ، عن أحمد بن الحسن بن علي ، عن عمرو بن سعيد ، عن صدق بن صدقة ، عن عماد بن موسى ، عن أبي عبد الله عليه السلام في المرأة تكون في الصلاة فتظن أنها قد حاضت ؛ قال : تدخل يدها فتمسّ الموضع فإن رأت شيئاً اندرشت وإن لم تر شيئاً أتممت صلاتها .

### ﴿باب﴾

﴿الحائض تقضي الصوم ولا تقضي الصلاة﴾

١ - الحسين بن محمد الأشعري ، عن معلى بن محمد ، عن الوشاء ، عن أبان ، عن أنس ، عن أبي جعفر وأبي عبد الله عليهما السلام قالا : الحائض تقضي الصيام ولا تقضي الصلاة .

٢ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن الحسن بن راشد قال : قلت لأبي عبد الله عليه السلام : الحائض تقضي الصلاة ؛ قال : لا ، قلت : تقضي الصوم ؛ قال : نعم ، قلت : من أين جاء هذا ؛ قال : إن أول من قال إبليس .

٣ - علي ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن ابن أذينة ، عن زرارة قال : سألت أبا جعفر عليه السلام عن قضاء الحائض الصلاة ثم تقضي الصوم ؛ قال : ليس عليها أن تقضي الصلاة وعليها أن تقضي صوم شهر رمضان ، ثم أقبل علي وقال : إن رسول الله صلى الله عليه وآله [كان]



يأمر بذلك فاطمة عليها السلام وكانت تأمر بذلك المؤمنات .

٤ - الحسين بن محمد ، عن معلى ، عن الوشاء ، عن أبان بن عثمان ، عن إسماعيل الجعفي قال : قلت لأبي جعفر عليه السلام : إن المغيرة بن سعيد رأى منك أنك قلت له : إن الحائض تقضي الصلاة ، فقال : ماله لا يؤمنه الله ، إن امرأة عمران نذرت ما في بطنها محرراً والمحرر للمسجد يدخله ثم لا يخرج منه أبداً ، فلما وضعت ما قالت رب أنبي وضعتني وأنا في غيري ، فلهذا وضعتني في المسجد فسمعت عليهما الأنياء فأصابتهما القرعة فكريما وكفلهما زكريما فلم يخرج من المسجد حتى يذهب ظلهما ، بلغت ما تبلغ النساء خرجت فهل كانت تقدر على أن تقضي تلك الأيام التي خرجت وهي عليها أن تكون الدهر في المسجد .

### باب

(الحائض والنفساء تقرأ القرآن)

- ١ - محمد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان ، عن ابن أبي عمير ، عن قتاد ، عن معاوية ابن عمار ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : الحائض تقرأ القرآن وتحتسب الله .
- ٢ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن زيد الشحام ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : تقرأ الحائض القرآن والنفساء والجنب أيضاً .
- ٣ - محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد ، عن الحسن بن محبوب ، عن علي بن رماب عن أبي عبيدة قال : سألت أبا جعفر عليه السلام عن الطامث تسمع السجدة ، قال : إن كانت من المرائم فلتسجد إذا سمعتها .
- ٤ - محمد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان ، عن صفوان بن يحيى ، عن منصور ابن حازم ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : سألت عن التحويد يعلق على الحائض فقال : نعم إذا كان في جلد أو فضة أو قصبه حديد .
- ٥ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن داود بن فرق ، عن أبي عبد الله

عنه قال : سألته عن التمر يذبل على الحائض ؟ قال : نعم لا بأس ، قال : وقال : تقرأه وتكتبه ولا تمسبه يدها . وروى أنها لا تكتب القرآن .

## ﴿ باب ١٩ ﴾

﴿ (الحائض تأخذ من المسجد ولا تضع فيه شيئاً) ﴾

١ - محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد ، عن حماد بن عيسى ، عن حريز ، عن زرارة عن أبي جعفر عليه السلام قال : سألته كيف صارت الحائض تأخذ ما في المسجد ولا تضع فيه فقال : لأن الحائض تستطيع أن تضع ما في يدها في غيره ولا تستطيع أن تأخذ ما فيه إلا منه .

## ﴿ باب ٢٠ ﴾

﴿ (المرأة يرتفع طمئنها ثم يعود ؛ وحدها لباس من المحدثين) ﴾

١ - أبو علي الأشعري ، عن محمد بن عبد الجبار ، عن صفوان بن يحيى ، عن الميمون بن القاسم قال : سألت أبا عبد الله عليه السلام عن امرأة ذهب طمئنها من عاد إليها شيء ، قال : تترك الصلاة حتى تطهر .

٢ - علي بن محمد ، عن سهل بن زياد ، عن أحمد بن محمد بن أبي نصر ، عن بعض أصحابنا قال : قال أبو عبد الله عليه السلام : المرأة التي قد يشمت من المحدثين حدثها خمسة من سنة ، وروى ستون سنة أيضاً .

٣ - عدة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد ، عن الحسن بن محبوب ، عن ابن أبي عمير ، عن بعض أصحابنا ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : إذا بلغت المرأة خمسة من سنة لم تر حرة إلا أن تكون امرأة من قريش .

٤ - محمد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان ، عن صفوان بن يحيى ، عن عبد الرحمن بن الحجاج ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : حدثني قد يشمت من المحدثين خمسة من سنة .

## ﴿ باب ١ ﴾

﴿ المرأة يرتفع طمثها من علة فتسقى الدواء ليعود طمثها ﴾

١ - عده من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد ، عن ابن محبوب ، عن رفاعة بن موسى  
الأناسي قال : سألت أبا الحسن موسى بن جعفر عليه السلام قلت : أشتري الجارية فتسكت  
عندي الأشهر لا تطمث وليس ذلك من كبروا ربها النساء فيقلن لي : ليس بها حبل ، فلي  
أرسلنكمها في فرجها : فقال : إن الطمث قد تحبس الریح من غير حبل فلا بأس أن  
تدسها في الفرج ، قلت : فإن كان بها حبل فما لي منها ؟ قال : إن أردت فيما دون  
الرج .

٢ - ابن محبوب ، عن رفاعة قال : قلت لأبي عبد الله عليه السلام : أشتري الجارية فربما  
استسقط طمثها من فساد دم أو ريح في الرحم فتسقى الدواء لذلك فتطمث من يومها فيجوز  
لها ذلك وأنا لأدري ذلك من حبل هو أو من غيره ؟ فقال لي : لا تفعل ذلك ، قلت له : إنه  
إنما ارتفع طمثها منها شهراً ولو كان ذلك من حبل إنما كان نطفة كنطفة الرجل الذي  
يدزل ؟ فقال لي : إن النطفة إذا وقعت في الرحم تصير إلى علقه ثم إلى مضغة ثم إلى ماشاء  
الله وإن العلقه إذا وقعت في غير الرحم لم يخلق منها شيء فلا تسقى دواء إذا ارتفع طمثها  
شهراً وجاز وقتها الذي كانت تطمث فيه

٣ - محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد ، عن ابن محبوب ، عن مالك بن عطية ، عن داود  
ابن فرقد قال : سألت أبا عبد الله عليه السلام عن رجل اشترى جارية مدركة ولم تحض عنده  
تسعى مضى لذلك ستة أشهر وليس بها حبل قال : إن كان مثلها تحيض ولم يكن ذلك  
من كبر فهذا عيب ترد منه

## ﴿ باب ٢ ﴾

﴿ الحائض تختضب ﴾

١ - أحمد بن محمد ، عن الحسين بن سعيد ، عن النضر بن سويد ، عن ثعلبة بن أبي ذرة  
قال : قلت لأبي إبراهيم عليه السلام : تختضب المرأة وهي طامث ؟ قال : نعم .

### ﴿ باب ٣ ﴾

﴿ غسل ثياب الحائض ﴾

- ١ - محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد ، عن ابن محبوب ، عن هشام بن سالم ، عن سورة بن كليب قال : سألت أبا عبد الله عليه السلام عن المرأة الحائض أتغسل ثيابها التي لبستها في طمئتها ، قال : تغسل ما أصاب ثيابها من الدم وتدع ما سوى ذلك ، قلت له : وإن عرقت فيها ، قال : إن العرق ليس من الحيض .
- ٢ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن عتبة بن عمر ، عن إسحاق ابن عمار ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : الحائض تصلي في ثوبها ما لم يصبه دم .
- ٣ - محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد ، عن الحسين بن سعيد ، عن القاسم بن ظم ، عن علي بن أبي حمزة ، عن عبد الصالح عليه السلام قال : سألت أم ولد لأبيه فقالت : عدلت فذاك إنني أريد أن أسألك عن شيء وأنا أستحي منه ، فقال : سلمي ولا تستحيي قالت : أصاب ثوبي دم الحيض ففسلته فلم يذهب أثره ، فقال : أحببفيه بمشق حتى يختلط و يذهب .

### ﴿ باب ٤ ﴾

﴿ الحائض تتناول الخمرة أو الماء ﴾

- ١ - محمد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان ، عن ابن أبي عمير ، عن معاوية بن عمار ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : سألت عن الحائض تناول الرجل الماء فقال : قد كان بعض نساء النبي صلى الله عليه وآله تسكب عليه الماء وهي حائض وتناول الخمرة .

## کتاب الحیض

- ۱- فرمایا صادق آل محمد نے، اللہ نے عورتوں کے لئے ایک مہینہ میں ایک بار کی حد رکھ دی ہے۔ (ص)  
 ۲- میں نے حضرت ابو عبد اللہ علیہ السلام سے اس آیت کا مطلب پوچھا اگر تم شک میں ہو۔ فرمایا اگر ایک ماہ سے تجاوز کر جائے وہ شک ہے۔ (حسن)

### باب

### حیض اور طہر کی صورت

- ۱- فرمایا امام علیہ السلام نے حیض کی مدت کم سے کم تین دن اور زیادہ سے زیادہ دس دن۔ (مجموع)  
 ۲- فرمایا حیض کی مدت کم سے کم تین دن اور زیادہ سے زیادہ دس دن ہے۔ (حسن)  
 ۳- ترجمہ ادھر ہے۔ (ص)  
 ۴- فرمایا امام علیہ السلام نے طہر دس دن سے کم نہیں ہوتا اور طہر کا زمانہ شمار ہوگا دوبارہ خون دیکھنے کے وقت تک۔ (ص)  
 ۵- فرمایا حضرت نے طہر کی مدت دس دن سے کم نہیں ہوتی۔ جو عورت پہلی بار حائض ہوتی ہے تو بیا اوقات وہ زیادہ خون والی ہوتی ہے اور اسے دس دن خون آتا ہے اور جوں جوں وہ سن رسیدہ ہوتی جاتی ہے مدت کم ہوتی جاتی ہے تاہنگہ تین دن جاتی ہے اس کے بعد ختم ہو جاتا ہے حیض تین دن سے کم نہیں ہوتا۔ جب عورت حیض دیکھے تو نماز ترک کر دے اگر یہ تین دن اس کی عادت بن جائیں تو حائض سمجھی جائے گی اور اگر یہ خون ایک یا دو دن بعد منقطع ہو جائے تو غسل کرے اور نماز پڑھے اور انتظار کرے دوبارہ خون آنے کا اس دن سے کہ خون نہ دیکھا تھا دس دن تک اگر وہ ان دس دن میں دیکھے اس روز سے لگا کر جب اس نے ایک یا دو دن پہلی بار دیکھا تھا یہاں تک تین پڑے ہو جائیں تو وہ خون جو اول بار دیکھا تھا اس خون کے جو دس دن کے اندر دیکھا سب خون حیض ہوگا اور اگر دس دن گزر جائیں اور خون نہ دیکھے تو وہ ایک دن یا دو دن جن میں خون دیکھا تھا حیض میں شمار نہ ہوں گے بلکہ یا تو بیماری کا خون ہوگا یا اس رخص کا جو پیٹ کے اندر ہوگا پس ان دنوں میں جو نمازیں نہیں پڑھیں ان کا اعادہ کرے کیونکہ وہ حیض نہ تھا اس پر واجب ہے کہ جو ایک یا دو دن کی نمازیں ترک ہوتی ہیں ان کو بحال لائے اور اگر تین دن پڑے ہو جائیں تو وہ حیض ہے اور یہ حیض کی کم سے کم مدت ہوگی ایسی صورت میں نماز کی قضا واجب نہیں اور طہر دس دن سے کم نہیں ہوتا۔

جب عورت عاقل ہو اور پانچ دن خون آکر منقطع ہو جائے تو وہ غسل کر کے نماز پڑھے اگر اس کے بعد خون دیکھے اور جس دن سے پہلے خون دیکھا تھا دس دن پورے نہ ہوں تو یہ حیض ہی ہوگا ان ایام میں نماز چھوڑے اور اگر دس دن تمام ہونے کے بعد خون دیکھے اور اس نے شمار کر لیا ہے ان ایام کو پہلی بار خون دیکھنے کے بعد سے اور وہ دس دن سے زیادہ ہو ہو گئے ہیں تو وہ خون استسقاء ہوگا اس کو چاہیے کہ مستحاضہ کا سا عمل کرے اور عورت ایام حیض میں جو زردی یا سرخی دیکھے تو وہ حیض ہی سمجھی جائے گی اور بعد ایام اگر دیکھے تو وہ حیض نہ ہوگا۔ (مرسل)

## باب

### قبل ایام حیض اور بعد طہر خون آنا

- ۱۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے جب عورت دس برس کی عمر سے پہلے خون دیکھے تو وہ حیض اول کہلاتا ہے اور اگر دس برس کے بعد دیکھے تو وہ حیض مستقبل ہوگا۔ (حسن)
- ۲۔ میں نے اس عورت کے متعلق سوال کیا جو اپنے حیض کے وقت سے پہلے خون دیکھے۔ فرمایا جب ایسا ہو تو نماز ترک کرے کیونکہ اکثر اوقات وقت پہلے پہنچ آ جاتا ہے۔ پس اگر وہ ان ایام سے زیادہ آئے جو اس کے حیض کے ہیں تو تین دن اپنے ایام حیض گزرنے کے بعد انتظار کرے اگر منقطع نہ ہو تو وہ عمل کرے جو استسقاء والی عورت کا ہے۔ (موثق)
- ۳۔ فرمایا حضرت نے اگر عورت کے دس دن معین ہوں تو احتیاط نہ کرے ورنہ کرے۔ (مرسل)

## باب

### حیض یا بعد حیض زردی دیکھنا

- ۱۔ میں نے اس عورت کے متعلق پوچھا جو اپنے ایام حیض میں زردی دیکھے۔ فرمایا نماز نہ پڑھے جب تک ایام ختم نہ ہوں اگر غیر ایام میں زردی دیکھے تو وضو کر کے نماز پڑھے۔ (حسن)
- ۲۔ اگر عورت زردی ایام حیض سے دو روز پہلے دیکھے تو وہ حیض ہے اور اگر حیض سے دو روز بعد دیکھے تو وہ حیض نہیں ہے۔ (حسن)
- ۳۔ فرمایا اگر عورت قبل انقضاء مدت حیض زردی دیکھے تو نماز نہ پڑھے وہ حیض ہے اور اگر بعد حیض دیکھے تو وہ حیض میں شامل نہیں۔ نماز پڑھے۔



- ۴۔ فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے کہ اگر زردی قبل حیض ہے تو وہ حیض ہے اور اگر بعد حیض ہے تو وہ حیض نہیں ہے۔  
 ۵۔ فرمایا اگر حیض سے دو روز پہلے زردی دیکھے تو وہ حیض ہے اور ایام حیض کے بعد دیکھے تو وہ حیض نہیں ایام حیض میں وہ حیض ہے۔ (ض)

## باب

### پہلی بار حیض دیکھنا

- ۱۔ میں نے سوال کیا اس بار کہہ کے متعلق جسے پہلی بار حیض آئے۔ ایک مہینہ میں دو دن آئے، دوسرے میں تین دن، مہینہ ماہ اختلافی صورت رہی، کسی مہینہ چند روز برابر نہیں آیا، فرمایا۔ جب تک دس دن پورے نہ ہوں وہ جب تک خون دیکھے جائے نماز ترک کرے۔ جب دو ماہ کے دن برابر ہوں تو یہی اس کے ایام قرار پائیں گے۔ (مسئلہ)  
 ۲۔ میں نے صادق آل محمد سے اس عورت کے متعلق جو خون کو تین چار روز دیکھے۔ فرمایا۔ نماز کو ترک کرے۔ میں نے کہا اس نے تین چار روز ٹھہر دیکھا۔ فرمایا نماز پڑھے میں نے کہا اگر تین چار روز بعد پھر خون دیکھے فرمایا نماز ترک کرے۔ اگر خون بند ہو جائے تو ٹھیک ہے ورنہ استنجا کا عمل کرے۔ (ض)  
 ۳۔ میں نے اس لڑکی کے متعلق سوال کیا جسے پہلی بار حیض آئے اور تین ماہ آئے اور وہ اپنے ایام کو نہ جانے فرمایا اس کے حیض کے دن شمار ہوں گے اس کے خاندان کی عورتوں کے ایام عادت کی بنا پر اگر خاندانی عورتوں کے ایام مختلف ہوں تو وہ دس دن قرار دے یا تین دن کم سے کم جیسی صورت پیش آئے۔ (ض)

## باب

### استبراء حیض

- ۱۔ فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے اس عورت کے متعلق جس کا خون آنا بند ہو گیا ہو لیکن وہ نہ جانے کہ طاہر ہو گئی یا نہیں فرمایا وہ اپنا شکم دیوار سے لگا کر کھڑی ہو اور سفید روئی اپنی فرج میں داخل کرے اور دھنا پاؤں اسٹھائے اور پھر روئی نکال کر دیکھے اگر روئی پر گاڑھا خون مکھی کے سر کے برابر بھی ہو تو وہ طاہر نہیں ہوئی اور اگر نہ لگے تو وہ طاہر ہے غسل کر کے نماز پڑھے۔ (مسئلہ)  
 ۲۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے جب عورت غسل کرنا چاہے تو پہلے روئی مندرجہ میں داخل کرے اگر خون دکھائی

- ۳۔ تو غسل نہ کرے ورنہ غسل کرے اگر بعد میں زردی نظر آئے تو وضو کرے اور نماز پڑھے۔ (صح)
- ۴۔ فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے عورت طہر معلوم کرنے کے لئے بایاں پاؤں دلواری سے لگائے اور اپنے داہنے ہاتھ سے فرج میں روئی داخل کرے۔ اگر مکھی کے سر کے برابر خون ظاہر ہو تو پاک نہیں ہوئی۔ (ض)
- ۵۔ امام محمد باقر علیہ السلام کو خبر ملی کہ ایک عورت رات کو چراغ لے کر اپنے طہر کو دیکھتی حضرت نے اس کو معبود سہا اور فرمایا عورتیں ایسا کب تک کریں گی۔ (ص)
- ۵۔ حضرت ابو عبد اللہ علیہ السلام منع کرتے تھے عورتوں کو اس سے کہ وہ چراغ کی روشنی میں اپنا حیض دیکھیں اور فرمایا وہ خون زرد اور سیاہی مائل ہوتا ہے۔ (حسن)
- ۶۔ میں نے امام علی نقی علیہ السلام سے کہا کہ شہاب کی بیٹی چند روز حائض رہی پھر اس نے غسل کیا تو اس نے دیکھا قطرہ قطرہ فرمایا اس سے کہو کہ وہ دلدار کی جڑ میں کتے کی طرح کھڑی ہو پھر کسی عورت سے کہے کہ دونوں کو لھوں کے درمیان سختی سے ملے تاکہ وہ چیز برآمد ہو جائے جو رحم کے اندر رہ جاتی ہے اور جس کو رات کہتے ہیں وہ سب نکل جاتی ہے ایسی باتوں کا ذکر عورتوں سے نہ کرو اور ان کو ان کی حالت پر چھوڑ دو ان کی بیماری بخاست کہے اس عورت نے ایسا ہی کیا اور اس کا خون منتقل ہو گیا اور مرے دم تک اس نے عود نہ کیا۔ (مرسل)

## باب غسل حائض

- ۱۔ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہا کہ اس زمانہ کی عورتوں نے یہ طریقہ ایجاد کیا کہ وہ نائے سے موبان میں بال گنڈھاتی ہیں وہ موبان میں بال پیٹتی ہیں اور خوشبو میں بھرتی ہیں پھر بالوں پر کپڑا لٹک کر سوئی سے سی دیتی ہیں ایسی عورت میں غسل جنابت کیسے ہو گا۔ فرمایا پہلے تو عورتیں آگے کی طرف بالوں کو جمع کرتی تھیں اور جب غسل کی ضرورت ہوتی تھی تو ان کو پھیلادیتی تھیں تاکہ پانی ستر تک پہنچے پھر بالوں کو جوڑتی تھیں۔ جب بال تڑپو جائیں تو پھر کوئی حرج نہیں۔ میں نے حائض کے متعلق پوچھا۔ فرمایا اسے اچھی طرح لٹکھی کرنی چاہیے تاکہ بال پھیل جائیں و چونکہ حیض جیسے میں ایک بار ہوتا ہے لہذا وہ اس زحمت کو گوارا کر سکتی ہیں لیکن جنابت زیادہ ہوتی ہے لہذا جناب عورت کو اس سے بچا گیا ہے (حسن) (مرآۃ العقول)
- ۲۔ فرمایا حضرت نے کہ حائض کے غسل کے لئے ۹ رطل پانی ہو۔ ایک رطل برابر پانچ پونڈ کے ہوتا ہے۔ (مجموع)
- ۳۔ میں نے پوچھا ایک عورت سفر میں حیض سے فارغ ہوئی اور اس کے پاس اتنا پانی نہیں کہ جو اس کے غسل کے لئے کافی ہو اور نماز کا وقت آگیا ہو اور پانی اتنا باقی ہو کہ اس سے اپنی فرج کو دھو لے پھر تیمم کر کے نماز پڑھ لے۔ میں نے کہا کہ

اس اشارہ میں اس کا شور ہر خواہش کو فریاد دینا کہ وہ عیال ہے اور تیمم کر لیا ہے تو کوئی حرج نہیں۔ (ض)

۴۔ فرمایا حضرت نے حائضہ عورت کے بال تر ہو جائیں یہ کافی ہے۔ (ص)

۵۔ فرمایا اس حائضہ کے متعلق جو اس حالت میں غسل کرے کہ زعفران بدن پر ملا ہو اور وہ پانی سے نہ دھلے۔ منسہر مایا کوئی حرج نہیں۔

## باب

### جنابت میں حیض ہونا

۱۔ میں نے اس عورت کے متعلق سوال کیا جس نے شوہر سے جماعت کی ہو اور وہ حائض ہو جائے اور وہ غسل خانہ میں ہو تو وہ غسل کرے یا نہ کرے۔ فرمایا اسے وہ چیز حادث ہوئی ہے جو نماز کے لئے باعث غسل ہے لہذا غسل نہ کرے۔

۲۔ میں نے سوال کیا اس عورت کے متعلق جو حائضہ اور جنب دونوں ہو آیا وہ غسل جنابت کرے۔ فرمایا جنابت اور حیض کے لئے ایک ہی غسل ہے۔ (ص)

۳۔ میں نے پوچھا اس عورت کے متعلق جو خون حیض دیکھے اور پھر جنب ہو آیا وہ غسل جنابت کرے یا جنابت و حیض دونوں فرمایا۔ جنابت حیض سے زیادہ بڑی چیز ہے (یعنی غسل جنابت کافی ہوگا۔) (المجہول)

## باب

### جمع حیض و استحاضہ

۱۔ لوگوں نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے حائضہ اور اس کے وقت میں امور مسنونہ کے متعلق سوال کیا۔ حضرت نے فرمایا رسول اللہ نے اس کے متعلق ہر مشکل کو جو سننے اور سمجھنے والے کو پیش آئے اس طرح بیان کیا ہے کہ اس میں کسی کو رائے ظاہر کرنے کا موقع نہ رہا۔ پہلی سنت یہ ہے کہ جس حائضہ کے دن معین ہوں اور شمار کرتی ہو پھر اس کو استحاضہ آئے اور یہ خون جاری رہے اور اس زمانہ میں اپنے ایام حیض اور تعداد ایام کو جانتی ہو تو اس مسئلہ کا حل یوں بیان کیا گیا کہ ایک عورت غلطہ بنت حبشہ ثلثہ کو استحاضہ آیا وہ ام المؤمنین ام سلمہ کے پاس آئی انھوں نے حضرت رسول خدا سے اس مسئلہ کو پوچھا۔ منسہر مایا بقدر اپنے ایام حیض نماز ترک کرے اور فرمایا وہ دوسرا خون رطوبت رحم ہے اور حکم کیا اس کو غسل کرنے اور کپڑا بدلی کر نماز پڑھنے کا۔

امام علیہ السلام نے فرمایا یہی طریقہ ہے فرمودہ رسول اس عورت کے لئے جو اپنے ایام حیض کو پہچانتی ہو اور وہ گزار

نہیں ہوتے۔ کیا تم نے غور نہیں کیا کہ وہ نہیں پوچھتی کہ کتنے دن ہوئے اور ایک دن زیادہ ہو جائے تو یہ نہیں کہا جاتا کہ تو مستحاضہ ہے اس کو اپنے حیض کے دن معلوم رہتے ہیں کم ہوں یا زیادہ ہوں۔

اسی طرح فتویٰ دیا ہے میرے پدر بزرگوار نے۔ جب حضرت سے استفادہ کے واسطے میں پوچھا گیا۔ فرمایا وہ یا تو رگ پھٹ جانے سے آٹھ یا بیس دن کا ششماہی ہے اس کو چاہیے کہ ایام حیض میں نماز کو ترک کرے اور ختم ہونے پر غسل کرے اور ایام استحاضہ میں ہر نماز کے لئے وضو کرے چاہے وہ جاری رہے۔ فرمایا ہاں چاہے وہ سیل کی طرح ہو۔

فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے یہ تفسیر ہے حدیث رسولؐ کی اور یہ طریقہ ہے اس عورت کے لئے جسے اپنے ایام حیض کی تعداد معلوم ہو کم ہو یا زیادہ۔

اور اس عورت کا طریقہ عمل جس کے دن پہلے ہو چکے اور خون کے زیادہ ہونے سے غلط ملط نہیں ہوا خواہ کم دن ہوں یا زیادہ، پھر وہ تعداد اور ایام کی شناخت ہی نہ میں سمجھوں جائے تو اس کے لئے مذکورہ طریقہ سے جدا گانہ ہے یہی صورت تھی کہ فاطمہ بنت سواہی حبشہ رسول اللہ کے پاس آئی اور کہا کہ میں استفادہ سے ہوں ظاہر نہیں ہوئی۔ حضرت نے فرمایا یہ حیض نہیں بلکہ رطوبت ہے۔ جب حیض آئے تو پھر نماز ترک کر دو جب ختم ہو جائے تو غسل کر اور نماز پڑھو یہی وہ ہر نماز کے لئے غسل کرتی تھی اور اپنی بہن کے برتن میں جو کچھ دھوئے کا تھا جب بیعتی تو خون کا رنگ بانی پر غالب آجاتا تھا۔

فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے کیا تم نے نہیں سنا کہ رسول اللہ نے اسے وہ حکم دیا جو غیر تھا پہلی رات کے حکم کے کیا تم نے غور نہیں کیا کہ اس سے پہلے یہ نہ کہا کہ ایام حیض میں نماز ترک کر بلکہ یہ فرمایا جب حیض آئے تب ترک کر اور جب بند ہو جائے تو غسل کر کے نماز پڑھو۔

یہ اس بات کا اظہار ہے کہ اس عورت پر اس کے ایام مشتبہ ہو گئے تھے اور وہ ان کی تعداد نہیں جانتی تھی اور نہ وقت معلوم تھا کیا تم نے نہیں سنا کہ اس نے کہا میں مستحاضہ ہوں اور ظاہر نہیں ہوئی۔ اور میرے پدر بزرگوار فرماتے تھے کہ سات سال تک حیض آیا۔ پس اس سے کم مدت میں وہ شک و اختلاط میں مبتلا ہوئی۔ کیونکہ وہ خون کے کئے بند ہونے اور اس کے رنگ جانچنے کی طرف محتاج ہوئی۔

اور یہ اس لئے ہے کہ خون حیض کا لا ہو تلہ ہے اگر عورت ایام کا علم رکھتی ہے تو اس کو خون کا رنگ معلوم کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ حیض میں میلان اور زردی ہوتا ہے۔ پس ایام حیض میں جو خون آئے وہ سب خون حیض ہے خواہ کالا ہو یا کوئی اور رنگ کم مقدار میں ہو یا زیادہ، زمانہ حیض کا خون حیض ہی میں شمار ہوگا بشرطیکہ عورت کو ایام حیض معلوم ہوں اور اگر نہ معلوم ہوں اور وہ ان کی تعداد یاد ہو تو وہ محتاج ہوگی خون کی آمد اور انقطاع کی طرف تا تب وہ اس کے لحاظ سے نماز ترک کرے گی

کیا تم نے خود نہیں کیا کہ حضرت رسول خدا نے اس عورت سے فرمایا: بیٹھ جاؤ اتنے اتنے دن۔ پس اگر ایام معینہ سے زیادہ خون آئے تو استغاثہ والی ہے پہلی قسم والی عورت کو ایسا حکم نہیں دیا اور میرے پدر بزرگوار کا فتویٰ بھی یہی ہے۔

ہمارے خاندان کی ایک عورت کو استغاثہ آیا۔ اس نے میرے پدر بزرگوار سے سوال کیا۔ فرمایا جب خون سنتا کر نکلے تو نماز کو ترک کر اور جب طہر کو چلے وہ دن میں ایک بار گھنٹہ ہو غسل کر کے نماز پڑھ لے۔

فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے میں دیکھتا ہوں میرے والد کا جواب غیر ہے اس جواب کے جو پہلی استخافہ کے بارے میں تھا کیا تم نے غور نہیں کیا کہ حضرت نے فرمایا ایام حیض میں نماز ترک کرنا کہ نظر کرتے ہوئے ایام حیض کی تعداد پر اور یہاں فرمایا جب تو خون سوزش سے نکلتا دیکھے تو نماز ترک کر۔ یہاں دیکھنا یہ ہے کہ خون کی آمد و انقطاع اور تغیر رنگ کر، اور حضرت کا قول بحرائی مثلاً یہ ہے۔ قول رسول گئے کہ خون حیض سیاہی سے پہچانا جاتا ہے اور اس کا نام بحرانی اس لئے ہے کہ وہ زیادہ مقدار میں رنگ والا ہوتا ہے۔ پس یہ طریقہ اس عورت کے لئے ہے جس کے ایام گزربڑھو گئے ہوں اور وہ ان کو نہ پہچانتی ہو اور شناخت ہوگی اس کو خون سے خواہ کم دن اُسے یا زیادہ۔

فرمایا تیسرا طریقہ اس عورت کے لئے ہے جس کے ایسا سہیہ ہو چکا ہو اور پھر غنیمت نہ دیکھے اور بعد کو تنہا اسادیکھے اور وہ جاری رہے تو اس کے لئے حکم پہلے اور دوسری کے خلاف ہے۔ ایک عورت غنیمت نہ دیکھے رسول خدا کے پاس آئی اور کہا مجھے زور کے ساتھ حیض آ رہا ہے فرمایا فرج پر لگدی رکھ اس نے کہا وہ زیادتی سے آ رہا ہے میں نے گدی رکھی مگر وہ رکنا نہیں فرمایا اس پر ننگ ٹوٹا باندھ اور ہر ماہ چھ یا سات دن حیض کے سمجھ اور غسل کر کے روزہ رکھ ۳۰ یا ۴۰ دن اور صبح کی نماز کے لئے غسل کر اور ظہر کی نماز میں تاخیر کر اور عصر کی نماز میں جلدی کر یعنی دونوں ایک غسل سے ادا کر، پھر مغرب کی نماز میں دیر کر اور عشاء کی نماز میں جلدی اور دونوں ایک ہی غسل سے پڑھ لے۔

فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے یہ صورت پہلی اور دوسری صورت کے خلاف ہے اس لئے کہ اس کا معاملہ ان دونوں کے معاملہ کے خلاف ہے کیا تم نے غور نہیں کیا کہ اگر اس کے ایام سات سے کم ہوتے، پانچ ہوتے یا اس سے کم تو یہ نہ فرماتے کہ سات دن حیض مشاہد کر، پھر رپٹ نے حکم دیا۔ ترک نماز کا چند روز دراستنا لیکر وہ مستحاضہ غیر حائض تھی اس لئے کہ اگر اس کا حیض سات دن سے زیادہ ہو جاتا اور اس کے ایام دس یا اس سے زیادہ ہوتے تو حیض کی حالت میں اس کو نماز کا حکم نہ دیتے۔ مزید بیان حضرت کا اس کے متعلق یہ ہے کہ عورت حیض کو سمجھے، اور نہیں ہو تا حیض کا عمل مگر اس عورت سے جو ارادہ کرے اس عمل کا جو ایک حائض عورت کرتی ہے کیا تم نے غور نہیں کیا کہ اس سے یہ نہیں کہا ایام معلوم میں اپنے کو حیض والا سمجھو اور اس کی وضاحت ہے حضرت کا یہ فرمانا فی العلم اللہ کیونکہ اس عورت کے لئے اگرچہ خدا ہر بات کا جاننے والا ہے۔ ایام معلوم نہ تھے۔

یہ طریقہ اس عورت کے لئے ہے جن کا طون جاری رہے جو پہلے دیکھے اس کا انتہائی وقت سات دن ہے اور طہر کا

وقت ۲۳ دن یہاں تک کہ ایام مقرر ہو جائیں تاکہ وہ ان کی طرف نقل کرے استحاضہ والی عورت کے یہ تین طریقے ہیں ان میں سے کوئی ایک طریقہ ضرور ہوگا۔

اور اگر اس کو بنا برعات اپنے ایام حیض معلوم ہوں کم یا زیادہ تو اپنے ایام کے مطابق عمل کرے اور یہ ایام بلحاظ اس کی خلقت کے ہوں گے ورنہ غیر ایام میں یہ تعداد اور تعیین وقت نہ ہوگا اور ایام مخلوط اور مقدم و مؤخر ہوں اور خون کے مختلف رنگ ہوں تو اس کا طریقہ عمل خون کے بند ہونے اور حالات کے تغیر پر ہوگا۔

اور اگر اس سے پہلے حیض نہ آیا ہو اور حیض کو پہلے بار دیکھے تو اس کا وقت سات دن اور پھر کے ۲۳ دن میں اور اگر خون چند ماہ آئے تو ہر ماہ وہی کرے جو بتایا گیا ہے اور اگر خون سات دن سے کم تین دن یا سات دن سے زیادہ میں قطع ہو تو پھر کے دیکھتے ہی غسل کرے اور نماز پڑھے اسی طرح کرتی رہے پھر دیکھے کہ دوسرے مہینے کیا ہوتا ہے۔ اگر خون منقطع ہو جائے پہلے مہینے کی طرح تو دونوں یا تینوں حیض برابر ہو جائیں گے اور یہ جانا جائے گا کہ اس کے لئے وقت اور ماہ کا تعیین ہو گیا جس پر وہ عمل کرے گی اور اس کے ماسوا کو چھوڑے گی اور یہی طریقہ مستقبل میں رہے گا اگر استحاضہ آنے لگے تو ایام حیض کے بعد اس کا عمل ہوگا اور دو تین حیضوں کے بعد اس کا وقت مقرر ہوگا اور یہ موافق اس قول رسول کے ہے اس عورت کے لئے جو ایام حیض کو پہچانتی ہے وہ ایام حیض میں نماز کو ترک کرے اس سے ہم نے جانا کہ حضرت نے ایک بائیس حیض کو سنت قرار نہیں دیا ورنہ فرماتے نماز کو ترک کرے۔ پہلے ایام حیض میں بلکہ سنت قرار دیا چند بار کے حیض کو کم ہو یا زیادہ اور اگر اس کے ایام مخلوط ہو جائیں ، زیادہ یا کم یا نیک کہ وہ ایک حد پر نہ ٹھہرے اور خون کے رنگ سے شناخت کرے تو اس کو ایام کا حال خون کے بہنے اور بند ہونے سے معلوم ہوگا۔ اس کے سوا اور کوئی طریقہ نہیں جیسا کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ جب حیض آئے تو نماز ترک کرے (اور جب رک جائے تو غسل کرے اور حضور نے فرمایا خون حیض کا لا ہوتا ہے اور میرے پدر بزرگوار نے اسے یوں پہنچوایا کہ جب وہ تیزی اور زیادتی سے خون آتا دیکھے اور اگر اس طرح نہ ہو اور خون مطابق سابق ہو اور استحاضہ جاری نہ ہو اور خون ایک رنگ کا ہو تو اس کے حیض کے دن سات ہوں گے اور ۲۳ دن پھر کے ، جیسا کہ عمدہ کا معاملہ تھا۔ جب اس کو روکتی ہوں پڑے زور کے ساتھ۔ (مرسل)

۷۔ فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے مستحاضہ اپنے ایام پر نظر رکھے۔ ابن دلوں میں جو ایام حیض ہوں نماز نہ پڑھے اور اپنے شوہر کے پاس جائے۔ ہاں جب ایام ختم ہو جائیں اور یہ دیکھے کہ خون روئی پھوڑ کر باہر نکل آیا ہے تو پھر اور عصر کی نماز کے لئے غسل کرے تاخیر کرے نماز پھر میں اور جلدی کرے نماز عصر میں اور مغرب و عشاء کے لئے ایسا ہی کرے اور صبح کی نماز کے لئے غسل کرے اور گدھی رکھے اور کپڑا باندھے اور مسجد میں اپنی رانوں کو ملائے نہیں اور شوہر سے مقاربت نہ کرے اور اگر خون روئی کو پھوڑ کر نہیں نکلا تو وضو کرے اور ہر نماز وضو کے بعد پڑھے اور سوائے ایام حیض



اپنے شوہر سے مقاربت کر سکتی ہے۔ (مجمول)

۳۔ میں نے حضرت ابو عبد اللہ علیہ السلام سے مستحاضہ کے بارہ میں پوچھا۔

فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے کہ جب رسول اللہ سے مستحاضہ کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا ایام حیض میں رکنا ہے۔

ان ایام میں نماز نہ پڑھے۔ پھر غسل کرے اور مقام مخصوص میں روئی کو داخل کرے اور اسے کپڑے سے کس کر باندھے اور

نماز پڑھے۔ ہاں جب خون کپڑے اور روئی سے پھوٹ نکلے تو اس کو چاہیے کہ دو نمازوں کے درمیان غسل کرے اور

کپڑا بدلے اور صفائی کرے اور دھوئی وغیرہ سے لے۔ اور کپڑا اس طرح باندھے جیسے چوہا یا کاتنگ باندھا جاتا ہے

۴۔ مستحاضہ کے متعلق فرمایا اگر خون لکڑی کو پھوڑ دے تو ہر دو نماز کے لئے غسل کرے اور اگر خون تجاوز نہ کرے تو ہر روز ایک

بار غسل کرے اور اگر شوہر مقاربت کا ارادہ کرے تو غسل کے بعد اگر خون کاڑھا ہو اور اگر زرد ہو تو صرمت دھو کر لے (مجمول)

۵۔ فرمایا حضرت نے استحاضہ والی وقت نماز پڑھیں اور اس سے نماز ظہر و عصر دونوں پڑھے پھر غسل کرے نماز مغرب و

عشا پڑھے پھر ایک غسل نماز صبح کے لئے کرے۔ اس کا شوہر جب چاہے جماعت کر سکتا ہے سوائے ایام حیض کہ زمانہ میں

شوہر کو اس سے الگ رہنا چاہیے اور عورت کبھی ایسا نہ کرے اور بانے کے لئے گریب اس سے نجات مل جائے۔ (حسن)

۶۔ میں نے امام رضا علیہ السلام سے کہا۔ اگر عورت دس روز ایام حیض میں رہے پھر خون دیکھے پھر بند ہو جائے اس کے بعد پھر خون

دیکھے تو کیا نماز ترک کرے۔ فرمایا یہ استحاضہ ہے وہ غسل کرے اور روئی کے بعد روئی فرج میں دھکتی ہے اور دونوں نمازوں

کو ایک ساتھ پڑھے اور غسل کرے اور اگر اس کا شوہر جماعت کرنا چاہے تو کرے۔ (مجمول)

۷۔ میں نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے اس عورت کے متعلق پوچھا جو عافض ہو اور طہر کا وقت گزرنے کے بعد پھر خون

دیکھے فرمایا۔ ایک دن انتظار کرے۔

اگر حیض دس دن سے کم ہے اور خون جاری رہے تو وہ مستحاضہ ہوگی اور اگر خون منقطع ہو جائے تو غسل کرے

نماز پڑھے۔ میں نے کہا ایک عورت کا حیض سات یا آٹھ دن مستقل ہوتا ہے پھر وہ تین دن خون دیکھتی

ہے اور وہ خون پھر منقطع ہو جاتا ہے اور سفیدی دیکھتی ہے نہ زردی فرمایا غسل کرے نماز پڑھے میں نے

کہا وہ غسل کرے نماز پڑھتی ہے پھر خون آنے لگتا ہے فرمایا جب خون دیکھے تو نماز روزہ کو ترک کرے میں نے کہا ایک

دن خون دیکھا کہ دوسرے دن پاک ہو جاتی ہے فرمایا جب خون دیکھے تو رک جائے اور جب طہر دیکھے تو نماز پڑھے

پھر اگر خون دیکھے تو مستحاضہ ہوگی۔ اب یہ تمھارے لئے پورا بیان عورت کے متعلق ہو گیا۔ (مرسل)

## باب ۹

### حیض اور استحاضہ کی شناخت

۱۔ ایک عورت نے صادق آل محمد سے سوال کیا اس عورت کے متعلق جس کو خون جاری ہوا اور یہ نہ سمجھ سکے کہ خون حیض ہے یا استحاضہ تو کیا کرے۔ فرمایا خون حیض گرم گاڑھا، سیاہی مائل اور اچھل کر سوزش سے نکلتا ہے اور استحاضہ کا خون زرد اور ٹھنڈا ہوتا ہے۔ پس جب خون سوزش سے اچھل کر نکلے اور سیاہ ہو تو نماز ترک کرے یہ سن کر وہ عورت کہتی ہوئی نکلی کہ اگر بتانے والی عورت ہوتی تو اس سے زیادہ نہ بتا سکتی۔

۲۔ فرمایا حضرت نے استحاضہ اور حیض دونوں ایک ہی جگہ سے خارج نہیں ہوتے، استحاضہ کا خون ٹھنڈا ہوتا ہے اور حیض کا خون گرم ہوتا ہے۔

۳۔ مجھ سے ایک عورت نے کہا۔ میں امام علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتی ہوں میں نے اجازت لی، وہ اپنی خادمہ کے ساتھ آئی اور اس نے حضرت سے کہا کیا مراد ہے کہ وہ چہرہ رخ روشن ہے اس درخت زیتون کے تیل سے جو نہ مشرقی ہے نہ مغربی؟

فرمایا اے عورت یہ مثال خدا نے درخت کی نہیں بیان کی بلکہ اس سے بعض بنی آدم مراد ہیں۔ اچھا اب جو دریافت کرنا چاہتی ہے دریافت کر، اس نے کہا مجھے ان عورتوں کی سزا بتائیے جو عورتوں کے ذریعہ اپنی خواہش جماعت پر برا کرنا چاہتی ہیں فرمایا ان کی وہی سزا ہے جو زنا کی ہے روز قیامت ان کو بلایا جائے گا اور لگ کا لباس پہنا کر ان کو جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ اے عورت یہ عمل قوم لوط کا سلسلہ ہے کہ وہ مردوں سے اپنی ضرورت کو پورا کرتے تھے اور عورتیں بغیر مردوں کے رہ جاتی تھیں پس وہ رہی کرتی تھیں جو مرد کرتے تھے اور اس طرح ایک عورت دوسری سے اپنی خواہش پوری کر لیتی تھی۔

اس نے کہا خدا آپ کی حفاظت کرے آپ اس عورت کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جو حیض ہو اور اس کے حیض کے دن گزر جائیں فرمایا اگر اس کے حیض کے دن دس دن سے کم ہوں تو ایک دن انتظار کرے اور پھر جب خون آئے وہ استحاضہ ہوگا اس نے کہا اگر یہ سلسلہ ایک ماہ، دو ماہ یا تین ماہ رہے تو نماز کیسے پڑھے فرمایا ایام حیض کو ترک کر کے اس کے بعد ہر دو نمازوں کے لئے غسل کرے۔

اس نے کہا اگر ایام حیض مختلف ہوں اور حیض آئے ایک دن دو دن یا تین دن اور بعد میں اسی طرح آئے تو کیا صورت ہوگی۔

فرمایا حیض کا خون کوئی پوشیدہ چیز نہیں۔ وہ گرم ہوتا ہے اور سوزش سے نکلتا ہے اور استسقاء کا خون ناسد اور مٹھنڈا ہوتا ہے۔

یہ سن کر اس نے اپنی کنیر سے کہا ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے حضرت کسی بار عورت تھے ہوں۔

## باب

### شناخت خون حیض و بکارت و زحم

۱۔ خلف بن حماد نے بیان کیا کہ میرے ایک دوست نے ایسی لڑکی سے شادی کی جسے ابھی تک حیض نہیں آیا تھا جب اس نے ازالہ بکارت کیا تو خون جاری ہو گیا اور تقریباً دس روز تک جاری رہا۔ اس نے ڈاکٹروں اور دانیوں کو دکھایا۔ انہوں نے اختلاف کیا۔ بعض نے کہا یہ خون حیض ہے بعض نے کہا یہ خون بکارت ہے۔ پھر اس نے فقہائے پڑھنے جیسے ابو حنیفہ وغیرہ انہوں نے کہا یہ مسئلہ بڑا مشکل ہے۔ نماز جو تک واجب ہے لہذا وضو کر کے نماز پڑھنے سے جب تک خون بند نہ ہو شوہر اس کے پاس نہ جائے۔ اگر یہ خون حیض ہے تو نماز پڑھنا کوئی نقصان نہ دے گا اور اگر خون بکارت ہے تو نماز ادا کر ہی لے اس عورت نے ایسا ہی کیا۔ اسی سال میں حج کو گیا۔ جب ہم منیٰ میں پہنچے تو میں نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے پاس آدمی بھیجا کہ ایک مشکل درپیش ہے اگر آپ اجازت دیں تو حاضر ہو کر دریا فت کر دیں آپ نے کہلا بھیجا جب لوگ ٹھہر جائیں اور آمد و رفت کم ہو جائے تو تم آجانا۔ میں رات کا انتظار کرتا رہا۔ جب آمد و رفت کم ہو گئی تو میں نہ سچ کی طرف چلا جب قریب پہنچا تو ایک حبشی غلام کہ وہاں بیٹھا پایا۔ اس نے پوچھا تم کون ہو، میں نے کہا میرا نام خلف بن حماد ہے اس نے کہا ہے اجازت چلے آؤ۔ مجھے حضرت نے ہنسائی تھیں۔ حکم دیا ہے جب میں حضرت کے پاس پہنچا تو سلام کیا۔ حضرت نے جواب سلا دیا۔ آپ خیمہ میں تھابتے میں نے حضرت کا حال پوچھا۔ پھر حضرت نے میرا میں نے کہا۔ میرے دوستوں میں سے ایک نے ایسی لڑکی سے شادی کی جسے حیض ابھی تک نہ آیا تھا۔ جب اس نے اس سے جماع کیا تو خون بہہ نکلا اور ایسا بہا کہ دس دن تک بند نہ ہوا۔ دانیوں کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ خون حیض ہے یا بکارت، پس وہ کیا کرے۔ فرمایا اللہ سے ڈرے۔ اگر وہ خون حیض ہے تو نماز سے رک جائے جب تک ظاہر نہ ہو۔ اس مدت میں اس کا شوہر اس کے پاس نہ جائے۔ اور اگر خون ازالہ بکارت کا ہے تو وضو کر کے نماز پڑھے اور شوہر اگر چاہے تو اس کے پاس جا سکتا ہے۔ میں نے کہا لوگ کیسے جانیں کہ وہ کون سا خون ہے یہ سن کر حضرت نے خیمے میں داخل ہو کر دیکھا اس خوف سے کہ کوئی آپ کا کلام سن نہ لے کہیونکہ فقہائے خلاف حکم دینے والا گردن زدنی تھا۔ پھر مجھ سے فرمایا۔ اے خلف یہ اللہ کا بھید ہے۔ اللہ کا بھید ہے اسے شائع نہ کرو اور اس

مخلوق کو دین خدا کی تعلیم نہ دو اور خاموش رہو۔ پھر نہ پایا وہ کوئی کو منسرج میں داخل کرے اور کچھ دیر کے لئے چھوڑے پھر پکے سے باہر نکالے اگر روئی پر حلقہ ہے تو خون بکارت ہے اور اگر روئی پر پھیلا ہوا ہے تو خون حیض ہے خلف کہتا ہے کہ یہ سن کر میں خوش ہوا اور رونے لگا۔ جب میرا گریہ رکا تو فرمایا کیوں روتے ہو۔ میں نے کہا آپ کے سوا کوئی اس مسئلہ کا جواب اس خوبی سے نہیں دے سکتا۔ آپ نے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا کر فرمایا۔ واللہ جو میں نے بتایا ہے وہ رسول سے اور انہوں نے جبریل سے اور انہوں نے خدا سے خبر دی ہے۔ (ص)

۲۔ امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا گیا جس نے اپنی بی بی یا لونڈی کا ازالہ بکارت کیا ہو اور بہت سا خون نکل پڑے اور دن بھر قطع نہ ہو تو وہ نماز کیسے پڑھے۔ فرمایا منسرج میں روئی رکھے اگر اس پر خون کا حلقہ بنا دیکھے تو وہ بکارت ہے غسل کرے اور روئی رکھے یہ ہے اور نماز پڑھے اور اگر روئی خون میں ڈوبی ہو تو وہ حیض ہے نماز ترک کرے۔ (مرفوع)

۳۔ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہا۔ ہماری ایک جوان عورت کی منسرج میں زخم ہے جس سے خون جاری وہ نہیں جانتی کہ یہ خون حیض ہے یا زخم کا خون ہے فرمایا اس سے کہو چوت لیٹے اور دونوں پیر اٹھا کر اپنی پیچ کی انگلی داخل کرے اگر خون داہنی طرف سے نکلتا معلوم ہو تو حیض ہے اور اگر بائیں طرف سے نکلے تو خون زخم ہے۔

## باب

### حاملہ کا خون دیکھنا

۱۔ میں نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے کہا میری کنیز نے بکارت محل خون دیکھا۔ تو اس کو نماز پڑھنی چاہئے یا نہیں، فرمایا حاملہ عورت جب خون دیکھے۔ ان ایام معین کے دس دن بعد جن میں ہر چھینے خون دیکھا کرتی ہے اور نماز سے رک جاتی ہے تو وہ یہ خون نہیں وہ رحم سے نہیں آ رہا ہے چاہئے کہ وضو کرے اور روئی بدل کر نماز پڑھے اور جب حاملہ اس وقت سے پہلے دیکھے جن ایام میں حیض ہوا کرتا ہے سمجھو اس خون یا اس عینہ کے معین وقت میں تو وہ حیض ہوگا نماز ترک کر کے بعد ان ایام کے جن میں حیض ہوا کرتا ہے اگر اس سے پہلے خون بند ہو جائے تو غسل کر کے نماز پڑھے اور اگر بند نہ ہو مگر ان ایام کے بعد جن میں خون حیض دیکھا کرتی ہے اور معلوم ہو کہ اس وقت اور مغرب کے درمیان وہ خون روئی سے باہر نہیں سہوگا تو وضو کر کے نماز پڑھے اور اس کو لازم ہے کہ ہر دن اور رات میں تین بار غسل کرے اور روئی بدلے اور نماز پڑھے۔ ایک غسل صبح کو اور ایک غسل ظہر عصر کے لئے اور ایک مغرب و عشاء کے لئے ایسا ہی عمل استعمال فرمائی کرے۔

جب ایسا کرے گی تو اللہ اس کا خون بند کر دے گا۔ (ص)

- ۲۔ میں نے ایسی عورت کے متعلق سوال کیا جس کا حمل ظاہر اور وہ حیض والی کا سا خون دیکھے۔ فرمایا وہ خون کی تیزی سے ہے۔ اگر وہ خون سرخ ہو اور زیادہ ہو تو نماز ترک کرے اور اگر کم ہو اور زرد ہو تو وضو کر کے نماز پڑھے۔ (ص)
- ۳۔ میں نے اس حاملہ کے متعلق پوچھا جو دیا ہی خون دیکھے جیسا کہ مستغلا ہر ماہ حیض کا خون دیکھتی ہے۔ فرمایا نماز ترک کرے جس ایام حیض میں کرتی ہے پاک ہو جانے پر نماز پڑھے۔ (ص)
- ۴۔ میں نے امام علیہ السلام سے اس حاملہ کے متعلق پوچھا جو اسی طرح خون دیکھے جیسا کہ وہ ہر ماہ دیکھتی ہے آیا وہ نماز کو ترک کرے۔ فرمایا ترک کر دے اگر وہ جاری ہے۔ (ص)
- ۵۔ میں نے پوچھا زن حاملہ کے متعلق جب اسے خون آئے کیا وہ نماز کو ترک کرے۔ فرمایا۔ ہاں بعض اوقات حاملہ کو بھی حیض آ جاتا ہے (ص)
- ۶۔ میں نے حاملہ عورت کے متعلق پوچھا کیا وہ عایض ہوتی ہے۔ فرمایا وجہ یہ ہے کہ رحم مادر میں بچہ کی غذا خون حیض ہے اور جب خون زیادہ ہو جاتا ہے اور بچہ کی ضرورت سے بچہ رہتا ہے تو باہر نکال دیا جاتا ہے جب ایسا ہو تو نماز اس پر حرام ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ جب ایسا ہو تو ولادت تاخیر سے ہوگی۔ (حسن)

## باب

### زچہ کے متعلق

- ۱۔ میں نے زچہ کے متعلق پوچھا فرمایا اس کو ان ایام میں نماز ترک کرنا چاہیے پھر وہ غسل کرے۔ اگر بعد میں خون آئے تو غسل استحاضہ کرے۔
- ۲۔ میں نے حضرت سے کہا عبد الملک کی بی بی بچہ پختی میں تھی اس نے ایام حیض کا شمار کیا پھر اس کو حکم دیا غسل کرنے (اور وہ صاف ستھرے پڑے ہیں) پھر حکم دیا کہ نماز پڑھے۔ اس عورت نے عبد الملک سے کہا میرا نفس گوارا نہیں کرتا میں مسجد میں جاؤں پس اجازت دو کہ میں پیرون مسجد سجدہ کروں، حضرت نے فرمایا۔ رسول اللہ نے ایسا ہی حکم دیا ہے اس نے کہا پس عورت کا خون بند ہو گیا۔ حضرت نے فرمایا۔ علی علیہ السلام نے بھی تم سے پہلے ایک عورت کو ایسا ہی حکم دیا تھا اور اس عورت کا خون بند ہو گیا تھا اور ظہر ظاہر ہوا تھا۔ پس تمہاری اس عورت نے کیا کیا۔ راوی نے کہا مجھے معلوم نہیں۔ (حسن)
- ۳۔ ایک عورت نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہا میں نے نفاس میں بیس دن نماز نہ پڑھی حالانکہ لوگوں نے اٹھا رہے دن کا فتویٰ دیا ہے فرمایا انھوں نے اٹھا رہے دن کا فتویٰ کیوں دیا۔ راوی حدیث نے کہا کہ اسما بنت عیسیٰ کے بطن سے جب محمد بن ابی بکر پیدا ہوئے تو ان سے رسول اللہ نے ایسا ہی منہ پایا تھا۔ حضرت نے فرمایا ایسا نہیں بلکہ صورت یہ ہوئی

اسمانے یہ مسئلہ حضرت سے اٹھارہ دن بعد پوچھا تھا اگر وہ اس سے پہلے پوچھتیں تو اسے یہی حکم دینے کو غسل کرے اور مستحاضہ کا سا عمل کرے۔ (مرفوعہ)

۴۔ میں نے پوچھا نفاس والی عورت کب نماز پڑھے۔ فرمایا وہ نماز سے بقدر اپنے ایام حیض کی رک رہے اور درودن مزید انتظار کرے اگر خون منقطع ہو جائے تو فیروزہ غسل کرے اور گدے باندھے اور نماز پڑھے اور اگر خون روئی سے تھما دکر جائے تو بی بی باجیہ اور غسل کر کے نماز پڑھے۔ جس کی ایک غسل سے، پھر عصر کی ایک غسل سے اور مغرب و عشاء کی ایک غسل سے اور اگر روئی سے تھما د کرے تو صرف ایک غسل کافی ہے اور یہی حکم جانیں کا ہے اگر خون بند ہو جائے وقت پر تو فیروزہ حیض والی ہے۔ (ص)

۵۔ اس صورت میں نفاس والی کا سا عمل کرے۔ نماز پڑھے۔ ترک نہ کرے۔ رسول اللہ نے فرمایا ہے نماز دین کا ستون ہے۔ فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے نفاس والی عورت بقدر اپنے ایام حیض کے نماز ترک کرے پھر انتظار کر لے کے بعد غسل کر کے نماز پڑھے۔ (موقوف)

۶۔ فرمایا حضرت نے نفاس والی عورت بقدر اپنے ایام حیض کے نماز ترک کرے اور دوسرے ایام میں طہارت کرے۔

## باب

### نفاس والی پاک ہونے کے بعد جو خون دیکھے

۱۔ فرمایا امام علیہ السلام نے نفاس والی کے متعلق کہ نماز ترک کرے تیس دن پھر پاک ہو جائے اس کے بعد پھر خون دیکھے تو پھر نماز ترک کرے کیونکہ اس کا ظہر کا زمانہ ایام نفاس میں گزر گیا۔ علامہ مجلس علیہ الرحمہ فرماتے ہیں یہ مسئلہ بہت مشکل ہے اور علمائے شیعہ کا اس میں بہت اختلاف ہے۔ (موقوف)

۲۔ بچہ ہونے کے بعد جس عورت کو تیس دن یا زیادہ خون آئے پھر پاک ہوا اور نماز پڑھے۔ تو فرمایا اگر زردی ہے تو غسل کرے نماز پڑھے نماز سے باز نہ رہے۔ (ص)

۳۔ جو عورت چند دن ایک دن یا دو دن درازہ میں مبتلا رہے اور زردی یا خون دیکھے تو حضرت نے فرمایا کہ جب تک بچہ پیدا ہو نماز پڑھے جائے اور درازہ کا قلبہ ہو اور نماز فوت ہو جائے اور درود کی وجہ سے بے حالانے پر قادر نہ ہو تو پاک ہونے کے بعد نمازوں کی قضا بجالائے۔ (موقوف)



## باب ۱۲

### اوقات نماز میں حایض پر کیا واجب ہے

- ۱۔ فرمایا حضرت نے اس حایض کے متعلق جو درجہ ہمارت کر کے ذکر الہی کرے کہ اس کا طہر نہ ہوگا ہاں وضو کرے۔ وقت نماز رو قبیلہ ہو کہ ذکر خدا کرے۔ (حسن)
- ۲۔ میں نے حضرت سے سنا ہے کہ حایض کو چاہئے کہ ہر نماز کے وقت وضو کرے اور رو قبیلہ ہو کہ ہفتی دیر نماز پڑھا کر تی ہے ذکر خدا کرتی رہے۔ (مجموعی)
- ۳۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے حایض کے لئے نماز پڑھنا جائز نہیں ہاں ہر نماز کے وقت وضو کرے اور پاک جگہ پر بیٹھے اللہ کی تسبیح و تہلیل و حمد کرے ہفتی دیر نماز پڑھا کر تی ہے پھر اپنے کام میں لگے۔ (حسن)

## باب ۱۳

### وقت نماز داخل ہونے سے پہلے حایض ہونا

- ۱۔ امام علیہ السلام سے پوچھا گیا اس عورت کے متعلق جو قبل غروب آفتاب پاک ہو وہ کیسے نماز پڑھے فرمایا جب طہر کو ایسے وقت دیکھے کہ صرف چار رکعت کا وقت باقی ہے تو صرف نماز عصر پڑھے کیونکہ طہر کا وقت تو اس کے حیض میں گزرا۔ لہذا طہر کی نماز اس پر واجب نہیں اور اگر ایسے وقت خون دیکھے کہ نماز کا وقت گزر چکا ہو تو نماز سے رک جائے اور پاک ہونے پر نماز طہر کی قضا بجائے کیونکہ طہر کا وقت طہر کی حالت میں داخل ہو چکا تھا اور طہر کا وقت ایسی حالت میں گزرا جبکہ وہ طہر تھی تو اس نے طہر کی نماز قضا کی لہذا اس کا ادا کرنا واجب ہے۔ (موثق)
- ۲۔ میں نے امام علیہ السلام سے اس حایض کے متعلق سوال کیا جو وقت عصر طہر ہوئی ہو اور وہ نماز طہر بھی ادا کرے فرمایا نہیں۔ وہ وہی نماز ادا کرے گی جس کے وقت میں وہ طہر ہوئی۔
- ۳۔ فرمایا امام جعفر صادق نے جب عورت اپنے وقت طہر میں دیکھے کہ وقت نماز داخل ہو گیا لیکن غسل میں تاخیر کرے اور دوسری کا وقت آجائے۔ پھر خون دیکھے تو اس پر اس نماز کی قضا ہوگی جو اس نے غفلت سے چھوڑی ہے اور اگر وقت نماز طہر ہو جائے اور نماز میں تاخیر کرے یہاں تک کہ دوسری نماز کا وقت ہو جائے پھر خون دیکھے تو اس پر قضا ہوگی اس نماز کی جو ترک کی ہے۔ (مجموعی)

۴۔ حضرت سے پوچھا گیا اس عورت کے بایسے میں جو طہر دیکھے اور وہ وقت نماز غسل پر قادر ہو مگر نماز نہ پڑھے یہاں تک کہ دوسری نماز کا وقت داخل ہو جائے۔ فرمایا اس نماز کی قضا واجب ہوگی جس کے پڑھنے میں کوتاہی کی ہے اور اگر طہر کا وقت نماز میں دیکھے اور نماز کے تہیتہ میں نماز کا وقت گزر جائے اور دوسری نماز کا وقت آجائے تو اس پر قضا نہیں۔ جو وقت جس نماز کا ہے وہی پڑھے۔ (حسن)

۵۔ سوال کیا گیا امام علیہ السلام سے اس عورت کے متعلق جو نماز طہر پڑھ رہی ہو، دو رکعتیں پڑھیں کہ حیض جاری ہو گیا فرمایا جلسے نماز سے ہٹ جائے اور بقیہ دو رکعتوں کی قضا اس پر نہ ہوگی اور اگر مغرب کی نماز میں خون آجائے اور دو رکعت ہی پڑھی ہوں تو جائے نماز سے اسٹھ کھڑی ہو اور طہر ہونے کے بعد ایک رکعت نماز جو مغرب کی رہ گئی ہے بجالائے۔ (حسن)

## باب

### عورت کو نماز میں احساس حیض ہو

۱۔ فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے

اس عورت کے بایسے میں جو بہانت نماز حیض کا گمان کرے تو اسے چاہیے کہ اپنا ہاتھ اس جگہ لے جا کر دیکھے اگر کچھ معلوم ہو تو ہٹ جائے ورنہ نماز تمام کرے۔

## باب

### حائض پر روزہ کی قضا ہے نماز کی نہیں

۱۔ فرمایا امام محمد باقر و امام جعفر صادق علیہما السلام نے زن حائض پر روزہ کی قضا بجالائے نماز کی نہیں۔

۲۔ میں نے صادق آل محمد سے پوچھا کیا حائض نماز کی قضا بجالائے گی فرمایا نہیں، میں نے کہا روزہ کی قضا بجالائے گی فرمایا۔ ہاں میں نے کہا یہ حکم کہاں سے ہے۔ فرمایا سب سے پہلا قیاس کرنے والا ابلیس ہے۔ (ضعیف)

۳۔ میں نے امام محمد باقر سے حائض کے نماز و روزہ کی قضا کے متعلق پوچھا۔ فرمایا اس پر نماز کی قضا نہیں۔ البتہ ماہ رمضان کے روزوں کی قضا ہے۔ پھر مجھ سے فرمایا۔ حضرت رسول خدا نے جناب فاطمہ زہرا کو بھی بتایا تھا اور یہی ایسا دینی عورتوں کو حکم دیتے تھے۔ (حسن)

۴۔ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے کہا مغیرہ ابن شعبہ آپ سے یہ روایت کرتے ہیں کہ آپ نے اس سے یہ فرمایا تھا کہ حائض عورت نماز کی قضا ادا کرے گی۔ فرمایا اسے کیا ہو گیا ہے خدا کی توفیق اس سے سب ہو رہی ایسا

کیوں کہتا، زوجہ عمران (مادر مریم) نے نذر کی تھی اس بچہ کو جو ان کے شکم میں ہے اور جو بچہ خدمت بیت المقدس کے لئے نذر ہوتا تھا وہ پھر بھی اس سے باہر نہیں نکلتا تھا۔ جب مریم پیدا ہوئیں تو ان کی ماں نے کہا اے پروردگار میں نے تو لڑکی جنی ہے اور لڑکی لڑکے کی طرح نہیں ہوتی۔ الغرض جب داخل کیا تو انبیاء میں سے ہر ایک نے اس کی کفالت چاہی، مگر قرعہ حضرت زکریا کے نام نکلا انھوں نے مریم کی کفالت کی اور حضرت مریم طوریہ تک مسجد سے باہر نہ نکلیں۔ (غ)

پس جب وہ صورت مہوتی جو عورتوں کو لاحق ہوتی ہے تو بیت المقدس سے باہر آئیں کیا وہ اس پر قنادر تھیں کہ وہ ایام حیض کی نمازوں کی قضا بجا لائیں۔ درآسمان ایک ان کو بیت المقدس میں ہر وقت معینہ عبارت کرنا بھی لازم ہوتا اس وقت کی شریعت کی رو سے یہ روایت نہ بلحاظ اسناد ضعیف ہے بلکہ عقیدہ بھی ناقابل وثوق۔ کیونکہ قرآن سے جب طہارت مریم ثابت ہے تو ایام حیض کا ان سے کیا تعلق، دوسرے بالفرض اگر ایسا ہو بھی تو قضا نمازیں داخل عبادت نہ تھیں ایام حیض کی نمازوں کی قضا اس لئے نہیں رکھی گئی کہ کام کاج کی مشغولیت میں وہ ہر نماز میں پڑھنا عورت کے لئے مشکل ہوتا۔

## باب

### حیض اور نفاس والی عورت قرآن پڑھ سکتی ہے

- ۱۔ حضرت نے فرمایا۔ حایض عورت قرآن پڑھ سکتی ہے اور حمد الہی کر سکتی ہے۔ (بخاری)
- ۲۔ فرمایا حیض و نفاس والی عورت اور جنب مرد قرآن پڑھ سکتے ہیں (حسن)
- ۳۔ امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ حایض عورت آیہ سجده سن کر کیا کرے۔ فرمایا اگر وہ مسجد سورہ اے عزائم کا ہے تو سنتے ہی مسجد کرے۔ (ص)
- ۴۔ میں پوچھا حایض تعویذ نہیں سکتی ہے فرمایا کچھ حرج نہیں۔ اگر وہ چڑھے، چاندی یا لوہے میں منڈھا ہوا ہو۔ (بخاری)
- ۵۔ فرمایا تعویذ نہیں سکتی ہے کوئی حرج نہیں اور یہ بھی فرمایا۔ پڑھ بھی سکتی ہے مگر ہاتھ سے چھوئے نہیں اور ایک روایت میں ہے قرآن کو دیکھے نہیں۔ (حسن)

## باب

### حایض کے دیگر احکام

- ۱۔ کیا حایض کوئی چیز مسجد سے اٹھا سکتی ہے رکھ نہیں سکتی۔ فرمایا اس لئے کہ عورت کے پاس جو چیز ہے وہ مسجد کے علاوہ دوسری جگہ بھی رکھ سکتی ہے لیکن جو چیز مسجد کے اندر ہے اسے وہیں سے لے سکتی ہے۔ (ص)

## باب

## حد الياس

- ۱۔ میں نے امام علیہ السلام سے پوچھا اس عورت کے متعلق جس کا حیض دو سال سے بند ہو اور پھر کچھ خون دکھائی دے (ص)
- فرمایا ظاہر ہونے تک منازہ ترک کرے۔
- ۲۔ فرمایا حضرت نے عورت پچاس سال کی ہو کر حیض سے مایوس ہو جاتی ہے۔ (ص)
- ۳۔ فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے جب عورت ۵۰ سال کی ہو جاتی ہے تو وہ حیض نہیں دیکھتی۔ لیکن قریشی عورت اس سے زیادہ دنوں میں مایوس ہوتی ہے۔ (ص)
- ۴۔ حیض کے بند ہونے کی آخری حد پچاس سال ہے۔

## باب

## جب حیض رک جائے

- ۱۔ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے جس نے پوچھا۔
- میں ایک کیز خریدتا ہوں اسے میرے پاس چند ماہ رکھ کر خون حیض نہیں آیا۔ وہ بڑھیا بھی نہیں۔ میں عورتوں کو دکھلایا۔ انہوں نے کہا اس کو حمل بھی نہیں ہے۔ ایسی صورت میں اس سے صحبت فرما۔ خون حیض کبھی رک بھی جاتا ہے غیر حمل ریح کی وجہ سے۔ پس جماعت میں حرج نہیں۔ میں نے کہا۔
- اگر اسے حمل ہو (پہلے شخص کا) تو میرا لطف بیکار جلے گا۔ فرمایا چاہو تو بے جماعت کے رہو۔ (مجبور)
- ۲۔ میں نے صادق آل محمد سے کہا۔ میں نے ایک کیز خریدی۔ بسا اوقات اس کا حیض رک جاتا ہے۔ فساد خون یا رحم میں ہوا بھی۔ جلنے سے۔ میں اس کو دو اپلاتا ہوں خون جاری ہو جاتا ہے۔ کیا ایک دن اس سے جماعت جا کر ہے دراکھالیہ کہ میں نہیں جانتا کہ وہ اس جماعت سے حاملہ ہوئی یا غیر سے۔ فرمایا ایسا نہ کر، میں نے کہا اس کا خون ایک ماہ رک رہا۔ اگر یہ حمل کی وجہ سے گاہے تو میرا لطف اس شخص کے لطف کی طرح ہو گا جو بیکار اس کو ڈالتا ہے۔ حضرت نے فرمایا لطف جب رحم میں جاتا ہے تو ضروری نہیں کہ بچہ اس سے پیدا ہی ہو۔ اس کو وہ دوجب اس کا حیض ایک ماہ تک رک رہے اور اس کے ایام گزر جائیں (تب جماعت کرو)۔ (حسن)

۶۔ میں نے اس کے بارے میں پوچھا جس نے سمجھ والی کنیز خریدی ہو اور اس کے پاس اگر حایض نہ ہو۔ یہاں تک کچھ ماہ گزر جائیں اور اسے حمل بھی نہ ہو تو کیا کرے فرمایا اگر اس کی مثل یعنی ہم سے عورتیں اس عرصہ حایض ہوتی ہیں اور وہ کبیرا سن بھی نہیں۔ تو یہ اس کے لئے عیب ہے جس کی وجہ سے اس کو رد کیا جائے۔

## باب ۲۲

### زن حایض کا خضاب

۱۔ امام رضا علیہ السلام سے پوچھا کیا بکالت حیض عورت خضاب لگا سکتی ہے فرمایا ہاں

## باب ۲۳

### حایض کا کپڑے دھونا

۱۔ میں نے پوچھا کیا حایض وہ کپڑے دھوئے جو بکالت حیض پہنے تھے فرمایا جہاں حیض کا خون لگا ہو وہ دھوئے باقی چھوڑ دے۔ میں نے کہا ان کپڑوں میں تو اس کا پسینہ ہے۔ فرمایا پسینہ حیض نہیں۔  
۲۔ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے ان کے باپ کی کنیز نے کہا میں آپ پر فدا ہوں۔ ایک مسئلہ پوچھنا چاہتی ہوں مگر شرم آتی ہے فرمایا شرم نہ کرو اور پوچھو۔ اس نے کہا میرے کپڑوں پر حیض کا خون تھا میں نے اسے دھو ڈالا لیکن اس کا دارغ کیا نہیں فرمایا دش (گیر و) میں رنگوں تاکہ اس میں یا تو مل جائے یا دور ہو جائے۔

## باب ۲۴

### حایض کا پانی ڈالنا اور سجادہ اٹھانا

۱۔ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ حایض عورت مرد پر نہاتے وقت پانی ڈال سکتی ہے۔ فرمایا آنحضرتؐ کی ایک بی بی بکالت حیض آپ پر پانی ڈالتی تھیں۔

[ بسم الله الرحمن الرحيم ]

## «كتاب الجنائز»

### «باب»

«(علل الموت وأن المؤمن يموت بكل ميتة)»

١ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن فضال ، عن حماد بن عيسى ، عن سعد بن طريف ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : كان الناس يعتبطون اعتباطاً فلما كان زمان إبراهيم عليه السلام قال : يارب اجعل للموت علّة يؤجر بها الميت ويسلم بها عن المصائب ، قال : فأنزل الله عز وجل الموم وهو البرسام ثم أنزل بعده الداء .

٢ - محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد بن عيسى ، عن ابن فضال ، عن عاصم بن حميد ، عن سعد بن طريف ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : كان الناس يعتبطون اعتباطاً ، فقال إبراهيم عليه السلام : يارب لو جعلت للموت علّة يعرف بها ويسلم عن المصائب فأنزل الله عز وجل الموم وهو البرسام ثم أنزل الداء بعده .

٣ - محمد ، عن أحمد بن محمد ، عن محمد بن إسماعيل ، عن سعدان ، عن عبد الله بن سنان ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : سمعته يقول : الحمى رائد الموت وهو سجن الله في الأرض وهو حظ المؤمن من النار .

٤ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن فضال ، عن محمد بن الحسين ، عن محمد بن الفضل ، عن عبد الرحمن بن يزيد ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : قال رسول الله صلى الله عليه وآله : مات داود النسي يوم السبت مضجوعاً فأظلمت الطير بأجنحتها ومات موسى كليم الله عليه السلام في النية فصاح سائر من السماء مات موسى عليه السلام وأي نفس لا تموت ؟

٥ - نعمة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن أحمد بن محمد بن أبي نصر ، والحسن ابن محبوب ، عن أبي حمزة ، عن جابر ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : قال رسول الله صلى الله عليه وآله : إن موت الفجأة تنقيف عن المؤمن وأخذة أسف عن الكافر .



٦ - ثمان بن يحيى ، عن أحمد بن محمد أو غيره ، عن علي بن حديد ، عن الرضا عليه السلام قال : أكثر من يموت من موالينا بالبطن الذريع .

٧ - ثمان بن يحيى ، عن موسى بن الحسن ، عن الهيثم بن أبي مسروق ، عن شيخ من أصهارنا يكتسب بأبي عبد الله ، عن رجل ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : قال رسول الله ﷺ : الله تعالى راحدا لموت وسبحن الله تعالى في أرضه وفودها من جهنم وهي حظ كل مؤمن من النار .

٨ - ثمان بن يحيى ، عن محمد بن الحسين ، عن صفوان ، عن معاوية بن عمار ، عن ناجية قال : قال أبو جعفر عليه السلام : إن المؤمن يتلى بكل بلية ويموت بكل ميتة إلا أنه لا يقتل نفسه .

٩ - حميد بن زياد ، عن الحسن بن محمد ، عن وهيب بن حفص ، عن أبي بصير قال : سألت أبا عبد الله عليه السلام عن ميتة المؤمن ، فقال : يموت المؤمن بكل ميتة ، يموت غرقاً ويموت بالهدم ويتلى بالسبع ويموت بالصاعقة ولا تصيب ذاكر الله تعالى .

١٠ - عدة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن محمد بن سنان ، عن عثمان النوا ، عن ذكره ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : إن الله عز وجل يتلى المؤمن بكل بلية وميته بكل ميتة ولا يتليه بذهاب عقله أما ترى أيوب عليه السلام كيف سلط إبليس على ماله وولده وعلى أهله وعلى كل شيء منه ولم يسقطه على عقله ، ترك له ما يوحد الله عز وجل به .

### باب

#### (ثواب المرض)

١ - عدة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد ، عن ابن محبوب ، عن عبد الله بن مسكان ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : إن رسول الله ﷺ رفع رأسه إلى السماء فبسم : فبسم : يا رسول الله رأيتك رفعت رأسك إلى السماء فبسمت : قال : نعم فبسم : فبسم : فبسم : من السماء إلى الأرض يلتصقان عبداً مؤمناً صالحاً في مصلى كان في أي فناء يكتب له عمله في يومه ولياته فلم يجداه في مصلاه فعرجا إلى السماء فقالا : ربنا عبدك المؤمن فابن التمسناه في مصلاه لنكتب له عمله ليومه وليته فلم نصبه فوجدناه في حباله قال

الله عز وجل : اكتب لعبدى مثل ما كان يعمل في صحته من الخير في يومه وليلته ما ام  
في حاله فان علي أن اكتب له اجر ما كان يعمل في صحته إذا حبرته عنه .  
٢ - علي بن ابراهيم ، عن أبيه ، عن عمرو بن عثمان ، عن الفضل بن صالح ،  
عن جابر ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : قال النبي صلى الله عليه وآله : إن المسلم إذا غلبه ضعف الكبر  
أمر الله عز وجل الملك أن يكتب له في حاله تلك مثل ما كان يعمل وهو شاب ، نشيط  
صحيح ومثل ذلك إذا مرض وكل الله به ملكاً يكتب له في سقمه ما كان يعمل من الخير  
في صحته حتى يرفعه الله ويقبضه وكذلك الكافر إذا اشتغل بسقم في جسده كتب الله  
له ما كان يعمل من الشر في صحته .

٣ - علي بن ابراهيم ، عن أبيه ، عن عبدالله بن المغيرة ، عن عبدالله بن سنان ،  
عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قال رسول الله صلى الله عليه وآله : يقول الله عز وجل للملك الموكل  
بالمؤمن إذا مرض : اكتب له ما كنت تكتب له في صحته فأتني أنا الذي سمعته .  
حجالي .

٤ - علي ، عن أبيه ، عن عبدالله بن المغيرة ، عن أبي الصباح قال : قال أبو جعفر  
عليه السلام : سهر ليلة من مرض أفضل من عبادة سنة .

٥ - عدة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن ابن محبوب ، عن عبد الحميد ،  
عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إذا صعد ملكا العبد المريض إلى السماء عند كل مساء يقول  
الرب تبارك وتعالى : ماذا كتبتم لعبدى في مرضه ، فيقولان : الشكاية ، فيقول : ما  
أنصفت لعبدى إن حبسته في حبس من حبسى ثم أضعه الشكاية ، فيقول : اكتب لعبدى مثل  
ما كنت تكتبان له من الخير في صحته ولا تكتبنا عليه سيئة حتى أطلقه من حبسى ،  
يا رب في حبس من حبسى .

٦ - محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد بن عيسى ، عن الحسين بن سعيد ، عن النضر  
ابن سويد ، عن درست ، عن زرارة ، عن أحدهما عليه السلام قال : سهر ليلة من مرض أو وجع  
أفضل وأعظم أجراً من عبادة سنة .

٧ - عنه ، عن أحمد ، عن أحمد بن محمد بن أبي نصر ، عن درست قال : سمعت أبا ابراهيم عليه السلام  
يقول : إذا مرض المؤمن أو حتى الله عز وجل إلى صاحب الشمال لا تكتب على عبدى مادام

يا حبيبى ووثاقى ذنباً وبوحي إلى صاحب اليمين أن اكتب لعبدي ما كنت تكتبه في  
سجته من الحسنات .

٩ - أبو : لمي الأشعري ، عن محمد بن حسان ، عن محمد بن علي ، عن محمد بن  
الفضل ، عن أبي حمزة ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : حتى ليلة تعدل عبادة سنة وحتى ليكتن  
٩ - عدة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد ، عن ابن محبوب ، عن حفص بن غياث ،  
بن حجاج ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : الجسد إذا لم يمرض أشراً ولا خير في جسد لا يمرض  
أشراً <sup>(١)</sup>

تعدل عبادة سنتين وحتى ثلاث تعدل عبادة سبعين سنة ، قال : قلت : فإن لم يبلغ سبعين سنة ؟  
قال : فلا مئة وأبيه ، قال : قلت : فإن لم يبلغها ؟ قال : فثلاثة ، قال : قلت : فإن لم يبلغ  
ثلاثة ؟ قال : فلجيرانه .

١٠ - محمد بن يحيى ، عن محمد بن الحسين ، عن الحكم بن مسكين ، عن زرارة بن  
مروان ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : حتى ليلة كفارة لما قبلها ولما بعدها .

### ﴿باب﴾

﴿آخر منه﴾

١ - أبو علي الأشعري ، عن محمد بن سالم ، عن أحمد بن النضر ، عن محمد بن شمر  
عن جابر ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : قال رسول الله صلى الله عليه وآله : قال الله عز وجل : من مرض  
ثلاثاً فلم يشك إلى أحد من عواده أبدلته لحماً خيراً من لحمه ودماً خيراً من دمه ،  
فإن عافيته عافيته ولا ذنب له وإن قبضته قبضته إلى رحمتي .

٢ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن بعض أصحابه ، عن أبي حمزة <sup>(١)</sup> ، عن أبي  
جعفر عليه السلام قال : قال الله تبارك وتعالى : ما من عبد ابتليته ببلاء فلم يشك إلى عواده  
إلا أبدلته لحماً خيراً من لحمه ودماً خيراً من دمه فإن قبضته قبضته إلى رحمتي وإن  
عاش عاش وليس له ذنب .

٣ - الحسين بن محمد ، عن عبد الله بن عامر ، عن علي بن مزيار ، عن الحسن

ابن الفضل ، عن غاله . بن عثمان ، عن بشير الدهان ، عن أبي عبدالله عليه السلام : قال : قال الله عز وجل : أياها عبدائليته بليتة فكنتم ذلك من عواده فلا تأبداً له لحداً خيراً من لحمه ودماً خيراً من دمه وبشرأ خيراً من بشره ، فإن أبقيته أبقيته ولا ذنب له وإن مات مات إلى رحمتي .

٤ - حميد بن زياد ، عن الحسين بن علي الكندي ، عن أحمد بن الحسن الميثم ، عن رجل ، عن أبي عبدالله عليه السلام : قال : من مرض ليلة قبلها بقبولها كتب الله عز وجل له عبادة ستين سنة ؛ قلت : ما معنى قبولها ؛ قال : لا يشكو ما أصابه فيها إلى أحد .  
٥ - عدة من أصحابنا ، عن أحمد بن أبي عبدالله ، عن المزرمي ، عن أبيه ، عن أبي عبدالله عليه السلام : قال : من اشتكى ليلة قبلها بقبولها وأدعى إلى الله شكرها كانت كعبادة ستين سنة ، قال : أبي فقلت له : ما قبولها قال : يصبر عليها ولا يخبر بها كان فيها فإذا أصبح حمد الله على ما كان .

٦ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن بعض أصحابه قال : قال أبو عبدالله عليه السلام : من مرض ثلاثة أيام فكنمه ولم يخبر به أحداً أبدل الله عز وجل له لهما خيراً من لحمه ودماً خيراً من دمه وبشرة خيراً من بشرته وشعراً خيراً من شعره قال : قلت له : جعلت فداك وكيف يبده ؛ قال : يبده لحمأ ودمأ وشعراً وبشرة لم يأنب فيها .

### باب

#### حد الشكاية

١ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن جميل بن صالح ، عن أبي عبدالله عليه السلام : قال : سئل عن حد الشكاية للمريض ، فقال : إن الرجل يقول : حممت اليوم وسهرت البارحة وقد صدق وليس هذا شكاية وإنما الشكوى أن يقول : قد ابتليت بمالم يبتل به أحد ، ويقول : لقد أصابني مالم يصاب أحداً ، وليس الشكوى أن يقول : سهرت البارحة وحممت اليوم ونحو هذا .

باب

(المريض يؤذن به الناس)

١ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن محبوب ، عن أبي ولاد السباد ، عن  
عبدالله بن سنان قال : سمعت أبا عبدالله عليه السلام يقول : ينبغي للمريض أن يؤذن  
إخوانه بمرضه فيؤذنه فيؤجر فيهم ويؤجرون فيه ، قال : قتيبا ، له : نعم هم يؤجرون  
بمشاهم إليه فكيف يؤجر هو فيهم ؟ قال : فقال : باكتسابه لهم الحسنات ، فيؤجر فيهم  
فيكتب له بذلك عشر حسنات ويرفع له عشر درجات ويمحى بها عنه عشر سيئات .  
٢ - محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد ، عن محمد بن خالد ، عن القاسم بن محمد ، عن  
عبد الرحمن بن محمد ، عن سيف بن عميرة قال : قال أبو عبدالله عليه السلام : إذا دخل أحدكم على  
أخيه عاهداً له فليساله يدعو له فإن دعاءه مثل دعاء الملائكة .

باب

(في كم يعاد المريض ، وقدر ما يجلس عنده وكدام العيادة)

١ - عدة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن علي بن أسباط ، عن بعض  
أصحابه ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : لا عيادة في وجع العين ولا تكون عيادة في أقل  
من ثلاثة أيام فإذا وجبت فيوم ويوم لا فإذا طالت العلة ترك المريض وعياله .  
٢ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن عبدالله بن المغيرة ، عن عبدالله بن سنان  
عن أبي عبدالله عليه السلام قال : العيادة قدر فواق ناقة أو حلب ناقة .  
٣ - محمد بن يحيى ، عن موسى بن الحسن ، عن الفضل بن عامر أبي العباس ، عن  
موسى بن القاسم قال : حدثني أبو زيد قال : أخبرني مولى لجعفر بن محمد عليه السلام قال : مرض  
بعض مواليه فخرجنا إليه نعوذ ونحن عدة من موالي جعفر فاستقبلنا جعفر عليه السلام في  
بعض الطريق فقال : لنا أين تريدون ؟ قلنا : نريد فلاناً نعوذ ، فقال لنا : قفوا فوقنا ،  
فقال : مع أحدكم تفاحة أو سفرجلة أو أترجة أو لمة من طيب أو قطعة من عود  
بخور ؟ قلنا ما معنا شيء من هذا ، فقال : أما تعلمون أن المريض يستريح إلى كل ما

أدخل به عليه .

- ٤ - عدة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن محمد بن سليمان ، عن موسى بن قادم ، عن رجل ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : تمام العيادة للمريض أن تضع يدك على ذراعه وتبجل القيام من عنده فإن زيادة النوكى أشد على المريض من وجعه .
- ٥ - حميد بن زياد ، عن الحسن بن محمد ، عن سماعة ، عن غير واحد ، عن أبان ، عن أبي يحيى قال : قال أبو عبد الله عليه السلام : تمام العيادة أن تضع يدك على المريض إذا دخلت عليه .
- ٦ - علي بن إبراهيم ، عن هارون بن مسلم ، عن مسعدة بن صدقة ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : إن أسير المؤمنين صلوات الله عليه قال : إن من أعظم العواد أجراً عند الله عز وجل لمن إذا عاد أخاه خفف الجالس إلا أن يكون المريض يحب ذلك ويريد به ويسأله ذلك ؛ وقال عليه السلام : من تمام العيادة أن يضع العائد إحدى يديه على الأخرى أو على جبهته .

### باب

#### في نواب عيادة المريض

- ١ - عدة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن ابن فضال ، عن أبي بن عقبة ، عن ميسر قال : سمعت أبا جعفر عليه السلام يقول : من عاد امرأة مسالماً في مرضه صلى عليه يومئذ سبعون ألف ملك إن كان صباحاً حتى يمسا وإن كان مساءً حتى يصبحوا مع أن له خريفاً في الجنة .
- ٢ - محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد بن عيسى ، عن ابن فضال ، عن عبد الله بن بكير ، عن فضيل بن يسار ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : من عاد مريضاً شيعة سبعون ألف ملك يستغفرون له حتى يرجع إلى منزله .
- ٣ - عنه ، عن أحمد بن محمد ، عن ابن فضال ، عن محمد بن الفضيل ، عن أبي حمزة ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : أيما مؤمن عاد مؤمناً خاض [في] الرحمة خوفاً فإذا جلس أمرته الرحمة فإذا انصرف وكل الله به سبعين ألف ملك يستغفرون له ويسترحون عليه ويقولون : طيب وطابت لك الجنة إلى تلك الساعة من غد . وكان له يا أبا حمزة خريف



في الجنة ، قلت : وما الخريف جعلت فداك ، قال : زاوية في الجنة يسير الركب فيها أربعين عاماً .

٤ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن محبوب ، عن داود الرقي ، عن رجل من أصحابه ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : أيما مؤمن عاد مؤمناً في الله عز وجل في مرضه و كل الله به ملكاً من العواد يعود في قبره ويستغفر له إلى يوم القيامة .

٥ - عدة من أصحابنا ، عن أحمد بن أبي عبد الله ، عن عبد الرحمن بن أبي نجران عن صفوان الجمال ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : من عاد مريضاً من المسلمين و كل الله به أبداً سبعين ألفاً من الملائكة يشنون رحله ويستبشرون فيه ويقدمون ويهللون و يكبرون إلى يوم القيامة نصف صلاتهم لعائد المريض .

٦ - عدة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن ابن محبوب ، عن زهير بن عبد ربه قال : سمعت أبا عبد الله عليه السلام يقول : أيما مؤمن عاد مؤمناً مريضاً في مرضه حين يصبح شيعة سبعون ألف ملك فإذا قد غمرته الرحمة واستغفر والله عز وجل له حتى يمسي وإن عاد مسألاً كان له مثل ذلك حتى يصبح .

٧ - محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد ، عن ابن سنان ، عن أبي الجارود ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : كان فيما ناجى به موسى ربه أن قال : يا رب ما بلغ من عبادة المريض من الأجر (١) فقال الله عز وجل : أو كل به ملكاً يعود في قبره إلى عشره .

٨ - علي بن إبراهيم ، عن هارون بن مسلم ، عن مسعدة بن صدقة ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : قال رسول الله صلى الله عليه وآله : من عاد مريضاً ناداه من السماء باسمه يا فلان طبت وطاب [ لك ] ممثلك بثواب من الجنة

### باب

(تلقين الميت)

١ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حماد ، عن الحلبي ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : إذا حضرت الميت قبل أن يموت فلقنه شهادة أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأن محمداً عبده ورسوله

٢ - عنه ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن أبي أيوب ، عن غدير مسلم ، عن أبي جعفر عليه السلام ؛ وحفص بن البختري ، عن أبي عبد الله عليه السلام ؛ قال : إنكم تلقون موتاكم عند الموت لا إله إلا الله ونحن تلقون موتانا عند رسول الله صلى الله عليه وآله .

٣ - علي ، عن أبيه ، عن حماد بن عيسى ، عن حريز ، عن زرارة ، عن أبي جعفر عليه السلام ؛ قال : إذا أدركت الرجل عند النزع فلقنه كلمات الفرج : « لا إله إلا الله العظيم الكريم ، لا إله إلا الله العلي العظيم ؛ سبحان الله رب السموات السبع ورب الأرضين السبع وما فيهن وما بينهن وما تهتمن ؛ ورب العرش العظيم والحمد لله رب العالمين » قال : فقال أبو جعفر عليه السلام : لو أدركت عيكمة عند الموت لقلته ، فقل لأبي عبد الله عليه السلام : بما ذا كان ينفعه ؛ قال : يلقنه ما أتم عليه .

٤ - محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد ، عن الحسين بن سعيد ، عن النضر بن سويد ، عن داود بن سليمان الكوفي ، عن أبي بكر الحضرمي ؛ قال : مرض رجل من أهل بيتي فأتيته عاماً ، فقلت له : يا ابن أخي إن لك عندي نصيحة أقبلها ؛ فقال : نعم ، فقلت : قل : « أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له » فشهد بذلك ، فقلت : إن هذا لا تنفع به إلا أن يكون منك على يقين ، فذكر أنه منه على يقين ، فقلت : قل : « أشهد أن محمداً عبده ورسوله » فشهد بذلك ، فقلت : إن هذا لا تنفع به حتى يكون منك على يقين ، فذكر أنه منه على يقين ، فقلت : قل : « أشهد أن علياً وصيه وهو الخليفة من بعده والإمام المفترض الطاعة من بعده » فشهد بذلك ، فقلت له : إنك لن تنفع بذلك حتى يكون منك على يقين ، فذكر أنه منه على يقين ، ثم سميت الأئمة عليهم السلام رجلاً رجلاً فأثر بذلك ، وذكر أنه على يقين فلم يلبث الرجل أن توفي فجزع أهله عليه جزعاً شديداً قال : ففبت عنهم ثم أتيتهم بعد ذلك فرأيت عراة حسناً ، فقلت : كيف تجدونكم ؛ كيف عزألك أيتها المرأة ؛ فقالت : والله لقد أصبنا بمصيبة عظيمة بوفاة فلان - رحمه الله -

وكان مما سغا بنفسه لرؤيا رأيها الليلة ، فقلت : وما تلك الرؤيا ؛ قالت : رأيت فلاناً - يعني الميت - حياً سليماً ، فقلت : فلان ؛ قال : نعم ، فقلت له : أما كنت ميتاً ؟ فقال : بلى ولكن نجوت بكلمات لقنيتها أبو بكر ولولا ذلك لكنت أهلك .

٥. عنه ، عن أحمد بن محمد ، عن الحسين بن سعيد ، عن القاسم بن محمد ، عن علي بن أبي حمزة ، عن أبي بصير ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : كنا عنده و عنده جهران إذ دخل عليه مولى له فقال : جعلت فداك هذا عكرمة في الموت وكان يرى رأي الخوارج وكان منقطعاً إلى أبي جعفر عليه السلام فقال لنا أبو جعفر عليه السلام : أنظروني حتى أرجع إليكم فقلنا : نعم ، فما لبث أن رجع فقال : أما إنني لو أدركت عكرمة قبل أن تنف النفس موقعها لمأتمه كلمات ينتفع بها ولكنني أدركته وقد وقعت النفس موقعها ، قلت : جعلت فداك وما ذاك الكلام ؟ قال : هو والله ما أنتم عليه فلقنوا موتاكم عند الموت شهادة أن لا إله إلا الله والولاية .

وفي رواية أخرى قال : فلقنه كلمات الفرج والشهادتين و تسمي له الإقرار بالأئمة عليهم السلام واحداً بعد واحد حتى ينقطع عنه الكلام .

٦. عدة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن جعفر بن محمد الأشعري ، عن عبد الله بن ميمون القداح ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : كان أمير المؤمنين عليه السلام إذا حضر أحداً من أهل بيته الموت قال له : قل : لا إله إلا الله العلي العظيم سبحانه الله رب السموات السبع ورب الأرضين السبع وما بينهما ورب العرش العظيم والحمد لله رب العالمين فإذا قالها المريض قال : اذهب فليس عليك بأس .

٧. سهل بن زياد ، عن محمد بن الحسن بن شمعون ، عن عبد الله بن الرضائي ، عن عبد الله بن القاسم ، عن أبي بكر الحضرمي قال : قال أبو عبد الله عليه السلام : والله لو أن عابد ومن سب ما نصفون عند خروج نفسه ما طعمت النار من جسده شيئاً أبداً .

٨. علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حماد ، عن الحلبي ، عن أبي عبد الله عليه السلام أن رسول الله صلى الله عليه وآله دخل على رجل من بني هاشم وهو يقضي فقال له رسول الله صلى الله عليه وآله : قل : لا إله إلا الله العلي العظيم ، لا إله إلا الله العظيم الكريم ، سبحانه الله رب السموات السبع ورب الأرضين السبع وما بينهما ورب العرش العظيم والحمد لله رب العالمين فقالها ، فقال رسول الله صلى الله عليه وآله : الحمد لله الذي استنقذه من النار .

۹ - محمد بن يحيى ، عن محمد بن الحسين ، عن يزيد الرعي ، عن أبي هاشم ، عن سالم بن أبي سلمة ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : حضر رجلاً الموت فقيل : يا رسول الله إن فلاناً قد حضره الموت فنهض رسول الله عليه السلام ومعه ناس من أصحابه حتى أتاه وهو مغشى عليه ، قال : فقال : يا مملك الموت كف عن الرجل حتى أسأله فأفاق الرجل ، فقال النبي عليه السلام : ما رأيت ؛ قال رأيت بياضاً كثيراً وسواداً كثيراً <sup>(۱)</sup> قال : فأيهما كان أقرب إليك ؟ قال : السواد ، فقال النبي عليه السلام : قل : « أَلَمْ يَغْفِرْ لِي الْكَثِيرَ مِنْ مَعَاصِيكَ وَاقْبَلْ مِنِّي الْيَسِيرَ مِنْ طَاعَتِكَ » فقال له ، ثم أغشى عليه ، فقال : يا مملك الموت خفت عنه حتى أسأله ، فأفاق الرجل ، فقال : ما رأيت ؛ قال : رأيت بياضاً كثيراً وسواداً كثيراً ، قال : فأيهما كان أقرب إليك ؟ فقال : البياض ، فقال رسول الله عليه السلام : غفر الله لأصحابكم قال : فقال أبو عبد الله عليه السلام : إذا حضرتم ميتاً فقولوا له هذا الكلام ليه وله .

### باب

( إذا عسر على الميت الموت واشتد عليه النزع )

۱ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن الحسين بن عثمان ، عن ذريح قال : سمعت أبا عبد الله عليه السلام يقول : قال علي بن الحسين عليه السلام : إن أبا سعيد الغدري كان من أصحاب رسول الله عليه السلام وكان مستقيماً فنزع ثلاثة أيام ففسد ، أمهله ثم حمل إلى معمل فمات فيه .

۲ - محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد ، عن الحسين بن سعيد ، عن النضر بن سويد عن عبد الله بن سنان ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : إذا عسر على الميت موته ونزعه قرب إلى مصلاه الذي كان يصلي فيه .

۳ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حماد ، عن حريز ، عن زرارة قال : إذا اشتد عليه النزع فضعه في مصلاه الذي كان يصلي فيه أو عليه .

٤ - الحسين بن محمد ، عن مولى بن محمد ، عن الوشاء ، عن أبان ، عن ليث المرادي  
عن أبي عبد الله عليه السلام : قال : قال : إن أبا سعيد الخدري قد رزقه الله هذا الرأي وإنه  
قد اشتد نزعته فقال : احملوني إلى مصلاي فحملوه فلم يلبث أن هلك  
٥ - محمد بن يحيى ، عن موسى بن الحسن ، عن سليمان الجعفري قال : رأيت  
أبا الحسن يقول لابنه القاسم : قم يا بني فاقرا عند رأس أخيك « والصافات صفاء  
حتى تستتمها ، فقرأ فلما بلغ « أهم أشد خلقا آمن خلقنا » قضى الفتى فلما سجد  
وخرجوا أقبل عليه يعقوب بن جعفر فقال له : كننا نعهد الميت إذا نزل به يقرأ عنده  
« يس والقرآن الحكيم » وصرت تأمرنا بالصافات ، فقال : يا بني لم يقرأ عبد مكروب  
من موت قط إلا جعل الله راحته .

### باب ٩

#### توجيه الميت إلى القبلة

١ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن إبراهيم الشعمري ، وغير  
واحد ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال في توجيه الميت : تستقبل بوجه القبلة وتجعل  
قدميه مما يلي القبلة  
٢ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن هشام بن سالم ، عن سليمان  
ابن خالد قال : سمعت أبا عبد الله عليه السلام يقول : إذا مات لأحدكم ميت فسيجوه تجاه  
القبلة وكذلك إذا غسل يحفر له موضع المغسل تجاه القبلة فيكون مستقبلا بباطن  
قدميه ووجهه إلى القبلة .  
٣ - حميد بن زياد عن الحسن بن محمد ، عن محمد بن أبي حمزة ، عن معاوية بن عمار  
قال : سألت أبا عبد الله عليه السلام عن الميت ، فقال : استقبل بباطن قدميه القبلة .

### باب ١

عن أن المؤمن لا يكره على قبض روحه

١ - أبو علي الأشعري، عن محمد بن عبد الجبار، عن أبي عبد الله نصراني - قال : وكان خيراً - قال : حدثني أبو اليقظان عماد الأسدي، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : قال رسول الله ﷺ : لو أن مؤمناً أقسم على ربه أن لا يميته ما أماته أبداً ولكن إذا كان ذلك أو إذا حضر أجله بعث الله عز وجل إليه ريحين : ريحاً يقال لها : المنسية وريحاً يقال لها : المستغنية ، فأما المنسية فأيتها تنسيه أهله وماله وأما المستغنية فأيتها تسخى نفسه عن الدنيا حتى يختار ما عند الله .

٢ - عدة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن محمد بن سليمان ، عن أبيه ، عن سدير الصيرفي قال : قلت لأبي عبد الله عليه السلام : جعلت فداك يا ابن رسول الله هل يكره المؤمن على قبض روحه قال : لا والله إنه إذا أتاه ملك الموت لقبض روحه جزع عند ذلك فيقول له ملك الموت : يا ولي الله لا تجزع فوالذي بعث محمداً ﷺ لا أنا أبر بك وأشفق عليك من والد رحيم لو حضرك ، افتح عينك فانظر قال : وبمثل له رسول الله ﷺ وأمير المؤمنين وفاطمة والحسن والحسين والأئمة من ذريتهم عليه السلام فيقال له : هذا رسول الله وأمير المؤمنين وفاطمة والحسن والحسين والأئمة عليه السلام رفاؤك ، قال : فيفتح عينه فينظر فينادي روحه مناد من قبل رب العزة فيقول : يا أيها النفس المطمئنة ( إلى محمد وأهل بيته ) إرجعي إلى ربك راضية ( بالولاية ) راضية ( بالشواب ) فادخلي في عبادي ( يعني محمداً وأهل بيته ) وادخلي جنتي ، فما شيء أحب إليه من استلال روحه والحق بالمنادي .

### باب ٢

عن ما يعاين المؤمن والكافر

١ - عدة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن ابن فضال ، عن علي بن عتبة ، عن أبيه قال : قال لي أبو عبد الله عليه السلام : يا عتبة لا يقبل الله من العباد يوم القيامة إلا



هذا الأمر الذي أنتم عليه وما بين أحدكم وبين أن يرى ما تقر به عينه . إلا أن تبلغ نفسه إلى هذه ثم أهوى بيده إلى الوريد ثم أنكأ وكان معي المعلمي فغمزني أن أسأله فقلت : يا ابن رسول الله فإذا بلغت نفسه هذه أي شيء يرى ؟ فقلت له بضع عشرة مرة : أي شيء ؟ فقال في كلها : يرى ولا يزيد عليها ، ثم جلس في آخرها فقال : يا عقبه ! فقلت :

لبنيك وسعديك ، فقال : أبيت إلا أن تعلم ، فقلت : نعم يا ابن رسول الله إنما ديني مع دينك فإذا ذهب ديني كان ذلك كيف لي بك يا ابن رسول الله كل ساعة و بكيت فزق لي ؟ فقال : يراهما والله ، فقلت : بأبي وأمي من هما ؟ قال : ذلك رسول الله ﷺ وعلي ﷺ ، يا عقبه لن تموت نفس مؤمنة أبداً حتى تراهما ، قلت : فإذا نظر إليهما المؤمن أيرجع إلى الدنيا ؟ فقال : لا ، يعضي أمامه إذا نظر إليهما مضى أمامه فقلت له : يقولان شيئاً ؟ قال : نعم يدخلان جميعاً على المؤمن فيجلس رسول الله ﷺ عند رأسه وعلي ﷺ عند رجله فيكب عليه رسول الله ﷺ فيقول : يا ولي الله أبشر أنا رسول الله أني خير لك مما تركت من الدنيا ثم ينهض رسول الله ﷺ فيقوم علي ﷺ حتى يكب عليه ، فيقول : يا ولي الله أبشر أنا علي بن أبي طالب الذي كنت تحبه أما لا نفعك . ثم قال : إن هذا في كتاب الله عز وجل ، قلت : أين جعلني الله فداك هذا من كتاب الله ؟ قال : في يونس قول الله عز وجل ههنا : الذين آمنوا وكانوا يتقون لهم البشري في الحياة الدنيا وفي الآخرة لا تبديل لكلمات الله ذلك هو الفوز العظيم

٢ - علي بن إبراهيم ، عن محمد بن عيسى ، عن يونس ، عن خالد بن حمادة ، عن أبي بصير قال : قال أبو عبد الله ﷺ : إذا حيل بينه وبين الكلام : أتاه رسول الله ﷺ ومن شاء الله ﷻ فيجلس رسول الله ﷻ عن يمينه والآخر عن يساره فيقول له رسول الله ﷻ : أما ما كنت ترجو فهذا أمامك وأما ما كنت تخاف منه فقد أمنت منه ، ثم يفتح له باب الجنة فيقول : هذا منزلك من الجنة فإن شئت رددناك إلى الدنيا ولك فيها ذهب وفضة ، فيقول : لأحاجة لي في الدنيا فعند ذلك يبيض لونه و يشرح جبينه وتقلص شفتاه وتنتشر منخراه و تدمع عينه اليسرى فأني هذه العلامات رأيت فاكتم

بها فإذا خرجت النفس من الجسد فيعرض عليها كما عرض عليه وهي في الجسد فتختار الآخرة فتغسله فيمن يغسله وتقلبه فيمن يقلبه فإذا أدرج في أكفانه ووضع على سريرته خرجت روحه تمشي بين أيدي القوم قدماً وتلقاه أرواح المؤمنين يسلكون عليه ويبدشرونه بما أعد الله له جل ثناؤه من النعيم فإذا وضع في قبره رد إليه الروح إلى ركيه ثم يسأل عما يعلم فإذا جاء بما يعلم فتح له ذلك الباب الذي أراه رسول الله ﷺ فيدخل عليه من نورها وضوئها ويردها وطيب ريحها .

قال : قلت : جعلت فداك فأين ضغطة القبر ؟ فقال : هيها ماعلى المؤمنين منها شيء والله إن هذه الأرض لتفتخر على هذه ، فيقول : وطأ على ظهري مؤمن وام يطأ على ظهرك مؤمن و تقول له الأرض : والله لقد كنت أحبك وأنت تمشي على ظهري فأما إذا ولينك فستعلم ماذا أصنع بك ، فتفسح له مد بصره .

٣ - محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد بن عيسى ، عن ابن فضال ، عن يونس بن يقظوب ، عن سعيد بن يسار أنه حضر أحد ابني سابور وكان لهما فضل وورع وإخبار . مرض أحدهما وما أحسبه إلا زكريا بن سابور قال : فحضرتة عند موته فبسط يده ثم قال : ايضت يدي يا علي ، قال : فدخلت على أمي عبدالله ﷺ وعنده محمد بن مسلم قال : فلما قمت من عنده ظننت أن غداً يخبره بخبر الرجل فأتته برسول فرجعت إليه فقال : أخبرني عن هذا الرجل الذي حضرته عند الموت أي شيء سمعته يقول ؟ قال : قلت بسط يده ثم قال : ايضت يدي يا علي ، فقال أبو عبدالله ﷺ : والله رآه ، والله رآه ، والله رآه .

٤ - محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد ، عن محمد بن سنان ، عن عمار بن مروان قال : حدثني من سمع أبا عبدالله ﷺ يقول : منكم والله يقبل ولكم والله يغفر ، إنه ليس بين أحدكم وبين أن يفتبط ويرى السرور وقرّة العين إلا أن تبلغ نفسه ههنا . أو ما يده إلى خلقه . ثم قال : إنه إذا كان ذلك واحتضر حضره رسول الله ﷺ وعليه جبريل وملاك الموت ﷺ فيدنونه علي ﷺ فيقول : يا رسول الله إن هذا كان يحبنا أهل البيت فأحبته ، ويقول رسول الله ﷺ : يا جبريل إن هذا كان يحب الله

ورسوله وأهل بيته رسول له فأحبه ويقول جبرئيل ملك الموت : إن هذا كان يحب الله ورسوله وأهل بيته رسول له فأحبه وأرق به ، فيدنونه ملك الموت ، فيقول : يا عبد الله أخذت فكأك رقبته أخذت أمان براءتك تمسكت بالعصمة الكبرى في الحياة الدنيا ، قال : فيوققه الله عز وجل فيقول : نعم فيقول : وما ذلك ، فيقول : ولاية علي بن أبي طالب عليه السلام ، فيقول : صدقت أما الذي كنت تحذره فقد آمنك الله منه وأما الذي كنت ترجوه فقد أدركته ، أبشر بالسلف الصالح مرافقة رسول الله ﷺ وعلي وفاطمة عليهما السلام ثم يسأل نفسه سائلاً رفيقاً .

ثم ينزل بكفنه من الجنة وحنوطه من الجنة بمسك أذقر ، فيكفن بذلك الكفن ويحنط بذلك الحنوط ثم يكسى حلة صفراء من حلل الجنة فإذا وضع في قبره فتح له باب من أبواب الجنة يدخل عليه من روحها وريحانها ، ثم يفسح له عن أمامه مسيرة شهر وعن يمينه وعن يساره ، ثم يقال له : ثم نومة العروس على فراشها أبشر بروح وريحان وجنة نعيم ورب غير غضبان ، ثم يزور آل محمد في جنان رضوى فيأكل كل معهم من طعامهم ويشرب من شرابهم ويتحدث معهم في مجالسهم حتى يقوم قائماً أهل البيت فإذا قام قائماً بشمهم الله فأقبلوا معه يلبسون زمرأ زمرأ فعند ذلك يرتاب المطالمون ويضمحلون المحلجون وقليل ما يكونون ، هلك المحاضرون ونجى المقررون .

من أجل ذلك قال رسول الله ﷺ لعلي عليه السلام : أنت أخي وميعاد ما بيني وبينك وأدي السلام ، قال : وإذا احتضر الكافر حضره رسول الله ﷺ وعلي عليه السلام وجبرئيل عليه السلام وملك الموت عليه السلام فيدنونه منه علي عليه السلام فيقول : يا رسول الله إن هذا كان يبغيضنا أهل البيت فأبغضه ، ويقول رسول الله ﷺ : يا جبرئيل : إن هذا كان يبغيض الله ورسوله وأهل بيته رسول له فأبغضه ، فيقول جبرئيل : يا ملك الموت إن هذا كان يبغيض الله ورسوله وأهل بيته رسول له فأبغضه واعنف عليه ، فيدنونه ملك الموت فيقول : يا عبد الله أخذت فكأك رهانك ، أخذت أمان براءتك تمسكت بالعصمة الكبرى في الحياة الدنيا فيقول : لا ، فيقول : أبشر يا عبد الله بسخط الله عز وجل وعذابه والنار ، أما الذي كنت تحذره فقد نزل بك ، ثم يسأل نفسه سائلاً غنياً ، ثم يوكل بروحه ثلاثمائة شيطان كلهم يوزق في وجهه ويتأذي بروحه ، فإذا وضع في قبره فتح له باب من أبواب النار

فیدخل علیه من قیحبها ولهبها .

محمد بن یحیی ، عن أحمد بن محمد ، عن الحسين بن سعيد ، عن النضر بن سويد ، عن یحیی الحلبي ، عن ابن مسكان ، عن عبد الرحيم قال : قلت لأبي جعفر عليه السلام : حدثني صالح بن ميثم ، عن عباية الأسدي أنه سمع علياً عليه السلام يقول : والله لا يفضني عبد أبداً يموت على بغضي إلا رأيته عند موته حيث يكره ولا يهبطني عبد أبداً فيموت على حبي إلا رأيته عند موته حيث يحب . فقال أبو جعفر عليه السلام : نعم ورسول الله صلى الله عليه وآله باليمين .

ح ۶ - محمد بن یحیی ، عن أحمد بن محمد ، عن علي بن الحكم ، عن معاوية بن وهب ، عن یحیی بن سايور قال : سمعت أبا عبد الله عليه السلام يقول في الميت : تدمع عينه عند الموت ، فقال : ذلك عند معاينة رسول الله صلى الله عليه وآله فيرى ما يسرّه ثم قال : أما ترى الرجل يرى ما يسرّه وما يحب فتدمع عينه لذلك ويضحك .

۴۶ - حميد بن زياد ، عن الحسن بن محمد الكندي ، عن غير واحد ، عن ابيان بن عثمان ، عن عامر بن عبد الله بن جذاعة ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : سمعته يقول : إن النفس إذا وقعت في الحلقت أتاه ملك فقال له : يا هذا - أوبيا فلان - أما ما كنت ترجو فأيس منه وهو الرجوع إلى الدنيا وأما ما كنت تخاف فقد أمنت منه .

۸ - أبيان بن عثمان ، عن عتبة أنه سمع أبا عبد الله عليه السلام يقول : إن الرجل إذا وقعت نفسه في صدره يرى ، قلت : جعلت فداك وما يرى ؟ قال : يرى رسول الله صلى الله عليه وآله فيقول له رسول الله صلى الله عليه وآله : أنا رسول الله أبشر ثم يرى علي بن أبي طالب عليه السلام فيقول : أنا علي بن أبي طالب الذي كنت تحبه تحب أن أنفك اليوم ، قال : قلت له : أياكون أحد من الناس يرى هذا ثم يرجع إلى الدنيا ؟ قال : لا ، إذا رأى هذا أبداً مات وأعظم ذلك ، قال : وذلك في القرآن قول الله عز وجل : « الذين آمنوا وكانوا يتقون لهم البشرى في الحياة الدنيا وفي الآخرة لا تبديل لكلمات الله » .

۸ - عدة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن ابن محبوب ، عن عبد العزيز المديني ، عن ابن أبي يعفور قال : كان خطاب الجهنمي خليطاً لنا وكان شديد النصب لآل محمد عليهم السلام وكان يصحب نجدة الحرورية قال : فدخلت عليه أعوده للخاطئة والنقبة

فأذا هو مغشى عليه في حد الموت فسمعتة يقول : هالي ولك يا علي ، فأخبرت بذلك  
أبا عبد الله عليه السلام فقال أبو عبد الله عليه السلام : رآه ورب الكعبة رآه ورب الكعبة .

١٤ - سهل بن زياد ، عن أحمد بن محمد بن أبي نصر ، عن حماد بن عثمان ، عن  
عبد الحميد بن عوف قال : سمعت أبا عبد الله عليه السلام يقول : إذا بلغت نفس أحدكم هذه  
قيل له : أمّا ما كنت تحذر من هم الدنيا وحزنها فقد أمنت منه ويقال له : رسول  
الله صلى الله عليه وآله وعليه فاطمة عليها السلام أمامك

١٥ - ١٦ - عدة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن محمد بن علي ، عن محمد بن  
الفضيل ، عن أبي حمزة قال : سمعت أبا جعفر عليه السلام يقول : إن آية المؤمن إذا حضر  
الموت يبيض وجهه أشد من بياض لونه وبرشح جبينه ويسيل من عينيه كهيئة الدموع  
فيكون ذلك خروج نفسه ، وإن الكافر تخرج نفسه سائلاً من شدة كبر البعير أو كما  
تخرج نفس البعير .

١١ - محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد ، عن محمد بن خالد ، والحسين بن سعيد جميعاً  
عن القاسم بن محمد ، عن عبد الصمد بن بشير ، عن بعض أصحابه ، عن أبي عبد الله عليه السلام  
قال : قلت : أصلحك الله من أحب لقاء الله أحب الله لقاءه ومن أبغض لقاء الله أبغض الله  
لقاءه ؟ قال : نعم ، قلت : فوالله إننا لنكره الموت ، فقال : ليس ذلك حيث تذهب إنما  
ذلك عند المعاينة إذا رأى ما يحب فليس شيء أحب إليه من أن يتقدم والله تعالى  
يحب لقاءه وهو يحب لقاء الله حينئذ وإذا رأى ما يكره فليس شيء أبغض إليه من  
لقاء الله والله يبغض لقاءه .

١٢ - أبو علي الأشعري ، عن محمد بن عبد الجبار ، عن صفوان بن يحيى ،  
عن أبي المستهل ، عن محمد بن حنظلة قال : قلت لأبي عبد الله عليه السلام : جعلت فداك حديث  
سمعت من بعض شيعتك وهو إليك يرويه عن أبيك قال : وما هو ؟ قلت : زعموا أنه كان  
يقول : أعبط ما يكون امرؤ بما نحن عليه إذا كانت النفس في هذه ، فقال : نعم إذا كان  
ذلك أتاه نبي الله وأتاه علي وأتاه جبرئيل وأتاه ملك الموت عليه السلام فيقول : ذلك الملك  
لعلي عليه السلام يا علي إن فلاناً كان موالياً لك ولاهل بيتك ، فيقول : نعم كان يتولانا

وبتبر، من عمدنا فيقول ذلك نبي الله لجبرئيل فيرفع ذلك جبرئيل إلى الله عز وجل.  
 ١٣ - ١٤ - عنه، عن صفوان، عن جارد بن المنذر قال: سمعت أبا عبد الله عليه السلام يقول: إذا بلغت نفس أحدكم هذه - وأوماً يده إلى خلقه - قرأت عينه.  
 ١٥ - ١٦ - عن محمد بن يحيى، عن أحمد بن محمد بن عيسى، عن الحسين بن سعيد، عن النضر بن سويد، عن يحيى الحلبي، عن سليمان بن داود، عن أبي بصير قال: قلت لأبي عبد الله عليه السلام قوله: عز وجل: «فلولا إذا بلغت الحلقوم - إلى قوله - إن كنتم صادقين» فقال: إنها إذا بلغت الحلقوم ثم أرى منزله من الجنة فيقول: ردوني إلى الدنيا حتى أخبر أهلي بما أرى، فيقال له: ليس إلى ذلك سبيل.  
 ١٧ - ١٨ - سهل بن زياد، عن غير واحد من أصحابنا قال: قال: إذا رأيت الميت قد شخص بصره وسالت عنه اليسرى ورشح جبينه وتقلعت شفتاه وانتشرت منخراه فأني شيء رأيت من ذلك فحسبك بها.  
 وفي رواية أخرى وإذا ضحك أيضاً فهو من الدلالة، قال: وإذا رأيت قد خمد وجهه وسالت عنه اليمنى فاعلم أنه (١٢).

### باب (١٢)

(إخراج روح المؤمن والكافر)

١ - علي بن إبراهيم، عن أبيه، عن محمد بن عيسى، عن يونس، عن إدريس القمي قال: سمعت أبا عبد الله عليه السلام يقول: إن الله عز وجل يأمر ملك الموت فيرد نفس المؤمن ليؤن عليه ويخرجها من أحسن وجهها فيقول الناس: لقد شدد علي فالن الموت وذلك تهوين من الله عز وجل عليه، وقال: يصرف عنه إذا كان ممن سخط الله عليه أو ممن أبغض الله أمره أن يجذب الجذبة التي بلغتكم بمثل السقود من الصوف المبلول فيقول الناس: لقد هوّن الله علي فالن الموت.  
 ٢ - عنه، عن يونس، عن الهيثم بن واقد، عن رجل، عن أبي عبد الله عليه السلام قال: دخل رسول الله صلى الله عليه وآله على رجل من أصحابه وهو يجود بنفسه فقال: يا ملك الموت ادفع بصاحبي فإنه مؤمن، فقال: أبشر يا عبد الله فإني بكل مؤمن رفيق، و اعلم يا عبد الله



أتني أقبض روح ابن آدم فيجزع أهله فأقوم في ناحية من دارهم فأقول : ما هذا الجزع فوالله ما تعجلناه قبل أجله وما كان لنا في قبضه من ذنب فإن تحسبوا و تصبروا تؤجروا وإن تجزعوا تأثموا وتوزروا ، واعلموا أن لنا فيكم عودة ثم عودة فالحذر الحذر إنه ليس في شرقها ولا في غربها أهل بيت مدد ولا وبر إلا أنا أنصفهم في كل يوم خمس مرات ولأنا أعلم بصغيرهم وكبيرهم منهم بأنفسهم ولو أردت قبض روح بعوضة ما قدرت عليها حتى يأمرني ربي بها ، فقال رسول الله ﷺ : إنما يتصفهم في مواقيت الصلاة فإن كان ممن يواظب عليها عند مواقيتها لقته شهادة أن لا إله إلا الله وأن محمداً رسول الله ونحني عنه ملك الموت إبليس .

۳ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن محبوب ، عن الفضل بن صالح ، عن جابر ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : حضر رسول الله ﷺ رجلاً من الأنصار وكانت له حالة حسنة عند رسول الله ﷺ فحضره عند موته فنظر إلى ملك الموت عند رأسه فقال له رسول الله ﷺ : ارفق به صاحبي فإنه مؤمن ، فقال له ملك الموت : يا محمد طيب نفساً وقر عيناً فإنني بكل مؤمن رفيق شفيق ، وأعلم يا محمد أنني لا أحضر ابن آدم عند قبض روحه فإذا قبضته صرخ صارخ من أهله عند ذلك فأتهمني في جانب الدار ومسي روحه فأقول لهم : والله ما ظلمناه ولا سبقنا به أجله ولا استعجلنا به قدره وما كان لنا في قبض روحه من ذنب ، فإن ترضوا بما صنع الله به وتصبروا تؤجروا وتحمدوا وإن تجزعوا وتسخطوا تأثموا وتوزروا و مالكم عندنا من عتبي وإن لنا عندكم أيضاً لبقية وعودة فالحذر الحذر ، فيما من أهل بيت مدد ولا شعري بر ولا بحر إلا و أنا أنصفهم في كل يوم خمس مرات عند مواقيت الصلاة حتى لأنا أعلم منهم بأنفسهم ولو أنني يا محمد أردت قبض نفس بعوضة ما قدرت على قبضها حتى يكون الله عز وجل هو الأمر بقبضها وإنني لما لقن المؤمن عند موته شهادة أن لا إله إلا الله وأن محمداً رسول الله ﷺ .

### باب في

(تعجيل الدفن)

١ - أبو علي الأشعري ، عن محمد بن سالم ، عن أحمد بن النضر ، عن عمرو بن شمر ، عن جابر ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : قال رسول الله ﷺ : يا معشر الناس لا ألفين رجلاً مات له ميتة فانتظر به الصبح ولا رجلاً مات له ميتة نهاراً فانتظر به الليل ، لا تنتظروا بموتاكم طلوع الشمس ولا غروبها ، عجلوا بهم إلى مناجعهم يرحكم الله ، فقال الناس : وأنت يا رسول الله يرحمك الله

٢ - محمد بن يحيى ، عن محمد بن أحمد ، عن العباس بن معروف ، عن اليقطيني عن موسى بن عيسى ، عن محمد بن ميسر ، عن حارون بن الجهم ، عن السكوني ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : قال رسول الله ﷺ : إذا مات الميت أول النهار فلا يقبل إلا في قبره

### باب في

١ - علي بن محمد ، عن صالح بن أبي حماد ، والحسين بن محمد ، عن معلى بن محمد بهيماً ، عن الوشاء ، عن أحمد بن عاصم ، عن أبي خديجة ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : ليس من ميتة يموت ويترك وحده إلا لعب به الشيطان في جوفه

### باب في

(الحال في تمرض المريض)

١ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ؛ وعدة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن ابن محبوب ، عن علي بن أبي حمزة قال : قلت لأبي الحسن عليه السلام : المرأة تقعد عند رأس المريض وهي حائض في حد الموت ؟ فقال : لا بأس أن تمرضه فإذا خافوا عليه وقرب ذلك فلتنزع عنه وعن قربه فإن الملائكة تنادي بذلك

عليه الماء واضربه بيدك حتى ترتفع رغوته واعزل الرغوة في شيء، وصب الآخر في الإحسان التي فيها الماء ثم اغسل يديه ثلاث مرات كما يفتسل الإنسان من الجنابة إلى نصف الذراع، ثم اغسل فرجه وثقبه ثم اغسل رأسه بالرغوة وبالغ في ذلك واجتهد أن لا يدخل الماء منخريه ومسامعه ثم اضجعه على جانبه الأيسر وصب الماء من نصف رأسه إلى قدميه ثلاث مرات وادلك بدنه ذلكاً رقيقاً وكذلك ظهره وبطنه ثم اضجعه على جانبه الأيمن وافعل به مثل ذلك ثم صب ذلك الماء من الإحسان واغسل الإحسان بماء قراح واغسل يديك إلى المرفقين ثم صب الماء في الآنية وألق فيه حببات كافور وافعل به كما فعلت في المرة الأولى، ابدأ بيديه ثم بفرجه وامسح بطنه مسحاً رقيقاً فان خرج شيء فأنقه ثم اغسل رأسه ثم اضجعه على جنبه الأيسر واغسل جنبه الأيمن وظهره وبطنه ثم اضجعه على جنبه الأيمن واغسل جنبه الأيسر كما فعلت أول مرة ثم اغسل يديك إلى المرفقين والآنية وصب فيها الماء القراح واغسله بماء قراح كما غسلته في المراتين الأولى ثم نشفه بنوب طاهر واعمد إلى قطن فذر عليه شيئاً من حنوط وضعه على فرجه قبل ودبر واحش القطن في دبره لئلا يخرج منه شيء وخذ خرقة طويلة عرضها شبر فشدّها من حقويه وضم فخذيه ضمّاً شديداً ولقها في فخذيه، ثم أخرج رأسها من تحت رجله إلى جانب الأيمن وأغرزها في الموضع الذي لففت فيه الخرقة وتكون الخرقة طويلة تلف فخذيه من حقويه إلى ركبتيه لفّاً شديداً.

٦ - محمد بن يحيى، عن العمركي بن علي، عن علي بن جعفر، عن أخيه أبي الحسن عليه السلام قال: سألت عن الميت هل يغسل في الفضا، قال: لا بأس وإن ستر بستر فهو أحب إلي.

### باب

(لحنيط الميت وتكفينه)

١ - علي بن إبراهيم، عن أبيه، عن رجاله، عن يونس، عن علي بن جعفر، عن أخيه أبي الحسن عليه السلام قال: أبسط الحبرة بسطاً ثم أبسط عليها الإزار ثم أبسط القميص عليه وتردّ مقدم القميص عليه ثم اعمد إلى كافور مسحوق فضعه على جبهته ووضع

موجوده وامسح بالكافور على جميع مفاصله من قرنه إلى قدميه و في رأسه و في عنقه  
ومنكبیه ومراققه و في كل مفصل من مفاصله من اليدين والرجلين و في وسط راحتيه  
ثم يحمل فيوضع على قميصه ويرد مقدم القميص عليه ويكون القميص غير مكفوف  
ولا مزرور ويجعل له قطعتين من جريد النخل رطباً قدر ذراع يجعل له واحدة بين  
ركبتيه نصف مما يلي الساق ونصف مما يلي الفخذ ويجعل الأخرى تحت إبطه الأيمن  
ولا يجعل في منخريه ولا في بصره ومسامعه ولا على وجهه قطناً ولا كافوراً؛ ثم يمسح  
بؤخذ وسط العمامة فيتنى على رأسه بالتدوير ثم يلقى فضل الشق الأيمن على  
الأيسر والأيسر على الأيمن ثم يمد على صدره .

۲ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن عمرو بن عثمان ، عن مفضل بن صالح ،  
عن زيد الشحام قال : سئل أبو عبدالله عليه السلام عن رسول الله صلى الله عليه وآله بهم كفن قال : في  
ثلاثة أبواب ثوبين صاريين وبرد حبرة .

۳ - عدة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد ، عن عثمان بن عيسى ، عن سماعة ، عن  
أبي عبدالله عليه السلام قال : إذا كفنت الميت فذر على كل ثوب شيئاً من ذرية و  
كافور .

۴ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حماد ، عن الحلبي ، عن  
أبي عبدالله عليه السلام قال : إذا أردت أن تعطف الميت فأمد إلى الكافور فامسح به آثار  
السجود منه ومفاصله كلها ورأسه ولحيته و على صدره من الحنوط . وقال : حنوط  
الرجل والمرأة سواء . وقال : وأكره أن يتبع بمجمرة .

۵ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حماد بن عثمان ، عن حريز ، عن زرارة ؛  
وعنه بن مسلم قال : قلنا لأبي جعفر عليه السلام : العمامة للميت من الكفن ؛ قال : لا إنما  
الكفن المأخوذ من ثوب تام لا أقل منه يوارى جسده كله فما زاد فهو سنة  
إلى أن يبلغ خمسة أبواب فما زاد فهو مبتدع ، و العمامة سنة وقال : أمر النبي صلى الله عليه وآله  
بالعمامة وسم النبي صلى الله عليه وآله ، وبعث إلينا الشيخ الصادق عليه السلام ونحن بالمدينة لما مات  
أبو عبيدة الحذاء بدينار وأمرنا أن نشترى له حنوطاً وعمامة ففعلنا .

٦ - عدة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن أحمد بن محمد بن أبي نصر ، عن عبد الله بن سنان ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : الميت يكفن في ثلاثة سوى العمامة والخرقه يشد بها وركبه لكيلا يبدو منه شيء ، والخرقه والعمامة لابد منهما وليستا من الكفن .  
٧ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حماد ، عن الحلبي ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : كتب أبي في وصيته أن أكفنه في ثلاثة أبواب أحدها رداء له حبرة كان يصلي فيه يوم الجمعة ونوب آخر قميص ، فقلت لأبي : لم تكتب هذا ؟ فقال : أخاف أن يغلبك الناس وأن قالوا : كفن في أربعة أو خمسة فلا تفعل و هممني بعمامة وليس تعد العمامة من الكفن إنما يعد ما يلف به الجسد .

٨ - علي ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن أبي أيوب الخزاز ، عن عثمان النوا قال : قلت لأبي عبد الله عليه السلام : إني أغسل الموتى ، قال : وتحسن ؟ قلت : إني أغسل فقال : إذا غسلت فارفق به ولا تنمز به ولا تمس مسامحه بكافور وإذا عممته فلا تغمسه مرة الأعرابي ، قلت : كيف أصنع ؟ قال : خذ العمامة من وسطها وانشرها على رأسه ثم ردها إلى خلفه واطرح طرفيها على صدره .

٩ - محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد ، عن الحسين بن سعيد ، عن النضر بن سويد عن عبد الله بن سنان قال : قلت لأبي عبد الله عليه السلام كيف أصنع بالكفن ؟ قال : تؤخذ خرقه فتشد بها على مقعدته ورجليه ، قلت : فالإزار ؟ قال : إنها لا تعد شيئاً إنما تصنع ليضم ما هناك لئلا يخرج منه شيء ، وما يصنع من القطن أفضل منها ثم يخرق القميص إذا غسل و ينزع من رجله ، قال : ثم الكفن قميص غير مزور ولا مكفوف وعمامة يعصب بها رأسه ويرد فضلها على رجله .

١٠ - عدة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن ابن محبوب ، عن معاوية بن وهب ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : يكفن الميت في خمسة أبواب قميص لا يزر عليه وإزار و خرقه يعصب بها وسطه و يرد يلف فيه وعمامة يعصم بها ويلقى فضلها على صدره .

١١ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن بعض أصحابنا ، عن أبي عبد الله عليه السلام في العمامة للميت ؟ فقال : حنكه .

۱۲ - علی بن ابراہیم ، عن أبيه ، عن عبد الله بن المفيرة ، عن غير واحد ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : الكافور هو الحنوط .

۱۳ - علي بن ابراهيم ، عن أبيه ، عن صالح بن السندي ، عن جعفر بن بشير عن داود بن سرحان قال : قال أبو عبد الله عليه السلام [ لي ] في كفن أبي عبيدة الحداد : إنما الحنوط الكافور ولكن اذهب فاصنع كما يصنع الناس .

۱۴ - محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد ، عن محمد بن سنان ، عن داود بن سرحان قال : مات أبو عبيدة الحداد ، وأنا بالمدينة فأرسل إلي أبو عبد الله عليه السلام بدينار و قال : اشتر بهذا حنوطاً ، واعلم أن الحنوط هو الكافور ولكن اصنع كما يصنع الناس ، قال : فلما مضيت أتيتني بدينار و قال : اشتر بهذا كافوراً .

۱۵ - حميد بن زياد ، عن الحسن بن محمد الكندي ، عن أحمد بن الحسن الميثمي عن أبان بن عثمان ، عن عبد الرحمن بن أبي عبد الله قال : سألت أبا عبد الله عليه السلام عن الحنوط للميت ، قال : اجعله في مساجده .

۱۶ - علي بن ابراهيم ، عن أبيه ، عن الشوفلي ، عن السكوني ، عن أبي عبد الله عليه السلام أن النبي صلى الله عليه وآله نهى أن يوضع على النعش الحنوط .

## باب

### (تكفين المرأة)

۱ - حميد بن زياد ، عن الحسن بن محمد الكندي ، عن غير واحد ، عن أبان بن عثمان عن عبد الرحمن بن أبي عبد الله قال : سألت أبا عبد الله عليه السلام في كم تكفن المرأة ؟ قال : تكفن في خمسة أثواب أحدها النخار .

۲ - عدة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن بعض أصحابنا رفعه قال : سأله كيف تكفن المرأة ، فقال : كما يكفن الرجل غير أنها تشد على نديها خرقة تضم الثدي إلى الصدر و تشد على ظهرها ويصنع لها القطن أكثر مما يصنع للرجل و يحشى القبل والدبر بالقطن والحنوط ثم تشد عليها الخرقة شداً شديداً .



٣ - الحسين بن محمد ، عن عبدالله بن عامر ، عن علي بن مهزيار ، عن فضالة ، عن قاسم بن يزيد ، عن محمد بن مسلم ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : بكفة الرجل في ثلاثة أنواب والمرأة إذا كانت نظيفة في خمسة درع ومنطق وخمار ولقافين .

### ﴿باب ١٩﴾

﴿كراهية تجمير الكفن وتسخين الماء﴾

١ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن بعض أصحابه ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : لا يجمر الكفن .

٢ - عدة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن يعقوب بن يزيد ، عن عدة من أصحابنا ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : لا يسخن الماء للميت ولا يجعل له النار ولا يحسب بمسك .

٣ - أحمد بن محمد الكوفي ، عن ابن جمهور ، عن أبيه ، عن محمد بن سنان ، عن الفضل ابن عمر قال : وحدنا عبدالله بن عبدالرحمن ، عن حريز ، عن محمد بن مسلم ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قال : أمير المؤمنين صلوات الله عليه لا تجمروا الأكفان ولا تمسحوا موتاكم بالطيب إلا بالكافور ، فإن الميت بمنزلة المحرم .

٤ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن النوفلي ، عن السكوني ، عن أبي عبدالله عليه السلام أن النبي صلى الله عليه وآله نهى أن تتبع جنازة بمجمرة .

### ﴿باب ٢٠﴾

﴿ما يستحب من الثياب للكفن وما يكره﴾

١ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن بعض أصحابنا ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : أجيدوا أكفان موتاكم فإنها زينتهم .

٢ - عدة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن أحمد بن محمد بن أبي نصر ، عن أبي حميلة ، عن جابر ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : قال رسول الله صلى الله عليه وآله : ليس من لباسكم شيء أحسن من البياض فالبسوه موتاكم .

٣ - عدة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد بن خالد ، عن عمرو بن عثمان وغيره ، عن الفضل بن صالح ، عن جابر ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : قال النبي ﷺ ليس من لباسكم شيء أحسن من البياض فألبسوه وكفّنوا فيه موتاكم .

٤ - أبو علي الأسدي ، عن بعض أصحابنا ، عن ابن فضال ، عن مروان ، عن عبد الملك قال : سألت أبا الحسن عليه السلام عن رجل اشترى من كسوة الكعبة شيئاً فقصى بيعه حاجته وبقي بعضه في يده هل يصلح بيعه ؟ قال : يبيع ما أراد ويهب ما لم يرد ، ويستنفع به ويطلب بركة ، قلت : أيكفن به الميت ؟ قال : لا .

٥ - محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد بن عيسى ، عن محمد بن الحسين ، عن عبد الرحمن بن أبي هاشم ، عن أبي خديجة ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : تتوفوا في الأكفان فإنكم تبعثون بها .

٦ - محمد بن يحيى ، عن محمد بن الحسين ، عن عبد الرحمن بن أبي هاشم ، عن أبي خديجة ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : الكتان كان لبني إسرائيل يكفنون به والقطن لأمة محمد ﷺ .

٧ - عدة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن محمد بن عمرو بن سعيد ، عن يونس ابن يعقوب ، عن أبي الحسن الأول عليه السلام قال : سمعته يقول : إنني كفنت أبي في ثوبين شطويين كان يحرم فيهما في قميص من قمصه وعمامة كانت لعلي بن الحسين عليه السلام وفي برد اشترته بأربعين ديناراً لو كان اليوم لساوى أربعمائة دينار .

٨ - سهل بن زياد ، عن أيوب بن نوح ، عن رداء ، عن أبي مريم الأنصاري ، عن أبي جعفر عليه السلام أن الحسن بن علي عليه السلام كفّن أسامة بن زيد ببرد أحر حبرة و أن علياً عليه السلام كفّن سهل بن حنيف ببرد أحر حبرة .

٩ - محمد بن يحيى ، عن محمد بن أحمد ، عن أحمد بن الحسن بن علي ، عن عمرو بن سعيد ، عن مصدق بن صدقة ، عن حماد بن موسى ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : الكفن يكون برداً فإن لم يكن برداً فاجعله كله قطناً فإن لم تجد عمامة قطن فاجعل العمامة سابرياً .

١٢ - علي بن محمد ، عن بعض أصحابه ، عن الوشاء ، عن الحسين بن المهتار ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : لا يكفن الميت بالسواد .

١٢ - محمد بن يحيى ، عن محمد بن أحمد ، عن محمد بن عيسى ، عن الحسين بن راشد ، قال : سأله عن ثياب تعمل بالبصرة على عمل العصب اليماني من قزو قطن هل يصلح أن يكفن فيها الموتى ؟ قال : إذا كان القطن أكثر من القز فلا بأس .

### باب ٢١

(حد الماء الذي يغسل به الميت والكافور)

١ - مدّة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن أحمد بن محمد بن أبي نصر ، عن فضيل مكره قال : قلت لأبي عبد الله عليه السلام : جعلت فداك هل للماء حدٌ محدود ؟ قال : إن رسول الله صلى الله عليه وآله قال لعلي صلوات الله عليه : إذا أنامت فاستق لي ست قرب من ماء بئر غرس فغسلني وكفّني وحطّني ، فإذا فرغت من غطلي وكفّني وحطّني فخذ بمجامع كفّني وأجلسني ثم سلني عما شئت فوالله لا تسألني عن شيء إلا أجبتك فيه .

٢ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حفص بن البختري ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : قال رسول الله صلى الله عليه وآله لعلي عليه السلام : يا علي إذا أنامت فغسلني بسبع قرب من بئر غرس .

٣ - محمد بن يحيى قال : كتب محمد بن الحسن إلى أبي محمد عليه السلام في الماء الذي يغسل به الميت كم حدّه ؟ فوقع عليه السلام : حد غسل الميت بغسل حتى يظهر إن شاء الله ، قال : وكتب إليه هل يجوز أن يغسل الميت وماؤه الذي يصب عليه يدخل إلى بئر كنيف أو الرجل يتوضأ وضوء الصلاة أن يصب ماء وضوئه في كنيف ؟ فوقع عليه السلام : يكون ذلك في بالبيع .

٤ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه رفعه قال : السنة في الحنوط ثلاثة عشر درهماً وثلث أكثره ؛ وقال : إن جبرئيل عليه السلام نزل على رسول الله ﷺ بحنوط وكان وزنه أربعين درهماً فقسمها رسول الله ﷺ ثلاثة أجزاء جزء له و جزء لعلي و جزء لفاطمة عليهم السلام .

٥ - عدة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن ابن أبي نجران ، عن بعض أصحابه عن أبي عبد الله عليه السلام قال : أقل ما يجرى من الكافور للميت مثقال .

### باب (٣)

(الجريدة)

١ - أبو علي الأشعري ، عن محمد بن عبد الجبار ؛ و محمد بن إسماعيل ، عن الفضل ابن شاذان جميعاً ، عن صفوان بن يحيى ، عن ابن مسكان ، عن الحسن بن زياد السبيل عن أبي عبد الله عليه السلام قال : يوضع للميت جريدتان واحدة في اليمين والأخرى في الأيسر ، قال : قال : الجريدة تنفع المؤمن والكافر .

٢ - محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد ، عن محمد بن إسماعيل بن بزيع ، عن حنان ابن سدير ، عن يحيى بن عباد المكي قال : سمعت سفيان الثوري يسأله عن التخضير فقال : إن رجلاً من الأنصار هلك فأودن رسول الله ﷺ بموته فقال لمن يليه من قرابته : خضروا صاحبكم فما أقل المخضرين ، قال : وما التخضير ؟ قال : جريدة خضراء توضع من أصل اليدين إلى الترقوة .

٣ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن عبد الله بن المغيرة ، عن رجل ، عن يحيى بن عباد ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : تؤخذ جريدة رطبة قدر ذراع فتوضع - وأشار يده - من عند ترقوته إلى يده تلفاً مع ثيابه ، قال : وقال الرجل : لقيت أبا عبد الله عليه السلام بعد فسالته عنه ، فقال : نعم قد حدثت به يحيى بن عباد .

٤ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حماد بن عيسى ، عن حريز ، عن زرارة قال : قلت لأبي جعفر عليه السلام : أرايت الميت إذا مات لم تجعل معه الجريدة ؟ قال : يتجافى عنه العذاب والحساب مادام العود رطباً ، قال : والعذاب كله في يوم واحد في ساعة

واحدة قدر ما يدخل القبر ويرجع القوم وإنما جعلت السعفتان لذلك فلا يصيبه عذاب ولا حساب بعد جفوفهما إن شاء الله.

٥ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن جميل بن دراج قال : قال : إن الجريدة قدر شبر توضع واحدة من عند الترقوة إلى ما بلغت مما يلي الجلد والأخرى في الأيسر من عند الترقوة إلى ما بلغت من فوق القميص .

٦ - عدة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن أحمد بن محمد بن أبي نصر ، عن محمد بن سماعة ، عن فضيل بن يسار ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : توضع للميت جريدتان واحدة في الأيمن والأخرى في الأيسر .

٧ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن عبد الله بن المغيرة ، عن حرير ، و فضيل ، و عبد الرحمن بن أبي عبد الله قال : قيل لأبي عبد الله عليه السلام : لأي شيء توضع مع الميت الجريدة ؟ قال : إنه يتجافى عنه العذاب ما دامت رطبة .

٨ - عدة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد رفعه قال : قيل له : جعلت فداك ربما حضرني من أخافه فلا يمكن وضع الجريدة على ما روينا ؟ قال : أدخلها حيث ما أمكن .

٩ - حميد بن زياد ، عن الحسن بن محمد الكندي ، عن غير واحد ، عن أبان بن عثمان ، عن عبد الرحمن بن أبي عبد الله ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : سألته عن الجريدة توضع في القبر ، قال : لا بأس .

١٠ - عدة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد عن غير واحد من أصحابنا قالوا : قلنا له <sup>(١)</sup> : جعلنا فداك إن لم تقدر على الجريدة ؟ فقال : عود السدر ؛ قيل : فإن لم تقدر على السدر ؟ فقال : عود الخلاف .

١١ - علي بن إبراهيم ، عن علي بن محمد القاساني ، عن محمد بن محمد ، عن علي بن بلال أنه كتب إليه يسأله عن الجريدة إذا لم نجد نجعل بدلها غيرها في موضع لا يمكن النخل ؛ فكتب يجوز إذا اعوزت الجريدة والجريدة أفضل وبه جاءت الرواية .

عن الرضا عليه السلام في الصلاة ولم يقدر على السجدة قال : يكفّن ويحتض ويكفّن في ثوب ويأتم  
في الصلاة .

٤ - عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي نَصْرٍ ، عَنْ مَرْوَانَ بْنِ مَسْلَمٍ ، عَنْ  
سَادِّ بْنِ مَوْسَى قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : مَا تَقُولُ فِي قَوْمٍ كَانُوا فِي سَفَرٍ فَمِنْهُمْ يَمْشُونَ عَلَى  
سَاحِلِ الْبَحْرِ فَأَذَاهُمْ جَلْمِيَّتُ عَرِيَّانٍ قَدْ لَفَظَهُ الْبَحْرُ وَهُمْ عِرَاءٌ لَيْسَ عَلَيْهِمْ إِلَّا إِزَارٌ كَيْفَ  
يُصَلُّونَ عَلَيْهِ وَهُمْ عَرِيَّانٌ وَلَيْسَ مَعَهُمْ فَضْلُ ثَوْبٍ يَكْتَسُونَ فِيهِ ؟ قَالَ : يَحْفَرُ لَهُ وَيُوضَعُ فِي  
أَحَدِهِ وَيُوضَعُ الْكَبِيرُ عَلَى عَوْرَتِهِ لَتَسْتُرَ عَوْرَتَهُ بِالْكَبِيرِ ، ثُمَّ يُصَلِّي عَلَيْهِ ثُمَّ يُدْفَنُ ، قَالَ : قُلْتُ :  
فَالْيَصَلِّي عَلَيْهِ إِذَا دُفِنَ ؟ قَالَ : لَا لَا يَصَلِّي عَلَى الْمَيِّتِ بَعْدَ مَا يُدْفَنُ وَلَا يَصَلِّي عَلَيْهِ وَهُوَ عَرِيَّانٌ  
مَحْتَسٍ تَوَارَى عَوْرَتَهُ .

### ﴿بَابُ﴾

﴿الصلوة على المصلوب والمرجوم والمقتص منه﴾

١ - عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا ، عَنْ سَهْلِ بْنِ زِيَادٍ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ شَمْعُونٍ ، عَنْ  
سَادِّ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ مَسْمُوعِ بْنِ كَرْدِينَ ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ﷺ قَالَ : الْمَرْجُومُ وَالْمَرْجُومَةُ  
يُحْتَضُّانِ وَيَحْتَضُّانِ رِبْلِيَّانِ الْكَفَنَ قَبْلَ ذَلِكَ ثُمَّ يُرْجَانِ وَيُصَلِّي عَلَيْهِمَا وَالْمَقْتَصُ  
مِنْهُ وَمَقْزُولُهُ ذَلِكَ يُحْتَضُّ وَيَحْتَضُّ وَيُحْتَضُّ وَيُصَلِّي عَلَيْهِ .

٢ - عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ [عَنْ أَبِيهِ] ، عَنْ أَبِي هَاشِمٍ الْبَغِيعِيِّ قَالَ : سَأَلْتُ الرَّضَا  
عَلَيْهِ السَّلَامُ عَنْ الْمَصْلُوبِ فَقَالَ : أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ جَدِّي عَلَيْهِ السَّلَامُ صَلَّى عَلَى مَيِّتٍ قُلْتُ : أَمَا ذَلِكَ  
وَلَكِنِّي لَا أَفْهَمُ مَعْنَاهُ ، قَالَ : أَيْبَسْنَاهُ لَكَ إِنْ كَانَ وَجْهُ الْمَصْلُوبِ إِلَى الْقِبْلَةِ فَقُمْ عَلَى مَنْكِبِهِ  
الْأَيْمَنِ وَإِنْ كَانَ قَفَاهُ إِلَى الْقِبْلَةِ فَقُمْ عَلَى مَنْكِبِهِ الْأَيْسَرِ فَإِنْ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ  
قِبْلَةٌ وَإِنْ كَانَ مَنْكِبُهُ الْأَيْسَرُ إِلَى الْقِبْلَةِ فَقُمْ عَلَى مَنْكِبِهِ الْأَيْمَنِ وَإِنْ كَانَ مَنْكِبُهُ الْأَيْمَنِ إِلَى  
الْقِبْلَةِ فَقُمْ عَلَى مَنْكِبِهِ الْأَيْسَرِ وَكَيْفَ كَانَ مُنْعَرَفًا فَلَا تَزَايِلُ مَنْكِبَهُ وَلَيْكُنْ وَجْهَكَ  
إِلَى مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلَا تَسْتَقْبِلْهُ وَلَا تَسْتَدْبِرْهُ الْبَقَّةُ ، قَالَ أَبُو هَاشِمٍ : وَقَدْ فَهِمْتُ  
إِنْ شَاءَ اللَّهُ فَهَمْتُهُ وَاللَّهُ .



٣ - محمد بن يحيى ، عن محمد بن أحمد ، عن العباس بن معروف ، عن أبي بصير ، عن موسى بن عمار ، عن محمد بن ميسرة ، عن هارون بن الجهم ، عن السكوني ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : قال رسول الله ﷺ : لا تهرأوا المصلوب بعد ثلاثة حتى ينزأ ويدفن .

### باب

« ما يجب على الجيران لاهل المصيبة واتخاذ المأتم »

١ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حفص بن البختري [وعنه] هشام بن سالم ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : لما قتل جعفر بن أبي طالب عليه السلام أمر رسول الله ﷺ فاطمة عليها السلام أن تتخذ طعاماً لأسماء بنت عميس ثلاثة أيام وثأنيها ونساءها فتقيم عندها ثلاثة أيام فجرت بذلك السنة أن يصنع لأهل المصيبة طعام ثلاثاً .

٢ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حماد ، عن جريز ، عن زرارة ، عن أبي بصير ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : يصنع لأهل الميت مأتم ثلاثة أيام من يوم مات .

٣ - الحسين بن محمد ، عن أحمد بن إسحاق ، عن سعدان ، عن أبي بصير ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : ينبغي لجيران صاحب المصيبة أن يطعموا الطعام [عنه] ثلاثة أيام .

٤ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حماد بن عيسى ، عن جريز أو غيره قال : أوصى أبو جعفر عليه السلام بثمانمائة درهم لمأتمه وكان يرى ذلك من السنة لأن رسول الله ﷺ قال : اتخذوا لآل جعفر طعاماً فقد شغلوا .

٥ - محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد ، عن علي بن الحكم ، عن عبد الله الكاهلي قال : قلت لأبي الحسن عليه السلام : إن امرأتي وامرأة ابن مارد تخرجان في المأتم فأبيا هما فتقول لي امرأتي : إن كان حراماً فأنهنا عنه حتى نتركه وإن لم يكن حراماً فلا شيء . تمنعاه فإذا مات لنا ميت لم نجثأ أحد ، قال : فقال أبو الحسن عليه السلام عن الحقوق تسألني كان أبي عليه السلام يبعث أمي وأم فروة تقضيان حقوق أهل المدينة .

٦ - أحمد بن محمد الكوفي ، عن ابن جهم ، عن أبيه ، عن محمد بن سنان ، عن الفضل ابن عمر ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : وحدثننا الأصم عن جريز ، عن محمد بن مسلم عن أبي عبد الله عليه السلام قال : قال أمير المؤمنين صلوات الله عليه : مردوا أهاليكم بالقول

الحسن عند موتاكم فإن فاطمة سلام الله عليها لمسا قبض أبوها عليه السلام أسعدتها بنات  
هاشم فقالت : اتركن التعداد وعليكن بالدعاء

### باب

(المصيبة بالولد)

١ - عدة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد ، عن محمد بن إسماعيل بن بزيع ، عن  
أبي إسماعيل السراج ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : ولد يقدمه الرجل أفضل من بعين  
ولداً يخلفهم بعده كأنهم قد ركبوا الخيل وجاهدوا في سبيل الله .

٢ - أبو علي الأشعري ، عن محمد بن سالم ، عن أحمد بن النضر ، عن عمرو بن شمر ،  
عن جابر ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : دخل رسول الله عليه السلام على خديجة حين مات القاسم  
انها وهي تبكي فقال لها : ما يبكيك ؟ فقالت : درت دريرة فبكيت ، فقال : يا  
خديجة أما ترضين إذا كان يوم القيامة أن تجبي إلى باب الجنة وهو قائم فيأخذ بيدك  
فيدخلك الجنة وينزلك أفضلها وذلك لكل مؤمن ، إن الله عز وجل أحكم وأكرم أن  
يسلب المؤمن نمرة فؤاده ثم يعذب به بعدها أبداً .

٣ - محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد بن عيسى ، وعدة من أصحابنا ، عن سهل بن  
زياد جميعاً ، عن ابن مهران قال : كتب رجل إلى أبي جعفر الثاني عليه السلام يشكو إليه مصابه  
بولده وشدّة ما دخله فكتب إليه أما علمت أن الله عز وجل يختار من مال المؤمن  
ومن ولده أنفسه ليأجره على ذلك .

٤ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن السوفلي ، عن السكوني ، عن أبي عبد الله  
عليه السلام قال : قال رسول الله عليه السلام : إذا قبض ولد المؤمن والله أعلم بما قال العبد قال :  
الله تبارك وتعالى للملائكة : قبضتم ولد فلان ؟ فيقولون : نعم ربنا ، قال : فيقول : فما قال  
عبيدي ؟ قالوا : حمدك واسترجع ، فيقول الله تبارك وتعالى : أخذتم نمرة قلبه وقرّة  
عينه فحمدني واسترجع ابنوا له بيتاً في الجنة وسموه بيت الحمد .

٥ - عدة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد بن خالد ، عن إسماعيل بن مهران ، عن

سيف بن عميرة قال : حدثنا أبو عبد الرحمن قال : حدثنا أبو بصير قال : سمعت أبا عبد الله عليه السلام يقول : إن الله عز وجل إذا أحب عبداً قَبِلَ أحبُّ ولده إليه .

٦ - عنه ، عن إسماعيل بن مهران ، عن سيف بن عميرة ، عن عمرو بن شمر ، عن جابر ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : من قدم من المسلمين ولدين يحتسبهما عند الله عز وجل حجباه من النار بإذن الله تعالى .

٧ - عنه ، عن إسماعيل بن مهران ، عن عمرو بن شمر ، عن جابر ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : لما توفى طاهر ابن رسول الله عليه السلام نهى رسول الله عليه السلام خديجة عن البكاء ، فقالت : بلى يا رسول الله ولكن دُرَّتْ عليه الدَّيرَةُ فبكيت ، فقال : أما ترضين أن تجديه قائماً على باب الجنة فإذا أراك أخيراً بيدك فأدخلك الجنة أظهرها مكاناً وأطيبها ؛ قالت : وإن ذلك كذلك ؛ قال : الله أعزُّ وأكرم من أن يسلب عبداً نعمة فؤاده فيصير ويحتسب ويحمد الله عز وجل ثم يعتد به .

٨ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن محمد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان جميعاً ، عن ابن أبي عمير ، عن ابن بكير ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : ثواب المؤمن من ولده إذا مات الجنة ، صبر أولم يصبر .

٩ - ابن أبي عمير ، عن عبد الرحمن بن الحجاج ، عن أبي عبد الله أو أبي الحسن عليهما السلام قال : إن الله عز وجل ليحب من الرجل يموت ولده وهو يحمد الله فيقول : يا ملائكتي عبدي أخذت نفسه وهو يحمدني .

١٠ - محمد بن يحيى ، عن سلمة بن الخطاب ، عن علي بن سيف ، عن أبيه ؛ عن عمرو بن شمر ، عن جابر ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : من قدم أولاداً يحتسبهم عند الله عز وجل حجبوه من النار بإذن الله عز وجل .

### باب التعزى

١ - عدة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن علي بن الحكم ، عن سليمان بن

عمرو النخعی، عن أبي عبد الله عليه السلام قال: من أصيب بمصيبة فليذكر مصابه بالنبي صلى الله عليه وآله فإنه من أعظم المصائب.

۲ - محمد بن يحيى، عن أحمد بن محمد بن عيسى، عن محمد بن مهران، عن عثمان بن مروان، عن زبد الشحام، عن عمرو بن سعيد النخعي، عن أبي جعفر عليه السلام قال: إن أصبت بمصيبة في نفسك أو في مالك أو في ولدك فاذكر مصابك برسول الله صلى الله عليه وآله فإنه الخلاق لم يصابوا بمثله قط.

۳ - عدة من أصحابنا، عن أحمد بن محمد بن خالد، عن إسماعيل بن مهران، عن سيف بن عميرة، عن عمرو بن شمر، عن عبد الله بن الوليد الجعفي، عن رجل، عن أبيه قال: لما أصيب أمير المؤمنين عليه السلام نعى الحسن إلى الحسين عليه السلام وهو بالمدينه فلما قرء الكتاب قال: يا لها من مصيبة ما أعظمها مع أن رسول الله صلى الله عليه وآله قال: من أصيب منكم بمصيبة فليذكر مصابه بي فإنه لن يصاب بمصيبة أعظم منها وصدق عليه السلام.

۴ - علي بن إبراهيم، عن أبيه، عن ابن أبي عمير، عن هشام بن سالم، عن أبي عبد الله عليه السلام قال: لما مات النبي صلى الله عليه وآله سمعوا صوتاً ولم يروا شخصاً يقول: كل نفس ذائقة الموت وإنما توفون أجوركم يوم القيمة فمن رزح عن النار وأدخل الجنة فقد فاز وقال: إن في الله خلفاً من كل هالك، وعزاء من كل مصيبة، ودر كآماً فات، فبالله فتة وإياه فارجوا وإنما المحروم من حرم الثواب.

۵ - محمد بن يحيى، عن سلمة بن الأعطاب، عن سليمان بن سماعة، عن الحسن بن ابن المنذر، عن أبي عبد الله عليه السلام قال: لما قبض رسول الله صلى الله عليه وآله جاءهم جبرئيل عليه السلام في البيت علي وفاطمة والحسن والحسين رضي الله عنهم، فقال: السلام عليكم يا أهل بيت الرحمة كل نفس ذائقة الموت وإنما توفون أجوركم يوم القيمة فمن رزح عن النار وأدخل الجنة فقد فاز وما الحياة الدنيا إلا متاع الغرور، إن في الله عز وجل عزاء من كل مصيبة وخلفاً من كل هالك ودر كآماً فات، فبالله فتقوا وإياه فارجوا فإن المصاب من حرم الثواب، هذا آخر وطئ من الدنيا، قالوا:

٨٨ - سهل ، عن علي بن حسين ، عن موسى بن بكر ، عن أبي الحسن الأول عليه السلام

قال : قال : ضرب الرجل يده على فخذه عند المصيبة إحباطاً لأجره .

٨٩ - سهل ، عن الحسن بن علي ، عن فضيل بن ميسر قال : كنت عند أبي عبد الله عليه السلام

فجاء رجل فشكى إليه مصيبة أصيب بها ، فقال له أبو عبد الله عليه السلام : أما إنك إن تصبر

توَجَّرَ وإلا تصبر يمضى عليك قدر الله الذي قدر عليك وأنت مأزور .

٩٠ - الحسين بن محمد ، عن عبد الله بن عامر ، عن علي بن مهزيار ، عن الحسن

ابن محمد بن مهزيار ، عن قتيبة الأعشى قال : أتيت أبا عبد الله عليه السلام أعود ابناً له فوجدته

على الباب فإذا هو مهتم حزين ، فقلت : جعلت فداك كيف الصبي ؟ فقال ، والله إنه

لما به . ثم دخل فبكى ساعة ثم خرج إلينا وقد اسفر وجهه . وذهب التفسير

والحزن ، قال : فطلعت أن يكون قد صلح الصبي فقلت : كيف الصبي جعلت فداك ؟

فقال : وقد مضى لسبيله ، فقلت : جعلت فداك لقد كنت وهو حي مهتماً حزينا وقد رأيت

حالك الساعة وقدمات غير تلك الحال فكيف هذا ؟ فقال : إنا أهل البيت إنما نجزع

قبل المصيبة فإذا وقع أمر الله رضيينا بقضائه وسلمنا لأمره .

٩١ - محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد بن عيسى ، عن الحسين بن سعيد ، عن

النضر بن سويد ، عن القاسم بن سليمان ، عن جراح المدائني ، عن أبي عبد الله عليه السلام

قال : لا يصلح الصباح على الميت ولا ينبغي ولكن الناس لا يعرفونه والتصبر خير .

٩٢ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حماد بن عيسى ، عن الحسين بن المختار ، عن

علاء بن كامل ، قال : كنت جالسا عند أبي عبد الله عليه السلام فصرخت صاخرة من الدار فقام

أبو عبد الله عليه السلام ثم جلس فاسترجع وعادني حديثه حتى فرغ منه ثم قال : إنا لنحب

أن نعافي في أنفسنا وأولادنا وأموالنا فإذا وقع القضاء فليس لنا أن نحب ما لم يحب

الله لنا .

٩٣ - أبو علي الأشعري ، عن محمد بن عبد الجبار ، عن ابن فضال ، عن يونس

ابن يعقوب ، عن بعض أصحابنا قال : كان قوم أتوا أبا جعفر عليه السلام فوافقوا صبياً له مريضاً

فرأوا منه اهتماماً وغمماً وجعل لا يقر . قال : فقالوا : والله لئن أصابه شيء ، إنا لننتخوف

أن نرى منه ما نكره قال : فما لبثوا أن سمعوا الصباح عليه فإذا هو قد خرج عليهم



منبسط الوجه في غير الحال التي كان عليها ، فقالوا له : جعلنا الله فداك لقد كُتِبَ نَعَايُ  
بما نرى منك ان لو وقع أن نرى منك ما يغفينا ، فقال لهم : إننا لنحب أن نعاي فيمن  
نحب فإذا جاء أمر الله سألنا فيما أحب .

### ﴿ باب ٨٦ ﴾

﴿ ثواب التعمية ﴾

- ١ - محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد ، عن ابن مثنان ، عن أبي الجارود ، عن  
أبي جعفر عليه السلام قال : كان فيما ناجى به موسى عليه السلام ربه قال : يا رب ما لمن عزى  
الشكلى ؟ قال : أظله في ظلي يوم لا ظل إلا ظلي .
- ٢ - أبو علي الأشعري ، عن محمد بن عبد الجبار ، عن محمد بن حسان ، عن الحسن  
ابن الحسين ، عن علي بن عبد الله ، عن علي بن منصور ، عن إسماعيل الجوزي ، عن  
أبي عبد الله عليه السلام قال : قال رسول الله صلى الله عليه وآله : من عزى حزينا كسي في الموقف حلة  
يجابها .
- ٣ - عنه ، عن محمد بن علي ، عن عيسى بن عبد الله العمري ، عن أبيه ، عن جده ،  
عن أبيه عليه السلام قال : قال أمير المؤمنين عليه السلام : من عزى الشكلى أظله الله في ظل عرشه  
يوم لا ظل إلا ظله .
- ٤ - عدة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد بن خالد ، عن أبيه ، عن وهب ، عن أبي  
عبد الله عليه السلام قال : قال رسول الله صلى الله عليه وآله : من عزى مصابا كان له مثل أجره من غير أن  
ينقص من أجر المصاب شيء .

### ﴿ باب ٨٧ في السلاوة ﴾ (٢)

- ١ - عدة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد ، عن عثمان بن عيسى ، عن مهران بن محمد  
قال : سمعت أبا عبد الله عليه السلام يقول : إن الميت إذا مات بعث الله ملكا إلى أوجع أهله  
فمسح على قلبه فأنساه لوعة الحزن ولولا ذلك لم تعم الدنيا .



٢ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن هشام بن سالم ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : إن الله تبارك و تعالى تطول على عباده بثلاث ألقى عليهم الرّيح بعد الرّوح ولولا ذلك ما دفن حميم حميماً و ألقى عليهم السلوة و لولا ذلك لا تقطع النّسل و ألقى على هذه الحبّة الدّابة و لولا ذلك لكثرها ملوكهم كما يكتزون الذهب والفضّة .

٣ - محمد بن يحيى ، عن محمد بن الحسين ، عن عثمان بن عيسى ، عن مهران بن محمد قال : سمعت أبا عبد الله عليه السلام يقول : إذا مات الميت بعث الله ملكاً إلى أوجع أهله فمسح على قلبه فأنساه الحزن ولولا ذلك لم تعمّر الدنيا .

### باب ٨٣

(زيارة القبور)

١ - علي بن إبراهيم ؛ عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حفص بن البختري ؛ وجعل ابن درّاج ، عن أبي عبد الله عليه السلام في زيارة القبور قال : إنهم يأنسون بكم فإذا غيبت عنهم استوحشوا .

٢ - عدّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد ، عن عثمان بن عيسى ، عن سماعة قال : سألت عن زيارة القبور وبناء المساجد فيها ، فقال : أمّا زيارة القبور فلا بأس بها ولا تبنى عندها المساجد .

٣ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن هشام بن سالم ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : سمعته يقول : عاشت فاطمة عليها السلام بعد أبيها خمسة وسبعين يوماً لم تمر كاشرة ولا ضاحكة . تأتي قبور الشهداء في كلّ جمعة مرّتين : الإثنين والخميس فتقول : ههنا كان رسول الله صلى الله عليه وآله ههنا كان المشركون .

٤ - عدّة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن محمد بن سنان ، عن إسحاق بن عمار ، عن أبي الحسن عليه السلام قال : قلت له : المؤمن يعلم بمن يزور قبره ؛ قال : نعم ولا يزال مستأنساً به مادام عند قبره فإذا قام وانصرف من قبره دخله من انصرافه عن قبره وحشة .

۵ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن عبد الله بن المطيرة ، عن عبد الله بن سنان قال : قلت لأبي عبد الله عليه السلام : كيف التسليم على أهل القبور ؟ فقال : نعم ، تقول : « السلام على أهل الديار من المسلمين والمؤمنين أتم لنا فرطاً ونفعنا إن شاء الله بكم لاحقون » .  
 ۶ - عدة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ؛ وعبد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد جهمياً ، عن ابن محبوب ، عن عمرو بن أبي المقدام قال : مررت مع أبي جعفر عليه السلام بالبقيع فمررنا بقبر رجل من أهل الكوفة من الشيعة ، قال : فوقف عليه عليه السلام فقال : اللهم ارحم نعمة وصل وحدته وآنس وحشته واسكن إليه من رحمتك ما يستغني بها عن رحمة من سواك . وألحقه بمن كان يتولاه .

۷ - أبو علي الأشعري ، عن محمد بن عبد الجبار ، وعبد بن إسماعيل ، عن الفضل ابن شاذان جميعاً ، عن صفوان بن يحيى ، عن منصور بن حازم قال : تقول : « السلام عليكم من ديار قوم مؤمنين وإنا إن شاء الله بكم لاحقون » .

۸ - محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد بن عيسى ، عن الحسين بن سعيد ، عن النضر ابن سويد ، عن القاسم بن سليمان ، عن جراح المدائني قال : سألت أبا عبد الله عليه السلام كيف التسليم على أهل القبور ؟ قال : تقول : « السلام على أهل الديار من المسلمين والمؤمنين رحم الله المستقدمين منا والمستأخرين وإنا إن شاء الله بكم لاحقون » .

۹ - محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد بن أحمد قال : كنت بنفدي فمشيت مع علي بن بلال إلى قبر محمد بن إسماعيل بن بزيع فقال علي بن بلال قال لي صاحب هذا القبر عن الرضا عليه السلام قال : من أتى قبر أخيه ثم وضع يده على القبر وقرأ إنا أنزلناه في ليلة القدر سبع مرات أمن يوم الفزع الأكبر أو يوم الفزع .

۱۰ - أحمد بن محمد الكوفي ، عن ابن جهمور ، عن أبيه ، عن محمد بن سنان ، عن مفضل بن عمر ، عن أبي عبد الله عليه السلام ؛ وعن عبد الله بن عبد الرحمن الأصم ، عن حريز ، عن محمد بن مسلم ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : قال أمير المؤمنين عليه السلام زوروا موتاكم فإنهم يفرحون بزيارتكم وليطلب أحدكم حاجته عند قبر أبيه وعند قبر أمه بما يدعها .

## باب ٨

عن (ان الميت يزور أهله) \*

١ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حفص بن البختري ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إن المؤمن ليزور أهله فيرى ما يحب ويستر عنه ما يكره وإن الكافر ليزور أهله فيرى ما يكره ويستر عنه ما يحب قال : ومنهم من يزور كل جمعة ومنهم من يزور على قدر عمله .

٢ - محمد بن يعقوب ، عن أحمد بن محمد ، عن علي بن الحكم ، عن علي بن أبي حمزة ، عن أبي بصير ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : ما من مؤمن ولا كافر إلا وهو يأتي أهله عند زوال الشمس فإذا رأى أهله يعملون بالصالحات حمد الله على ذلك وإذا رأى الكافر أهله يعملون بالصالحات كانت عليه حسرة .

٣ - عدة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن ابن محبوب ، عن إسحاق بن عمار ، عن أبي الحسن الأول عليه السلام قال : سألت عن الميت يزور أهله قال : نعم فقلت : في كم يزور قال : في الجمعة وفي الشهر وفي السنة على قدر منزلته ، فقلت : في أي صورة يأتيهم قال : في صورة طائر لطيف يسقط على جدرهم ويشرف عليهم فإن رآهم بخير فرح وإن رآهم بشر وحاجة حزن واغتم .

٤ - عنه ، عن إسماعيل بن مهران ، عن درست الواسطي ، عن إسحاق بن عمار ، عن عبد الرحيم القصير قال : قلت له : المؤمن يزور أهله فقال : نعم يستأذن ربه فيأذن له فيبعت معه ملكين فيأتيهم في بعض صور الطير يقع في داره ينظر إليهم ويسمع كلامهم .

٥ - عنه ، عن محمد بن سنان ، عن إسحاق بن عمار قال : قلت لأبي الحسن الأول عليه السلام : يزور المؤمن أهله فقال : نعم ، فقلت : في كم قال : على قدر فضائلهم منهم من يزور في كل يوم ومنهم من يزور في كل يومين ومنهم من يزور في كل ثلاثة أيام ، قال : ثم رأيت في معجزي كلامه أنه يقول : أدناهم منزلة يزور كل جمعة قال : قلت : في أي ساعة قال :

عند زوال الشمس ومثل ذلك ، قال : قلت : في أي صورة قال :  
أصفر من ذلك فيبعث الله تعالى معه ملكاً فيراه ما يسره و يستر عنه ما يكره يرى  
يسره ويرجع إلى قرية عين .

### باب ۸

عن (ان الميت يمثل له ماله و ولده وعمله قبل موته)

۱ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن عمرو بن عثمان ، وعدة من أصحابنا ، عن  
سهل بن زياد ، عن أحمد بن محمد بن أبي نصر ؛ والحسن بن علي جميعاً ، عن أبي جميلة مفضل  
ابن صالح ، عن جابر ، عن عبد الله بن علي ؛ وعلي بن إبراهيم ، عن محمد بن عيسى ، عن يونس ،  
عن إبراهيم ، عن عبد الله بن علي ؛ عن سويد بن غفلة قال : قال أمير المؤمنين صلوات الله  
عليه : إن ابن آدم إذا كان في آخر يوم من أيام الدنيا وأول يوم من أيام الآخرة  
ممثل له ماله وولده وعمله ؛ فيلتمت إلى ماله فيقول : والله إنني كنت عليك حريصاً  
شحيحاً فمالني عندك ؛ فيقول : خذ مني كفتك ، قال : فيلتمت إلى ولده فيقول : والله إنني  
كنت لكم محبباً وإنني كنت عليكم عامياً فماذا لي عندكم ؛ فيقولون : نؤذيك إلى حفرتك  
نواريك فيها ، قال : فيلتمت إلى عمله فيقول : والله إنني كنت فيك لراهداً و ان كنت علي  
لتقيلاً فماذا عندك ؛ فيقول : أنا قرينك في قبرك ويوم نشرك حتى أعرض أنا وأنت  
على ربك ، قال : فإن كان لله ولياً أتاه أطيب الناس ريحاً وأحسنهم منظراً وأحسنهم  
رياشاً فقال : أبشر بروح وريحان وجنة نعيم ومقدمك خير مقدم ، فيقول له : من  
أنت ؛ فيقول : أنا عملك الصالح ارتحل من الدنيا إلى الجنة وإنه ليعرف غاسله ويناشد  
حامله أن يعجله فإذا أدخل قبره أتاه ملكا القبر يجران أشعارهما ويخدان الأرض  
بأقدامهما ، أصواتهما كالرعد القاصف وأبصارهما كالبرق الخاطف فيقولان له : من ربك ؛  
وما دينك ؛ ومن نبيك ؛ فيقول : الله ديني ودينني الإسلام ، ونبيي محمد ﷺ ، فيقولان له :  
نبتك الله فيما تحب وترضى ؛ وهو قول الله عز وجل : « يثبت الله الذين آمنوا بالقول  
الثابت في الحياة الدنيا وفي الآخرة » ثم يفسحان له في قبره مدد بصره ثم

## باب

(المسألة في القبر ومن يسأل و من لا يسأل)

١- أبو علي الأشعري، عن محمد بن عبد الجبار، عن الحجاج، عن ثعلبة، عن أبي بكر الحضرمي قال: قال أبو عبد الله عليه السلام: لا يسأل في القبر إلا من محض الإيمان محضاً أو محض الكفر محضاً والآخرون يلهون عنهم.

٢- عدة من أصحابنا، عن سهل بن زياد، عن عبد الرحمن بن أبي نجران، عن عبد الله بن مسان، عن أبي عبد الله عليه السلام قال: إنما يسأل في قبره من محض الإيمان محضاً والكفر محضاً وأما ما سوى ذلك فيلهي عنهم.

٣- أبو علي الأشعري، عن محمد بن عبد الجبار، عن محمد بن إسماعيل، عن منصور بن يونس، عن ابن بكير، عن أبي جعفر عليه السلام قال: إنما يسأل في قبره من محض الإيمان محضاً والكفر محضاً وأما ما سوى ذلك فيلهي عنه.

٤- محمد بن يحيى، عن أحمد بن محمد بن عيسى، عن الحسين بن سعيد، عن النضر بن سويد، عن يحيى الحلبي، عن يزيد بن معاوية، عن محمد بن مسلم قال: قال أبو عبد الله عليه السلام: لا يسأل في القبر إلا من محض الإيمان محضاً أو محض الكفر محضاً.

٥- عنه، عن أحمد بن محمد، عن الحسين، عن النضر بن سويد، عن يحيى الحلبي، عن هارون بن خارجة، عن أبي بصير قال: قال أبو عبد الله عليه السلام: يسأل وهو مغبوط.

٦- عدة من أصحابنا، عن أحمد بن محمد بن خالد، عن عثمان بن عيسى، عن علي بن أبي حمزة، عن أبي بصير قال: قلت لأبي عبد الله عليه السلام: أيفلت من ضغطة القبر أحد؟ قال: فقال: نعوذ بالله منها ما أقل من يفلت من ضغطة القبر إن رقية لما قتلها عثمان وقف رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم على قبرها فرفع رأسه إلى السماء فدمعت عيناه وقال للناس: إني ذكرت هذه وما لقيت فرقت لها واستوهبتها من ضمة القبر قال: فقال: اللهم هب لي رقية من ضمة القبر فوهبها الله له قال: وإن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم خرج في جنازة سعد وقد شيعة سبعون ألف ملك فرفع رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم رأسه إلى السماء ثم قال: مثل سعد يضم، قال: قلت: جعلت فداك إنما نحدث أنه كان يستخف بالبول، فقال:

معاذ الله إنما كان من زعارة في خلقه على أهله ؛ قال : فقالت أم سعد : هنيئاً لك يا سعد ، قال : فقال لها رسول الله ﷺ : يا أم سعد لا تحتمي على الله .

۷ - محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد بن عيسى ، عن الحسن بن علي ، عن غالب بن عثمان ، عن بشير الدهان ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : يحيى ، الملكان منكر و نكير إلى الميِّت حين يدفن أصواتهما كالرعد القاصف وأبصارهما كالبرق الخاطف يخطمان الأرض بأنبياهما ويطآن في شعورهما فيسألان الميِّت من ربك ؟ وما دينك ؟ قال : فإذا كان مؤمناً قال : الله ربِّي ودينِي الإسلام ، فيقولان له : ماتقول في هذا الرجل الذي خرج بين ظهرانيكم ؟ فيقول : أعن محمد رسول الله ﷺ تسألاني فيقولان له : تشهد أنه رسول الله ، فيقول : أشهد أنه رسول الله فيقولان له : ثم نومة لأحلم فيها ويفسح له في قبره تسعة أذرع ويفتح له باب إلى الجنة يرى مقعده فيها . وإذا كان كافراً دخل عليه واقم الشيطان بين يديه ، عيناه من نحاس فيقولان له : من ربك ؟ وما دينك ؟ وما تقول في هذا الرجل الذي قد خرج من بين ظهرانيكم ؟ فيقول : لأدري فيخيلان بينه وبين الشيطان فيسلط عليه في قبره تسعة وتسعين تنيناً لو أن تنيناً واحداً منها نفخ في الأرض ما انبتت شجراً أبداً ويفتح له باب إلى النار ويرى مقعده فيها .

۸ - عدة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن محمد بن الحسن بن شمعون ، عن عبد الله بن عبد الرحمن ، عن عبد الله بن القاسم ، عن أبي بكر الحضرمي قال : قالت لابي جعفر عليه السلام : أصلحك الله من المسؤولون في قبورهم ؟ قال : من محض الإيمان ومن محض الكفر ، قال : قلت : فبقية هذا الخلق ؟ قال : يلهمي والله عنهم ما يعابهم ، قال : قلت : وعم يسألون ؟ قال : عن الحجة القائمة بين أظهركم ، فيقال للمؤمن : ماتقول في فلان ابن فلان ؟ فيقول : ذاك إمامي ، فيقال : ثم أنام الله عينك ويفتح له باب من الجنة فما يزال يتحفه من روحها إلى يوم القيامة ويقال للكافر : ماتقول في فلان ابن فلان ؟ قال : فيقول : قد سمعت به وما أدري ما هو ، فيقال له : لا أدريت . قال : ويفتح له باب من النار فلا يزال يتحفه من حرها إلى يوم القيامة .



٩ - محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد بن عيسى ، عن علي بن حديد ، عن جميل ، عن عمرو بن الأشعث أنه سمع أبا عبد الله عليه السلام يقول : يسأل الرجل في قبره فإذا أُنبت ففسح له في قبره سبعة أذرع وفتح له باب إلى الجنة وقيل له : تم نومة العروس قرير العين .

١٠ - عدة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن عبد الرحمن بن أبي نجران ، عن عاصم بن حميد ، عن أبي بصير قال : سمعت أبا عبد الله عليه السلام يقول : إذا وضع الرجل في قبره أتاه ملكان ملك عن يمينه وملك عن يساره وأقيم الشيطان بين عينيه عيناه من نحاس فيقال له : كيف تقول في الرجل الذي كان بين ظهرانيكم ؟ قال : فيفرغ له فرقة ، فيقول إذا كان مؤمناً : أعن محمد رسول الله ﷺ تسألني ؟ فيقولان له : تم نومة لاحلم فيها وفسح له في قبره تسعة أذرع ويرى مقعده من الجنة وهو قول الله عز وجل : «يثبت الله الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ» وإذا كان كافراً قال له : من هذا الرجل الذي خرج بين ظهرانيكم ؟ فيقول : لا أدري فيخيلان بينه وبين الشيطان .

١١ - محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد ، عن الحسين بن سعيد ، عن إبراهيم بن أبي البلاد ، عن بعض أصحابه ، عن أبي الحسن موسى عليه السلام قال : يقال للمؤمن في قبره : من ربك ؟ قال : فيقول : الله فيقال له : ما دينك ؟ فيقول : الإسلام فيقال له : من نبيك ؟ فيقول : محمد فيقال : من إمامك ؟ فيقول : فلان فيقال : كيف علمت بذلك ؟ فيقول : أمر هداي الله له ونبئتني عليه ، فيقال له : تم نومة لاحلم فيها ، نومة العروس ، ثم يفتح له باب إلى الجنة فيدخل عليه من روحها وريحانها ، فيقول : يا رب عجل قيام الساعة لعلمي أرجع إلى أهلي ومالي ؛ ويقال : للكافر : من ربك ؟ فيقول : الله ، فيقال : من نبيك ؟ فيقول : محمد ، فيقال : ما دينك ؟ فيقول : الإسلام فيقال : من أين علمت ذلك ؟ فيقول : سمعت الناس يقولون قائلته فيضربانه بمرزبة لواجتمع عليها الثقلان الإنس والجن ثم يطبقوها ، قال : فيندوب كما يندوب الرصاص ثم يبيدان فيه الروح فيوضع قلبه بين لوحين من نار ، فيقول : يا رب أخر قيام الساعة .

۱۶ - محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد بن عيسى ، عن الحسين بن سعيد ، عن القاسم  
ابن محمد ، عن علي بن أبي حمزة ، عن أبي بصير ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : إن المؤمن إذا  
أخرج من بيته شيعته الملائكة إلى قبره يزدهجون عليه حتى إذا انتهى به إلى قبره قالت  
له الأرض : مرحباً بك وأهلاً أما والله لقد كنت أحب أن يمشي عليّ مثلك لترين  
ما أصنع بك فتوسّع له مدّ بصره ويدخل عليه في قبره ملكا القبر وهما قعيدا القبر منكرا  
ونكير فيلقيان فيه الروح إلى حقويه فيقعدانه ويسألانه فيقولان له : من ربك ؟ فيقول :  
الله ، فيقولان : ما دينك ؟ فيقول : الإسلام ، فيقولان : ومن نبيك ؟ فيقول : محمد عليه السلام ،  
فيقولان : ومن إمامك ؟ فيقول : فلان ، قال : فينادي مناد من السماء : صدق عبي  
أفرشوا له في قبره من الجنة وافتحوا له في قبره باباً إلى الجنة وألبسوه من ثياب الجنة  
حتى يأتيها وما عندنا خير له ، ثم يقال له : ثم نومة عروص ، ثم نومة لأحلم فيها ، قال : و  
إن كان كافراً أخرجت الملائكة تشييمه إلى قبره تلمنونه حتى إذا انتهى به إلى قبره قالت له  
الأرض : لا مرحباً بك ولا أهلاً أما والله لقد كنت أفض أن يمشي عليّ مثلك لأجرم لترين  
ما أصنع بك اليوم فتضيق عليه حتى تلتقي جوانحه ، قال : ثم يدخل عليه ملكا القبر  
وهما قعيدا القبر منكرا ونكير .  
قال أبو بصير : جعلت فداك يدخلان على المؤمن والكافر في صورة واحدة ،  
فقال : لا ، قال : فيقعدانه ويلقيان فيه الروح إلى حقويه فيقولان له : من ربك ؟  
فيتلجلج . ويقول : قد سمعت الناس يقولون ، فيقولان له : لادريت ؟ فيقولان له :  
ما دينك ؟ فيتلجلج ، فيقولان له : لادريت ، ويقولان له : من نبيك ؟ فيقول : قد سمعت  
الناس يقولون ، فيقولان له : لادريت ويسأل عن إمام زمانه ، قال : فينادي مناد من  
السماء : كذب عبي أفرشوا له في قبره من النار وألبسوه من ثياب النار وافتحوا له  
باباً إلى النار حتى يأتيها وما عندنا شرّ له ، فيضربانه بمرزبة ثلاث ضربات ليس منها  
ضربة إلا يتطاير قبره نادراً لو ضرب بتلك المرزبة جبال تهامة لكانت رميماً .  
وقال أبو عبد الله عليه السلام : ويسلط الله عليه في قبره الحيات تنهشه نهشاً والشيطان  
يغمسه غمماً ، قال : ويسمع عذابه من خالق الله إلا الجن والإنس قال : وإنه ليسمع خفق  
نعالهم ونفض أيديهم وهو قول الله عز وجل : « يفت الله الذين آمنوا بالقول الثابت

في الجبوة الدنيا وفي الآخرة وبضل الله الظالمين وبفعل الله ما يشاء .

۱۳ - علي بن إبراهيم عن أبيه ، عن ابن محبوب ، عن عبد الله بن كولوم ، عن أبي سعيد ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : إذا دخل المؤمن قبره كانت الصلاة عن يمينه والزكاة عن يساره والبر يطل عليه ويتنصت الصبر ناحية وإذا دخل عليه الملكان اللذان يليان مسألتاه قال الصبر للصلاة والزكاة : دونكما صاحبكم فإن عجزتم عنه فأنا دونه .

۱۴ - علي بن محمد ، عن محمد بن أحمد الخراساني ، عن أبيه قال : قال أبو عبد الله عليه السلام : إذا وضع الميت في قبره مثل له شخص فقال له : يا هذا كذا ثلاثة كان رزقك فانقطع بانقطاع أجلك وكان أهلك فخلقوك وانصرفوا عنك وكنت عمك فبقيت معك أما إني كنت أهون الثلاثة عليك .

۱۵ - عنه ، عن أبيه ، رفعه قال : قال أبو عبد الله عليه السلام : يسأل الميت في قبره عن خمس : عن صلاته وزكاته وحجته وصيامه وولايته إيانا أهل البيت فتقول الولاية من جانب القبر للأربع : ما دخل فيكن من نقص فعلي تمامه .

۱۶ - علي بن إبراهيم ، عن محمد بن عيسى ، عن يونس قال : سألت عن المصلوب يعذب عذاب القبر ؟ قال : فقال : نعم إن الله عز وجل يأمر الهواء أن يضغطة .

۱۷ - وفي رواية أخرى سئل أبو عبد الله عليه السلام عن المصلوب يصيبه عذاب القبر فقال : إن رب الأرض هو رب الهواء فيوحي الله عز وجل إلى الهواء فيضغطة ضغطته أشد من ضغطة القبر .

۱۸ - حميد بن زياد ، عن الحسن بن محمد بن سماعة ، عن غير واحد ، عن أبان ، عن أبي بصير ، عن أحدهما عليه السلام قال : لما ماتت رقية ابنة رسول الله صلى الله عليه وآله قال رسول الله صلى الله عليه وآله : الحق بسلفنا الصالح عثمان بن مظعون وأصحابه قال : وفاطمة عليها السلام على شفير القبر تنحدر دموعها في القبر ورسول الله صلى الله عليه وآله يتلقاه بثوبه قائما يدعو قال : إني لأعرف ضعفها وسألت الله عز وجل أن يجبرها من ضمة القبر .

## ﴿ باب ٥ ﴾

﴿ ما ينطق به موضع القبر ﴾

١ - محمد بن يحيى ، عن محمد بن الحسين ، عن عبد الرحمن بن أبي هاشم ، عن سالم ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : ما من موضع قبر إلا وهو ينطق كل يوم ثلاث مرّات : أنا بيت التراب ، أنا بيت البلاد ، أنا بيت الدود ، قال : فإذا دخله عبد مؤمن قال : مرحباً وأهلاً أما والله لقد كنت أحبّك وأنت تمشي على ظهري فكيف إذا دخلت بطني فسترى ذلك قال : فيفسح له مدّ البصر ويفتح له باب يرى مقعده من الجنة قال : ويخرج من ذلك رجل لم تر عيناه شيئاً قط أحسن منه فيقول : يا عبد الله ما رأيت شيئاً قط أحسن منك فيقول : أنا رأيتك الحسن الذي كنت عليه وملك الصالح الذي كنت تعمله قال : ثم تؤخذ روحه فتوضع في الجنة حيث رأى منزله ثم يقال له : ثم قرير العين فلا يزال نفحة من الجنة تصيب جسده يجد لذتها وطيبها حتى يبعث ، قال : وإذا دخل الكافر قال : لا مرحباً بك ولا أهلاً أما والله لقد كنت أبغضك وأنت تمشي على ظهري فكيف إذا دخلت بطني ستري ذلك ، قال : فتضمّ عليه فتجعله رميمًا ويعاد كما كان ويفتح له باب إلى النار فيرى مقعده من النار ، ثم قال : ثم إنّه يخرج منه رجل أقبح من رأى قط قال : فيقول : يا عبد الله من أنت ؟ ما رأيت شيئاً أقبح منك ، قال : فيقول : أنا عمّك السيّ ، الذي كنت تعمله ورأيتك الخبيث قال : ثم تؤخذ روحه فتوضع حيث رأى مقعده من النار ، ثم لم تزل نفحة من النار تصيب جسده فيجد ألمها وحرّها في جسده إلى يوم يبعث ويسلّط الله على روحه تسعة وتسعين تنيناً تنهشه ليس فيها تنين ينفخ على ظهر الأرض فتنبت شيئاً .

٢ - عدة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن الحسن بن علي ، عن غالب بن عثمان ، عن بشير الدّهان ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : إنّ للقبر كلاماً في كل يوم يقول : أنا بيت الغربة ، أنا بيت الوحشة ، أنا بيت الدود ، أنا القبر ، أنا روضة من رياض الجنة أو حفرة من حفر النار .

٣ - محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد بن عيسى ، عن أحمد بن محمد ، عن عبد الرحمن

ابن حماد، عن عمرو بن يزيد قال: قلت لأبي عبد الله عليه السلام: إني سمعتك وأنت تقول: كل شيعتنا في الجنة على ما كان فيهم؟ قال: صدقتك كلهم والله في الجنة، قال: قلت: جعلت فداك إن الذنوب كثيرة كبار، فقال: أما في القيامة فكلكم في الجنة بشفاعتي النبي المطاع أو وصي النبي ولكنني والله أخوف عليكم في البرزخ قلت: وما البرزخ؟ قال: القبر منذ حين موته إلى يوم القيامة.

### ﴿باب﴾

﴿في ارواح المؤمنين﴾

١ - علي بن محمد، عن علي بن الحسن، عن الحسين بن راشد، عن المرتجل بن معمر، عن ذريح المحاربي، عن عبادة الأسدي، عن حبة العرني قال: خرجت مع أمير المؤمنين عليه السلام إلى الظهر فوقف بوادي السلام كأنه مخاطب لأقوام فقامت بقيامته حتى أعيت ثم جلست حتى ملكت ثم قامت حتى نالني ما نالني أولاً ثم جلست حتى ملكت، ثم قامت وجمعت رداي قلت: يا أمير المؤمنين إني قد أشفتك عليك من طول القيام فراحة ساعة ثم طرحت الرداء ليجلس عليه فقال لي: يا حبة إن هو إلا محادثة مؤمن أو مؤانسته، قال: قلت: يا أمير المؤمنين وإنهم كذلك، قال: نعم ولو كشف لك لرأيتهم خلقاً خلقاً محتين يتحدون فقلت: أجسام أم أرواح فقال: أرواح وما من مؤمن يموت في بقعة من بقاع الأرض إلا قيل لروحه: الحق بوادي السلام وإنها لبقعة من جنة عدن.

٢ - عدة من أصحابنا، عن سهل بن زياد، عن الحسن بن علي، عن أحمد بن عمر رفعه، عن أبي عبد الله عليه السلام قال: قلت له: إن أخي بيغداد وأخاف أن يموت بها فقال: ما تبالي حيثما مات أما إنه لا يبقى مؤمن في شرق الأرض وغربها إلا حشر الله روحه إلى وادي السلام قلت له: وأين وادي السلام؟ قال: ظهر الكوفة، أما إني كائني بهم خلق خلق يعود يتحدون.

## باب ٨٩

(آخر في ارواح المؤمنين)

١ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن الحسن بن محبوب ، عن أبي ولاد الحنطاط عن أبي عبد الله عليه السلام قال : قلت له : جعلت فداك يروون أن ارواح المؤمنين في حواصل طيور خضر حول العرش ، فقال : لا ، المؤمن أكرم على الله من أن يجعل روحه في حوصلة طير ولكن في أبدان كأبدانهم .

٢ - عتبة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن عبد الرحمن بن أبي نجران ، عن منى الحنطاط ، عن أبي بصير قال : قال أبو عبد الله عليه السلام : إن ارواح المؤمنين في شجرة من الجنة يأكلون من طامها ويشربون من شرابها ويقولون : ربنا أقم الساعة لنا وأنجز لنا ما وعدتنا والحق آخرنا بأولنا .

٣ - سهل بن زياد ، عن إسماعيل بن مهران ، عن درست بن أبي منصور ، عن ابن مسكان ، عن أبي بصير ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : إن الأرواح في صفة الأجساد في شجرة في الجنة تعارف وتساؤل فإذا قدمت الروح على الأرواح يقول : دعوها فإنها قد أفلتت من هول عظيم ثم يسألونها ما فعل فلان وما فعل فلان ، فإن قالت لهم : تركته حياً ارتجوه وإن قالت لهم : قد هلك قالوا : قد هوى هوى . (١)

٤ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن محمد بن عثمان ، عن أبي بصير ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : سألت أبا عبد الله عليه السلام عن ارواح المؤمنين ، فقال : في حجرات في الجنة يأكلون من طامها ويشربون من شرابها ويقولون : ربنا أقم الساعة لنا وأنجز لنا ما وعدتنا والحق آخرنا بأولنا .

٥ - علي ، عن أبيه ، عن معمر بن أحمد ، عن محمد بن حماد ، عن يونس بن يعقوب ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : إذا ماتت طيقت اجتمعوا عنده يسألونه عن من مضى وعن بقي فإن كان مات ولم يرد عليهم قالوا : قد هوى هوى ويقول بعضهم لبعض : دعوه حتى يسكن مما مر عليه من الموت .

٦ - محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد بن عيسى ، عن محمد بن خالد ، عن القاسم بن عبد



الحسين بن أحمد، عن يونس بن ظبيان قال: كنت عند أبي عبد الله عليه السلام فقال: ما يقول الناس في أرواح المؤمنين؟ قلت: يقولون: تكون في حواصل طيور خضر في قناديل تحت العرش فقال أبو عبد الله عليه السلام: سبحان الله المؤمن أكرم على الله من أن يجعل روحه في حوصلة طير، يا يونس إذا كان ذلك أتاه عهد الله وعلي و فاطمة و الحسن و الحسين و الملائكة المقرَّبون فإذا قبضه الله عز وجل صير تلك الروح في قالب كقالبه في الدنيا فيأكلون ويشربون فإذا قدم عليهم القادم عرفوه بتلك الصورة التي كانت في الدنيا.

٧- عهد، عن أحمد، عن الحسين بن سعيد، عن أخيه الحسن، عن زرعة، عن أبي بصير قال: قلت لأبي عبد الله عليه السلام: إنا نتحدث عن أرواح المؤمنين أنها في حواصل طيور خضر ترمي في الجنة وتاوي إلى قناديل تحت العرش؟ فقال: لا، إذا ما هي في حواصل طير، قلت: فأين هي؟ قال: في روضة كهينة الأجراد في الجنة.

### باب ٩

#### ﴿في أرواح الكفار﴾

١- علي بن إبراهيم، عن أبيه، عن ابن أبي عمير، عن محمد بن عثمان، عن أبي بصير، عن أبي عبد الله عليه السلام قال: سألت عن أرواح المشركين فقال: في النار يمدَّبون يقولون: ربنا لا تقم لنا الساعة ولا تنجز لنا ما وعدتنا ولا تلحق آخرنا بأولنا.

٢- عدة من أصحابنا، عن سهل بن زياد، عن عبد الرزاق بن أبي نجران، عن منتهى، عن أبي بصير، عن أبي عبد الله عليه السلام قال: إن أرواح الكفار في نار جهنم يمرضون بها يقولون: ربنا لا تقم لنا الساعة ولا تنجز لنا ما وعدتنا ولا تلحق آخرنا بأولنا.

٣- محمد بن يحيى، عن محمد بن أحمد بن مساذ له قال: قال أمير المؤمنين عليه السلام: شرُّ بشر في النار برهوت الذي فيه أرواح الكفار.

٤- عدة من أصحابنا، عن سهل بن زياد، وعلي بن إبراهيم، عن أبيه جميعاً، عن جعفر بن محمد الأشعري، عن القداح، عن أبي عبد الله، عن أبيه عليه السلام قال: قال:

أمير المؤمنين عليه السلام : شر ماء على وجه الأرض ماء برهوت وهو الذي يحضر موت ترويه  
هام الكفار .

٥ - مامي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن النوفلي ، عن السكوني ، عن أبي عبد الله  
عليه السلام قال : قال رسول الله ﷺ : شر اليهود يهود ييسان — و شر النصارى نصارى  
نجران و شر ماء على وجه الأرض ماء زمزم و شر ماء على وجه الأرض ماء برهوت و  
هو واد يحضر موت يرد عليه هام الكفار وصداهم

### باب ٩١

(جنة الدنيا)

١ - عدة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد ، وسهل بن زياد ، وعلي بن إبراهيم ،  
عن أبيه جميعاً ، عن ابن محبوب ، عن علي بن قرظ ، عن ضريس الكناسي قال :  
سألت أبا جعفر عليه السلام أن الناس يذكرون أن فراتنا يخرج من الجنة فكيف هو وهو  
يقبل من المغرب وتصب فيه العيون والأودية ؟ قال : فقال أبو جعفر عليه السلام وأنا أسمع :  
إن الله جنة خلقها الله في المغرب وماء فرائكم يخرج منها وإليها تخرج أرواح المؤمنين  
من حفرهم عند كل مساء فتسقط على ثمارها وتأكل منها وتنعم فيها وتتلاقى وتتعارف  
فإذا طلع الفجر هاجت من الجنة فكانت في الهواء فيما بين السماء والأرض ، تطير  
ذاهبة وجائية وتعهد حفرها إذا طلعت الشمس وتتلاقى في الهواء وتتعارف ، قال : و  
إن الله نارا في المشرق خلقها ليسكنها أرواح الكفار ويأكلون من زقومها ويشربون  
من حميمها ليلهم فإذا طلع الفجر هاجت إلى واد باليمين يقال له : برهوت أشد حراً  
من نيران الدنيا كانوا فيها يتلاقون ويتعارفون فإذا كان المساء عادوا إلى النار ، فهم  
كذلك إلى يوم القيامة قال : قلت : أصلحك الله فما حال الموحدين المقرين بنبوته محمد  
ﷺ من المسلمين المذنبين الذين يموتون وليس لهم إمام ولا يعرفون ولا يتكلم ؟ فقال :  
أما هؤلاء فإنيهم في حفرهم لا يخرجون منها فمن كان منهم له عمل صالح ولم يظهر منه عداوة  
فإنه يخذله خد إلى الجنة التي خلقها الله في المغرب فيدخل عليه منها الروح في

حضرته إلى يوم القيامة فيلقى الله فيحاسبه بحسناته وسيئاته فما إلى الجنة وإما إلى النار هؤلاء موقوفون لأمر الله ، قال : وكذلك يفعل الله بالمستضعفين والبله والأطفال وأولاد المسلمين الذين لم يبلغوا الحلم فأما النصاب من أهل القبلة فإنهم يخذلهم خذل إلى النار التي خلقها الله في المشرق فيدخل عليهم منها الكهب والشرر والدخان وفورة الحميم إلى يوم القيامة ، ثم مصيرهم إلى الحميم ثم في النار يسجدون ثم قيل لهم : أينما كنتم تدعون من دون الله ، أين إمامكم الذي اتخذتموه دون الإمام الذي جعله الله للناس إماماً ؟

٢ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن أحمد بن محمد بن أبي نصر ، عن الحسين بن ميسرة قال : سألت أبا عبد الله عليه السلام عن الجنة آدم عليه السلام فقال : الجنة من جنات الدنيا تطلع فيها الشمس والقمر ولو كانت من جنات الآخرة ما خرج منها أبداً .

#### باب ٩

#### الأطفال

١ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حماد ، عن حريز ، عن زرارة ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : سألت رسول الله صلى الله عليه وآله عن الأطفال فقال : قد سئل فقال : الله أعلم بما كانوا عاملين .

ثم قال : يا زرارة هل تدري قوله : « الله أعلم بما كانوا عاملين » ؟ قلت : لا ، قال : الله فيهم المشيئة إنه إذا كان يوم القيامة جمع الله عز وجل الأطفال والذي مات من الناس في الفترة ، والشيخ الكبير الذي أدرك النبي صلى الله عليه وآله وهو لا يعقل والأصم والأبكم الذي لا يعقل والمجنون والأبله الذي لا يعقل ، وكل واحد منهم يحنج على الله عز وجل فيبعث الله إليهم ملكاً من الملائكة فيؤجج لهم ناراً ثم يبعث الله إليهم ملكاً فيقول لهم : إن ربكم يأمركم أن تثبوا فيها ، فمن دخلها كانت عليه برداً وسلاماً وأدخل الجنة ومن تخلف عنها دخل النار

٢ - عدة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن غير واحد رفعوه عنه أنه سئل عن الأطفال فقال : إذا كان يوم القيامة جمعهم الله وأجج لهم ناراً وأمرهم أن يطرحوا أنفسهم فيها فمن كان في علم الله عز وجل أنه سعيد رمى بنفسه فيها وكانت عليه برداً

وسلاماً ومن كان في علمه أنه شقي أمتنع فيأمر الله بهم إلى النار فيقولون : يا ربنا تأمرنا إلى النار ولم تجر علينا القلم ؟ فيقول الجبار : قد أمرتكم مشافهة فلم تعلّموني فكيف ولو أرسلت رسلي بالغيث إليكم .

٣ - محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد ، عن الحسين بن سعيد ، عن النضر بن سويد عن يحيى الحماني ، عن ابن مسكان ، عن زرارة قال : سألت أبا جعفر عليه السلام عن الولدان فقال : سئل رسول الله صلى الله عليه وآله عن الأولاد والأطفال فقال : الله أعلم بما كانوا عاملين . وفي حديث آخر أمّا أطفال المؤمنين فيلحقون بأبائهم وأولاد المشركين يلحقون بأبائهم وهو قول الله عز وجل : « يا أيها الذين آمنوا آمنوا بما كانوا عاملين »

٤ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن عمر بن أذينة عن زرارة قال : قلت لأبي عبد الله عليه السلام : ما تقول في الأطفال الذين ماتوا قبل أن يولدوا ؟ فقال : سئل عنهم . ولله صلى الله عليه وآله فقال : الله أعلم بما كانوا عاملين ثم أقبل عليّ فقال : يا زرارة هل تدري ما عني بذلك رسول الله صلى الله عليه وآله ؟ قال : قلت : لا . فقال : إنما عني كفوا عنهم ولا تقولوا فيهم شيئاً وردوا علمهم إلى الله .

٥ - عدة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن علي بن الحكم ، عن سيف بن عميرة ، عن ابن بكير ، عن أبي عبد الله عليه السلام في قول الله عز وجل : « والذين آمنوا واتبعهم ذريتهم بايمان الحقنا بهم ذريتهم » قال : قلت : قال : قصر الأبناء عن عمل الآباء فالحقوا الأبناء بالآباء لتقر بذلك أعينهم .

٦ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن هشام ، عن أبي عبد الله عليه السلام أنه سئل عن من مات في الفترة وعمن لم يدرك الحنث والمعتوه ؟ فقال : يحتج الله عليهم يرفع لهم ناراً فيقول لهم : ادخلوها ، فمن دخلها كانت عليه برداً وسلاماً ومن أبي قال : ها أنتم قد أمرتكم فعصيتُموني .

٧ - وبهذا الإسناد قال : ثلاثة يحتج عليهم الأبيكم والطفل ومن مات في الفترة فترفع لهم نار فيقال لهم : ادخلوها فمن دخلها كانت عليه برداً وسلاماً ومن أبي قال تبارك وتعالى : هذا قد أمرتكم فعصيتُموني .

### باب النواذر

۱ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن نوح بن شعيب ، عن شهاب بن عبد ربّه ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : سأله عن الجنب يغسل الميت ، أو من غسل ميتاً له أن يأتي أهله ثم يغسل ، فقال : سواء لأبي ذلك إذا كان جنباً غسل يده وتوضأ وغسل الميت فإن غسل ميتاً ثم توضأ ثم أتى أهله يجوز له غسل أحداهما .

۲ - أبي ، عن أبيه ، عن عبد الله بن المغيرة ، عن السكوني ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : إن الميت إذا حضره الموت أدقته ملك الموت ولولا ذلك ما استقر .

۳ - أبو علي الأشعري ، عن محمد بن عبد الجبار ، عن أبي محمد الهذلي ، عن إبراهيم ابن خالد القدّاني ، عن محمد بن منصور الصيقل ، عن أبيه قال : شكوت إلى أبي عبد الله عليه السلام وجداً وجدته أعلني ابن لي هلك حتى خفت على عتلي فقال : إذا أصابك من هذا شيء فأفرض من دمرك فانه يسكن عنك .

۴ - علي بن إبراهيم رفته قال : لما مات ذر بن أبي ذر مسح أبو ذر الثبر بيده ثم قال : رحمة الله يا ذر والله إن كنت بي باراً ولقد قبضت وإني عنك لراض ، أما والله ما بي فقتك وما علي من غناضة ومالي إلى أحد سوى الله من حاجة ولولا هول المظلم لسرّني أن أكون مكانك ولقد شامني الحزن لك عن الحزن عليك والله ما بكيت لك ولكن بكيت عليك فليت شعري ماذا قلت ، وماذا قيل لك ، ثم قال : اللهم إني قد وهبت له ما افترضت عليه من حقّي فهب له ما افترضت عليه من حقك فأنت أحقّ بالجوّد منّي .

۵ - عدّة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن عثمان بن عيسى ، عن عدّة من أصحابنا قال : لما قبض أبو جعفر عليه السلام أمر أبو عبد الله عليه السلام بالسراج في البيت الذي كان يسكنه حتى قبض أبو عبد الله عليه السلام ثم أمر أبو الحسن عليه السلام بمثل ذلك في بيت أبي عبد الله عليه السلام حتى خرج به إلى العراق ثم لأدري ما كان .

۶ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حماد ، عن الحلبي ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : سأله عن أول من جعل له الشمس ، فقال : فاطمة عليها السلام .

۷ - محمد بن يحيى ، عن محمد بن أحمد ، عن أحمد بن الحسن ، عن عمرو بن سعيد ، عن مصدق بن صدقة ، عن عمار بن م ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : سئل عن الميت يبلى جسده ، قال : نعم حتى لا يبقى له لحم ولا عظام إلا طينته التي خلق منها فانها لا تبلى ، تبقى في القبر مستديرة حتى يخلق منها كما خلق أول مرة .

۸ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ؛ وأحمد بن محمد الكوفي ، عن بعض أصحابه ، عن صفوان بن يحيى ، عن يزيد بن خليفة الخولاني وهو يزيد بن خليفة الحارثي قال : سأل عيسى بن عبد الله أباعبد الله عليه السلام أنا حاضر فقال : تخرج النساء إلى الجنائز ، وكان علي بن الحسين عليه السلام فاستوى جالساً ثم قال : إن الفاسق عليه لعنة الله أوى عنه المغيرة بن أبي العاص وكان ممن بدر رسول الله صلى الله عليه وآله فقال لابنة رسول الله صلى الله عليه وآله : لا تخبري أباك بمكانه كأنه لا يؤمن أن الوحي يأتي غداً فقالت : ما كنت لأكنم رسول الله صلى الله عليه وآله عبده فجعله بين مشجب له ولحمه بقطيفة فأتى رسول الله صلى الله عليه وآله الوحي فأخبره بمكانه فبحث إليه علياً عليه السلام وقال : اشتمل على سيفك انت بيت ابنة ابن عمك فإن ظفرت بالمغيرة فاقتله ، فأتى البيت فجال فيه فلم يظفر به فرجع إلى رسول الله صلى الله عليه وآله فأخبره فقال : يا رسول الله لم أره ، فقال : إن الوحي قد أتاني فأخبرني أنه في المشجب .

و دخل عثمان بعد خروج علي عليه السلام فأخذ بيد عمه فأتى به إلى النبي صلى الله عليه وآله وسلم فلما آه أكب عليه ولم يلتفت إليه وكان نبي الله صلى الله عليه وآله كريماً فقال : يا رسول الله هذا عمي ، هذا المغيرة بن أبي العاص وقد والذي بعثك بالحق آمنته قال أبو عبد الله عليه السلام : وكذب والذي بعث بالحق ما آمنه فأعادها ثلاثاً ١ وأعادها أبو عبد الله عليه السلام ثلاثاً أنسى آمنه إلا أنه يأتيه عن يمينه ثم يأتيه عن يساره فلما كان في الرابعة رفع رأسه إليه فقال له : قد جعلت لك ثلاثاً فإن قدرت عليه بعد الثالثة قتلته فلما أدبر قال رسول الله صلى الله عليه وآله : اللهم ألن المغيرة بن أبي العاص واللعن من يؤويه واللعن من يحمله واللعن من يطعمه واللعن من يسقيه واللعن من يجهزه واللعن من يعطيه سقاء أو حذاء أو رشاء أو رعاء وهو بعدهم يمينه وانطلق به عثمان فأراه وأطعمه وسقاه وحمله وجهزه حتى فعل جميع ما لعن عليه النبي صلى الله عليه وآله من يفعله به ثم أخرجه في اليوم الرابع بسوقه فلم يخرج من أبيات المدينة حتى أعطى الله راحلته ونقب حذاءه ودرمت قدماه فاستعان بيديه



وركبته وأثقله جهازه حتى وجس به ، فأتى شجرة فاستظل بها ، لو أنها  
بعضكم ما أبهره ذلك فأتى رسول الله ﷺ الوحي فأخبره بذلك فدعا علياً عليه السلام  
فقال : خذ سيفك وانطلق أنت وعمار ونالك لهم فأت المغيرة بن أبي العاص تحت شجرة  
كذا وكذا ، فأتاه علي عليه السلام فقتله ، فضرب عثمان بنت رسول الله ﷺ وقال : أنت  
أخبرت أبالك بمكانه فبعثت إلى رسول الله ﷺ تشكروا ما لقيت ، فأرسل إليهم رسول الله ﷺ  
أقني حياكم ما أقبح بالمرأة ذات حسب ودين في كل يوم تشكروا زوجها فأرسلت إليه مرأت  
كل ذلك بقول لها ذلك ، فلمّا كان في الرابعة دعا علياً عليه السلام وقال : خذ سيفك واشتمل  
عليه ثم أتت بيت ابنة ابن عمك فخذ يدها فإن حال بينك وبينها أحد فاحطمه بالسيف  
وأقبل رسول الله ﷺ كالواله من منزله إلى دار عثمان فأخرج علي عليه السلام ابنة رسول  
الله ﷺ فلمّا نظرت إليه رفعت صوتها بالبكاء واستعبر رسول الله ﷺ وبكى ثم أدخلها  
منزله وكشفت عن ظهرها فلمّا أن رأى ما بظهرها قال : ثلاث مرأت ماله قتلته الله  
وكان ذلك يوم الأحد وبات عثمان ملتحفاً بجاريتهما فمكث الإثنين والثلاثاء ومات  
في اليوم الرابع فلمّا حضر أن يخرج بها أمر رسول الله ﷺ فاطمة عليها السلام فخرجت و  
نساء المؤمنين معها وخرج عثمان يشيع جنازتها فلمّا نظر إليه النبي ﷺ قال : من  
أطاف بالراحه بأهله أوفتاته فلا يتبع جنازتها قال ذلك ثلاثاً فلم ينصرف فلمّا كان  
في الرابعة قال : لينصرفن أولاً سمّين باسمه ، فأقبل عثمان متوكفاً على مولاه ممسك  
ببطنه فقال : يا رسول الله إني اشتكى بطني فإن رأيت أن تأذن لي أنصرف قال : انصرف  
وخرجت فاطمة عليها السلام ونساء المؤمنين والمهاجرين فصلين على الجنازة .

٩٠٠ - وهذا الإسناد : أن أمير المؤمنين عليه السلام اشتكى عينه فعاده النبي ﷺ  
فاذا هو يصبح ، فقال النبي ﷺ : أجزعاً أم وجعاً ؟ فقال : يا رسول الله ما وجدت  
وجعاً قط أشد منه ، فقال : يا علي إن ملك الموت إذا نزل لقبض روح الكافر نزل معه  
سقود من نار فينزع روحه به فتصبح جهنم فاستوى علي عليه السلام فقال : يا رسول الله  
أعد علي حديثك فلقد أنساني وجهي ما قلت ، ثم قال : هل يصيب ذلك أحداً من أمّتك  
قال : نعم حاكم جائر وآكل مال اليتيم ظلماً وشاهد زور .

١٠ - عدة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن النوفلي ، عن السكوني ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : إذا أعد الرجل كفنهُ فهو مأجور كلما نظر إليه .

١١ - سهل بن زياد ، وعلي بن إبراهيم ، عن أبيه جميعاً ، عن ابن محبوب ، عن علي بن رباب قال : سمعت أبا الحسن الأول عليه السلام يقول : إذا مات المؤمن بكت عليه الملائكة وبقاع الأرض التي كان يعبد الله عليها وأبواب السماء التي كان يصعد أعماله فيها فلم تلمة في الإسلام لا يسدّها شيء لأن المؤمنين حصون الإسلام كحصون سور المدينة لها .

١٢ - سهل ، عن أحمد بن محمد بن أبي نصر ، عن حماد بن عثمان ، عن عامر بن عبد الله قال : سمعت أبا عبد الله عليه السلام يقول : كان علي قبر إبراهيم ابن رسول الله ﷺ عذق يذله من الشمس يدور حيث دارت الشمس فلما ببس العذق درس القبر فلم يعلم مكانه .

١٣ - الحسين بن محمد ، عن عبد الله بن عامر ، عن علي بن مهزيار ، عن حماد بن عيسى ، عن معاوية بن عمار ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : كان البراء بن معروف التميمي الأنصاري بالمدينة وكان رسول الله ﷺ بمكة وإنه حضره الموت وكان رسول الله ﷺ والمسلمون يصلّون إلى بيت المقدس فأوصى البراء إذا دفن أن يجعل وجهه إلى رسول الله ﷺ إلى القبلة فجرت به السنة وأنه أوصى بذلك ماله فنزل به الكتاب وجرت به السنة .

١٤ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن هشام بن سالم ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : جاء جبرئيل إلى النبي ﷺ فقال : يا محمد عش ماشئت فأنتك ميت وأحب من شئت فأنتك مفارقة وأعمل ماشئت فأنتك لاقية .

١٥ - ابن أبي عمير ، عن أيوب ، عن أبي عبيدة قال : قلت لأبي جعفر عليه السلام : حدثني ما أنتفع به فقال : يا أبا عبيدة أكثر ذكر الموت فإنه لم يكسر ذكره إنسان إلا زهد في الدنيا .

١٦ - ابن أبي عمير ، عن الحكم بن أيمن ، عن داود الأزاري ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : مناد ينادي في كل يوم : ابن آدم للموت واجمع للفناء وابن للخراب .

١٧ - ابن أبي عمير ، عن علي بن أبي حمزة ، عن أبي بصير قال : شكوت إلى أبي

عبدالله عليه السلام الوسواس فقال : يا أبا عبد الله أذكر تقطع أوصالك في قبرك ورجوع أحبابك عنك إذا دفنوك في حفرتك و خروج بنات الماء من منخربك و أكل الدود لحملك فإن ذلك يسلمك عنك ما أنت فيه قال أبو بصير : فوالله ما ذكرت إلا سلمى عني ما أنا فيه من هم الدنيا .

١٨٨ - أبو علي الأشعري ، عن محمد بن عبد الجبار ، عن ابن فضال ، عن علي بن عقبة ، عن أسباط بن سالم مولى أبان قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : جعلت فداك يعلم ملك الموت يقبض من يقبض ؟ قال : لا إنما هي صكاك تنزل من السماء أقبض نفس فلان ابن فلان .

١٨٩ - محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد ، عن محمد بن عثمان ، عن عثمان أخيرة ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : من كان معه كفنه في بيت لم يكتب من الغافلين وكان مأجوراً كان نظر إليه .

٢٠ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن هشام بن سالم قال : قال أبو عبدالله عليه السلام : ما من أهل بيت شعر ولا زبر إلا و ملك الموت يتدفقهم في كل يوم خمس مرات .

٢١ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن عمرو بن عثمان ، عن المغيرة بن صالح ، عن زيد شحام قال : سئل أبو عبدالله عليه السلام عن ملك الموت ، يقال : الأرض بين يديه كالقائمة يمد يده منها حيث شاء ، قال : نعم .

٢٢ - محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد بن عيسى ، عن الحسين بن سعيد ، عن فضالة ابن أيوب ، عن أبي انفرا قال : حدثني يعقوب الأحمر قال : دخلنا على أبي عبدالله عليه السلام نغز به بإسماعيل فترحم عليه ثم قال : إن الله عز وجل نعى إلى نبيته عليه السلام نفسه فقال : «إِنَّكَ مَيِّتٌ وَإِنَّهُمْ مَيِّتُونَ» <sup>(١)</sup> وقال : «كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ» ثم أنشأ يحدث فقال : إنه يموت أهل الأرض حتى لا يبقى أحد ثم يموت أهل السماء حتى لا يبقى أحد إلا ملك الموت وحملته العرش وجبرئيل وميكائيل عليه السلام قال : فيجيئ ملك الموت عليه السلام حتى يقوم بين يدي الله عز وجل فيقال له : من بقي ؟ - وهو أعلم - فيقول : يا رب لم يبق

إلا ملك الموت وحملة العرش وجبرئيل وميكائيل : فيقال له : قل اجبرئيل وميكائيل فليموتا ، فتقول الملائكة عند ذلك : يارب رسولك وأمينيك ، فيقول : إني قد قضيت علي كل نفس فيها الروح الموت ، ثم يجيئ ملك الموت حتى يقف بين يدي الله عز وجل فيقال له : من بقي ؟ - وهو أعلم - فيقول : يارب لم يبق إلا ملك الموت وحملة العرش ، فيقول : قل احملة العرش فليموتا ، قال : ثم يجيئ كئيباً حزينا لا يرفع طرفه فيقال : من بقي ؟ فيقول : يارب لم يبق إلا ملك الموت ، فيقال له : مت يا ملك الموت فيموت ثم يأخذ الأرض يمينه والسموات يمينه ويقول : أين الذين كانوا يدعون معي شريكاً أين الذين كانوا يجعلون معي إلهاً آخر ؟

۲۳۳- علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن عمرو بن عثمان ، عن مفضل بن صالح ، عن جابر ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : قال رسول الله ﷺ : أخبرني جبرئيل عليه السلام أن ملكاً من ملائكة الله كانت له عند الله عز وجل منزلة عظيمة فتعذب عليه فأهبط من السماء إلى الأرض فأتى إدريس عليه السلام فقال : إن لك من الله منزلة فاشفع لي عند ربك ، فصلى ثلاث ليال لا يفتر وصام أيامها لا يفطر ثم طلب إلى الله تعالى في السحر في الملك فقال الملك : إنك قد أعطيت سؤالك وقد أطلق لي جناحي وأنا أحب أن أكافيك فأطلب إلي حاجة فقال : تريني ملك الموت لعلي أنس به فإنني ليس بهنتي مع ذكره شيء ، فبسط جناحه ثم قال : اركب فصعد به يطلب ملك الموت في السماء الدنيا ، فقيل له : اصعد فاستقبله بين السماء الرابعة والخامسة فقال الملك : يا ملك الموت مالي أراك قاطباً ؟ قال : العجب إني تحت ظل العرش حيث أمرت أن أقبض روح آدمي بين السماء الرابعة والخامسة فسمع إدريس عليه السلام فامتعض فخر من جناح الملك فقبض روحه مكانه وقال الله عز وجل : وورفعناه مكاناً علياً .

۲۳۴- محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد ، عن علي بن عثمان ، عن ابن مسكان ، عن داود بن فرقد [ أبي يزيد ] عن ابن أبي شيبه الزهري ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : قال رسول الله ﷺ : الموت الموت . ألا ولا بد من الموت ، جاء الموت بما فيه ، جاء بالروح والراحة والكرامة المباركة إلى الجنة عالية لأهل دار الخلود الذين كان لهم أسعيم وفيها

ورغبهم ، وجاء الموت بما فيه بالشقوة والتدامة وبالكثرة الخاسرة إلى نار حامية لأهل دار الندور ، الذين كان لها سعيهم وفيها رغبتهم ، ثم قال : وقال : إذا استحققت ولاية الله والسادة جاء الأجل بين العيين و ذهب الأمل وراء الظاهر وإذا استحققت ولاية الشيعان والشقاوة جاء الأمل بين العيين و ذهب الأجل وراء الظاهر ، قال : ومما رسول الله ﷺ أي المؤمنين أكيس ، فقال : أكثرهم ذكراً للموت وأشدُّهم استعداداً .

٢٥٠ ع ٢٥٠ علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن هشام بن سالم ، عن أبي حمزة قال : سمعت علي بن الحسين عليه السلام يقول : عجب كل العجب لمن أنكر الموت وهو يرى من يموت كل يوم وليلة والعجب كل العجب لمن أنكر النشأة الأخرى وهو يرى النشأة الأولى .

٢٥١ ع ٢٥١ محمد بن يحيى ، عن الحسين بن إسحاق ، عن علي بن مهزيار ، عن فضالة بن أيوب ، عن سعدان ، عن عجلان أبي صالح قال : قال لي أبو عبد الله عليه السلام : يا أبا صالح إذا أنت حلت جنازة فكن كأنك أنت المحمول وكأنك سألت ربك الرجوع إلى الدنيا ففعل فانظر ماذا تستأنف ، قال : ثم قال : عجب لقوم حبس أولهم عن آخرهم ثم نودي فيهم الرجوع وهم يلعبون .

٢٥٢ ع ٢٥٢ عنه ، عن فضالة ، عن إسماعيل بن أبي زياد ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : قال أمير المؤمنين صلوات الله عليه : ما أنزل الموت حق منزله من عدوئاً من أجله ، قال : و قال أمير المؤمنين عليه السلام : ما أطال عبد الأمل إلا أساء العمل ، وكان يقول : لو رأى الله أجله وسرعه إليه لأبغض العمل من طلب الدنيا .

٢٥٣ ع ٢٥٣ محمد بن أحمد بن محمد ، عن الحسين بن سعيد ، عن الحسين بن علوان ، عن عمرو بن شمر ، عن جابر ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : سألت عن لحظة ملك الموت ، قال : أما رأيت الناس يكونون جلوساً فتعزيهم المسكنة فما يشكلم أحد منهم فتلك لحظة ملك الموت حيث يلحظهم .

٢٥٤ ع ٢٥٤ علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن عمرو بن عثمان ، عن الفضل بن صالح ، عن جابر ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : سألت عن قول الله تبارك وتعالى : « وقيل من راق هو وظن »

٢٥٤

أنه الفراق قال : فإن ذلك ابن آدم إذا حل به الموت قال : هل من طيب ؟ إنه الفراق .  
أيقن بمفارقة الأحبة قال : « والتفت الساق بالساق » التفت الدنيا بالآخرة « ثم  
إلى ربك يومئذ المساق » قال : المصير إلى رب العالمين .

۳۳۳- محمد بن يحيى ، عن الحسين بن إسحاق ، عن علي بن مهزيار ، عن علي بن  
إسماعيل البينمي ، عن عبد الله بن علي مولى آل سام قال : قلت لأبي عبد الله عليه السلام : قول الله  
عز وجل : « إنما نعدكم عدداً » قال : ما هو عندك ؟ قلت : عدد الأيام ، قال : إن  
الآباء والأمهات يحصون ذلك ، لا ولكنهم عدد الأنفاس .

۳۳۴- عنه ، عن فضالة ، عن موسى بن بكر ، عن زرارة ، عن أبي جعفر عليه السلام قال :  
الحياة والموت خلقان من خلق الله فإذا جاء الموت فدخل في الإنسان لم يدخل في شيء  
إلا وقد خرجت منه الحياة .

۳۳۵- عدة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن بعض أصحابه ، عن محمد بن سكين  
قال : سئل أبو عبد الله عليه السلام عن الرجل يقول : استأثر الله بفلان فقال : ذاكره ،  
فقل : فلان يجود بنفسه ، فقال : لا بأس أما تراه يفتح فاه عند موته مرتين أو ثلاثة فذلك  
حين يجود بها لما يرى من ثواب الله عز وجل وقد كان بهذا ضيقاً .

۳۳۶- علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن هشام بن سالم ، عن أبي  
عبد الله عليه السلام قال : إن قوماً فيما مضى قالوا لنبي لهم : ادع لنا ربك يرفع عنا الموت  
فدعا لهم فرفع الله عنهم الموت فكثروا حتى ضاقت عليهم المنازل وكثر النسل ويصبح  
الرجل يطعم أباه وجدّه وأمه وجدّ جدّه ويوضيهم ويتعاهدهم فشغلوا عن طلب  
المعاش ، فقالوا : سل لنا ربك أن يردنا إلى حالنا التي كنا عليها فسأل نبيهم ربّه فردّهم  
إلى حالهم .

۳۳۷- علي بن محمد ، عن بعض أصحابنا ، عن علي بن الحكم ، عن ربيع بن محمد ،  
عن عبد الله بن سليم العامري ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : إن عيسى ابن مريم جاء إلى قبر  
يحيى بن زكريا عليه السلام وكان سأل ربّه أن يحييه له فدعاه فأجابه وخرج إليه من القبر  
فقال له : ما تريد مني فقال له : أريد أن تؤنسني كما كنت في الدنيا فقال له : يا عيسى  
ما سكنت عنّي حرارة الموت وأنت تريد أن تؤنسني إلى الدنيا وتعود عليّ حرارة



الموت، فتركه فعاد إلى قبره.

٣٨٣ - علي بن إبراهيم، عن أبيه، عن ابن محبوب، عن أبي أيوب، عن يزيد الكناسي عن أبي جعفر عليه السلام قال: إن فنية من أولاد ملوك بني إسرائيل كانوا متعبدين وكانت العبادة في أولاد ملوك بني إسرائيل وإنهم خرجوا يسرون في البلاد ليعتبروا فمروا بقبر علي ظهر الطريق قد سفي عليه السافي ليس يبين منه إلا رسمه فقالوا: لودعونا الله الساعة فينشر لنا صاحب هذا القبر فسالناه كيف وجد طعم الموت، فدعوا الله وكان دعاؤهم الذي دعوا الله به: أنت إلهنا يا ربنا ليس لنا إله غيرك والبديع الدائم غير الغافل والحي الذي لا يموت لك في كل يوم شأن تعلم كل شيء بغير تعليم، أنشر لنا هذا الميت بقدرتك، قال: فخرج من ذلك القبر رجل أبيض الرأس واللحية ينفض رأسه من التراب فزعاً شاخصاً بصره إلى السماء فقال لهم: ما يوقفكم على قبري فقالوا: دعوناك لنسألك كيف وجدت طعم الموت فقال لهم: لقد سكنت في قبري تسعة وتسعين سنة ما ذهب عني ألم الموت وكرهه ولا خرج مرارة طعم الموت من حلقي فقالوا له: مت يوم مت وأنت على ما نرى أبيض الرأس واللحية قال: لا ولكن لما سمعت الصيحة أخرج اجتمعت تربة عظامي إلى روعي فنفس في فخرجت فزعاً شاخصاً بصري مهطعاً إلى صوت الداعي فايض لذلك رأسي ولحيتي.

٣٨٤ - علي بن أبيه، عن النوفلي، عن السكوني، عن أبي عبد الله عليه السلام قال: قال النبي صلى الله عليه وآله: من أشرط الساعة أن يفسح الفالج وموت الفجأة.

٣٨٥ - علي بن محمد، عن صالح بن أبي حماد رفعه قال: جاء أمير المؤمنين عليه السلام إلى الأشعث بن قيس يعزبه بأخ له يقال له: عبد الرحمن فقال له أمير المؤمنين عليه السلام: إن جزعت فحق الرّحم آتيت وإن صبرت فحق الله أدبت على إنك إن صبرت جرى عليك القضاء وأنت محمود وإن جزعت جرى عليك القضاء وأنت مذموم، فقال له الأشعث: إنا لله وإنا إليه راجعون، فقال أمير المؤمنين عليه السلام: أتدري ما تأويلها، فقال الأشعث: لا أنت غاية العار ومتهاد، فقال له: أما قولك: إنا لله فإقرار منك بالملك وأما قولك وإنا إليه راجعون فإقرار منك بالهلاك.

٣٨٦ - محمد بن يحيى رفعه، عن أمير المؤمنين عليه السلام قال: دعا نبي من الأنبياء

علي قومه فقيل له : أسلط عليهم عدوهم ؟ فقال : لا ، فقيل له فالجوع ؟ فقال : لا ، فقيل له : ما تريد ؟ فقال : موت دفين يحزن القلب . ويقال العدد فأرسل إليهم الطباعون .  
 ٢٤٩ - عدة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن علي بن أسباط رفعه قال : كان أبو عبد الله عليه السلام يقول عند المصيبة : الحمد لله الذي لم يجعل مصيبتني في ديني والحمد لله الذي لو شاء أن يجعل مصيبتني أعظم مما كانت والحمد لله على الأمر الذي شاء أن يكون فكان .

٢٥٠ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن النضر بن سويد ، عن القاسم بن سليمان ، عن عبد الحميد بن أبي جعفر الفراء قال : إن أبا جعفر عليه السلام انقلع خرس من أخراجه فوضعه في كتفه ثم قال : الحمد لله ، ثم قال : يا جعفر إذا أنامت ودفنتني فادفنه معي ثم مكث بعد حين ثم انقلع أيضاً آخر فوضعه على كتفه ثم قال : الحمد لله ، يا جعفر إذا مت فادفنه معي .

٢٥١ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن بكر بن محمد الأزدي ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : « إن الموت الذي تفرّون منه فإنه ملاقيكم - إلى قوله - تعملون » قال : تعد السنين ثم تعد الشهور ثم تعد الأيام ثم تعد الساعات ثم تعد النفس فإذا جاء أجلهم لا يستأخرون ساعة ولا يستقدمون .

٢٥٢ - عدة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن جعفر بن محمد ، عن ابن القداح عن أبي عبد الله عليه السلام قال : سمع النبي صلى الله عليه وآله امرأة مات عثمان بن مظعون وهي تقول : هنيئاً لك يا أبا السائب الجنة ، فقال النبي صلى الله عليه وآله : وما علمك حسبك أن تقول : كان يحب الله عز وجل ورسوله ، فلمآ مات إبراهيم ابن رسول الله صلى الله عليه وآله هملت عين رسول الله صلى الله عليه وآله بالدموع ثم قال النبي صلى الله عليه وآله : تدمع العين ويحزن القلب ولا نقول ما يسنخظ الرب وإننا بك يا إبراهيم لحزونون ثم رأى النبي صلى الله عليه وآله في قبره خلافاً سواه بيده ثم قال : إذا عمل أحدكم عملاً فليستن : ثم قال : الحق بسلفك الصالح عثمان بن مظعون .

٢٥٣ - عدة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن علي بن مهزيار قال : كتب

إلى أبي جعفر عليه السلام رجل يشكو إليه مصابه بولد له و شدة ما يدخله فقال : و  
 كشي عليه السلام إليه : أما علمت أن الله عز وجل يختار من مال المؤمن و من ولده أنفسه  
 ليأجره على ذلك .

# کتاب الجنائز

## باب

### موت کی بیماری

- ۱۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے لوگ دعا پڑھنا شروع کر دیں کہ جس شخص کے اچانک مر جاتے تھے۔ حضرت نے دعا کی کہ پروردگار! موت کی کوئی بیماری متار سے تاکہ بیمار اس میں میرا اجر پہنچے اور عیادت کرنے والے اس کو مصائب پر صبر کرنے کے لئے تسلی اور دلدادہ دین پس خدا نے پہلے تھپ یا بخار کو نازل فرمایا اس کے بعد اور امراض کو (مرکب) ۲۔ ترجمہ اور پرگذا۔
- ۳۔ فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے پنا موت کا کھینچنے والا ہے اور وہ روئے زمین پر اللہ کا پنا یا ہو ا قبر فاش ہے وہ مومن کی حفاظت ہے آتش و زرخ سے۔
- ۴۔ فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ جب ایک آدمی اور علیہ السلام کا انتقال ہو اتراں کی میت پر پرندوں نے اپنا سایہ کر لیا اور جب موسیٰ و ادوی تیرہ میں مرے تو ایک چینی والے نے آسمان سے چینی نکالی کہ موسیٰ مر گئے اور کون سا نفس ہے جو نہ مرے گا۔
- ۵۔ رسول اللہ نے فرمایا مرگ ناگہانی گناہوں میں تخفیف کا باعث ہے مومن کے لئے اور باعث سخت عذاب ہے کافر کے لئے۔ (رض)
- ۶۔ فرمایا امام رضا علیہ السلام نے ہماری اکثر دوست پیٹ کے مرض میں جلد مرنے لگے ہیں۔ (رض)
- ۷۔ فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے کہ رسول اللہ نے فرمایا بخار موت کو کھینچنے والا ہے اور زمین اللہ کا قید خانہ ہے اور بخار تھپ جہنم ہے اور ہر مومن کو عذاب تار سے بچانے والا ہے۔ (رسول)
- ۸۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے مومن ہر بلا میں مبتلا ہوتا ہے اور ہر طرح کی موت مرتبہ ہے لیکن وہ خود گشتی نہیں کرتا۔
- ۹۔ فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے کہ مومن ہر طرح کی موت مرتبہ ہے وہ ڈوب کر مرتبہ مکان گرنے سے مرتبہ درندے کے بھاڑ کھانے سے مرتبہ بھلی گرنے سے مرتبہ ہے مگر خدا کرے کہ حالت میں کوئی مصیبت اسے نہیں پہنچتی۔ (رض)
- ۱۰۔ فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے اللہ مومن کو ہر بلا میں مبتلا کرتا ہے اور ہر طرح کی موت دیتا ہے لیکن سلب عقل کی

مصلحت میں مبتلا نہیں کرتا۔ ایوب علیہ السلام کے مال، اولاد اور اہل و عیال ہر شے پر شیطان کا تسلط ہوا لیکن ان کی عقل پر تسلط نہ پاسکا۔ کیونکہ وہ اس سے اللہ کی توحید کا یقین رکھتے تھے۔ (حسن)

## باب ثواب المرض

۱۔ فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے

کہ رسول اللہ نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا اور سکرانے لوگوں نے کہا یا رسول اللہ ہم نے دیکھا کہ آپ نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا۔

فرمایا میں نے تعجب کیا ان دو فرشتوں پر جو آسمان سے زمین پر آئے اس بندہ مومن کو تلاش کرتے ہوئے جو اپنے مصلحت پر نماز ادا کر رہا ہو تاکہ اس کے دن اور رات کے عمل کو لکھیں لیکن انھوں نے اسے مصلحت پر نہ پایا وہ آسمان پر گئے اور کچھ لگے لے ہم اسے رب ہم نے قائل ہونے کو مصلحت پر تلاش کیا تاکہ اس کے دن اور رات کے اعمال لکھیں۔ پس ہم اس تک نہ پہنچے۔ ہم نے اس کو بیماری میں پایا۔ فرمایا اس میرے بندے کے دن اور رات کے وہی عمل لکھو جو بحالت صحت لکھتے جب تک وہ بیمار رہے اور فرمایا میرے اوپر لکھنا اس کے عمل کا ہے جب بیماری کی وجہ سے اس کے عمل کو روکے ہوں۔ (حسن)

۲۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے کہ رسول اللہ نے فرمایا جو شخص بچہ جو بپری کا غلبہ ہوتا ہے تو اللہ ایک فرشتہ کو حکم دیتا ہے کہ اس حالت میں اس کے لئے وہی عمل لکھیں جو اس کی جوانی اور سندہ کی حالت میں لکھے تھے اور اسی طرح جب وہ بیمار ہوتا ہے تو ایک فرشتہ کو معین کرتا ہے کہ وہ حالت مرض میں اس کے لئے وہی لکھے جو حالت تندرستی میں بجالاتا۔ (حسن)

۳۔ فرمایا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے کہ رسول اللہ نے فرمایا اللہ اس فرشتہ سے فرماتا ہے جسے بندہ مومن پر مہل کرتا ہے کہ حالت مرض میں اس کے لئے وہی عمل لکھ جو اس کی صحت کی حالت میں لکھتا کیونکہ میں نے اسے اپنی قید میں ڈال لیا۔ (حسن)

۴۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے

مرض کی حالت میں ایک ہر ایک سال کی عبادت سے بہتر ہے۔ (حسن)

۵۔ فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے

جب بندہ مریض ہو تو فرشتے شام کو آسمان پر جاتے ہیں تو خدا ان سے پوچھتا ہے تم نے میرے بندے کے



کے متعلق کیا لکھا وہ کہتے ہیں شکایت۔ خدا کہتا ہے میرے بندے ساتھ یہ انصاف نہیں کریں اس کو مرض کی قیدیں رکھوں اور پھر اسے شکایت سے بھی روکوں، تم اس کے اعمال نامہ کو دیکھو جو صحت کے زمانہ میں اس کی نیکیاں لکھتے۔ برائیاں نہ لکھو کیونکہ وہ میری قید میں ہے۔ (رض)

۶۔ فرمایا حضرت نے بحالت مرض یا درد ایک رات جاگنا بہتر ہے ایک سال کی عبادت سے۔

۷۔ فرمایا جب مومن بیمار ہوتا ہے تو خدا بائیں طرف والے فرشتے سے فرماتا ہے میرے اس بندے کا کوئی گناہ نہ لکھنا جب تک وہ میری قید میں بیماری ہے اور دائیں طرف والے سے کہتا ہے کہ تو اسی طرح لکھتا رہ جس طرح بحالت صحت لکھتا تھا۔ (رض)

۸۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے ایک رات کے بیمار کا اجر برابر ہے ایک سال کی عبادت کے اور دو رات کا برابر ہے دو سال کی عبادت کے اور تین رات کا برابر ہے ستر سال عبادت کے اگر وہ ستر سال زندہ نہ رہے۔ فرمایا اس کے ہاں باپ کے ستر سال عبادت کے، اگر نہ بھی زندہ نہ ہوں۔ فرمایا اس کے ہشتاد و دو کوٹے گا اور اگر وہ بھی نہ ہوں تو اس کے پڑوسیوں کو وہ ثواب ملے گا۔ (رض)

۹۔ جسم بیمار نہ ہو تو یہ اس کے لئے بڑا ہے۔

۱۰۔ ایک رات کا بخار کفارہ ہو تلپے اس کے ماتیل اور یا بعد کے گناہوں کا۔

### تتمہ ثواب المرض

۱۔ فرمایا حضرت رسول خدا نے (حدیث قدسی) کہ اللہ نے فرمایا ہے کہ جو مومن تین دن بیمار رہے اور اپنے کسی عبادت کرنے والے سے شکایت نہ کرے تو میں اس کے گوشت کو بہترین گوشت میں اور خون کو بہترین خون میں تبدیل کر دوں گا۔ پس اس کے لئے عافیت ہی عافیت ہے کوئی گناہ اس کے ذمہ نہیں جب میں اس کی روح قبض کروں گا تو اس کو اپنی رحمت کی طرف لے جاؤں گا۔ (رض)

۲۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جس بندہ کو میں کسی مرض میں مبتلا کرتا ہوں اور وہ عبادت کرنے والوں سے میری شکایت نہیں کرتا تو میں اس کے گوشت کو بہترین گوشت سے اور خون کو بہترین خون سے بدل دیتا ہوں اگر قبض روح کرتا ہوں تو اس کو اپنی رحمت کی طرف لے جاتا ہوں اگر وہ زندہ رہتا ہے تو اس طرح کہ کوئی گناہ اس پر نہیں رہتا۔ (مرسل)

۳۔ فرمایا حضرت ابو عبد اللہ علیہ السلام نے کہ اللہ نے فرمایا ہے جس مومن کو میں کسی بلا میں مبتلا کرتا ہوں اور اپنے عبادت کرنے والوں سے تین دن شکایت نہیں کرتا تو میں اس کے گوشت اور خون کو بہترین گوشت اور خون سے



بدل دیتا ہوں اور زندہ رکھتا ہوں اس حالت میں کہ کوئی گناہ اس پر نہیں ہوتا۔ (مقبول)

۴۔ فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے جو کوئی ایک رات بیمار ہو اور اس بیماری کو اچھی طرح قبول کرے تو خدا اسے ساتھ برس کی عبادت کا ثواب دیتا ہے کسی نے پوچھا کیا مراد ہے اچھا قبول کرنے سے، فرمایا اپنے مرض کی شکایت نہ کرے۔ (مسئل)

۵۔ فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے

جو ایک رات بیمار ہو اور شکایت نہ کرے اور خدا کا شکر ادا کرے۔

تو یہ ساٹھ برس کی عبادت کا ثواب رکھتا ہے۔ میں نے کہا۔ اچھے قبول کرنے سے کیا مراد ہے، فرمایا جس مصیبت میں ہو۔ اس پر صبر کرے اور جب صبح ہو تو خدا کا شکر کرے۔

۶۔ فرمایا صادق آل محمد لے جو کوئی تین دن بیمار رہے اور اس کو چھپائے اور کسی سے نہ کہے، تو اللہ ہل مے گا اس کے گوشت اور خون اور جلد کو ایسے گوشت اور خون اور جلد سے جس میں کوئی گناہ نہ کیا ہو۔ (حسن)

## باب

### حد شکایت

۱۔ حضرت ابو عبد اللہ علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ حد شکایت کیا ہے فرمایا۔ اگر یہ کہے کہ مجھے بیمار آگیا ہے اور گزشتہ رات جاگتا رہا ہوں تو وہ سچا ہے یہ کہنا شکایت نہیں۔ بلکہ یہ کہنا ہے کہ میں ایسی بلا میں مبتلا ہوں کہ کوئی نہ ہوگا اور مجھے پر وہ مصیبت پڑی ہے جو کسی پر نہ پڑی ہوگی۔ ہاں اگر یہ کہے کہ رات بھر جاگا ہوں اور مجھے بیمار ہے تو یہ شکایت نہیں۔

## باب

### مریض کا لوگوں کو مرض سے آگاہ کرنا

۱۔ فرمایا مریض کو چاہیے اپنے مرض سے لوگوں کو آگاہ کرے تاکہ وہ اس کی عبادت کریں جس کا اجر انھیں بھی ملے اور مریض کو بھی، کسی نے کہا عبادت کرنے والوں کا اجر اگر ہے تو ٹھیک ہے۔ اس کے پاس جمع ہوں گے۔ لیکن مریض کو اجر کیسے فرمایا اس نے کہ اس نے اکتساب حسنات کا لوگوں کو موقع دیا۔ اس لئے دس نیکیاں اس کے نام پر لکھی اور اس کے دس گناہ جو کئے جائیں گے۔

۲۔ فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے جب مریض کے پاس کوئی عبادت کو آئے تو اس سے دعا کرنے کو کہے کیونکہ دعا مثل ملاکہ

## باب

کی دعا کے ہوگی۔ (ص)

## کب عیادت کی جائے اور کتنی دیر تک

۱۔ فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے کہ درجہ شہید میں عیادت کی ضرورت نہیں، جب ضرورت آپڑے تو ایک دن، دوسرے دن نہیں، جب بیماری طول پکڑ جائے تو مریض کو اس کے عیال پر چھوڑ دے (تا کہ عیادت کرنے والوں کی وجہ سے مریض کو پریشانی نہ ہو۔

۲۔ فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے عیادت اتنی دیر ہونی چاہیے جتنی دیر کے لئے اونٹنی کے تھن دوہنے کے لئے رہا جائیں یعنی تھوڑی دیر۔ (حسن)

۳۔ ہم نے ایک راستہ میں امام جعفر صادق علیہ السلام کا استقبال کیا۔ فرمایا کہاں جانے کا ارادہ ہے ہم نے کہا فلاں شخص کی عیادت مقصود فرمایا تم میرے کسی کے پاس سیب، اپنی تاریخ یا تھوڑی سی خوشبو یا تھوڑا سا عود بخور ہے۔ ہم نے کہا۔ ان میں سے تو کوئی چیز نہیں۔ فرمایا کیا تم کو معلوم نہیں کہ مریض ایسی چیز دل سے راحت پاتا ہے۔ (مجبور)

۴۔ فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے

پوری عیادت مریض کی یہ ہے کہ اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ پر رکھو اور اس کے پاس کم بیٹھو۔ کیونکہ حماقت کی عیادت مریض کے لئے درد سے زیادہ سخت ہوتی ہے۔ (رض)

۵۔ فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے پوری عیادت یہ ہے کہ اپنا ہاتھ مریض پر رکھو جب اس کے پاس جاؤ۔ (مجبور)

۶۔ فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے کہ امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا کہ عیادت کرنے والے کے لئے سب بڑا اجر اس میں ہے کہ جب اپنے مومن بھائی کی عیادت کرے تو کم سے کم اس کے پاس بیٹھے، ہاں جب مریض زیادہ دیر تک اس کا بیٹھنا چاہے اور اس سے درخواست کرے۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا پوری عیادت یہ ہے کہ عیادت کرنے والا اپنا ہاتھ مریض کے ہاتھ یا پیشانی پر رکھے۔ (رض)

## باب

## ثواب عیادت مریض

۱۔ فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے جب کوئی مریض اپنے مسلمان بھائی کی عیادت کرتا ہے تو اگر صبح کا وقت ہو تو لے تو ستر ہزار فرشتے شام تک اس پر درود بھیجتے ہیں اور اگر شام کا وقت ہو تو اپنے نوبت تک،

اور جنت کا ایک حصہ اس کو ملتا ہے۔ (ص)

۲۔ فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے جب کوئی مریض کی عیادت کرتا ہے تو ستر ستر از فرشتے اس کی مشاہدت کرتے ہیں اور جب تک گھر لوٹے اس کے لئے استغفار کرتے ہیں۔ (موثق)

۳۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے جب کوئی کسی مومن کی عیادت کرتا ہے تو رحمت الہی اس پر چھا جاتی ہے اور جب تک بیٹھا رہتا ہے رحمت خدا اس کو گھیرے رہتی ہے اور ستر ستر از فرشتے استغفار کرتے ہیں اور رحمت طلب کرتے ہیں اور کہتے ہیں خوش حال تیرا کہ تیرے لئے جنت ہے اب سے لے کر لاکھ اور اے ابو حمزہ اس کے لئے جنت میں خریف ہے میں نے کہا خریف کیا ہے فرمایا جنت کا ایک گوشہ ہے کہ ایک سوار اس میں چالیس سال کی راہ چل سکتا ہے۔

۴۔ فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے جو کسی مریض مومن کی قرینہ الی واللہ عیادت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے ایک فرشتہ معین کرتا ہے جو ہر روز قیامت تک اس کی قبر میں جا کر اس کے لئے استغفار کرتا ہے۔

۵۔ فرمایا حضرت نے جو کسی مریض مسلمان کی عیادت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ ستر ستر از فرشتے معین کرتا ہے جو اس کی سواری کو گھیر لیتے ہیں اور اس کے پیچھے چلتے ہیں اور قیامت تک اس کے لئے تقدیریں وسیع کرتے ہیں اور ان کی عیادت کا نصف حصہ مریض کی عیادت کرنے والے کو ملتا ہے۔ (ص)

۶۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جو کوئی کسی مومن کی عیادت میں آئے گا تو ستر ستر از فرشتے اس کے پیچھے چلتے ہیں اور جب وہ بیٹھا ہے تو رحمت خدا اس کو گھیر لیتی ہے اور وہ فرشتے اس کے لئے استغفار کرتے ہیں شام تک اور اگر شام کو عیادت کرتا ہے تو صبح تک۔ (ص)

۷۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے، موسیٰ نے مناجات کی کہ خداوند مریض کی عیادت کا کیا اجر ہے خدا نے فرمایا ایک فرشتہ کو معین کیا جاتا ہے کہ اس کے لئے قیامت تک عیادت کرے۔ (مرسل)

۸۔ فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے، رسول اللہ نے فرمایا، جو کسی مومن کی عیادت کرتا ہے تو ایک فرشتہ آسمان سے اس کا نام لے کر ندا کرتا ہے، اے فلاں تو اچھا ہے اور تیرا چلنا بھی اچھا ہے جنت کے ثواب کے لئے

## باب

## ملقین میت

۱۔ فرمایا بحالت اختضار مرنے والے کو یہ کہنے کی تلقین کرو۔ اشہد وان لا الہ الا اللہ الخ (حسن)

۲۔ مسمیٰ صادق آل محمد نے کہ جب کسی کو حالت اختضار میں پاؤ تو اس کو کلمات فرج کہنے کی تعلیم دو اور وہ یہ ہیں۔

۳۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا (مخالفوں سے) تم اپنے مردوں کو موت کے وقت تلقین کرتے ہو لا الہ الا اللہ ہم اس کے ساتھ محمد رسول اللہ بھی کہلاتے ہیں۔

۴۔ ابو بکر حفصی نے بیان کیا۔ میرے خاندان کا ایک شخص بیمار ہوا۔ میں اس کی عیادت کے لئے گیا۔ میں نے اس سے کہا میرے بھائی میں نصیحت کرنا چاہتا ہوں کیا تم قبول کر لو گے اس نے کہا ہاں۔ میں نے کہا کہو اشہد ان لا الہ الا اللہ اس نے کہہ دیا۔ میں نے کہا یہ گو اہی فائدہ نہ دے گی اس نے کہا یقین کے ساتھ ہے۔ میں نے کہا یہ بھی کہو اشہد ان محمد رسول اللہ، اس نے یہ بھی کہہ دیا۔ میں نے کہا بغیر یقین یہ گو اہی مفید نہ ہوگی اس نے کہا یقین کے ساتھ ہے۔ میں نے کہا۔ یہ بھی کہو۔ علی، رسول اللہ کے وصی اور ان کے بعد ان کے خلیفہ ہیں اور ان کی اطاعت واجب ہے اس نے یہ بھی کہہ دیا کہ یہ گو اہی فائدہ نہ دے گی بغیر یقین کے اس نے کہا میں یقین سے کہتا ہوں پھر میں نے آئمہ علیہم السلام کے نام اس کو سنائے۔ ایک ایک کر کے بتائے۔ اس نے اقرار کیا اور کہا کہ یہ گو اہی یقین کے ساتھ ہے تنہا ہی دیر بعد وہ مر گیا۔ اس کے گھر والے شدت سے رونے پینے لگے میں وہاں سے چلا آیا اس کے بعد پھر وہاں پہنچا تو غم کو ہلکا پایا میں نے اس کی بی بی سے کہا۔ تمہارے عہد کا کیا حال ہے۔ اس نے کہا اس موت سے ہم پر سخت مصیبت نازل ہوئی ہے لیکن اس نے رات کو اپنے گھر میں دکھایا میں نے کہا کیا تم ضلالت ہو۔ اس نے کہا ہاں، میں نے کہا کیا تم مرے نہیں، اس نے کہا۔ مر تو ہوں، لیکن نجات پائی۔ ان کلمات سے جو ابو بکر نے مجھے تعلیم کئے تھے اگر وہ تعلیم نہ ہوتی تو میں تیرے خاندان والوں میں ہوتا یعنی معذیب۔ (حسن)

۵۔ ہم امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں تھے حمران بھی موجود تھا کہ آپ کا غلام آیا اور کہنے لگا عکرمہ موت کی کشمکش میں ہے اور وہ خارجیوں کا عقیدہ رکھتا تھا امام محمد باقر علیہ السلام سے قطع تعلق کئے ہوئے تھا حضرت نے ہم سے فرمایا تم میرا انتظار کرو میں ابھی واپس آیا۔ تنہا ہی دیر بعد آپ لوٹ آئے اور فرمایا کیا اچھا ہوتا کہ میں عکرمہ کو مرنے سے پہلے دیکھ لیتا۔ میں اس وقت پہنچا جب وہ مر چکا تھا۔

میں نے کہا۔ میں آپ پر فدا ہوں وہ کیا کلام تھا جسے آپ تلقین کرنا چاہتے تھے فرمایا وہی جس پر تم ہو۔ اپنے مرنے والوں کو تلقین کرو لا الہ الا اللہ کی اور ولایت کی۔ (حسن)

۶۔ ایک روایت میں ہے حضرت نے کلمات فرج اور شہادین کی تعلیم دی اور ایک ایک امام کے نام کی گو اہی دلوئی بیان تک کہ اس کا کلام منقطع ہوا۔

۷۔ امیر المومنین علیہ السلام کے خاندان میں جب کوئی مرنے کو ہوتا تو فرماتے یہ کلمات کہو۔ جب مریض یہ کہتا تو فرماتے جاقاب کوئی خوف نہیں۔

۸۔ فرمایا حضرت نے اگر ایک بت پرست انسان بھی مرنے وقت خدا کی تعریف اس طرح کرے جیسے تم کرتے ہو تو آگ

اس کے بدن کو کبھی نہ جلائے گی۔ (ض)

۸۔ فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک شخص کے پاس تشریف لائے جب اس کی جان نکل رہی تھی آپ نے فرمایا کہو۔

لا الہ الا اللہ العلیٰ العظیم الخ

پس اس نے یہ کلمات کہے حضرت نے فرمایا الحمد للہ اسے نارجہتم سے نجات ملی۔ (ض)

۹۔ حضرت ابو عبد اللہ علیہ السلام نے فرمایا ایک شخص مرنے والا تھا۔ حضرت رسول خدا سے بیان کیا گیا آپ مع چند اصحاب کے اس کے پاس تشریف لائے اس پر غشی طاری تھی۔

آپ نے فرمایا اے ملک الموت کھڑے ہو تاکہ میں اس سے کچھ پوچھوں پس اسے افاقہ ہوا۔ فرمایا تو نے کیا دیکھا۔ اس نے کہا میں نے بہت سی سفیدی اور سیاہی دیکھی فرمایا ان میں سے کون زیادہ قریب تھی اس نے کہا سیاہی۔ حضرت نے فرمایا کہو۔

یا اللہ میرے گناہ بخش دے اور میری تھوڑی عبادت قبول کر۔

اس نے کہا اور یہ ہوش ہو گیا حضرت نے فرمایا اے ملک الموت اس کے لئے تخفیف کر تاکہ میں کچھ پوچھوں، وہ ہوش میں آگیا۔ فرمایا تو نے کیا دیکھا، کہا بہت سی سفیدی اور سیاہی، فرمایا کون زیادہ قریب ہے۔ اس نے کہا سفیدی فرمایا اس کے گناہ خدا نے معاف کر دیئے۔ فرمایا صادق علیہ السلام نے جب تم کسی مرنے والے کے پاس جاؤ تو یہ کلمات اس سے کہلو (۱)۔ (حسن)

## باب

### نزع کی سختی

۱۔ فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے کہ حضرت علی بن الحسین نے فرمایا کہ ابو سعید خدری اصحاب رسول سے تھے اور بخت

ایمان رکھتے تھے تین دن تک ان پر جاں کنی کا عالم طاری رہا۔ پھر ان کو ہنلا کہ اس جگہ پہنچایا وہیں ان کا انتقال ہوا

۲۔ فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے جب کسی پر نزع کا وقت سخت ہو تو اسے منتقل کرو اس جگہ جہاں وہ مرے اور پڑھا کرتا تھا۔ (ص)

۳۔ ترجمہ اور پر ہے۔

۴۔ فرمایا امام علیہ السلام نے کہ ابو سعید خدری کو اللہ نے اس رائے کی توفیق دی کہ انھوں نے نزع کی سختی کے وقت

لوگوں سے کہا مجھے میرے غائب ہونے کی جگہ پہنچا دو لوگوں نے پہنچا دیا تو فوراً انتقال کیا۔ (ص)  
 ۵۔ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے اپنے فرزند قاسم سے فرمایا بیٹا اپنے بھائی کے سر پر سورۃ الصافات پڑھو انھوں نے پڑھا جب یہاں تک پہنچے ہم اللہ خلیفہ ام من خلفنا تو اس جواں کا دم نکل گیا۔ جب کفن لگے اور لوگ باہر نکل گئے تو یعقوب بن جعفر نے اور کہا کہ ہم سے درمیان معاہدہ تھا سورۃ یس پڑھنے کا اور آپ نے الصافات پڑھنے کا حکم دیا۔ فرمایا جب کسی پر موت کی سختی ہو تو یہ سورہ پڑھنے سے دم نکل جاتا ہے۔ (ص)

## باب ۹

### قبلہ رو کرنا

- ۱۔ فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے میت کا منہ قبلہ کی طرف کرو اور یہ اس طرح قبلہ کی طرف پاؤں رہیں۔
- ۲۔ فرمایا جب کوئی مر جائے تو اس کا منہ قبلہ کی طرف کرو اور غسل دینے کے لئے گڑھا کھودو اور منہ قبلہ کی طرف کرو اس طرح کہ تلوسے اور منہ قبلہ کی طرف ہوں۔ (موثق)
- ۳۔ فرمایا حضرت نے میت کے دونوں تلوسے قبلہ کی طرف رہیں۔ (حسن)

## باب ۱۰

### مومن قبض روح کو برا نہیں جانتا

- ۱۔ فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ مومن اپنے رب کو قسم دے کر کہے کہ وہ اس کو اس وقت نہ مارے گا کہ وہ کبھی نہ مارے گا (لیکن مومن ایسا کرتا نہیں) جب موت کا وقت آتا ہے تو اللہ دو ہواؤں کو بھیجتا ہے ایک کا نام مغیثہ ہے اور دوسری کا مسیحیہ، مغیثہ کا کام یہ ہے کہ اس کے دل سے اہل دنیا کو بھلا دیتی ہے اور مسیحیہ اس کا دل دنیا سے ہٹا کر خدا کی طرف لگاتی ہے۔ (مجبول)
- ۲۔ میں نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے پوچھا کیا مومن پر قبض روح کے وقت سختی کی جاتی ہے فرمایا نہیں، خدا کی قسم جب ملک الموت قبض روح کے لئے آتا ہے تو اس سے کہتا ہے اے خدا کے دوست بے چین نہ ہو، ڈرو مت قسم ہے اس خدا کی جس نے محمد مصطفیٰ کو مبعوث بہ رسالت کیا۔



میں تیرے اور تیرے باپ سے زیادہ شفیق و مہربان ہوں جو اس وقت موجود ہوتا۔ اپنی آنکھیں کھول اور دیکھ اس وقت رسول اللہ، امیر المومنین، فاطمہ، حسن و حسین اس کے سامنے ہوں گے اور اس سے کہا جائے گا یہ رسول خدا، امیر المومنین، فاطمہ، حسن و حسین اور اس کے طاہرین تشریف فرما ہیں پس وہ آنکھ کھولے گا اور دیکھے گا۔ پھر خدا کی طرف سے ایک منادی ندا دے گا۔ اے محمد و آل محمد کی طرف اطمینان رکھنے والے نفس اپنے رب کی طرف راضی خوشی لوٹ تیرے لئے تو اس پر میرے خاص بندوں یعنی محمد و آل محمد میں داخل ہو میری جنت کے اندر، پس خدا کے نزدیک اس سے زیادہ محبوب کوئی شے نہیں کہ بندہ مومن کی روح آسانی سے نکال جائے اور منادی سے بلجائے۔ (ض)

## باب

### مومن اور کافر کیا دیکھتا ہے

اربعہ کا بیان ہے کہ حجہ سے صادق آل محمد نے فرمایا۔ روز قیامت اللہ اپنے بندوں سے اس کے سوا قبول نہ کرے گا۔ جس (اعتقاد) پر تم ہو اور اس کا اقرار تم میں سے کوئی نہ کرے گا۔ جب تک وہ آنکھ کے سامنے نہ ہو اور ایسا اس وقت ہو گا جب روح بدن سے نکل کر یہاں تک پہنچ جائے گی اور اشارہ کیا اپنی رگ گردن کی طرف، پھر حضرت نے تاکید کیا علی میرے پاس بیٹھا تھا۔ اس نے اشارہ کیا کہ آپ سے سوال کروں، وہ کیا دیکھے گا۔ یہ میں نے غالباً اس بار کہا۔ ہر بار یہی جواب ملا، دیکھے گا اس کے سوا کچھ نہ بتایا۔ پھر حضرت بیٹھے اور فرمایا۔ اے عقبہ میں نے چاہا تھا تم نہ جانتو اچھا ہے۔ میں نے کہا یا بن رسول اللہ میرا دین آپ کے دین کے ساتھ ہے جب غیر علم دین چلا گیا تو پھر کیا رہا۔ مجھے ہر وقت آپ سے دریافت کرنے کا موقع نہیں ملتا۔ پس میں رو دیا۔

حضرت نے تسلی دی اور فرمایا ان دونوں کو دیکھے گا۔ میں نے کہا۔ وہ دونوں کون ہیں فرمایا حضرت رسول خدا اور حضرت علیؑ اے عقبہ کوئی مومن ہرگز نہ مرے گا جب تک ان دونوں کو نہ دیکھے گا۔ میں نے کہا وہ پھر دنیا کی طرف لوٹے گا فرمایا نہیں۔ میں نے کہا کیا دونوں حضرات اس سے کچھ کہیں گے۔ فرمایا ہاں دونوں ایک ساتھ داخل ہوں گے۔ رسول اللہ سر ہانے ہوں گے اور علیؑ پائنتی۔ آنحضرت اس پر جھک کر فرمائیں گے۔ اے دوست خدا بشارت ہو تجھے، میں خدا کا رسول ہوں میں تیرے لئے ہر اس چیز سے بہتر ہوں جو تو نے دنیا میں چھوڑی ہے پھر رسولؐ اٹھیں گے اور حضرت علیؑ اس سے فرمائیں گے۔ اے ولی خدا تجھے بشارت ہو۔ میں ہی وہ علی ہوں جسے تو دوست رکھتا تھا۔ میں تجھے نفع پہنچاؤں گا۔ پھر امام علیؑ سلام نے فرمایا۔ یہ کتاب خدا میں ہے۔ میں نے کہا کہاں۔ فرمایا سورہ یونس میں ہے۔ جو لوگ ایمان لائے اور متقی بنے ان کے لئے بشارت ہے دنیا و آخرت میں اللہ کی باتوں میں تبدیلی نہیں ہوتی یہی بڑی کامیابی ہے۔ (ض)

۲۔ پھر ابو عبد اللہ علیہ السلام نے فرمایا جب کہ بیچ میں سے کلام قطع ہو گیا تھا کہ رسول اللہ اور جس کو اللہ چاہے اس کے پاس آئیں گے۔ حضرت داہنی طرف بیٹھیں گے اور حضرت علی بائیں طرف، حضرت رسول خدا اس سے فرمائیں گے کیا تو ان سے ملنے کی آرزو نہ رکھتا تھا۔ پس یہ تیرے امام ہیں اور جس عذاب سے تو ڈرتا تھا اس سے تجھے امان دی گئی۔ پھر اس کے لئے جنت کا ایک دروازہ کھولا جائے گا اور رسول فرمائیں گے جہ جنت میں تیرا مقام تو چاہے تو ہم تجھے دنیا کی طرف لوٹا دیں اور وہاں سونا چاندی تیرے لئے فراہم کر دیں۔ وہ کہے گا۔ اب مجھے دنیا میں جانے کی حاجت نہیں، اس کے بعد اس کا چہرہ سفید ہو جائے گا پیشانی عرق آلود ہو جائے گی ہونٹیں سرور دنیا کیلئے تھکنے پھیل جائیں گے اور بائیں آنکھ میں آنسو آ جائیں گے اور جب روح بدن سے نکل جائے گی تو اس پر وہ چیز پیش کی جائے گی۔ جیسے اس وقت پیش کی گئی تھیں جب وہ جسم میں تھی پس اب وہ آخرت کا ہوگا غسل پینے والا اسکو غسل دیگا اور پلٹا پینے والا پلٹا پینگا اور جب کفن پلٹا جائیگا اور جنازہ پر رکھا جائیگا تو اس کی روح لوگوں کے آگے آگے ہوگی اور ارواح مؤمنین اس سے ملاقات کریں گی اور سلام کر کے بشارت دیں گی اس چیز کی جو اللہ نے جنت کی نعمتوں سے اس کے لئے دنیا کی ہوگی۔ جب اسے قبر میں رکھا جائے گا تو روح لوٹائی جائے گی اس کے جسم میں پھر اس سے سوال ہوگا اس چیز کا جس کو وہ جانتا ہے جب وہ جواب دے دیگا تو جنت کا دروازہ اس پر کھولا جائیگا جو رسول اللہ نے دکھایا تھا پس وہ اس میں داخل ہوگا دراصل یہ کہ اس میں نور ہوگا۔ اور خوشی اور خوشبو۔

راوی نے پوچھا پھر قضا قبر کیا ہے فرمایا مؤمنین کا اس سے تعلق نہیں۔ اس کی قبر کی زمین یہ کہہ کر دوسری زمین پر فخر کرے گی میری پشت پر یہ مومن چلا تیری پشت پر نہیں، مرنے والے سے کہے گی۔ واللہ میں تجھ کو دوست رکھتی تھی جب تو میرے اوپر چلتا تھا اب تجھ پر میرا تصرف ہے تو دیکھے گا میں تیرے ساتھ کیا کرتی ہوں پس وہ اسکی حدنگاہ تک کشا وہ ہو جائے گی۔ (ص)

۳۔ سعد بن یسار راوی ہے کہ میں ساہور کے دو بیٹوں میں سے ایک کے پاس گیا۔ یہ دونوں صاحب فضل و ورع اور متواضع تھے ان میں سے جو بیمار ہوا میرا مکان ہے کہ اس کا نام ذکر یا تھا اس کی موت کے وقت میں موجود تھا اس نے اپنا ہاتھ پھیلا دیا اور کہا۔ اے علی! آپ نے میرا ہاتھ تو رانی کر دیا۔ میں اس کے بعد امام جعفر صادق کی خدمت میں حاضر ہوا محمد بن مسلم بھی وہاں موجود تھا۔ میں جب چلا تو حضرت کا تو کوٹھے بلانے آیا۔ غالباً مسلم نے یہ واقعہ حضرت سے بیان کر دیا تھا۔ جب میں واپس آیا تو فرمایا جس کی موت کے وقت تم موجود تھے اس نے کہا کہ اس نے کہا تھا: اے علی! آپ نے میرا ہاتھ روشن کر دیا۔ فرمایا واللہ اس نے حضرت کو دیکھا تین بار ایسا فرمایا۔ (مجموع)

۴۔ میں نے حضرت ابو عبد اللہ کو کہتے سنا۔ تم میں سے بعض ایسے ہیں جن کی توبہ قبول کی جائے گی اور اللہ بخش دیگا اور نہیں ہے تمہارا درمیان کوئی ایسا جس پر غلط کیا جائے اور خوش اور آنکھوں کی سٹھڑکی دیکھے مگر اس وقت جب روح یہاں پہنچے گی

اور اشارہ کیا اپنی خلق کی طرف، پھر فرمایا اس کے اختصار کے وقت، حضرت رسول خدا، حضرت علی اور حضرت جبرئیل آئیں گے۔ اور ملک الموت علیہم السلام حضرت علیؑ کے قریب ہوں گے اور فرمائیں گے یا رسول اللہ یہ ہمارا دوست ہے لہذا آپ بھی اسے دوست رکھئے۔ حضرت جبرئیل فرمائیں گے یہ اللہ اس کے رسول اور آل رسول کو دوست رکھنے والا ہے لہذا تم بھی اسے دوست رکھو اور اس کے ساتھ نرمی کرو، پس ملک الموت اس کے پاس آکر کہے گا اے بندہ خدا۔ میں نے تیری گردن آزاد کی اور تیری برکت کا پروانہ لے لیا۔ (موتقی)

تو نے زندگانی دنیا میں چونکہ صاحبان عصمت کبریٰ سے تمسک کیا تھا یہ اس کا اجر ہے وہ بہ توفیق کہے گا وہ کیا ہے فرشتہ کہے گا وہ ولایت علی ابن ابیطالب ہے وہ مومن کہے گا۔ صحیح ہے فرشتہ کہے گا جس عذاب آخرت سے تو ڈرتا تھا، اللہ نے تجھے اس سے امان دے دی اور جس چیز کی تجھے امید تھی تو نے پائی اور بشارت ہو رسول اللہ اور علیؑ و آلہ کے ساتھ رہنے کی، پھر ہلکے سے اس کی جان نکالے گا اور پھر جنت سے کفن اور جنت سے خشک وافر کا حوض اس کے لئے لائے گا۔ پس اس کا کفن اسے دیا جائے گا اور اسی حوض سے دفن کیا جائے گا۔

پھر اس کو جنت کا زرد لباس پہنایا جائے گا۔ جب اس کو قبر میں رکھیں گے تو جنت کا ایک دروازہ اس پر کھل جائے گا اور بڑی راحت نصیب ہوگی۔ پھر اس کے سانسے اور داییں بائیں ایک ہیذہ مسافت کی زمین پھیلا دی جائے گی اور اس سے کہا جائے گا اب اپنے فرش پر دو پہنوں کی طرح سو۔

بشارت ہو تجھے راحت و آرام کی اور نعمتوں سے بھری جنت کی۔ تیرا رب تجھ سے ناراض نہیں، پھر وہ جنت میں آل محمد کی زیارت کرے گا ان کے ساتھ کھائے گا اور ان کے ساتھ ان کا پانی پئے گا اور ان کی مجالس میں ان سے باجیت کرے گا۔ ظہور قائم آل محمد تک یہی صورت رہے گی۔ جب حضرت ظہور فرمائیں گے تو یہ مومنین لبیک لبیک کہتے ہوئے حضرت کے پاس آئیں گے اس وقت شک کرنے والے حیران رہ جائیں گے۔ مومنین کم ہونگے اور موجود لوگ ہلاک ہوں گے اور مقرب لوگ نجات پائیں گے، حضرت رسول خدا، حضرت علیؑ سے فرمائیں گے تم میرے بھائی ہو اور تمھارے اور میرے درمیان وعدہ گاہ وادی اسلام ہے۔

جب کافر کے مرنے کا وقت آتا ہے تو حضرت رسول خدا، حضرت علیؑ، جبرئیل اور ملک الموت آتے ہیں حضرت علیؑ کہتے ہیں یا رسول اللہ یہ ہم سے دشمنی رکھتا تھا۔ پس آپؐ بھی اس کو دشمن رکھئے۔ حضرت جبرئیل سے فرماتے ہیں یہ وہ ہے جو بغض رکھتا ہے اللہ اور اس کے رسول اور اہلبیت رسول سے پس جبرئیل اس کو دشمن جائیں گے اور اس پر سختی کریں گے ملک الموت اس کے پاس آکر کہیں گے۔ اے بندہ خدا میں نے تیری ربائی اور برأت کا پروانہ لے لیا ہے کیا تو نے صاحبان عصمت کبریٰ سے زندگانی دنیا میں تمسک کیا تھا وہ کہے گا نہیں، ملک الموت کہیں گے اے دشمن خدا، تجھے غضب خدا عذاب خدا اور آتش جہنم کی بشارت ہو جس عذاب سے تو ڈرتا تھا وہ آگیا۔ پھر سختی سے اس کی روح قبض کی جائے

گی اور زمین سو شیا طین کو اس پر مسلط کیا جائے گا کہ اس کے منہ پر تھوکیں گے اور اس کی روح کو اذیت دیں گے اور جب قبر میں جائے گا تو جہنم کے دروازوں میں سے ایک دروازہ اس پر کھول دیا جائے گا اور اس پر دروازہ کا دھواں اور شعلے پکیں گے۔ (ض)

۵۔ راوی نے حضرت علی سے سنا

واللہ جو شخص میری عداوت پر مرے گا وہ اپنی موت کے وقت مجھے دیکھنا برا سمجھے گا اور جو میری محبت پر مرے گا وہ مجھے محبت کی نظر سے دیکھے گا۔ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا۔ ہاں ایسا ہی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (مجموع) میں نے حضرت ابو عبد اللہ علیہ السلام کو کہتے سنا کہ مرتے وقت میت کی آنکھوں میں جو آنسو آجھلتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ رسول اللہ کو دیکھنا چاہتے ہیں اور خوش ہو رہے ہیں کہ تم نے اس پر غور نہیں کیا کہ جب آدمی کو کوئی ایسی چیز دیکھنا ہے جسے وہ دوست رکھتا ہے تو خوشی سے آنسو میں آنسو آجاتے ہیں اور ہنسنے لگتا ہے۔ (مجموع)

۶۔ فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے جب روح کھینچ کر حلق تک آجاتی ہے تو موت کا فرشتہ اس سے کہتا ہے۔ اے فلاں جس سے تیرا امید دنیا ہے ابستہ تھی اب اس سے ناخوشی ہے یعنی اب دنیا کی طرف پلٹنا ممکن نہیں اور جس سے ڈرتا تھا اب اس سے امان ہے۔ (مرسل)

۷۔ فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے جب آدمی کی روح کھینچ کر سینہ تک آجاتی ہے تو وہ رسول اللہ کو دیکھتا ہے حضرت اس سے فرماتے ہیں میں اللہ کا رسول ہوں مجھے بشارت دیا جائے گا فرمایا پھر وہ علی کو دیکھتا ہے آپ فرماتے ہیں علی! میں جسے تو دوست رکھتا تھا کیا تو چاہتا ہے کہ مجھے تائید پہنچاؤں، میں نے کہا یہ دیکھنے کے بعد کیا کوئی دنیا کی طرف لوٹا دیا جائے گا۔ فرمایا نہیں اور اس سے بڑی بات یہ ہے کہ خدا نے مشرکان میں سے مایا ہے۔ اے ایمان اور تقویٰ والو تم کو بشارت ہو دنیا و آخرت کی زندگی میں، اور اللہ کے کلمات بدلنے والے نہیں (مرسل)

۸۔ ابن یعفور کہتا ہے کہ خطاب جہنمی ہمارا شریک کا رہا اور پکا نا صبی تھا۔ بغض آل محمد میں اس کی صحبت تھی۔ بعد از حروری نا صبی سے میں ایک روز بلحاظ میل چلے اور ترقیہ اس کے پاس گیا وہ بکانت نزع پہنوش تھا اور کہہ رہا تھا اے علی تمہارا اور میرا معاملہ کیسا سخت ہے۔ میں نے یہ واقعہ ابو عبد اللہ علیہ السلام سے بیان کیا۔ فرمایا رب کعبہ کی قسم اس نے ضرور علی کو دیکھا۔ میں باریہ ارشاد فرمایا۔ (مرسل)

۹۔ میں نے حضرت ابو عبد اللہ علیہ السلام کو فرماتے سنا کہ جب روح تم میں سے کسی کی کھینچ کر آئے گی تو کہا جائے گا تو دنیا کے جس رنج و غم سے ڈرتا تھا اس سے کچھ امان ملی اور کہا جائے گا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفا طیرے سامنے ہیں۔

۱۰۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے جب مومن کی موت کا وقت قریب آتا ہے تو اس کا چہرہ اس سے زیادہ سفید ہو جاتا ہے جو اس کا اصلی رنگ ہو اور پیشانی سے پسینہ نکلتا ہے اور آنکھوں سے آنسو بہتے ہیں اور یہ وقت جان نکلنے کا ہوتا ہے

ہے اور کافر کی روح سختی سے نکلتی ہے اور اس کی باچھیں اونٹ کی طرح پھیل جاتی ہیں اور اونٹ کی طرح جان نکلتی ہے (رض)  
۱۱۔ میں نے ابو عبد اللہ سے پوچھا جو اللہ کی ملاقات کو دوست رکھتا ہے اور اللہ اس کی ملاقات کو دوست رکھتا ہے اور جو اللہ کی ملاقات کو بُرا جانتا ہے اللہ اس کی ملاقات کو بُرا جانتا ہے۔ فرمایا تمہیک ہے۔ میں نے کہا ہم تو موت کو بُرا ہی جانتے ہیں۔ فرمایا جو تم نے خیال کیا ہے ایسا نہیں ہے اس کا اظہار تو معائنہ کے وقت ہوتا ہے جب وہ ایسی چیز دیکھتا ہے جسے دوست رکھتا ہے پھر کوئی چیز اُسے آگے بڑھنے سے زیادہ محبوب نہیں ہوتی ایسی صورت میں اللہ اس کی ملاقات کو دوست رکھتا ہے اور وہ اللہ کی ملاقات کو، اور جب وہ ایسی چیز کو دوست رکھتا ہے جسے بُرا جانے، تو کوئی چیز اسے لٹائے الہی سے زیادہ بُری نہیں معلوم ہوتی۔ پس اللہ بھی اس کو دوست نہیں رکھتا۔

۱۲۔ میں نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے کہا میں آپ پر خدا ہوں کہ میں نے آپ کے ایک شیعہ سے سنا ہے جس کی روایت اس نے آپ کے والد سے کی ہے۔ فرمایا وہ کیسا ہے۔ میں نے کہا وہ کہتا تھا کہ لوگوں کا گمان ہے کہ سب سے زیادہ قابل غبطہ یہ ہے جس پر ہم ہیں بعض کی جان جب خلق تک آئے گی تو کیا ہوگا۔ فرمایا۔ ہاں اس وقت، نبی، علی، جبریل اور ملک الموت اس کے پاس آئیں گے اور یہ فرشتہ حضرت علیؑ سے کہے گا یہ شخص تمہارے اور تمہارے اہلبیت کے دوستوں میں سے ہے وہ فرمائیں گے ہاں یہ ہم کو دوست رکھتا ہے اور ہمارے دشمنوں سے ہزار ہے حضرت رسولؐ خدا ہی بات جبریل سے کہیں گے اور وہ خدا سے کہیں گے۔ (مجموع)

۱۳۔ فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے جب روح نکل کر یہاں تک آجائے گی اسرارہ کیا اپنے خلق کی طرف، تو اس کی آنکھیں زیارت نبی و علیؑ سے ٹھنڈی ہوں گی۔ (ص)

۱۴۔ میں نے حضرت سے اس آیت کے متعلق پوچھا۔ اذ ابلیس اخلصم۔ فرمایا جب روح کھینچ کر خلق تک آجائے گی تو اس پر شیطان کا غلبہ ہوگا اور جب وہ جنت میں اپنا مقام دیکھے گا تو کہے گا مجھے دنیا کی طرف بلانا دو تاکہ میں اپنے گھر والوں کو مطلع کروں اس سے کہا جائے گا یہ ممکن نہیں۔ (موقوف)

۱۵۔ فرمایا جب تم دیکھو آنکھ بے نور ہو گئی اور بائیں آنکھ سے آنسو نکلے اور پیشانی پر پسینہ آئے اور ہونٹ سکڑنے لگے اور نتھنے پھیل گئے تو سمجھو اس کا وقت آگیا اور ایک روایت میں ہے کہ اگر وہ ہنسے تو یہ بھی دلائل موت سے ہے اور فرمایا جب تم دیکھو کہ اس کا چہرہ بے رونق ہو گیا اور داہنی آنکھ سے آنسو نکلے تو جان لو یہ (کافر کی) موت کا وقت ہے۔

## باب ۳

### مومن و کافر کی روح نکلتا

۱۔ فرمایا۔ ابو عبد اللہ علیہ السلام نے، اللہ حکم دینا ہے ملک الموت کو، پس وہ لوٹا تا ہے مومن کی روح کو تاکہ اس کے گناہوں



میں تخفیف ہو اور اس کی روح کو آسانی سے نکالتا ہے مگر لوگ کہتے ہیں فلاں پر موت کا وقت سخت ہے یہ امانت  
حکم الہی ہے اور بطور دعا راوی نے کہا۔ خدا اس سے بچائے۔ یہ بھی ایسا ہی کہتا ہے اس کے لئے جن پر اللہ کا غضب  
ہو۔ اور جو اللہ کو دشمن رکھتا ہے تو ملک الموت کو حکم دیتا ہے کہ اس کی روح کو اس طرح کھینچے جیسے گرم لोہے کی  
سلاخ جتنی میں سے کھینچی جاتی ہے لوگ کہتے ہیں فلاں شخص پر موت آسان ہو گئی لوگوں کو کیا خبر کہ کس مرنے والے پر  
کیا گزرتی ہے۔ (حسن)

۲۔ فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے کہ رسول اللہ اپنے ایک صحابی کے پاس اس وقت پہنچے جب وہ مرنے کے قریب تھا اور فرمایا  
اے ملک الموت میرا یہ صحابی مومن ہے اس نے کہا اے محمد بتا رت ہو کہ میں ہر مومن کے ساتھ نرمی کرتا ہوں اور جان لو  
اے محمد جب میں اولاد آدم میں سے کسی کی روح قبض کرتا ہوں تو گھروالے جزع و فزع کرتے ہیں میں ان کے گھر کے ایک گوشہ  
میں ہو جاتا ہوں اور کہتا ہوں یہ دونائیں کبسا، خدا کی قسم میں اس کی موت کے وقت سے پہلے نہیں آیا اور نہ میں نے  
اس کے گناہوں کی وجہ سے قبض روح کیا ہے اگر تم چپ رہو گے اور صبر کرو گے تو جزا پاؤ گے اور اگر بیقراری کا اظہار  
کرو گے تو گنہگار ہو گے یہ سمجھ لو میں تمہارے درمیان بار بار آؤں گا۔ گناہوں سے ڈرو، مشرق و مغرب میں کوئی گھر یا خیمہ  
ایسا نہیں ہے کہ میں ہر روز چار یا پانچ بار ان کے چہروں سے اندازہ نہ کرتا ہوں میں ان کے چھوٹے بڑے ہر ایک کو جانتا ہوں  
اگر میں ایک گھر کی روح قبض کرتا ہوں تو مجھے اس پر قدرت نہیں جب تک میرے رب کا حکم نہ ہو۔  
رسول اللہ نے فرمایا ایک فرشتہ اوقات نمازیں دیکھ بھال کرتا ہے اگر پابند نماز پاتا ہے تو اس کو تلقین کرتا ہے  
لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور شیطان کو اس کے پاس سے ہٹا دیتا ہے (مرسل)

۳۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے ایک شخص انصار میں سے حضرت رسول خدا کی خدمت میں آیا اور اس کی ایمانی حالت اچھی  
تھی حضرت اس کی موت کے وقت تشریف لائے ملک الموت کو اس کے سر پر لپٹا لیا۔ اے ملک الموت اس کے ساتھ نیکی کرو یہ  
مومن ہے۔ ملک الموت نے کہا۔ اے محمد آپ خوش رہیں میں تو ہر مومن پر شفیع ہوں اور اے محمد جب میں قبض روح کے لئے  
کسی آدمی کے پاس آتا ہوں اور اس کی روح قبض کرتا ہوں تو اس کے خاندان والے چیخنے لگتے ہیں اس کی روح کو بیکر  
گھر کے ایک گوشہ میں ہو جاتا ہوں اور کہتا ہوں خدا کی قسم ہم نے ظلم نہیں کیا اور نہ موت کے وقت سے پہلے روح قبض  
کی ہے اگر تم مرضی خدا پر راضی رہو گے اور صبر کرو گے تو اجر پاؤ گے اور بے صبری ظاہر کرو گے اور غصہ کرو گے تو گنہگار ہو گے  
تم ہم پر غصہ نہ کرو ابھی ہمیں تمہارے پاس بار آنا ہے ایسی باتوں سے ہڈی کرو، خشکی اور تری میں کوئی گھر اور کوئی خیمہ یا  
نہیں کہ میں ہر روز اوقات نمازیں ان کو تلاش نہ کرتا ہوں میں ان کے نفس اور ان کے رنگ کو جانتا ہوں۔ اے محمد میں بغیر  
اذن رب ایک گھر کی روح قبض نہیں کر سکتا جب مومن کی موت کے وقت آتا ہوں تو تلقین کرتا ہوں۔  
لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ (ض)



## باب دفن میں تعمیل

- ۱۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے لوگو! اللہ نے فرمایا ہے میں اس سے محبت نہیں کرتا جس کے یہاں کوئی مرگیا ہو اور وہ دفن کے لئے صبح کا انتظار کرے یا دن میں کوئی مرا ہو اور وہ رات کا انتظار کرے۔ دفن میں انتظار نہ کرو۔ سورج کے طلوع یا غروب کا۔ جلدی کرو ان کے دفن کرنے میں۔ اللہ کی رحمت تم پر ہو لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! اللہ کی رحمت آپ پر بھی ہو۔
- ۲۔ رسول اللہ نے فرمایا جب کوئی مر جائے اولاد نہ ہو تو اس کے دفن میں تاخیر نہ کرو اور اس کو قبر میں جلد پہنچاؤ۔

## باب

### نادر

- ۱۔ فرمایا حضرت نے جب کسی میت کو اکیلا چھوڑ دیا جاتا ہے تو شیطان اس کے پیٹ میں گھس کر کھینچا ہے۔ (ض)

## باب

### زن حایض اور خدمت مرض

- ۱۔ میں نے امام رضا علیہ السلام سے پوچھا اگر کوئی عورت مرض کے سر جانے بجاست حیض اس کی جاں کنی کے وقت بیٹھی ہو تو کیا کیا جائے۔ فرمایا کوئی عرصہ نہیں اگر وہ مریض کی کوئی خدمت انجام دے رہی ہو لیکن اگر اس کی قربت سے کوئی خوف ہو تو اُسے ہٹا دیا جائے کیونکہ ملائکہ کو ایسی عورت سے اذیت ہوتی ہے۔ (موثق)

## باب

### غسل میت

- ۱۔ فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے جب تم غسل میت دینا چاہو تو اس کی شرمگاہ پر کوئی پردہ ڈال درجہ ا سے پھیلے غسل کی ابتدا کرو اس کے دونوں ہاتھ اور سر سے تین بار آب سرد سے دھوؤ اس کے بعد بدن کو لو، پہلے دائیں طرف سے لو، جب شرمگاہ کو دھونا چاہو تو ایک پاک صاف کپڑا اپنے بائیں ہاتھ پر لپیٹو اور اسے اس کپڑے کے نیچے داخل کر دو جو میت کی شرمگاہ پر ہے۔ شرمگاہ پر بغیر نظر کئے ہوئے اسے دھوؤ۔ جب آب سرد کے غسل سے فارغ ہو جاؤ تو آب کا نور سے غسل دو، پھر سادہ پانی سے، جب تینوں غسل سے منٹ جاؤ تو خشک کپڑے سے تری کو جذب کرو۔ (حسن)

۲۔ حضرت ابو عبد اللہ سے غسل میت کے متعلق پوچھا۔ فرمایا: اولیٰ آب سدر سے غسل دو، اس کے بعد دوسرا غسل آب کا فوراً اور اکیلے الملک (ایک دو از روی مائل) اگر مل جائے اور تیسرا آب خالص سے۔ میں نے کہا: ترسے کے لئے صرف یہی تین غسل ہیں۔ فرمایا ہاں، میں نے کہا کیا وقت غسل بدن پر کپڑا ہے۔ فرمایا اگر تمہیں کے بچے غسل دینا ممکن ہو تو دبا جائے۔ اور فرمایا میں یہ پسند کرتا ہوں کہ غسل مینے والا ہاتھ پر کپڑا پدید لے۔ (ص)

۳۔ فرمایا حضرت ابو عبد اللہ علیہ السلام نے میت کے تین غسل ہیں آب سدر سے، آب کا فوراً اور آب خالص سے، پھر کفن یا بچا اور نہ تو یا میرے والد نے اپنے وصیت نامہ میں لکھا تھا مجھے تین کپڑوں میں کفن دیا جائے۔ ایک ان کی روانے یعنی، ایک قمیص اور ایک اور کپڑا، میں نے پوچھا ایسا کیوں لکھا، فرمایا لوگوں کے کہنے کے خوف سے، پھر عمامہ باندھنے کو لکھا پھر وضو کے لئے زمین کھودنے کا حکم دیا کہ ہمارا نشان ہو اور مجھے حکم دیا کہ قبر چار انگلیوں کے برابر اونچی ہو اور قبر پر پانی چھڑکانا چھاپے۔ (ض)

۴۔ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے غسل میت کے متعلق سوال فرمایا۔ اس کے پیروں کے تلے سے قبلہ کی طرف کر دو۔ پھر اس کے بدن کے چوڑے آہستہ مٹاؤ اگر کوئی امر مانع ہو تو چھوڑ دو اور اس کی شہد گاہ کو تین بار آب سدر، تین بار صابون وغیرہ سے خوب دھوؤ اور زیادہ پانی ڈالو، پھر دونوں ہاتھوں سے مٹاؤ، اس کے بعد سر کی طرف آؤ۔ پہلے داہنی طرف کا حصہ دھوؤ تری سے سختی سے اپنے کو بچاؤ اور اچھا غسل دو، پھر بائیں طرف کر دو تاکہ داہنی طرف کا حصہ ظاہر ہو، پھر سر سے پیر تک دھوؤ اور ہاتھ سے مٹاؤ اس کی پشت اور پیٹ کو تین بار دھوؤ، پھر داہنی طرف کر دو تاکہ بائیں حصہ نمایاں ہو، پھر اسے سر سے پیر تک دھوؤ اور اس پشت اور پیٹ کو تین بار دھوؤ، جب سدر سے غسل مٹے چکوا تو اس کے بعد دوسرا غسل شروع کر دو آب کا فوراً سے، پہلے تین بار اپنے ہاتھ سے بچکے بچکے اس کے پیٹ کو مٹاؤ۔ پھر سر کی طرف آؤ اور جیسے پہلے کیا تھا کر دو اولیٰ آؤں داڑھی سر اور چہرہ کو دونوں طرف سے دھوؤ آب کا فوراً سے تین بار پھر بائیں طرف کر دو تاکہ داہنی طرف کا حصہ نمایاں ہو۔ پھر سر سے پیر تک تین بار دھوؤ اور اپنا ہاتھ کٹ دھوؤ کے نیچے بغلوں میں لے جاؤ اور ان کو دھوؤ اور ہاتھ اور بازو پہلو سے لے رہیں جو کچھ بھی دھوؤ اور بغلوں کے ساتھ ہتھیلیاں بھی دھوؤ۔

پھر حیت نشاؤ اور آب خالص سے اسی طرح غسل دو، پہلے شہد گاہ سے شروع کر دو پھر سر اور داڑھی کی طرف آؤ اور سادہ پانی سے غسل دو، جیسے پہلے دیا تھا۔ پھر کپڑے سے صاف کر دو اور پیٹ کے نیچے رونی رکھو اور زیادہ رکھ کر پھیلاؤ پھر رونی کو کپڑے سے کس کر باندھو تاکہ کسی چیز کے نکلنے کا خوف نہ رہے اور گردہ کو بٹھاؤ مت اور اس کے کانوں میں کوئی چیز نہ رکھو اگر کانوں سے کوئی چیز نکلے کا خوف ہو تو رکھ دو ورنہ کچھ نہ کر دو۔ اور اگر رونی رکھ دو تو کچھ حرج نہیں اور رونی کے ناخن نہ کاٹو یہی صورت عورت کے لئے ہے۔

۵۔ فرمایا جب غسل کا ارادہ ہو تو میت کو غسل دینے کی جگہ قبلہ رو لٹاؤ اگر وہ قمیض پہنے ہے تو قمیض کو اس کے ہاتھوں میں سے نکالو اور اس کی شرمگاہ پر ڈالو اور اسے اٹھا کر پیروں کی طرف سے نکالو اور اگر قمیض نہ ہو تو شرمگاہ پر کپڑا ڈالو، بری کے تھوڑے سے پتے ایک طشت میں ڈالو اور ان پر پانی ڈال کر ہاتھوں سے ملبو تا کہ جھاگ نکل آئے ان جھاگوں کو کسی طرف میں رکھو اور آخر وہ اٹے جھاگ پانی کے گھڑے میں ڈالو پھر اپنے ہاتھ تین چار بار دھوؤ جیسے غسل جنابت کے وقت تین بار دھوتے ہیں کہنیوں تک، پھر میت کی شرمگاہ کو خوب دھوؤ اور پوری کوشش کرو کہ پانی میت کے نتھنوں میں نہ جائے اور کافوں کے اندر بھی، پھر اس کو بائیں طرف کر دے دو۔ پھر پانی نصف حصہ سر سے لے کر پیروں تک ہساؤ اور بدن کو ہلکے ہلکے ملبو اور اسی طرف اس کی پیٹ اور پیٹ کو ہلکے سے دھوؤ پھر اسے داہنی طرف کر دے دو پھر اسی طرح کر دے داہنی طرف کیا تھا، پھر گھڑے کا پانی گرا دو اور گھڑے کو سادہ پانی سے دھوؤ اور اپنے دونوں ہاتھ کہنیوں تک دھوؤ، پھر برتن میں پانی بھرو اور جس طرح پہلے غسل دیا تھا غسل دو، میت کے ہاتھوں سے ابتداء کرو۔ پھر شرمگاہ کو دھوؤ پھر پیٹ کو ہلکے ہلکے دھوؤ اگر کوئی شے برآمد ہو تو اسے صاف کر دو۔

پھر اس کا سر دھوؤ پھر بائیں طرف کر دے دو اور داہنی طرف کا حصہ دھوؤ اور اس کی پشت اور پیٹ بھی پھر داہنی طرف کر دے کہ بائیں طرف کا حصہ دھوؤ، جیسے پہلی بار دھوؤ یا تھا پھر اپنے دونوں ہاتھ کہنیوں تک دھوؤ اور گھڑا بھی دھوؤ سادہ پانی سے۔

اور سادہ پانی سے تہلادو، جیسے پہلے دو بار غسل دیا ہے پھر پاک کپڑے سے بدن خشک کرو اور پھر روئی لو اور اس پر تھوڑا سا کافور ڈالو اور اس کو میت کی اگلی کپلیں شرمگاہ پر رکھو اور کچھ روئی میت کی دُبر پر رکھو تاکہ کوئی شے اس سے باہر نہ نکلے، اور ایک لمبا کپڑا جو جس کا عرض ایک بالشت ہو اور اس کو دونوں کولھوں پر باندھو اور دونوں رانوں کو اچھی طرح ملاؤ اور بطور ننگوٹ کے دونوں کو کس کر باندھو پھر اس کا سر پیروں میں سے نکالو اور داہنی طرف لے جاؤ اور ننگوٹ کی طرح باندھو، یہ کپڑا بہت لمبا ہونا چاہیے جو کولھوں اور دونوں رانوں اور گھٹنوں کو اچھی طرح لپیٹ دے۔

۶۔ میں پوچھا اگر میت کو کھلے مقام پر نہ لایا جائے تو فرمایا کوئی حرج نہیں لیکن پردہ کے اندر ہو تو مجھے زیادہ پسند ہے (میں)

## باک حنوط و کفن

۱۔ حنوط و کفن کے واسطے میں فرمایا۔ پہلے چادر پھیلاؤ پھر اس پر انار رکھو نیچے کی طرف اور کفن کا اگلا حصہ میت پر ڈالو پھر ملبو کا کافور لے لو اور اسے میت کی پیشانی پر مقام مسجد پر رکھو، پھر کافور ہر جگہ پر ملبو سر سے لے کر

پیر تک سرگردن، مٹانوں کہنیوں اور بدن کے ہر جڑ پر ملو، پیروں پر بھی اور پتیلیوں پر بھی، پھر کفنی کا اگلا حصہ میت کو ذرا سا اٹھا کر ڈالو اور کفنی سلی ہوئی (اور کڑھی ہوئی نہ ہو، پھر وہ شاخیں تازہ ہری خرنے کی بقدر ایک ہاتھ کے لمبی لوان میں سے ایک اس طرح رکھو کہ نصف پٹڈی پر رہے نصف ران پر اور دوسری کو میت کی داہنی بغل میں رکھو۔ اور اس کی آنکھ کان اور چہرہ پر نہ تو روئی رکھو اور نہ کانور، پھر عمامہ باندھو، بیچ کا حصہ اس کے سر پر دائرہ کی صورت میں پیچ دو اور پھر دونوں سرے سینہ پر ڈال دو۔ (مرسل)

۶۔ حضرت ابو عبد اللہ علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ رسول اللہ کو کفن کیسے دیا گیا تھا۔ فرمایا میں کپڑوں میں دو صغاری تھے۔ مضافات عمان کے بنے ہوئے اور ایک حیرہ کی چادر تھی۔ (اص)

۷۔ فرمایا جب میت کو کفن سے چکو تو تھوڑا سا کافور اور زبرہ (ایک قسم کی خوشبو اس کے اوپر چھڑکو۔ (موقوف) ہم فرمایا جب میت کو حنوط کرو تو مسجد کے مقامات پر اور کل جڑوں پر ملو اور اڑھیں پر بھی اور سینہ پر بھی رکھو اور مرد و عورت کے حنوط کی صورت یکساں ہے اور کافور کو انگلیں پر رکھ کر نرم نہ کرو۔ (حسن)

۵۔ ہم نے حضرت سے پوچھا کیا عمامہ داخل کفن ہے۔ فرمایا: نہیں۔ واجب کفن تین کپڑوں میں ہے اور ایک پوری چادر جو پورے بدن کو ڈھانپ لے اس سے کم نہیں اور جو زیادہ ہو وہ سنت ہے جبکہ پانچ کپڑوں سے نہ بڑھے اس سے زیادہ ہو تو بدعت ہے حضرت رسول خدا نے عمامہ کا حکم دیا ہے اور حضرت کے سر پر عمامہ باندھا گیا تھا جب ہم مدینہ میں تھے تو ابو عبیدہ کے مرنے پر ایک شخص کو ہم سے پاس ایک دینار سے کہہ دیا گیا کہ تم اس کے لئے حنوط اور عمامہ خریداؤ۔ پس ہم نے خریدا۔ (اص)

۶۔ فرمایا حضرت نے میت کو تین کپڑوں میں کفن دیا جائے سولے عمامہ اور ران بیچ کے جس سے کولہوں کو اس طرح باندھا جائے کہ اگر کوئی شے نکلے تو ظاہر نہ ہو۔ ران بیچ اور عمامہ دونوں ضروری ہیں۔ مگر داخل کفن نہیں۔

۷۔ فرمایا حضرت نے میرے والد نے وصیت نامہ لکھا کہ مجھے تین پارچوں میں کفن دیا جائے ایک وہ چادر جس میں جمعہ کی نماز پڑھتے تھے اور ایک کپڑا اور ایک قمیص، میں نے کہا آپ یہ کیوں لکھتے ہیں۔ فرمایا مجھے یہ خوف ہے کہ لوگ تم سے چار یا پانچ کپڑوں میں کفن دینے کو کہیں گے، اگر ایسا ہو تو تم نہ کرنا اور میرے سر پر عمامہ باندھنا، کفن ایسا ہو کہ سانس بدن کو پسینا لے۔ (حسن)

۸۔ میں نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے کہا میں غسل دیتا ہوں مردوں کو، فرمایا غسل دو تو نرمی سے، بدن پر ہاتھ پھیرو رگڑو نہیں اور نہ کانوں میں کافور ڈالو اور جب عمامہ باندھو تو عروں کی طرح نہ باندھو، میں نے کہا پھر کیسے

فرمایا بیچ کا حصہ لوان سے میت کے سر پر ڈال کر پیچ کی طرح لے جاؤ اور پھر دونوں کٹائے سینے پر ڈال دو۔ (مجبول)

۹۔ میں نے حضرت ابو عبد اللہ علیہ السلام سے پوچھا کفن کیسے دیا جائے۔ فرمایا: ایک پارچہ لے کر ننگوت کسو، میں نے کہا اور

فرمایا۔ اس کا شمار کسی میں نہیں وہ تو اس نے ہوتی ہے کہ ٹانگوں کو ملا دے تاکہ وہ حصہ باہر نہ رہے اور دونی سے جو کام لیا جائے وہ اس سے بہتر ہے پھر غسل کے وقت قمیص کو بھاڑو اور اسے پیروں سے نکالو، کفنی ترک ہو کر کی اور منقش نہ ہو۔ عمامہ کے دونوں سکر سینہ پر ڈالو۔ (ص)

۱۰۔ فرمایا میت کا کفن پانچ پارچوں میں ہو۔ ایک قمیص جس میں بٹن نہ ہوں ایک لنگ اور ایک وہ کپڑا جس سے درمیانی حصہ باندھا جائے اور ایک چادر جس میں لپیٹا جائے اور ایک عمامہ سر پر باندھیں۔ (ص)

۱۱۔ حضرت نے میت کے عمامہ کے متعلق فرمایا کہ اسے ٹھوڑی کے نیچے لاکر سینہ پر ڈالو۔

۱۲۔ فرمایا حضرت نے حنوط سے مراد کا فور ہے۔

۱۳۔ حضرت ابو عبد اللہ علیہ السلام نے فرمایا۔

ابو عبیدہ حذا کے کفن کے سلسلے میں فرمایا حنوط تو کا فور ہی ہوتا ہے لیکن جاؤ جیسا لوگ کرتے ہیں تم بھی کرو۔ (مجمول)

۱۴۔ جب مدینہ میں ابو عبیدہ حذا کا انتقال ہوا تو میں وہاں موجود تھا امام جعفر صادق علیہ السلام نے میرے پاس ایک دینار بھیجا کہ اس کا حنوط خریدو اور سمجھ لو کہ حنوط کا فور ہی کا نام ہے لیکن کرو وہی جیسا لوگ کرتے ہیں جب میں چلا تو میرے پیچھے آئے اور ایک دینار لے کر کہا۔ اس کا کا فور خرید لینا۔ (ص)

۱۵۔ میں نے حضرت ابو عبد اللہ سے حنوط میت کے متعلق پوچھا۔ فرمایا مقامات سجدہ کو حنوط کرو۔ (موقوف)

۱۶۔ فرمایا حضرت نے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ جنازہ کے اوپر حنوط نہ رکھا جائے۔

## باب عورت کی تکفین

۱۔ میں نے عورتوں کے کفن کے متعلق پوچھا۔ فرمایا پانچ کپڑوں میں، ان سے ایک اوڑھنی ہے۔ (ص)

۲۔ میں نے عورت کے کفن کے متعلق پوچھا۔ فرمایا جیسے مرد کو کفن دیتے ہیں اسی طرح عورت کو دیا جائے۔ ہم اس کے پستان پر سینہ بند باندھتے ہیں تاکہ چھاتیوں سینہ سے علی جا میں اور گڑھ نیچے کی طرف رہے پھر ان دونوں پر کپڑا اس کو باندھیں (ص)

۳۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے مرد کے لئے تین کپڑوں میں کفن ہے عورت بڑی ہو تو پانچ کپڑوں میں۔ پشکا، اوڑھنی اور دو لفافے۔



## باب

## گرم پانی اور انگیٹھی کی کراہت

۱۔ فرمایا صادق آل محمد نے کفن کو دھونی مت دو۔

۲۔ منبر یا حضرت نے غسل میت کے لئے پانی گرم نہ کیا جائے اوردن اس کے آس پاس آگ روشن کی جائے اوردن مشک سے حنوط کیا جائے۔ (رض)

۳۔ منبر یا امیر المؤمنین علیہ السلام نے کہ کفنوں کو دھونی مت دو اوردن کا نور کے سوا کوئی اور خوشبو نہ لگاؤ۔ کیونکہ بمنزلہ محرم (احرام باندھنے والا) ہے۔ (رض)

۴۔ حضرت نے فرمایا کہ رسول اللہ نے منع کیا ہے انگیٹھی کو بٹازہ کے ساتھ لے کر چلنے سے۔ (رض)

## باب

## مستحب و مکروہ کفن

۱۔ فرمایا مردوں کو نئے کفن دو یہ ان کے لئے باعث عزت ہے۔ (حسن)

۲۔ حضرت رسول خدا نے فرمایا کہ سفید لباس سے تمہارے لئے کوئی اچھا لباس نہیں لہذا اپنے مردوں کو اسی کا کفن دو۔ (ضعیف)

۳۔ حضرت رسول خدا نے فرمایا سفید لباس سے بہتر تمہارے لئے کوئی لباس نہیں، پس اسی رنگ کا لباس خود پہنو اور اپنے مردوں کو اسی کا کفن دو۔ (ضعیف)

۴۔ میر نے امام رضا علیہ السلام سے پوچھا اس شخص کے ہاتھ میں جو لباس کعبہ کا ایک ٹکڑا خریدے اس میں سے کچھ اپنے طرف لٹائے آیا باقی کو بیچ سکتا ہے۔ فرمایا ہاں اور یہہہ کر سکتا ہے اس کو جو روز کرے۔ اور نادرہ حاصل کر سکتا اور طالب برکت ہو سکتا ہے میں نے کہا میت کو کفن سے سکتا ہے فرمایا نہیں۔ (مرسل)

۵۔ فرمایا اپنے مردوں کو نئے کفن دو کیونکہ تم ان میں سے بیوقوف ہو گے۔ (مرسل)

۶۔ فرمایا بنی اسرائیل کتاب کے پڑھنے میں اپنے مردوں کو کفن دینے سے امت محمدی کے لئے کوئی ہے۔

۷۔ فرمایا امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے میر نے اپنے دو کفن دیا دو شیطانی پارچوں میں دشت مہر کا ایک کاٹل ہے جس میں آپ احرام باندھتے تھے اور حضرت علی بن الحسین کی قمیص اور عمامہ میں اور ایک چادر میں جواب چار سو دینار کی برابر



ہے میں نے اسے چالیس دینار میں خریدا تھا۔

۸۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے، امام حسن علیہ السلام نے اسامہ بن زید کو سیرہ کی سرخ چادر میں کفن دیا۔ (ض)

۹۔ فرمایا کفن بردیانی کا ہونا چاہئے اگر نہ ملے تو روئی کا ہو اگر عمامہ روئی کا نہ ملے تو سیریا کا بنا ہوا ہو۔ (ض)

۱۰۔ فرمایا کالے کپڑے کا کفن نہ دیا جائے۔ (موقوف)

۱۱۔ میں نے پوچھا ایسے کپڑے کے متعلق جو میت چادر کی طرح بصرہ میں تیار ہوتا ہے ریشم اور روئی سے، آیا اس کا کفن دیا جاسکتا

ہے جبکہ ریشم کا حصہ روئی سے زیادہ ہو۔ (مسل)

## باب ۲

### غسل میت کے لئے پانی اور کافور کی مقدار

۱۔ میں نے حضرت ابو عبد اللہ علیہ السلام سے پوچھا کیا غسل کے لئے پانی کی کوئی مقدار ہے۔ فرمایا رسول اللہ نے حضرت علی

سے فرمایا تھا کہ جب میں مرجائوں تو چھ مشک پانی غرس دہندہ کا کنواں (کنویں سے لینا اور مجھے غسل دینا کفایتا اور حنوط کرنا، جب غسل رکھن اور حنوط سے فارغ ہو جاؤ تو مجھے بٹھا دینا اور جو چاہے پوچھنا، میں تمھاری ہر بات کا جواب دوں گا۔ (ض)

۲۔ فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے کہ رسول اللہ نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا جب میں مرجائوں تو مجھے چاہ غرس سے نو مشک پانی لے کر غسل دینا۔ (حسن)

۳۔ راوی نے ابو محمد علیہ السلام کو لکھا کہ غسل میت کے لئے پانی کی حد کیا ہے حضرت نے جواب میں لکھا کہ میت کو ایسا غسل دیا جائے کہ وہ پاک ہو جائے نہ راوی نے پھر لکھا۔ غسل میت کا پانی اگر کثیف پانی والے کنویں میں چلا جائے تو ناجائز تو نہیں یا ایک شخص نماز کے لئے دھو کرے اور وہ پانی کثیف کنویں میں چلے تو کیا حکم ہے۔ سند آیا ایسا پانی تو چہ بچوں میں جانا چاہیے۔ (صحیح)

۴۔ فرمایا امام نے حنوط سنت میں زیادہ سے زیادہ ۳ درہم ہے اور فرمایا جبریل حضرت رسول خدا کے پاس چالیس درہم ورنہ حنوط لائے۔ حضرت نے تین حصوں میں تقسیم کیا ایک حصہ اپنے لئے رکھا، ایک حضرت علی کے لئے اور ایک

فاطمہ زہرا علیہا السلام کے لئے (مرفوع)

۵۔ فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے

## باب

## جریدے

۱۔ فرمایا میت کے لئے دو جریدے ہوں ایک داہنی طرف رکھا جائے دوسرا بائیں طرف، اور فرمایا جریدہ مفید ہے مومن و کافر کے لئے یہ حدیث ضعیف ہے کافر جریدہ رکھے گا ہی کیوں یہ تو مکمل اسلام ہے پھر کفر کے ہوتے ہوئے جریدہ کیا فائدہ لے گا۔ (مجمول)

۲۔ سفیان ثوری نے امام سے پوچھا تخفیر کیا ہے فرمایا انصار میں ایک شخص مر گیا۔ حضرت رسول خدا کو اطلاع دی گئی آپ نے مرنے والے کے قریبی رشتہ دار سے فرمایا۔ اپنے ساتھی کے لئے تازگی فراہم کرو، اس نے کہا وہ کیا۔ فرمایا تازہ جریدے دونوں ہاتھوں کی بغل سے ہتھیلی تک رکھو۔ (مجمول)

۳۔ فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے کہ ہر جریدہ بقدر ایک ہاتھ کے ہو اور اشارہ کیا اپنی ہتھیلی سے اپنے ہاتھ تک، پکڑے کے اندر رکھا جائے۔ ایک شخص نے کہا کہ میں حضرت ابو عبد اللہ سے بعد میں ملا اور اسی مسئلہ کے متعلق پوچھا۔ فرمایا ہاں میں نے عیسیٰ بن عبادہ سے بیان کیا تھا۔ (مرسل)

۴۔ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے کہا یہ کیا بات ہے کہ جب کوئی مرتد ہے تو اس کے ساتھ جریدہ رکھا جاتا ہے فرمایا جب تک وہ تازہ رہتا ہے اس سے حساب و عذاب رکا رہتا ہے۔

اور یہ بھی فرمایا کہ بڑا عذاب ایک دن اور ایک ساعت میں ہوتا ہے۔

جب مرقہ قبر میں جاتا ہے اور لوگ بعد دفن واپس آتے ہیں تو ہم میت کی حفاظت کے لئے یہ سامان رکھتے ہیں کہ بعد خشک ہونے کے بھی انشاء اللہ عذاب نہ ہوگا۔ (حسن)

۵۔ فرمایا جریدہ بقدر ایک ہاتھ کے ہو ایک ہتھیلی کے پاس جلد بدن سے متصل رکھا جائے اور دوسرا بائیں جانب ہتھیلی کے پاس کفنی سے ملا کر۔ (حسن)

۶۔ فرمایا ایک جریدہ داہنی طرف رکھا جائے دوسرا بائیں طرف۔ (ض)

۷۔ میں نے پوچھا جریدہ کیوں رکھا جاتا ہے۔

فرمایا تاکہ جب تک ہر رپے عذاب سے دور رہے۔ (حسن)

۸۔ حضرت سے کسی نے کہا باب اذنا میت کے کھاتے وقت ایسے لوگ موجود ہوتے ہیں جن سے مخالفت کا خون کرتا ہوں۔

تو ایسی صورت میں جریدہ کیسے رکھا جائے۔ فرمایا جہاں تک ممکن ہو رکھا جائے۔ (ض)

۹۔ میں نے کہا کیا جریدہ قبر میں بھی رکھا جاتا ہے۔ فرمایا ہاں رکھ سکتے ہیں۔ (مرسل)

- ۱۰۔ ہم سوال کیا اگر جریدہ نہ ملے تو کیا کیا جائے۔ فرمایا ہیری کی نگوئی کا بناؤ، ہم نے کہا اگر وہ بھی نہ ملے۔ سنر یا بیدری لکڑی کا لے لو۔ (رض)
- ۱۱۔ راوی نے کہا جہاں درخت خرم نہ ہو تو کیا جریدہ اس درخت کا بنایا جاسکتا ہے جو دباں پایا جاتا ہو۔ امام علیہ السلام نے فرمایا اگر خرمہ کا جریدہ نہ ملے تو جائز تو ہے لیکن افضل وہی ہے جیسا کہ روایت میں ہے اگر اس کے بدلے انار کی نگوئی ہو تو بہتر ہے۔ (رض)
- ۱۲۔ میں نے پوچھا جریدہ کفن کے نیچے رکھا جائے یا اوپر فرمایا قبض کے نیچے ناف سے ملا ہوا۔ میں نے کہا کس طرف سنر یا داہنی جانب۔ (احسن)

## باب ۲

### میّت اگر جنب، حائض یا نفاس والی ہو

- ۱۔ میں نے کہا اگر میّت جنب ہو تو کیسے غسل دیا جائے اور ہانی کتنا ہو فرمایا۔ اگر کسی غسل میں جمع ہوئی تو ایک غسل جنابت کافی ہو گا اور غسل میّت بھی کیونکہ دو چیزیں ایک حودت میں جمع ہو گئی ہیں۔ (حسن)
- ۲۔ میں نے پوچھا اس عورت کے متعلق زمانہ نفاس میں مہر جائے اسے کیسے غسل دیا جائے۔ فرمایا جیسے بحالت حیات اسے ظاہر کرنے کے لئے ہوتا ہے۔ یہی صورت حائض اور جنب کی ہے صرف ایک غسل۔ (موقوف)
- ۳۔ پوچھا ایسی عورت کے پاسے میں جو نفاس میں مری ہو اور کثرت سے خون نکلا ہو اور جلد بدن پر بھی موجود ہو تو فرمایا اسے صاف کرنے کے بعد کفنا یا جائے۔ (رض)

## باب ۳

### جب بچہ عورت کے شکم میں مر جائے

- ۱۔ میں نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا اس عورت کے متعلق جو مر جائے اس کے پیٹ میں بچہ ہو۔ سنر یا پیٹ چاک کر کے بچہ کو نکال لیا جائے۔ (حسن)
- ۲۔ فرمایا اگر عورت مر جائے اور بچہ پیٹ میں حرکت کرتا ہو تو شکم چاک کر کے بچہ نکال لیا جائے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ بچہ نکال کر شکم کو سس دیا جائے۔
- ۳۔ فرمایا حضرت علیؑ نے اگر عورت مر جائے اور بچہ اس کے پیٹ میں حرکت کرتا ہو اس کا پیٹ چاک کر کے بچہ نکال لیا جائے

اور فرمایا اس عورت کے بارے میں جس کے پیٹ میں بچہ مر گیا ہو اور اس کی جان جانے کا خوف ہو تو کوئی حرج نہیں ایک شخص ہاتھ ڈال کر بچہ کے ٹکڑے کرے اور نکال دے۔ (ص)

۲۵۱

میت کے بال یا ناخن کاٹنا مکروہ ہے

- ۱۔ فرمایا حضرت نے میت کے بال اور ناخن نہ کاٹو اور اگر کوئی غصے ان میں سے کر جائے تو اسے کفن میں رکھ دو۔ (حسن)
- ۲۔ فرمایا حضرت نے امیر المؤمنین علیہ السلام نے مکروہ جاننے پر وقت غسل میت کے مؤذنہا مرنے زہار کا اور بال کا ٹٹنا۔ (حسن)
- ۳۔ میں نے پوچھا اگر میت کے بدن پر بال ہوں تو انھیں مؤذنہا جلتے اور ناخن تراش دیتے جائیں۔ فرمایا انہیں کچھ نہ کرو غسل دے کر دفن کر دو۔ (حسن)

عسل کے بعد اگر کوئی چیز بدن سے نکلے

- ۱۔ فرمایا اگر غسل کے بعد میت کے نعتھنوں سے خون یا کوئی اور شے نکلے اور عمامہ یا کفن کو لگ جائے تو وہ جگہ چنبھی سے کاٹ دو۔ (مض)
- ۲۔ فرمایا غسل کے بعد اگر کوئی شے از قسم پیشاب یا پاخانہ نکلے تو اسے دھو ڈالو۔ اعادہ غسل کی ضرورت نہیں۔ (مرسل)

١٢٤

مرد عورت کو غسل دے سکتا ہے اور عورت مرد کو

- ۱۔ فرمایا حضرت نے اگر کوئی مرد مر جائے اور غسل دیتے والا عورتوں کے سوا کوئی نہ ہو تو اس کی زوجہ غسل دے یا کوئی قریبی رشتہ دار عورت اگر موجود ہو۔ ہاں عورتیں بانی ڈال سکتی ہیں اور اگر عورت مر جائے تو اس کا شوہر قطعاً اسے نیچے ہاتھ ڈال کر غسل دے۔ (حسن)
- ۲۔ میں نے حضرت سے پوچھا آیا مرد کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ مرنے وقت یا غسل دیتے وقت اپنی زوجہ کے اعضاء مخصوصہ پر نظر کرے اگر کوئی غسل دینے والی عورت نہ ہو۔ اسی طرح اگر شوہر مر جائے یا باخرج تو نہیں لیکن زوجہ کے اعضاء

اس کو بڑا سمجھیں گے۔ (ص)

۳۔ فرمایا اپنی زوجہ کو غسل دے سکتا ہے لیکن لباس کے اندر۔ (ص)

۴۔ میں نے کہا اگر مرد مر جائے اور عورتوں کے سوا کوئی غسل دینے والا نہ ہو تو، فرمایا اس کی بی بی غسل دے یا محرم عورت، ہاں عورتیں پانی ڈال سکتی ہیں کپڑے کے اوپر سے۔ (مرسل)

۵۔ فرمایا حضرت صادق آل محمد نے اس عورت کے متعلق جو مر جائے اور مرد ہی مرد ہوں اور ان میں اس کا کوئی محرم نہ ہو تو کیا یہ ہو سکتا ہے کہ اس پر کپڑا ڈال کر اسے غسل دیں۔

فرمایا اس صورت میں غسل دینے والے کو لوگ عیب لگا دیں گے۔ ہاں نا محرم مرد اس کے ہاتھ دھو سکتا ہے۔ (ص)

۶۔ میں نے اس عورت کے متعلق سوال کیا جو مر جائے اس کا شوہر اپنا ہاتھ کہنیوں تک اس عورت کی قمیض کے نیچے ڈال کر غسل دے سکتا ہے۔ (مشفق)

۷۔ فرمایا حضرت نے اس مرد کے ہاتھ میں جو سفر میں مر جائے یا ایسی جگہ جہاں عورتوں کے سوا کوئی مرد نہ ہو تو اس کو بے

غسل دفن کر دیا جائے اور فرمایا اس عورت کے بارے میں چنانچہ مرد ہی مرد ہوں کہ وہ اس منزل میں ہے لیکن اگر شوہر موجود ہو تو وہ خود غسل دے عورت مرد کی طرح نہیں اس کے مرنے کا منظر بڑا ہوتا ہے۔ (ض)

۸۔ میں نے کہا اگر کوئی مرد سفر میں ہے اور اس کی زوجہ اس کے ساتھ ہو اور زوجہ مر جائے تو وہ اسے غسل دے سکتا ہے اور فرمایا اپنی ماں، بہن اور ان کی مثل کو بھی، لیکن ان کی شہد گاہ پر کپڑا ڈال دے۔ (ص)

۹۔ کسی نے اس عورت کے متعلق پوچھا جو ایسی جگہ مرے جہاں مردوں کے سوا کوئی عورت ہی نہ ہو اور سب نا محرم ہوں تو وہ غسل دے سکتے ہیں فرمایا جیسے کہیں در آئیں ایک عورت کے بدن پر لباس نہ ہو۔ فرمایا ان پر انوار عاید ہوگا بصورت مجبوری یہ بہتر ہوگا کہ وہ صرف اس کے ہاتھ دھو دیں۔ (ض)

۱۰۔ فرمایا جب عورت مر جائے اور غسل دینے کے لئے کوئی عورت نہ ملے تو اس کے شوہر کو چاہیے کہ اس کی قمیض میں ہاتھ داخل کر کے اسے غسل دے۔ (ض)

۱۱۔ میں نے امام علیہ السلام سے دریافت کیا، کیا مرد اپنی زوجہ کو غسل میت دے سکتا ہے فرمایا ہاں۔ مگر عورت کے رشتہ دار ازراہ تعصب ایسا کرنے سے اسے روکیں گے (ص)

۱۲۔ حضرت سے پوچھا گیا اس مرد کے متعلق جو سفر میں مر جائے اور کوئی مرد اس کے ساتھ نہ ہو۔ مسلمان نہ ہو بلکہ یا تو نصاریٰ ہوں یا اس کی مسلمان بیوی، خالہ، ایسی حالت میں اسے غسل کون دے فرمایا بھوپھی یا خالہ، در آئیکہ بدن میت پر کپڑا ہو اور نصاریٰ کو اس کے پاس نہ آنے دیا جائے۔ اسی طرح عورت اگر سفر میں مرے اور نصاریٰ عورتوں کے سوا کوئی مسلمان عورت نہ ہو اور اس کے مسلمان چچا یا ماموں ہوں تو وہ غسل دیں جیسے مسلمان عورت غسل دیتی مگر صاف اس کے اوپر لباس ہونے کے اوپر بانی ڈالا جائے۔

میں نے کہا اگر کوئی مسلمان مرجائے اور اس کے ساتھ کوئی رشتہ دار عورت نہ ہو بلکہ یا تو نصرانی مرد ہوں یا ایسی عورتیں جن سے کوئی رشتہ نہ ہو۔ فرمایا ایسی صورت میں نصرانی غسل دے لیکن اگر ممکن ہو تو دوبارہ غسل دیا جائے کیونکہ وہ اضطراری حالت تھی۔

اگر مسلمان عورت مرجائے اور وہاں نہ کوئی مسلمان عورت ہو اور نہ اس کا رشتہ دار مسلمان مرد یا تو نصرانی عورت ہو یا ایسے مسلمان جن کے درمیان کوئی قرابت نہ ہو، فرمایا مجبوراً نصرانیہ غسل دے لیکن ممکن ہو تو دوبارہ غسل دیا جائے۔ اگر کوئی نصرانی مسلمان کا ہم سفر ہو اور مرجائے تو مسلمان اسے نہ غسل دے نہ اس کا احترام کرے اور نہ اسے دفن کرے اور نہ قبر پر کھڑا ہو۔

۱۳۔ میں نے پوچھا حضرت فاطمہؓ کو کس نے غسل دیا تھا۔ فرمایا امیر المومنینؑ نے جیسا کہ ان کے غم انگیز کلمات سے ظاہر ہوتا ہے تم بھی سن کر دل تلک ہو گئے۔ میں نے کہا ضرور ایسا ہی ہے فرمایا دل تلک نہ ہو وہ صدیق تھیں صدیق کے سوا ان کوئی غسل نہیں دے سکتا تھا۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ حضرت مریمؑ کو حضرت عیسیٰؑ نے غسل دیا تھا۔ میں نے کہا آپ کیا فرماتے ہیں اس عورت کے لئے جو سفر میں مر گئی ہو اور اس کے ساتھ جو مرد ہوں وہ ناخون ہوں عورت کوئی نہ ہو تو اسے کون غسل دے۔ فرمایا وہی غسل دیا جائے جو اللہ نے واجب کیا ہے یعنی تم لیکن چھوٹے وقت ان مقامات خاصہ کو نہ کھوئے جن کے چھپانے کا اللہ نے حکم دیا ہے میں نے کہا پھر کیا ہو۔ فرمایا اس کے اعضاء تیمم اور چہرہ کو دھویا جائے اور ہاتھوں کے اوپر کا حصہ بھی۔ (رض)

## باب

لڑکے کی وہ عمر جس میں عورت اسے غسل دے سکتی ہے

۱۔ میں نے پوچھا کس عمر کے لڑکے کو عورت غسل دے سکتی ہے فرمایا تین سال والے کو۔

## باب

غسل میت اور غسل

۱۔ حضرت نے فرمایا جو میت کو غسل دے اسے غسل کرنا چاہیے۔ میں نے کہا اگر وہ بدن ایسی حالت میں چھوئے جبکہ وہ گرم ہو فرمایا تو غسل نہیں اگر بدن ٹھنڈا ہو جائے تو غسل ہے۔ میں نے کہا جو قبر میں آئے فرمایا اس پر تین دن تو پڑا چھوٹے رسن، ۲۔ میں نے پوچھا جو میت کی آنکھیں بند کرے کیا اس پر غسل ہے۔ فرمایا اگر بدن گرم ہونے کا صورت میں کہے تو نہیں۔



- اور اگر سرد ہو جانے کے بعد بند کر دے تو غسل کرے۔ میں نے کہا اگر غسل غسل دے کر اپنے تہانے سے پہلے کفن پہنا دے تو کوئی حرج تو نہیں۔ فرمایا غسل دینے کے بعد اپنے دونوں ہاتھ کندھے تک دھوے پھر کفن پہنائے پھر خود غسل کرے میں نے کہا جو میت کو اسٹا کر جنازہ پر لائے اس پر غسل ہے فرمایا نہیں، میں نے کہا جو قبر میں اتارے اس پر غسل ہو گا یا نہیں؟ فرمایا نہیں۔ اقیاناً قرکی مٹی سے تیم کرے یہ ضروری نہیں ہے۔ (ص)
- ۳۔ فرمایا حضرت نے جو میت کو غسل دے وہ غسل میت کرے اگر کوئی میت کو ایسی حالت میں بوسہ دے کہ وہ گرم ہو تو اس پر غسل نہیں اور اگر سرد ہونے کے بعد بوسہ دے تو اس پر غسل واجب ہو گا۔ ہاں بعد غسل اگر چھو لے اور بوسہ لے تو مضائقہ نہیں۔ (ض)
- ۴۔ میں نے پوچھا اگر کوئی مردہ جانور کو چھو لے تو اس پر غسل ہے یا نہیں؟ فرمایا نہیں، یہ حکم تو صرف انسان کے لئے ہے میں نے پوچھا اگر کسی کا پکڑا جسد میت پر جا پڑے تو فرمایا اتنا ہی حقہ دھو ڈالو۔ (حسن)
- ۵۔ فرمایا قبر میں داخل ہونے والے کے لئے غسل کی ضرورت نہیں۔ (ص)
- ۶۔ رسول اللہ نے عبد اللہ بن مسعود کو مرنے کے بعد بوسہ دیا۔ (ض)
- ۷۔ فرمایا اگر قبل غسل میت کسی کا پکڑا جسد میت سے لمس ہوا ہو تو اسے دھونا چاہیے اور اگر بعد غسل ہے تو نہیں۔ (ض)
- ۸۔ میں نے پوچھا کیا اس پر غسل واجب ہے جو میت کو غسل دے۔ فرمایا ہاں۔ میں نے کہا جو قبر میں اتارے۔ فرمایا اس پر نہیں وہ تو کپڑوں کو چھوتا ہے۔ (ض)

## باب

## علت غسل میت و غسل جنابت

- ۱۔ فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے کہ عبد اللہ بن قیس المامری امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا کہ یہ بتائیے کہ میت کو غسل جنابت کیوں دیا جاتا ہے فرمایا میں تجھے نہیں بتاؤں گا وہ وہاں سے اٹھ کر چلا گیا اور ایک شیعہ سے مل کر کہنے لگا اسے کہ وہ شیعہ تم پر تعجب ہے۔ تم نے ایسے شخص کو اپنا دلی بنا رکھا ہے اور اس کی اطاعت اس حد تک کرتے ہو کہ اگر وہ تم سے کہے کہ میری عبادت کرو تو ضرور کرنے لگو گے۔ میں نے ایک مسند پوچھا تو جواب دیتے نہ بن پڑا وہ سے یہ حال وہ پھر حضرت کے پاس آیا اور وہی سوال کیا۔ حضرت نے پھر وہی فرمایا۔ میں تجھے نہ بتاؤں گا۔ عبد اللہ ابن قیس نے اپنے ایک ساتھی سے کہا تو شیعہوں کے پاس جا اور ان سے میں جوں کر اور اپنی دوستی کا اظہار کرتے ہوئے تجھے پر لعنت کر اور تیرا کہ جب جو سمجھ ہو تو میرے پاس آنا۔ میں تیری ضرورت کو پورا کروں گا۔ شیعہ دوستوں سے کہنا وہ تجھے محمد بن علی کے پاس لے جائیں اور جب ان کے پاس جانا تو ان سے پوچھنا میت کو غسل جنابت کیوں دیا جاتا

ہے۔ پس وہ شخص شیعوں کے پاس آیا اور حج کے زمانہ تک ان کے ساتھ رہا اور اس نے شیعوں کے مذہب پر غور کیا اور اسے قبول کر لیا۔ مگر ابن قیس سے اس امر کو چھپائے رہا۔ اس خوف سے کہ حج سے محروم نہ رہ جائے۔ جب حج کا زمانہ آیا تو وہ ابن قیس کے پاس آیا اور اس نے اس کو حشر پر سفر دیا۔ پھر وہاں سے مدینہ کو چلا۔ اس کے شیعہ ساتھیوں نے کہا اپنا راستہ چھوڑ تاکہ ہم حضرت سے تیرا ذکر کریں اور تیری حاضری کے لئے اجازت حاصل کریں۔ جب وہ لوگ امام علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا تمہارا ساتھی کہاں ہے تم نے اس کے ساتھ انصاف نہیں کیا۔ انھوں نے کہا آپ نے کیسے جانا کہ اس کا معاملہ آپ کے موافق ہے حضرت نے ایک شخص سے کہا اسے بلاؤ۔ جب وہ آیا تو فرمایا مر جیسا تم جس حالت میں پہلے تھے اور اب جس حالت میں، اس میں فرق دیکھا۔ اس نے کہا پہلی حالت تو کچھ بھی نہ تھی۔ فرمایا تم نے پس کیا۔ تمہاری پہلی عبادت اب کی عبادت سے ہلکی تھی بات کو قبول ہی کیا جاتے تھے شیطان ہمارے شیعوں پر مسلط ہے۔ ان کے علاوہ اور لوگ، چونکہ وہ شیطان کی نشان دہی کے مطابق کام کرتے ہیں لہذا ان کے اعمال کے بگاڑنے کی ضرورت نہیں سمجھتا میں تمہیں بتائے دیتا ہوں جو تجھ سے قیس سامع نے کہا ہے قبل اس کے کہ تو مجھ سے بیان کرے اور وہ ایسی صورت میں ہو گا۔ گویا تو نے ہی بیان کیا۔

اگر تو چاہے تو بیان کروں ورنہ نہیں۔

خدا نے کچھ فرشتے پیدا کئے ہیں۔ جب کسی مخلوق کو پیدا کرنا چاہتا ہے تو ان کو حکم دیتا ہے وہ اس مٹی کو لاتے ہیں جس کا ذکر اس آیت میں ہے۔ "اس مٹی سے ہم نے تم کو پیدا کیا اور اسی میں تم کو لوٹائیں گے اور پھر دوسری بار اسی سے تم کو نکالیں گے پس نطفہ انسانی کا شمار اسی مٹی سے ہوتا ہے جس سے یہ پیدا ہوتا ہے اس کے بعد یہ نطفہ رحم میں ۴۰ روز رہتا ہے جب چار ماہ ہو جاتے ہیں تو وہ ملائکہ کہتے ہیں۔ اے میرے رب تو کیا پیدا کرنا چاہتا ہے پس جو ارادہ رکھتا ہے اس کا حکم دیتا ہے۔ مذکر یا مؤنث، سفید یا سیاہ، جب روح بدن سے نکلتی ہے تو یہ نطفہ بعینہ جس حالت میں ہوتا ہے خارج ہوتا ہے چھوٹا ہوا یا بڑا، مذکر ہو یا مؤنث، یہ وجہ ہے کہ میت کو غسل جنابت دیا جاتا ہے۔ اس نے کہا یا ابن رسول اللہ خدا کی قسم میں ابن مامر کو یہ راز نہ بتاؤں گا۔ فرمایا۔ تجھے اختیار ہے۔ (ص ۱)

۲۔ میں نے پوچھا مٹی سے کیا مراد ہے۔ فرمایا وہ نطفہ جس سے وہ پیدا ہوتا ہے نکال دیا جاتا ہے یعنی خارج ہوتا ہے وہ غلط پانی جو مٹی سے مشابہ ہوتا ہے۔ (ص ۱)

۳۔ فرمایا علی بن الحسین علیہ السلام نے کوئی ذی روح نہیں مرنے تک وہ نطفہ خارج نہ ہو جس سے وہ پیدا ہوا ہے خواہ وہ منہ سے نکلے یا کہیں اور سے۔ (مرسل)

## باب ۳۱

## جو مومن کو غسل دے

۱۔ فرمایا مومن کو مومن غسل دے جب اس کو کوڑے دلائے تو کہے یا اللہ یہ تیرے مومن بندہ کا بدن ہے۔ اس کی روح اس سے نکل گئی ہے اور دونوں کے درمیان جدائی ہو گئی عفو کر عفو کر سوائے گناہان کبیرہ کے، باقی ایک سال کے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ (ض)

۲۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے جو میت کو غسل دے تو حق امانت ادا کرے۔ میں نے پوچھا۔ اس سے کیا مراد ہے فرمایا میت کی جو حالت دیکھے اس سے کسی کو آگاہ نہ کرے۔ (مختلف فیہ)

۳۔ فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے جو شخص کسی مومن کو غسل دیتے وقت کہے رب عفو کر عفو کر تو اللہ اس کے گناہ بخش دیتا ہے (درل)

۴۔ فرمایا موسیٰ نے وقت مناجات اپنے رب سے کہا کیا ثواب ہے مردہ کو غسل دینے کا۔ فرمایا۔ اللہ اس کے گناہ اس طرح دھو دیتا ہے جیسے وہ بطن مادر سے پیدا ہوا ہو۔ (ض)

## باب ۳۲

## مومن کو کفن دینے کا ثواب

۱۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے جو کسی مومن کو کفنائے۔ وہ اس شخص کی مانند ہے جو اس کے لباس کا قیامت کے لئے ضمان ہو جائے۔ (مختلف فیہ)

## باب ۳۳

## ثواب قبر کھودنے کا

۱۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے جو کسی مومن کی قبر کھودے وہ اس شخص کی مانند ہے جو قیامت تک کے لئے اسے گھر بنوادے۔

## باب ۳ حد قبر ولی

۱۔ ہمارے بعض اصحاب نے روایت کی ہے کہ حد قبر منسلک ہے بعض نے کہا چھائی تک۔ بعض نے کہا ہے قد آدم ہو اس طرح کہ جو قبر میں ہو اس کے سر پر چادر تان دی جائے اور کھدائی گہری ہو کہ اس میں آدمی بیٹھ جائے اور مردی ہے کہ جب علی بن ابی طالب کی وفات کا وقت قریب آیا تو ایک ساعت آپ پہ ہوش ہے پھر حضرت کے اوپر سے کپڑا ہٹایا گیا۔ پھر فرمایا۔ جس نے اس خد کی جس نے ہم کو جنت کا وارث بنایا کہ ہم جہاں چاہیں رہیں۔ پس عمل کرنے والوں کا اجر کیا ہی اچھا ہے پھر فرمایا۔ میرے لئے اتنی گہری قبضہ کھودو کہ زمین کی تری نمایاں ہو جائے پھر آپ نے کپڑا اپنے اوپر ڈال لیا اور انتقال فرمایا۔ (ض)

۲۔ امام رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ جب امام محمد باقر علیہ السلام کی وفات کا وقت قریب آیا تو فرمایا جب میں مروں تو میری قبر کھودنا اور کھدینا اور اگر لوگ کہیں کہ رسول اللہ کی کھد کھودی گئی تھی تو انہوں نے سچ کہا۔ (ض)

۳۔ فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے کہ ابو العلی انصاری نے رسول اللہ کی کھد کھودی تھی۔ (حسن)

۴۔ فرمایا حضرت ابو عبد اللہ علیہ السلام نے کہ رسول اللہ نے منع فرمایا ہے میں ہاتھ سے اونچی قبر کو۔ (ض)

## باب ۳ اعلان میت

۱۔ فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے کہ میت کے دیوں کو چاہیے کہ میت کے بھائی بندوں کو اس کی موت سے آگاہ کریں تاکہ اس کے جنازہ میں شریک ہوں اور اس پر نماز پڑھیں اور اس کے لئے استغفار کریں تاکہ ان کے لئے اجر ہو اور میت کے لئے استغفار، اور اس کا اجر ان کو ملے اور میت کو استغفار کا۔ (حسن)

۲۔ فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے کہ جنازہ کی اطلاع لوگوں کو دی جائے۔ (ض)

۳۔ فرمایا حضرت نے جنازہ کی شرکت کے لئے لوگوں کو بلایا جائے۔ (ض)

## باب ۳

## جنازہ کو دیکھ کر کیا کلمات کہے جائیں

- ۱۔ امام زین العابدین علیہ السلام جب کسی جنازہ کو آتا دیکھتے تو فرماتے حمد ہے اس خدا کے لئے جس نے مجھے مرنے والوں میں زفر اودیا۔ (درسل)
- ۲۔ ترجمہ ادر ہے۔ (مرفوع)
- ۳۔ حضرت رسول خدا نے فرمایا جو کوئی استقبال جنازہ کرے یا اسے دیکھے تو کہے اللہ اکبر وہ ہے جس کا اللہ نے اور اس کے رسول نے وعدہ کیا ہے اور اللہ اور اس کے رسول نے سچ کہا ہے یا اللہ ہم اسے ایمان اور تسلیم کو زیادہ کر، حمد ہے اس خدا کے لئے جو اپنی قدرت سے عزت والہ ہے اور موت سے اپنے بندوں پر غالب ہے اور کوئی فرشتہ یا بندہ نہ رہے گا مگر اس آواز پر اذر دے رحمت رودے گا۔

## باب ۳

## جنازہ اٹھانے میں امور مستونہ

- ۱۔ فرمایا امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے جنازہ میں سنت ہے کہ جنازہ کو اس طرح کندھا ہے کہ پہلے اپنے داہنے کندھے پر سر ہانے کی طرف سے پھر داہنے پیر کی طرف آئے پھر پیر کی طرف سے ہوتا ہوا بائیں پیر کی طرف کندھا ہے پھر آگے جا کر سر ہانے کی جانب اپنے بائیں کندھے پر اٹھائے۔ (حسن)
- ۲۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے کہ چاروں طرف سے جنازہ اٹھانا سنت ہے اور اس کے بعد کندھا دینا خوشی پر موقوف ہے۔ (رض)
- ۳۔ میں نے امام علیہ السلام سے کندھا دینے کے متعلق پوچھا فرمایا۔ در صورت تقيہ داہنی طرف سے ابتداء کر دو۔ پھر داہنے پاؤں کی طرف آؤ۔ پھر میت کے آگے کی طرف جاؤ پیچھے کی طرف نہ جاؤ، جنازہ کے سامنے ہو کر بائیں طرف آؤ اور بائیں ہاتھ کو کندھا دو، پھر بائیں پیر کی طرف آؤ پھر بائیں جگہ پر بٹھو، جنازہ کے پیچھے کی بجائے آگے جاؤ اور پھر وہی عمل کرو جو پہلے کیا ہے اور اگر تقيہ کی صورت نہ ہو تو تر بیع جنازہ کی وہی صورت ہوگی جو ہم میں جاری ہے یعنی پہلے داہنی طرف داہنے ہاتھ سے سر کی جانب پھر داہنے پیر کی طرف پھر بائیں پیر کی طرف، پھر بائیں کندھے کی طرف اس طرف ایک دور پورا کیا جائے۔ (رض)
- ۴۔ فرمایا حضرت نے جنازہ اٹھانے کی ابتداء داہنی طرف سے کر دیکھو پیچھے کی طرف سے ہو کر دوسری طرف آؤ۔ اور سر ہانے کی طرف پہنچو اسی طرح چکی کا سادو رہو۔ (درسل)

## باب ۳۸

## جنائزہ کے ساتھ چلنا

- ۱۔ فرمایا جنائزہ کے پیچھے چلنا آگے چلنے سے بہتر ہے۔
- فرمایا مومن عارف کے جنائزہ کے آگے چلو اور مشرک خدا کے۔
- ۲۔ جنائزہ کے آگے نہ چلو مسلمان کے جنائزہ کے آگے ملائکہ تیزی سے جنت کی طرف لے جاتے ہیں اور کافر جنائزہ کے آگے تیزی سے دوزخ کی طرف لے جاتے ہیں۔ (ص)
- ۳۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے رسول خدا ایک جنائزہ کے پیچھے گھوڑوں پر سوار تھے کسی نے کہا آپ پیچھے کیوں چل رہے ہیں فرمایا میں ملائکہ کو دیکھ رہا ہوں وہ آگے چل رہے ہیں ہم ان کے پیچھے ہیں۔ (ص)
- ۴۔ میں نے جنائزہ کے ساتھ چلنے کے متعلق پوچھا۔ فرمایا۔ اس کے آگے دھانے بائیں اور پیچھے چلو۔ (ص)
- ۵۔ فرمایا جو کرام کا تبیین کے ساتھ چلنا چاہتا ہے وہ جنائزہ کے دونوں پہلوؤں پر چلے۔ (مرسل)
- ۶۔ کسی نے پوچھا جنائزہ کے پیچھے کیسے چلوں فرمایا اگر مخالف کا جنائزہ ہے تو اس کے آگے نہ چلو، کیونکہ ملائکہ طرح طرح کا عذاب دیتے ہوئے اس کے آگے چلتے ہیں۔

## باب ۳۹

## جنائزہ کے ساتھ سوار ہو کر چلنا مکروہ ہے

- ۱۔ فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے کہ رسول اللہ نے کچھ لوگوں کو ایک جنائزہ کے پیچھے سوار دیکھا تو مسرہ مایا ان لوگوں کو شرم نہیں آئی کہ اپنے ساتھی کے پیچھے سوار ہو کر چل رہے ہیں حالانکہ انہوں نے خود کو اس حالت کی سہرہ کیا ہے۔ (حسن)
- ۲۔ مسرہ مایا حضرت نے ایک انصاری اصحاب رسول میں سے مرگیا۔ حضرت رسول خدا (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کے جنائزہ کے ساتھ پیادہ چل رہے تھے کسی نے کہا۔ افسوس آپ سوار کیوں نہیں ہوتے؟ مسرہ مایا میں یہ ناپسند کرتا ہوں کہ میں سوار ہوں اور ملائکہ پیادہ ہوں۔ (حسن)



۲۔ میں نے اس شخص کے متعلق پوچھا جس کو دو یا تین جنازوں کی نماز پڑھنا ہو۔ فرمایا ایسی صورت میں چاہے کتنے ہی جنازے ہوں ان پر ایک ہی نماز پانچ تکبیروں کے ساتھ اسی طرح پڑھے جیسے ایک میت پر پڑھتا جنانے اس طرح رکھے جائیں کہ دوسرے جنازے کا سر پہلی میت کے کولے کے مقابل ہو اور تیسرے کا سر دوسری میت کے کولے کے مقابل ہو، اسی طرح چلنے جنازے ہوں درجہ بدرجہ رکھے جائیں۔ پھر نماز پڑھنے والا بیچ میں کھڑے ہو کہ اسی طرح سے پانچ تکبیروں سے نماز پڑھے جیسے ایک جنازے کی پڑھتا۔ پوچھا گیا۔ اگر مردوں اور عورتوں دونوں کے جنازے ہوں فرمایا پہلے یہ ترتیب سالن مردوں کی میتیں رکھی جائیں پھر اس کے بعد اسی ترتیب سے عورتوں کی یعنی ایک میت کے بعد دوسری میت کا سر پہلی عورت کی کمر کے مقابل اور تیسری کا دوسری کی کمر کے مقابل۔ جب سب جنازے ٹھیک طور سے رکھے جائیں تو مردوں کے جنازوں کے وسط میں کھڑا ہو اور اسی طرح نماز پڑھے جیسے ایک میت پڑھی جاتی ہے اگر نماز کے بعد معلوم ہو کہ وقت نماز سرانے کی جگہ میت کی پائنتی تھی تو صحیح کر کے دوبارہ نماز پڑھے اور اگر دفن کے بعد معلوم ہو تو پھر نماز پڑھی جائے گی۔ (موثق)

۳۔ فرمایا جب عورت اور مرد دونوں کی نماز جنازہ پڑھنی ہو تو عورت کو مرد پر مقدم کیا جائے اور اگر غلام اور آزاد کے جنازے ہوں تو غلام کو مقدم کیا جائے اور اگر چھوٹے اور بڑے دو جنازے ہوں تو بڑے پہلے چھوٹے پر نماز پڑھی جائے گی۔  
۴۔ میں نے کہا اگر مرد و عورتیں ہوں تو کیسے نماز پڑھی جائے۔ فرمایا امام سے مل کر مرد کھڑے ہوں اور ایک دوسرے کے پیچھے صفیں باندھیں۔ (ض)

۵۔ فرمایا اگر مردوں بچوں اور عورتوں کے جنازے بیک وقت جمع ہوں تو آگے عورتوں کے جنازے رکھے جائیں پھر بچوں کے پھر مردوں کے، اور امام مردوں کے جنازوں کے متفضل کھڑے ہو کر نماز پڑھائے۔ (مرسل)  
۶۔ حضرت نے مردوں اور عورتوں کے جنازوں کے متعلق فرمایا۔ کتاب علی علیہ السلام میں ہے کہ مردوں کے جنازے آگے رکھے جائیں۔

## باب

## نواذر

۱۔ میں نے اس شخص کے متعلق پوچھا جو نماز پڑھے، جنازہ کی تہا نماز پڑھ سکتا ہے۔ میں نے کہا اگر دو ہوں۔ فرمایا ایک دوسرے کے پیچھے کھڑا ہو برابر نہیں۔

۲۔ فرمایا جنازے کی نماز جو تہہ پہن کر نہیں پڑھنی چاہیے ہاں موزہ پہن کر پڑھے سکتے ہیں۔ (ض)

۳۔ حضرت نے فرمایا کہ رسول اللہ نے فرمایا نماز میں بہتر صفت اول میں ہونا ہے اور نماز جنازہ میں آخری صفت میں ہونا کسی نے کہا کیوں؟ فرمایا یہ آخری صفت پردہ بن جاتی ہے ان عورتوں کے لئے جو شریک نماز ہوں۔

## باب

## نماز جنازہ میں امام کے کھڑے ہونے کی جگہ

۱۔ فرمایا کہ علی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ عورت کے جنازہ کی نماز پڑھانے والا اس کے سینہ کے مقابل کھڑا ہو اور مرد کے لئے اس کے سینہ کے پاس۔ (مرسل)

۲۔ فرمایا جب عورت کی نماز پڑھو تو اس کے سر کے پاس کھڑے ہو اور مرد کے جنازہ میں اس کی کمر کے مقابل۔ (من)

## باب

## نماز میت پر پڑھانے کا زیادہ حقدار

۱۔ نماز جنازہ پڑھانے کا زیادہ مستحق ان کا بہترین آدمی ہے جس نے اپنے دوست کو مرتے والے نے حکم دیا ہو۔ (من)

۲۔ میں نے کہا عورت کی نماز جنازہ پڑھانے کا زیادہ حقدار کون ہے فرمایا اس کا شوہر، میں نے کہا کیا وہ باپ بیٹے اور بھائی سے زیادہ مستحق ہے۔ فرمایا ہاں وہی اس کو غل لے۔ (ضعیف)

۳۔ ترجمہ (وہ ہے)۔ (مجبول)

۴۔ اگر امام علیہ السلام موجود ہوں تو نماز جنازہ پڑھانے کے سب سے زیادہ مستحق وہی ہیں۔ (من)

۵۔ ترجمہ میں دیکھئے۔ (من)

## باب

## کیا بے وضو نماز جنازہ پڑھ سکتا ہے

۱۔ میں نے حضرت سے پوچھا کیا نماز جنازہ بے وضو پڑھ سکتے ہیں فرمایا۔ ہاں وہ بکیر و تیس و تحمید و تہلیل ہے جیسے تم اپنے گھر میں بے وضو پڑھ لیا کرتے ہو۔ (موثق)

۲۔ میں نے کہا ایک شخص بے وضو نماز جنازہ میں شریک ہو سکتا ہے ایسی صورت میں کہ اگر وضو کرنے لگے تو نماز ختم ہو جائے گی۔

۳۔ میں نے امام رضا علیہ السلام سے کہا اگر جنازہ آجلے اور میں بے وضو ہوں اگر وضو کرتا ہوں تو نماز جنازہ اس وقت تک ختم ہو جائے گی تو کیا ہو۔ فرمایا میرے نزدیک بہتر یہی ہے کہ باطہارت ادا کرو۔ (مجبول)

۴۔ میں نے پوچھا ایک شخص بے وضو ہو اور اس کے سامنے جنازہ آہلے تو کیا کرے فرمایا ان کے ساتھ تکبیر کی۔

۵۔ ترجمہ اور ہے۔

## باب

### عورتوں کی نماز جنازہ

۱۔ حضرت سے پوچھا گیا اگر مرد نہ ہوں تو کسی جنازہ پر عورتیں کیسے نماز پڑھیں۔ فرمایا وہ سب صف باندھ کر کھڑی ہوں مگر ان میں کوئی بطور پیش نماز آگے نہ کھڑی ہو۔ (ض)

۲۔ فرمایا جب نماز جنازہ پڑھنے والے مرد نہ ہوں تو ایک عورت عورتوں کے درمیان کھڑے ہو کر اس طرح پڑھائے کہ عورتیں اس کے دائیں بائیں ہوں اور ان کے پیچ میں ہوں تکبیریں کہہ کر نماز تمام کرے۔ (ض)

۳۔ عایض عورت نماز جنازہ پڑھ سکتی ہے لیکن صف میں کھڑی نہ ہو بلکہ علیحدہ کھڑی ہو۔ (موثق)

۴۔ فرمایا عایض عورت نماز جنازہ پڑھ سکتی ہے کیونکہ نہ اس میں رکوع ہے نہ سجدہ اور جناب عورت تیمم کر کے نماز جنازہ پڑھے۔ (حسن)

## باب

### وقت نماز جنازہ

۱۔ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کیا کوئی چیز اوقات شب و روز میں آپ کو نماز جنازہ سے روکتی ہے فرمایا نہیں۔ (مرسل)

۲۔ فرمایا امام علیہ السلام نے نماز جنازہ ہر وقت پڑھ جاسکتی ہے کیونکہ اس میں رکوع و سجود نہیں ہے ہاں سورج کے طلوع و غروب کے وقت پڑھنا مکروہ ہے ان دونوں وقتوں میں شیطان حرکت میں آتا ہے اور لوگوں سے سوچ کی پرستش کراتا ہے۔ (ص)

## باب

### نماز جنازہ میں پانچ تکبیروں کی علت

۱۔ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا پانچ تکبیریں کیوں ہیں۔ فرمایا ہر نماز پنجگانہ کے بدلہ کی ایک تکبیر۔ (مرفوع)

۲۔ رسول اللہ بعض لوگوں کی نماز جنازہ میں پانچ تکبیریں کہتے تھے اور بعض پر چار، ان لوگوں پر اتفاق کی تہمت لگائی جاتی تھی۔ (حسن)

۳۔ فرمایا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے جب حضرت رسول خدا نماز میت پڑھتے تھے تو تکبیر کہہ کر کلمہ شہادت پڑھتے تھے پھر تکبیر کہہ کر انبیاء پر درود بھیجتے تھے اور دعا کرتے تھے تیسری تکبیر کے بعد مومنین کے لئے دعا کرتے تھے اور چوتھی کے بعد میت کے لئے اور پانچویں پر ختم۔

۴۔ جب خدا تعالیٰ منافقوں پر نماز پڑھنے کے لئے منع کیا تو بعد ازاں پانچ کے چار تکبیریں کہیں، پہلی کے بعد تشهد، دوسری کے بعد انبیا پر صلوات، تیسری کے بعد مومنین کے لئے دعا، چوتھی کے بعد ختم، میت کے لئے دعا اور۔ (مجموع)

۵۔ رسول اللہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے پانچ وقت کی نماز فرض کی ہے اور ہر نماز کی جگہ ایک تکبیر رکھنے ہے۔ (مسئل)

۶۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا۔ اے ابو بکر تم جانتے ہو کہ نماز میت میں کتنی تکبیریں ہیں میں نے کہیں نہیں سنا یا پانچ ہی کیا جانتے ہو یہ پانچ میں نے کہاں سے اخذ کی ہیں۔ میں نے کہا نہیں۔ سنایا۔ نمازیں پانچ ہیں ہذا ہر نماز کی جگہ ایک تکبیر ہے۔ (مجموع)

## باب

### مساجد میں نماز جنازہ

۱۔ میں مسجد میں تھا کہ ایک جنازہ آگیا اور امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کھڑے آئے۔ اپنی کہنی میرے سینے پر رکھی اور مجھے ہٹایا اور خود کھجی مسجد سے نکل آئے اور فرمایا۔ مساجد میں نماز جنازہ نہیں ہونی چاہیے۔ (صحیح)

## باب

### مومن پر نماز تکبیر اور دعا

۱۔ میں نے پوچھا نماز میت میں کتنی تکبیریں ہیں فرمایا پانچ پہلی تکبیر کے بعد کہے

«أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده ورسوله»

«اللهم صل على محمد وآل محمد وعلى الأئمة الهداة واغفر لنا ولإخواننا الذين سبقونا بالإيمان ولا تجعل في قلوبنا غلا للذين آمنوا ربنا إنك رؤوف رحيم»

«اللهم اغفر لحينا وموتانا ومن المؤمنین والمؤمنات وألف قلوبنا على أخبارنا وأعدائنا»

اختلف فيه من الحق باذلك إنك تهدي من نشاء إلى صراط مستقيم.

اگر تکبیر ثانی قطع ہو جائے تو کوئی حرج نہیں۔ پھر کچھ تیسری تکبیر کے بعد  
التکبیرۃ الثانیۃ فلا بضرک تقول : «اللهم عبدک ابن بربک و ابن أمتک أنت أعلم  
به منی افتقر إلى رحمتک و استغنی عنک ، اللهم فتجاوز عن سیئاته و زد فی إحسانه  
و اغفر له و ارحمه و نور له فی قبره و لقمته حقیقته و أحقه بنبیہ ﷺ و لا تحرمنا أجره  
و لا تفتننا بعده»

پھر چوتھی تکبیر کے بعد پڑھے اور پانچویں تکبیر پڑھ کر ختم کرے۔

۲۔ فرمایا حضرت نے نماز جنازہ میں تکبیر کے اور آل محمد پر درود بھیجے اور کہے۔

«اللهم عبدک ابن عبدک ابن أمتک لا أعلم منه إلا خیراً و أنت أعلم به منی ، اللهم إن کان  
عسناً فزد فی إحسانه و تقبل منه و إن کان مسیئاً فاغفر له ذنبه [وارحمه] و افسح له فی  
قبره و اجعله من رفقاء محمد ﷺ

پھر دوسری تکبیر کے بعد کہو۔ (حسن)

«اللهم إن کان زاکياً فزکّه و إن کان خاطئاً فاغفر له»

پھر تیسری تکبیر کے بعد کہے

«اللهم لا تحرمنا أجره و لا تفتننا بعده

اور چوتھی تکبیر کے بعد کہے۔

«اللهم اكتبه عندک فی علیین و اخلف علی عقبه فی الغابین و اجعله من رفقاء محمد ﷺ

پھر پانچویں تکبیر کے نماز تمام کرے (رض)

یہ میں نے نماز میت کی تکبیروں کے متعلق پوچھا فرمایا پانچ ہیں۔ پہلے کہو۔

«أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شریک له اللهم صلّ علی محمد و آل محمد پھر کہو۔

اللهم إن هذا المسجی قد أمانا عبدک و ابن عبدک و قد قبضت روحه إليك و قد احتاج إلى  
رحمتک و أنت غنی عن عذابه ، اللهم إنا لا نعلم من ظاهره إلا خیراً و أنت أعلم بسریرته ،

اللهم إن کان عسناً فزد فی إحسانه و إن کان مسیئاً فتجاوز عن سیئاته»

پھر دوسری تکبیر کہو اور تیسری تکبیر میں یہی کہو۔ (حسن)

۳۰

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ، الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ رَبِّ الْمَوْتِ وَالْحَيَاةِ صَلِّ عَلَى عَهْدِ وَ أَهْلِ بَيْتِهِ ، جَزَا اللّٰهُ عَنَّا عَهْدًا خَيْرَ الْجِزَاءِ بِمَا صَنَعَ بِأَمْنَتِهِ وَبِمَا بَلَغَ مِنْ رِسَالَاتِ رَبِّهِ

پھر کہو۔

اللّٰهُمَّ عَبْدُكَ ابْنُ عَبْدِكَ ابْنُ أَمَتِكَ نَاصِيَتُهُ بِيَدِكَ ، خَلَا مِنْ الدُّنْيَا وَاحْتِاجَ إِلَى رَحْمَتِكَ وَأَنْتَ غَنِيٌّ عَنْ عَذَابِهِ ، اللّٰهُمَّ إِنَّا لَا نَعْلَمُ مِنْهُ إِلَّا خَيْرًا وَأَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ ، اللّٰهُمَّ إِنْ كَانَ عَرَسْنَا فَرْدًا فِي إِحْسَانِهِ وَتَقَبَّلَ مِنْهُ وَإِنْ كَانَ مُسِيئًا فَامْغِرْ لَهُ ذَنْبَهُ وَارْحَمْهُ وَتَجَاوَزْ عَنْهُ بِرَحْمَتِكَ ، اللّٰهُمَّ الْحَقُّهُ بِنَبِيِّكَ وَنَبِيَّتِهِ بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ ، اللّٰهُمَّ أَسْأَلُكَ بِنَا وَبِهِ سَبِيلَ الْهُدَى وَاعْدُنَا وَإِيَّاهُ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيمَ ، اللّٰهُمَّ عَفْوُكَ عَفْوُكَ

پھر دوسری تکبیر کہہ کر یہی کھڑا سی طرح پانچ تکبیریں پوری کرو۔ (حسن)

۵۔ فرمایا حضرت نے نماز جنازہ میں کہہ۔

یا اللہ تو نے ہی نفس کو پیدا کیا اور تو نے ہی مارا ہے تو ہی اس کے ظاہر و باطن کا جلنے والے ہے ہم تجھ سے اس کی سفارش کرتے ہیں ہماری سفارش قبول فرما ، اے اللہ ولی بنا جس نے اے ولی بنایا اور مشور کر اس کے ساتھ جسے وہ دوست رکھتا تھا۔ (رض)

## باب ۵۳

### نماز میں میت کے لئے دعا کا حکم

۱۔ حضرت نے فرمایا نماز میت میں دو قرأت ہے نہ کوئی وقتی دعا جو چاہے کہے ، مردہ کا حق ہے کہ مومن اس کے لئے دعا کرے

اور محمد وآل محمد پر درود کے ساتھ شتر شروع کرے۔ (حسن)

۲۔ فرمایا نماز میت میں سلام نہیں ہے۔ (ضعیف)

۳۔ نماز میت میں سلام نہیں۔ (حسن)



## باب ۵

## پانچ تکبیر سے زیادہ کی صورت

- ۱۔ حضرت رسول خدا نے حضرت حمزہ کے جنازہ پر ستر نمازیں پڑھیں۔ (رض)
- ۲۔ حضرت امیر المومنین نے سہل بن حنیف کے جنازہ پر جو بدری صحابی تھے پانچ تکبیر کہیں، پھر ذرا دور چل کر جنازہ رکھا اور پانچ تکبیر کہیں۔ اسی طرح ۲۵ تکبیر کہیں۔ (حسن)
- ۳۔ رسول اللہ نے جناب حمزہ پر ستر تکبیر کہیں اور حضرت علی نے سہل بن حنیف پر پچیس، اور ایک قول ہے پچیس، صورت یہ ہوئی کہ پہلی نماز کے بعد لوگوں نے کہا امیر المومنین ہم سہل کی نمازیں ستر کیسے نہ ہو سکے، آپ جنازہ رکھ کر پھر نماز پڑھا دیں فرض اس طرح پانچ نمازیں پڑھی گئیں (رض)

## باب ۵

## ضعیف الایمان پر نماز

- ۱۔ فرمایا ضعیف ایمان اور اس شخص کی نمازیں جو محمد و آل محمد پر درود بھیجنا نہیں جانتا اور عموماً و مومنات کے لئے دعا نہیں کرتا۔ اس کے لئے کہے۔ اے ہمارے رب ان لوگوں کو بخش دے جنہوں نے توبہ کی اور تیرے راستہ پر چلے جہنم کے عذاب سے انہیں بچا دے۔ آخری دو آیتوں تک پڑھے وہ یہ ہیں۔

ربنا وادخلهم جنات عدن التي وعدتهم ومن مسلم من آبائهم وادخلهم  
فردرياً تبهم انك انت العزيز الحكيم وقسم السيات وتلق السيات  
يومئذ فقد رحمتك وذا لك هو الفوز العظيم ۵۔

۲۔ فرمایا حضرت نے اگر مومن کے جنازے پر نماز پڑھو تو اس کے لئے اچھی طرح دعا کرو، اگر وہ واقفہ فرقتے کا ہو یا  
ضعیف الایمان ہو تو کہو یا اللہ بخش دے ان لوگوں کو جنہوں نے توبہ کا اور تیرے لئے پرچلے جہنم کے عذاب سے انہیں بچائے۔  
۳۔ فرمایا اگر وہ ضعیف الایمان ہے تو کہو یا اللہ بخش دے ان لوگوں کو جو تائب ہوئے اور تیرے راستے پر چلے عذاب جہنم سے انہیں  
بچائے اور اگر اس کا حال نہیں جانتے تو کہو یا اللہ اگر یہ نیکی اور نیکی کرنے والے کو درست رکھتا تھا تو اسے بخش دے اور رحم کر  
اس کی خطاؤں سے درگزر کر اور اگر یہ ضعیف الایمان ہے تو اسے بذریعہ شفاعت بخش دے نہ از روئے محبت۔ (رحمن)  
۴۔ فرمایا حضرت نے رحم کی دو صورتیں ہیں یا تو از روئے محبت ہو گا یا از روئے شفاعت۔ (مرسل)  
۵۔ فرمایا صادق آل محمد نے کہو۔

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اللہ کے رسول ہیں رحمت نازل کر محمدؐ والی  
محمدؐ پر اور ان کی شفاعت کو قبول کر، اور اس کا چہرہ روشن رکھ اور اس کی پیروی کو زیادہ کر اور یا اللہ مجھے بخش دے  
اور مجھ پر رحم کر اور میری توبہ قبول کر یا اللہ توبہ کرنے والوں اور اپنے راستے پر چلنے والوں کو بخش دے، عذاب جہنم  
سے بچائے اگر مومن ہے تو اس دعائیں داخل ہو گا درجہ خارج۔ (مرسل)

۶۔ میں امام محمد باقر علیہ السلام کے ساتھ تھا کہ ایک جنازہ آیا آپؑ نے شرکت، آپؑ نے فرمایا یا اللہ تو نے ہی ان نفوس کو  
پیدا کیا۔ تو ہی مارتا اور چلاتا ہے اور تو ہی ان کے باطن اور ظاہر کا جاننے والا ہے اور ان کے قرار پکڑنے اور سونچے جانے  
کی جگہ کا علم رکھتا ہے یا اللہ یہ تیرا بند ہے میں اس کی برائیوں کو نہیں جانتا تو ان کا جاننے والا ہے ہم تیری  
بارگاہ میں سفارش نہ کر گئے ہیں اس کے مرتبے کے بعد اگر یہ بخش کا سزاوار ہے تو ہماری سفارش اس کے حق میں قبول  
فرما اور جن کو یہ دوست رکھتا تھا ان کے ساتھ محشور کر۔

باب

## نواصب کی نماز جنازہ

۱۔ فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے جب عبد اللہ ابن ابی کا انتقال ہوا تو حضرت رسول خدا اس کے جنازہ میں شریک ہوئے  
عمرؓ نے کہا یا رسول اللہ کیا آپؐ کو اللہ نے اس کی قبر پر کھڑا ہونے سے منع نہیں کیا، حضرت نے فرمایا وائے ہو تم پر اتم کیا  
جائز میں نے کیا کہا، میں نے کہا ہے یا اللہ اس کے شکم کو اس کی قبر کو آگ سے بھر دے اور اس کو داخل جہنم کر۔  
۲۔ فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے یہ اعتراف کرنا حضرت کو برا معلوم ہوا۔ (رض)

۳۔ فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے ایک منافق مرگیا۔ امام حسین علیہ السلام اس کے جنازہ کے ساتھ چلے، آپ نے اس غلام سے پوچھا تو کہاں جا رہا ہے اس نے کہا، میں اس منافق کے جنازہ سے بھاگ رہا ہوں تاکہ نماز جنازہ نہ پڑھوں امام علیہ السلام نے فرمایا

تو میری داہنی طرف کھڑا ہوا اور جو میں کہوں کہتا جا۔ جب میت کے دل نے تکبیر کہی تو حضرت نے فرمایا۔ اللہ اکبر یا اللہ اپنے اس بندہ پر ہزار بار لعنت کر ایک ساتھ مختلف طور نہیں یا اللہ اپنے اس بندہ کو بندوں اور اپنے شہروں میں ذلیل کر اور اس کو آتش جہنم کے سپرد کر اور سخت عذاب کا مزہ چکھا کیونکہ یہ تیرے دشمنوں سے محبت کرتا تھا اور تیرے دوستوں کا دشمن تھا۔ اور اہلبیت نبی سے بغض رکھتا تھا۔ (حسن)

۴۔ فرمایا حضرت نے اگر منکر حق ہو تو کہو۔ لے خدا اس کے شکم کو اور قبر کو آگ سے بھر دے اور اس پر سانپ اور کچھو مسلط کر، ایسا ہی کہا تھا امام محمد باقر علیہ السلام نے ایک بنی امیہ کی بدعورت کے لئے کہ میرے والد نے جب اس کی نماز پڑھی تو یہی کلمات کہے اور یہ بھی فرمایا کہ شیطان کو اس کا ساتھی۔ قرار دے، محمد بن مسلم نے پوچھا کہ قبر میں سانپ اور کچھو کے ہونے سے کیا فائدہ فرمایا سانپ اس کو ڈیسے گا اور کچھو اسے کاٹے گا میں نے کہا کیا وہ تکلیف محسوس کریں گے، فرمایا شدید تکلیف راوی کہتے ہیں کہ حضرت نے فرمایا

۵۔ یا اللہ اپنے اس بندہ کو اپنے شہروں اور بندوں میں ذلیل کر اور واصل جہنم کر اور سخت عذاب کا مزہ چکھا کیونکہ یہ تیرے دوستوں کا دشمن اور تیرے دشمنوں کا دوست تھا اور تیرے نبی کے اہلبیت سے بغض رکھتا تھا۔ (حسن)

۶۔ فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے کہ بنی امیہ کی ایک عورت مر گئی لوگ جمع ہوئے، جب نماز پڑھ چکے اور جنازہ کندھوں پر اٹھایا تو حضرت نے فرمایا۔ اللہ اسے پست کر بلند نہ کر اور اسے متحرک نہ کر یہ اللہ کا دشمن ہے راوی کہتا ہے اس کے بعد اتنا میں نے اور سنا اور سنا، دشمن ہے۔ دراصل

باب

## دوسرے جنازہ پر نماز

۱۔ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے ان لوگوں کے متعلق پوچھا جو ایک جنازہ پر ایک یا دو تکبیر کہہ چکے ہیں کہ دوسرا جنازہ رکھا گیا تو اب کیا صورت نماز ہوگی۔ فرمایا اگر چاہیں تو پہلی تکبیروں کو ترک کر کے شروع سے تکبیریں کہیں اور اگر چاہیں تو پہلی تکبیروں کے ساتھ باقی تکبیروں کو پورا کریں اس میں کوئی حرج نہیں۔ (ص)

## باب

## قبر کے پاس جنازہ رکھنا

- ۱۔ فرمایا یکایک میت کو قبر میں داخل نہ کرو، قبر سے دو تین ہاتھ کے فاصلے پر رکھو اور ہلکے ہلکے قبر تک لے جاؤ۔ (رض)
- ۲۔ سادی کہتا ہے جب میں نے حضرت سے ذکر کیا تو میں بہت دل تنگ تھا۔ فرمایا جب تم میت کو قبر کے کنارے لاؤ تو درادیر بٹھرو اور سوال کے لئے ہلکے ہلکے قبر میں اتارو۔ (مجمول)

## باب

## نادر

- ۱۔ میں امام محمد باقر کی خدمت میں تھا اور ایک انصاری بھی تھا کہ ایک جنازہ ادھر سے گورا انصاری کھڑا ہو گیا مگر حضرت بیٹھے رہے میں بھی حضرت کے پاس بیٹھا رہا۔ لیکن انصاری کھڑا ہی رہا۔ جب جنازہ آگے بڑھ گیا تب بیٹھا۔ امام علیہ السلام نے فرمایا۔ خدا کی قسم حسین علیہ السلام نے کبھی ایسا نہیں کیا اور نہ ہم اہلبیت میں سے کبھی کسی نے ایسا کیا۔ انصاری نے کہا اللہ آپ کی حفاظت کرے۔ آپ نے مجھے شک میں ڈال دیا۔ میرا گمان ہے کہ میں نے ایسا دیکھا ہے۔ بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اٹھنا واجب ہے اور بعض سے ظاہر ہوتا ہے کہ مستحب ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ جنازہ کسی غیر مسلم یا نبی کا تھا جس کی تعظیم کو امام کھڑے نہ ہوئے۔ (ص)
- ۲۔ حضرت ابو عبد اللہ علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت علی بن الحسین علیہ السلام کسی جگہ بیٹھے تھے کہ ایک جنازہ ادھر سے گزرا۔ لوگ کھڑے ہو گئے۔ حضرت نے فرمایا ایک یہودی کا جنازہ جس راستے سے گزرا تھا۔ حضرت رسول خدا وہاں بیٹھے تھے آپ نے مکروہ سمجھا کہ آپ کے اوپر یہودی کا جنازہ گوسے آپ وہاں سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ (رض)

## باب

## دخول خروج قبر

- ۱۔ فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے کسی کے لئے لائق نہیں وہ قبر میں۔ جو تالیاموڑہ پہن کر داخل ہو یا عمامہ برسر اور رد اور برہو اس کے سر پر ٹوپی بھی نہ ہونی چاہیے۔ (رض)
- ۲۔ میں نے امام رضا علیہ السلام سے سنا کہ قبر میں جب داخل ہو تو سر پر نہ تو عمامہ ہونی چاہیے، نہ پیر میں جوتا ہونا کھنڈوں

پرردا اور اپنے پانچے اٹھالو، یہ سنت رسول ہے اور عوذ باللہ من الشیطان الرجیم اور سورہ فاتحہ اور معوذتین اور قل ہو اللہ احد اور آیت الکرسی پڑھو اور مکن ہو قومیت کا چہرہ کھول کر زمین سے ملائے اور ایسا ضرور کرے اور کلمہ شہادت زبان پر جاری کرے اور جو چاہتا ہے ذکر الہی کرنا ہو امتیت کے پاس پہنچے۔ (حسن)

۳۔ فرمایا مت اتر د قبر میں عمامہ اور ٹوپی یا ردا اور جوتے کے ساتھ اور پانچے اوپر کو چڑھا لو۔ ہاں وقت ضرورت موزے ہوں تو مضافتہ نہیں۔ (مجبول)

۴۔ فرمایا داخل ہونے والا پیروں کی طرف سے باہر نکلے۔ (ض)

۵۔ فرمایا قبر میں داخل چاہے کسی طرف سے ہو جائے، لیکن نکلے پیروں کی طرف سے، ایک روایت میں ہے کہ رسول خدا نے فرمایا ہر گھر کا دروازہ ہوتا ہے، قبر کا دروازہ پیروں کی طرف ہے۔ (ض)

## باب ۳

### کون قبر میں داخل ہو کون نہیں

- ۱۔ فرمایا حضرت نے، بیٹا اپنے باپ کی قبر میں اترے، لیکن باپ بیٹے کی قبر میں نہ اترے۔ (مجبول)
- ۲۔ فرمایا مرد کے لئے مکروہ ہے کہ اپنے بیٹے کی قبر میں اترے۔ (حسن)
- ۳۔ جب امام جعفر صادق علیہ السلام کے فرزند اسمعیل کا انتقال ہوا تو حضرت دلیگیر ہوئے اور ان کی قبر کے پاس بیٹھ کر کہا اللہ تجھ پر رحم کرے اور رحمت نازل کرے، آپ ان کی قبر میں اترے نہیں اور فرمایا۔ رسول اللہ نے اپنے فرزند ابراہیم کی وفات پر ایسا ہی کیا تھا۔ (مرسل)
- ۴۔ امام جعفر صادق علیہ السلام سے قبر کے متعلق سوال کیا گیا کہ قبر میں کتنے آدمی داخل ہوں۔ فرمایا یہ ولی میت کی مرضی پر موقوف ہے چاہے داخل کرے یا دو۔ (ض)
- ۵۔ حضرت نے فرمایا امیر المؤمنین نے بیان فرمایا کہ یہ سنت رسول ہے کہ عورت کی قبر میں وہ داخل ہو جس کے سامنے وہ بحالت حیات آتی ہو۔ (ض)
- ۶۔ فرمایا عورت کا شوہر زیادہ حقدار ہے کہ وہ اپنی زوجہ کو قبر میں اتارے۔ (ض)
- ۷۔ میں حضرت ابو عبد اللہ کے پاس تھا جب ان کے فرزند اسمعیل کا انتقال ہوا آپ قبر میں اترے پھر (قبر سے نکل کر) قبلہ رخ ہو کر اپنے کو زمین پر گرا دیا پھر منبر یا رسول خدا نے ایسا ہی کیا تھا اپنے فرزند اسمعیل کی وفات پر اور منبر یا بیٹا باپ کی قبر میں نہ اترے۔ (مجبول)

۸۔ فرمایا حضرت نے کہ باب بیٹے کو دفن نہ کرے ہاں اگر بیٹا باب کو دفن کرے تو حرج نہیں۔ (رض)

## باب ۲۱

### میّت کا قبر میں اتارنا

۱۔ فرمایا جب قبر کے پاس لاؤ تو پیروں کا طرت سے آہستہ آہستہ قبر میں اتارو، جب قبر میں رکھ دو تو آیت انکرسی پڑھ کر کہو۔ بسم اللہ و فی سبیل اللہ و علی ملّة رسول اللہ ﷺ، اللّٰهُمَّ افسح له فی قبره و ارحمه و ادرکھو یسے نمازیں کہتے ہو ایک بار اللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ مُحْسِنًا فَرُدَّ فِيْ اِحْسَانِهِ و اِنْ كَانَ مُسِيْرًا فَافْزِرْهُ رَارًا و تَجَاوِزْ اَعْنَه و استغفر له ما استطعت

اور حضرت علی بن الحسین علیہ السلام جب میّت کو قبر میں رکھتے تو یہ کلمات فرماتے۔ (حسن)  
اللّٰهُمَّ جاف الارض عن جنّیه و مساعد عمله و لقمه منك و رضواناً.

۲۔ حضرت نے فرمایا جب میّت کو قبر میں اتار دو تو کہو۔ (رض)  
بسم اللہ و باللہ و علی ملّة رسول اللہ ﷺ، اللّٰهُمَّ اِلٰی رَحْمَتِكَ لَا اِلٰی عَذَابِكَ  
جب لحد میں رکھو تو اپنے ہاتھ اس کے کانوں پر رکھ کر کہو۔  
اللّٰهُ رَبِّكَ وَاِلٰی سَلَامٍ دِيْنُكَ وِعَقْدُ نِيَّتِكَ وَاَلْقُرْآنُ كِتَابُكَ وَاَلِیُّ اِمَامُكَ.

۳۔ میں نے امام محمد باقر یا امام جعفر صادق علیہما السلام سے پوچھا۔ میّت کے متعلق فرمایا۔ قبر میں ہلکے سے اتار دو پیروں کی جانب سے اور قبر کو چار انگلیوں کے برابر بلند کرو۔

۴۔ فرمایا حضرت نے بہت آہستہ سے قبر میں اتار دو اور جب اسے لحد میں رکھو تو جو سب سے بہتر آدمی ہو وہ اس کے سر سے قریب ہو کر اللہ کا ذکر کرے اور نبی پر درود بھیجے اور شیطان و جسم سے پناہ مانگے۔ سورہ حمد، معوذتین، قل ہو اللہ اور آیت انکرسی پڑھے اور اگر قادر ہو تو اس کا رخسار کھول کر زمین پر رکھے اور جو کچھ آتا ہو ذکر الہی کرے تاکہ اس میں میّت کو اس کا ثواب ملے۔ (رض)

۵۔ فرمایا۔ ابو عبد اللہ علیہ السلام نے جب تم میّت کو دفن کرو تو ایک اچھا بھلا آدمی قبر میں اترے اور اس کے سر پر ہاتھ رکھے تاکہ اس کا دھنسا رخسار کھول کر زمین پر رکھے اور اپنا منہ اس کے کان کے پاس لے جا کر کہے۔  
سمع افھمّ من بار اللہ تیرا رب ہے محمد تیرے نبی ہیں اسلام تیرا دین ہے اور فلاں تیرا نام ہے سن اور سمجھ اور



اس کا تین بار اعادة کرے۔  
۷۔ جب قبر میں رکھی جائے تو کہو۔

بسم الله وفي سبيل الله وعلى ملة رسول الله ﷺ عبدك ابن عبدك نزل بك وأنت خير  
منزول به ، اللهم أفسح له في قبره و ألقه بنبيته ، اللهم إنا لا نعلم منه إلا خيراً  
وأنت أعلم به

جب اس کے سر پر ایٹھ رکھو تو کہو  
اللهم صل وحدته وآنس وحشته واسكن إليه من رحمتك رحمة تغنيه عن رحمة  
من سواك

۸۔ جب قبر سے نکلے تو کہو۔  
«إنا لله وإنا إليه راجعون والحمد لله رب العالمين ، اللهم أرفع درجته في أعلى عليين  
واخلف على عقبه في الغابرين ، يا رب العالمين

۹۔ جب میت کو بعد میں رکھ دو تو آیت الکرسی پڑھو اور اپنا ہاتھ اس کے داہنے کندھے پر رکھ کر کہو۔  
«يا فلان قل : رضيت بالله رباً وبالإسلام ديناً وبمحمد ﷺ نبياً  
وبعلي ﷺ إماماً»  
اور امام زادگان نام لو۔

۱۰۔ میں نے پوچھا جب میں میت کو قبر میں داخل کروں تو کیا کہوں۔  
فرمایا کہو۔

اللهم هذا عبدك فلان وابن عبدك قد نزل بك وأنت خير  
منزول به وقد احتاج إلى رحمتك ، اللهم ولا نعلم منه إلا خيراً وأنت أعلم بسريرة وحقن  
الشماء بعلايته ، اللهم فجاف الأرض عن جنبيه ولقنه حبيته واجعل هذا اليوم  
خير يوم أتى عليه واجعل هذا القبر خير بيت نزل فيه وصيره إلى خير

جس میں وہ ہے اور داحضہ کی جگہ کشادہ کر، اس کی وحشت کو اس سے ہلے، اس کے گناہ بخش دے اور اس کے اجر سے ہمیں محروم نہ کر اور اس کے بعد ہمیں گمراہ نہ کر۔ (موتقی)  
 ۹۔ جب میت کو قبر میں پہنچا دو تو اس کے سر سے کفن ہٹا دو۔ (حسن)

۱۰۔ میت کو آہستہ قبر میں اتار دو (مرسل)

۱۱۔ فرمایا جب میت کو قبر میں رکھو تو کہو۔

اللهم [هذا] عبدك و ابن عبدك و ابن أمتك نزل بك  
 اللهم افسح له في قبره و لفته حجتہ و وثقه بالقول الثابت و قنا و إياه عذاب القبر

جب مٹی ڈالو تو کہو۔  
 اللهم جاف الأرض عن جنبيه و أصدد روحه إلى أرواح  
 المؤمنين في عليين و ألحقه بالصالحين

## باب ۳

### لحد کافر

- ۱۔ راوی نے امام رضا علیہ السلام کو لکھا کہ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ ہم میں سے کوئی مر جاتا ہے اور قبر کی زمین تر ہو جاتی ہے۔ ہم لکڑی یا اینٹ کافرشن بکھا دیتے ہیں کیا یہ جائز ہے آپ نے جواب میں لکھا جائز ہے۔
- ۲۔ فرمایا شعراں غلام نے رسول اللہ کی قبر میں چادر بکھائی تھی۔
- ۳۔ فرمایا حضرت علی علیہ السلام نے قبر رسول پر اینٹ بکھائی تھی راوی نے کہا اگر کوئی اس پر اینٹ بکھا دے تو میت کے لئے نقصان رساں تو نہیں۔

## باب

## قبر پر مٹی ڈالنا

- ۱۔ میں نے امام رضا علیہ السلام کو کچھ سینا جو اللہ جانتا ہے وہی ہوتا ہے بندوں کا چاہا نہیں ہوتا۔ جب قبر کے پاس آئے تو ایک طرف بیٹھ جائے۔ جب میت کو دفن کر دیتے تو تین بار اپنے ہاتھ سے اس پر مٹی ڈالتے۔ (مسن)
- ۲۔ فرمایا جب قبر پر مٹی ڈالو تو کہو

إيماناً بك و تصديقاً ببعثك هذا ما وعدنا الله ورسوله ﷺ

- امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ سے سنا ہے کہ جو کوئی میت پر مٹی ڈالے اور یہ کلمات کہے تو اللہ ہر ذرہ کے عوض ایک نیکی لکھتا ہے۔ (مسن)
- ۳۔ میں امام محمد باقر علیہ السلام کے ساتھ ایک شخص کے جنازہ میں تھا جب لوگ دفن کر چکے تو حضرت قبر کے پاس آئے اور مٹی سے تین مٹھی مٹی لے کر ڈالی پھر اپنا ہاتھ قبر پر رکھا کہ فرمایا

اللهم جاف الأرض عن جنبيه وأصعد إليك روحه ولفه منك رضواناً  
واسكن قبره من رحمتك ماتغنيه به عن رحمة من سواك  
پھر وہاں سے چلے آئے۔ (مسن)

- ۴۔ میں نے حضرت کو دیکھا قبر پر مٹی ڈال رہے تھے کچھ دیر ہاتھ میں روک کر ڈالتے تھے۔ لیکن تین مٹھی سے زیادہ نہیں۔ میں نے اس کے متعلق سوال کیا۔ فرمایا۔ اسے عمر میں یہ پڑھ کر ڈالتا ہوں۔

إيماناً بك و تصديقاً ببعثك هذا ما وعدنا الله ورسوله - إلى قوله - تسليماً

رسول اللہ ایسا ہی کرتے تھے اور حضرت کا یہ سنت جاری ہے۔ (مسن)

- ۵۔ امام جعفر صادق علیہ السلام کے اصحاب میں سے کسی کا لڑکا مر گیا دفن کے بعد وہ مٹی ڈالنے لگا۔ حضرت نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور فرمایا تم مٹی نہ ڈالو اور نہ وہ لوگ جو قریبی رشتہ دار ہیں رسول اللہ نے منع کیا ہے باپ اور رشتہ داروں کو مٹی ڈالنے سے۔ راوی نے کہا یا بن رسول اللہ کیا آپ نے اس میت پر مٹی ڈالنے سے روکا ہے۔ فرمایا میں تو رشتہ داروں کی قبر پر مٹی ڈالنے سے منع کرتا ہوں اس لئے کہ اس سے دل میں قسادت پیدا ہوتی ہے اور جن کے دل میں سختی پیدا ہو جائے

وہ اپنے رب سے دور ہو جاتا ہے۔ (موتق)

۱۔ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے سنا کہ رسول اللہ نے اپنے فرزند ابراہیم کو قبر میں اتارا اور ان کی قبر میں بٹائی۔  
۲۔ فرمایا امام علیہ السلام نے مستحب ہے کہ میت کے ساتھ قبر میں ہری لکڑی کا ایک جریدہ رکھا جائے اور قبر کو بٹھ چار میل ہوں  
(انگلیوں کے برابر بلند کیا جائے اور اس پر پانی چھڑکا جائے)۔ (مشفق)

۴۔ فرمایا ابو جعفر علیہ السلام کہ جب بنی ہاشم میں کوئی مرتد تھا تو رسول اللہ ایک بات ایسی کرتے تھے جو اوصلمانوں کے لئے نہ تھی۔ جب نماز جنازہ ہو چکی اور پانی چھڑکا جاتا تو حضرت اپنا ہاتھ اس طرح قبر پر رکھتے کہ انگلیاں مٹی میں ڈر آئیں جب مدینہ کا کوئی مسافر اُدھر سے گزرتا اور رسول اللہ کے دستِ مبارک کا نشان دیکھتا تو کہتا آل محمد ہیں سے کوئی مر گیا ہے۔

دور رہتا ہے۔ (حسن)

۲۔ فرمایا قریرہ پانی چھڑکنے کا رواج عبد رسولؑ سے برابر چلا آ رہا ہے۔ (عن)

۸۔ فرمایا جب قبر میں چکے تو اپنا ہاتھ سر ہانے کی طرف رکھو اور نری کے بعد اپنی انگلیاں مٹی میں داخل کرو۔

۹۔ امام محمد باقر علیہ السلام ایک شیعہ کی قبر کے پاس آئے اور فرمایا اللہم صل ورحمہ وآنس وحشہ

۱۰۔ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا میت کے لئے دعا کی جائے۔ (مستدرک)

حفرته ويرفع القبر فوق الأرض أربع أصابع

۱۱۔ میں نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے سنا کہ ابنی میت کو قبر میں منکر نکیر کے آنے تک تنہا نہ چھوڑو، میں نے کہا پھر کیا کیا جائے فرمایا ایک بہتر آدمی کو جب اور سب چلے جائیں قبر کے پاس چھوڑا جائے وہ اپنا منہ قبر کے سر پر رکھ کر بلند آواز سے کہے اے فلاں بن فلاں یا اے فلاں بنت فلاں۔  
 هل انت على العهد الذي فارقنا عليه من  
 شهادة أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأن محمداً عبده ورسوله سيد النبيين وأن  
 علياً أمير المؤمنين وسيد الوصيين وأن ما جاء به محمد ﷺ حق وأن الموت حق وأن  
 البعث حق وأن الله يبعث من في القبور

پرسن کر منکر نکیر کہتا ہے کہتا ہے چھوڑو اسے حجت کی تلقین ہو گئی۔ (مرسل)

## باب

### قبر کو مٹی سے بنانا اور پختہ کرنا

- ۱۔ فرمایا حضرت جو جس مٹی سے پیدا ہوا ہے اسی مٹی میں دفن ہوگا۔
- ۲۔ فرمایا حضرت نے رسول خدا کی قبر پر سرخ کنکریاں ڈالی تھیں۔ (مرسل)
- ۳۔ امام موسیٰ کاظم جب بغداد سے مدینہ آ رہے تھے تو مقام فیہ میں آپ کی لڑکی کا انتقال ہو گیا۔ آپ نے اپنے غلام سے فرمایا کہ قبر سینہ کر اور ایک تختی پر اس کا نام لکھ کر قبر پر لگا دے۔ (ض)
- ۴۔ حضرت رسول خدا نے فرمایا سوائے قبر کی مٹی کے دوسری مٹی نہ ڈالی جائے۔ (ض)

## باب

### وہ مٹی جس میں میت دفن کی جاتی ہے

- ۱۔ فرمایا جس مٹی سے آدمی پیدا کیا جاتا ہے اسی میں دفن کیا جاتا ہے۔ (ض)
- ۲۔ فرمایا انفسم جب رحم میں واقع ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ کو حکم دیتا ہے کہ وہ اس مٹی کو لائے جس وہ دفن ہوگا۔ بس فرشتہ اس (کے جوہر) کو نطفہ میں ملا دیتا ہے اس لئے قلب انسان مشتاق ہوتا ہے اس کا جہاں اسے دفن ہوتا ہے۔ (ض)

## باب

## تعزیت اور مصیبت

- ۱۔ تعزیت میت کے دفن ہونے کے بعد ہے اس کے بعد لوگ چلے جائیں اور میت کے متعلق کوئی بات چیت نہ کریں۔ اگر کوئی آواز سنی ہو۔ (رض)
- ۲۔ فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے تعزیت اہل مصیبت سے بعد دفن ہے۔
- ۳۔ ترجمہ اوپر ہے۔ (موفقی)

۴۔ فرمایا واجب تعزیت بعد دفن ہے۔ (مرسل)

- ۵۔ جب امام جعفر صادق علیہ السلام کے فرزند اسماعیل کا انتقال ہوا تو حضرت جنازہ کے پاس برہنسہ پا اور بغیر بردا آئے۔ (رض)

۶۔ فرمایا صاحب مصیبت کو چاہیے کہ وہ رونا نہ اور ڈھے تاکہ لوگوں کو پتہ چلے کہ وہ صاحب مصیبت ہے۔ (حسن)

- ۷۔ ایک شخص کا لڑکا مر گیا امام جعفر صادق علیہ السلام اس کی تعزیت کو گئے اور فرمایا اللہ کی ذات تیرے لئے اور تیرے بیٹے کے لئے بہتر ہے اور اللہ کا ثواب تیرے فرزند سے زیادہ اچھا ہے۔ جب حضرت چلے گئے تو اس نے پھر بیستاری ظاہر کی آپ نے پلٹ کر اس سے کہا۔ جب رسول اللہ اس دنیا میں نہ رہے تو تجھے صبر کرنا چاہیے اس نے کہا وہ مہم بہ گناہ تھا فرمایا اس کی بخشش کے لئے تین چیزیں ہیں اول توحید کی گواہی، دوسرے اللہ کی رحمت تیرے رسول کی شفاعت، ان میں سے ایک تو انشاء اللہ اسے نصیب ہوگی۔ (مجمول)

۸۔ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام تعزیت قبل دفن بھی کرتے تھے اور بعد دفن بھی۔ (حسن)

- ۹۔ امام علیہ السلام نے ایک شخص کو لکھا تو نے اپنے فرزند علی کے مرنے کا حال لکھا اور یہ کہ وہ تیرا محبوب فرزند تھا اللہ تعالیٰ اولاد میں سے ان کو موت دیتا ہے جو اس کے نزدیک پائیزہ نفس ہوتے ہیں تاکہ بڑی مصیبت پر بڑا اجر ملے۔ اللہ نے تیرا اجر زیادہ کیا۔ تیرے دل کو صبر و ضبط کی قوت دی، وہ قدرت والا ہے۔ اور اللہ مجھے بیٹا ہے گا اور امید ہے کہ انشاء اللہ وہ ہوگا۔ (ضعیف)



## باب

## تعزیت کا ثواب

۱۔ حضرت نے اپنے آباؤ اجداد پر سے روایت کی ہے کہ جو کسی رنجیدہ کو تسلی دے روز قیامت خدا اس کو ایسا لباس پہنائے گا جس سے وہ خوش ہوگا۔ (رض)

۲۔ فرمایا جو کسی مصیبت زدہ کی تعزیت کرے تو اس مصیبت زدہ کے اجر کے برابر ثواب ملے گا۔ (رض)

## باب

## اگر عورت مر جائے اور بچہ شکم میں متحرک ہو

۱۔ فرمایا اگر عورت مر جائے اور بچہ شکم میں متحرک ہو تو بچہ کو بیٹے سے نکال کر رکھ دیا جائے۔ (حسن)

۲۔ فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے کہ امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا کہ جب عورت مر جائے اور بچہ شکم میں متحرک ہو تو شکم چاک کر کے بچہ کو نکال لیا جائے اور اگر عورت کے پیٹ میں بچہ مر گیا ہو اور عورت کے مرنے کا خوف ہو تو اگر عورتیں یہ کام کر سکیں تو بہتر ورنہ مرد ہاتھ ڈال کر بچہ کے ٹھکانے سے نکال لے۔ (رض)

## باب

## بچوں کا غسل اور ان پر نماز

۱۔ فرمایا اگر چار ماہ کا حمل ساقط ہو تو اسے غسل دیا جائے۔ (رض)

۲۔ حضرت سے پوچھا گیا کہ بچہ پر نماز میت کب پڑھی جائے فرمایا جب وہ نماز کو سمجھنے لگے۔ پھر سائل نے پوچھا کہ لڑکے پر نماز کب واجب ہوتی ہے فرمایا جب چھ سال کا ہو جائے اور روزہ اس وقت واجب ہوتا ہے جب روز رکھنے کی طاقت آجائے۔ (حسن)

علامہ مجلسی علیہ الرحمۃ مرآۃ العقول میں فرماتے ہیں کہ علمائے شیعہ کے درمیان اس امر میں اختلاف ہے کہ

درجب نماز کا حکم کس عمر میں ہوتا ہے۔ اکثر کا مسلک یہ ہے کہ بلوغ کے بعد ہوتا ہے۔ دیکھتے ہیں غالباً وجوب نماز سے

سائل کا مقصد مستحب نماز ہو یا ایک حدیث میں ہے مسرور اصحابیا نکمہ اذا بلغوا عشراً (اپنے دواکوں

کو نماز کا حکم دو جب سات برس کے ہو جائیں اور نہ پڑھے تو دس برس کا ہو جانے پر اسے بار دم غالباً اسی

حدیث کے پیش نظر لکھا گیا ہے۔

۳۔ زہارہ سے مروی ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام کا ایک لڑکا تھا جس کا نام عبد اللہ قلیم تھا وہ چلنے پھرنے لگا تھا میں

کہا یہ تمھارے پہلو میں کون ہے کہا یہ میرا غلام ہے۔ غلام نے اذروئے مزاح کہا۔ میں تمھارا غلام نہیں ہوں لڑکے نے کہا یہ تیرے لئے بدبختی ہے۔ غلام نے عقدہ میں نیزہ مارا۔ جس سے لڑکا مر گیا۔ کسی چیز پر رکھ کر بقیع میں لائے۔ امام محمد باقر علیہ السلام اس طرح گھر سے نکلے کہ زرد جبہ پہنے تھے اور زرد ریشمی عمامہ اور چادر تھی پادشاہ مجھ پر سہارا دیتے ہوئے بقیع کی طرف چلے۔ لوگ حضرت کے پوتے کی تعزیت کرتے جاتے تھے۔ بقیع پہنچ کر آپ نے اس بچہ پر چار تکبیر سے نماز پڑھی پھر دفن کر دیا۔ میرا ہاتھ پکڑ کر ایک طرف لے گئے اور فرمایا میں بچوں پر نماز نہیں پڑھاؤں حضرت علی علیہ السلام بچوں کو بے نماز پڑھے دفن کر دیتے تھے۔ میں نے کراہت اہل مدینہ کے موجود ہونے کی وجہ سے پڑھی ہے تاکہ یہ لوگ یہ نہ کہیں کہ یہ اپنے بچوں پر نماز نہیں پڑھتے۔ (حسن)

۴۔ امام محمد باقر علیہ السلام کے ایک صاحب زادہ نے انتقال کیا۔ حضرت کو اس کی موت کی خبر دی گئی آپ نے حکم دیا غسل و کفن دیا جائے۔ آپ جنازہ کے ساتھ چلے اور اس پر نماز پڑھی۔ میں نے چٹائی کا مٹھے بچھا دیا۔ آپ اس پر کھڑے ہو گئے۔ بعد دفن قبر کے پاس آئے۔ اس کے بعد آپ واپس ہوئے۔ میں آپ کے ساتھ ساتھ چل رہا تھا۔ مجھ سے فرمایا۔ ایسے بچوں پر نماز نہیں پڑھی جاتی میرا بچہ تین سال کا تھا لیکن لوگوں اپنی طرف سے تعزیت کر لیا۔ یعنی کم سن بچوں پر نماز پڑھنے لگے ہم کو مجبوراً ان کا سال عمل کرنا پڑا۔ میں نے بچہ کتنی عمر کے بچہ پر نماز پڑھی جیسے۔ فرمایا جب نماز کو سمجھنے لگے اور چھ سال کا ہو جائے۔ میں نے کہا۔ آپ لڑکوں کے باپے میں کیا فرماتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ سے ان کے بارے میں پوچھا گیا۔ اللہ بہتر جانتا ہے جو کچھ وہ کرنے والے ہوں۔ (ص)

۵۔ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے میں نے پوچھا۔ اگر مکمل الخلف ہو کر ساقط ہو تو اس پر غسل و کفن واجب ہے۔ فرمایا یہ سب باتیں واجب ہیں۔ (موقوف)

۶۔ میں نے حضرت ابو جعفر کو لکھا کہ ساقط شدہ بچہ کے لئے کیا کیا جائے۔ فرمایا مع خون کے کسی جگہ دفن کر دیا جائے۔ (موقوف)

۷۔ فرمایا امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے کہ جب ابراہیم ابن رسول اللہ کا انتقال ہوا تو تین چیزیں ظاہر ہوئیں۔ ایک یہ ہے کہ وقت انتقال سورج کو گرہن لگا اور لوگوں نے کہنا شروع کیا کہ ایسا فرد رسول کے مرنے کی وجہ سے ہوا ہے یہ سن کر آپ منبر پر تشریف لے گئے اور حمد و ثنائے الہی کے بعد فرمایا۔ لوگو سورج اور چاند خدا کی آیتوں میں سے ہیں یہ دونوں حکم خدا سے گردش کرتے ہیں اور اس کے مطیع و فرمان ہیں اگر ان میں سے ایک یا دونوں کو گھن لگے تو نماز پڑھو، پھر منبر سے اتر آئے اور لوگوں کے ساتھ نماز کو صرف پڑھی ختم نماز کے بعد فرمایا۔ اے علی اسٹھو اور تجھ پر تکفین کا بندوبست کرو۔ حضرت علی نے غسل دیا۔ حنوط کیا اور کفن پہنایا اور میت کو لے کر نکلا، رسول اللہ تو تک ساتھ رہے لوگ کہنے لگے رسول اللہ نے اپنے بیٹے پر نماز اس لئے نہیں پڑھی کہ آپ اس کی موت پر رنجیدہ ہیں۔ آپ نے کھڑے ہو کر فرمایا لوگو جو کچھ تم نے کہا ہے جبرئیل نے مجھے اس کی خبر دی ہے۔ تمھارا اگمان یہ ہے کہ میں نے اپنے بیٹے پر نماز

اس نے نہیں پڑھی کہ میں اس غم میں مضطرب ہوں، آگاہ ہو ایسا نہیں ہے جیسا تم نے گمان کیا ہے۔ خدا نے لطیف و خبیر نے پانچ ہزار سال قبل فرض کیا ہیں اور ان کے بدلے مردوں پر پانچ تکبیریں ہیں۔

خدا نے مجھے حکم دیا ہے کہ نماز جت زہ اس پر پڑھوں جو نماز پڑھتا ہو، پھر فرمایا اسے علی قبر میں اترو اور ابراہیم کو محل میں رکھو، چنانچہ حضرت علیؓ نے ایسا ہی کیا۔ لوگوں نے کہا۔ چونکہ رسول اللہؐ نے ایسا نہیں کیا، لہذا کسی کو اپنے پیٹے کی قبر میں اتارنا نہیں چاہیے۔ حضرت نے فرمایا۔ تمہارے لئے اولاد کی قبروں میں اتارنا حرام نہیں۔ مگر مجھے خوف ہے کہ باپ قبر میں کفن ہٹا کر جب اپنے پیٹے کا منہ دیکھے گا تو شیطان اپنے کرتوت دکھا کر کہیں تمہارے دلوں میں ایسی بقیہ راری پیدا نہ کر دے جس سے تمہارے اعمال جھٹ نہ ہو جائیں۔ (ض)

۸۔ میں نے حضرت ابو عبد اللہ سے کہا کہ لوگ ہمارے اس قول کی تردید کرتے ہیں کہ کچھ چیزیں نماز میں پڑھنا لہذا اس پر نماز نہیں پڑھنا چاہیے۔ ہم نے کہا ہاں وہ تو کہتے ہیں کہ اگر ایک نصرانی یا یہودی ایمان لے آئے اور اس کے بعد ہی نوراً مر جائے تو اس بارے میں کیا جواب ہوگا (یعنی اس پر نماز پڑھی جائے گی یا نہیں) حالانکہ اس نے نماز نہیں پڑھی۔ حضرت نے فرمایا۔ تم ان سے کہو یہ مسلمان اگر کسی پر فتر کرے تو اسے فتر پر داری کی تو آیا اسے سزا دی جائے گی یا نہیں۔ اگر وہ کہیں کہ اس پر حد جاری کی جائے گی تو ان سے پوچھا جائے کہ اگر یہ لڑکا جس نے نماز نہیں پڑھی کسی پر فتر پر داری کرے تو اس پر حد جاری ہوگی یا نہیں۔ وہ کہیں گے نہیں تو ان سے کہا جائے تم نے ٹھیک کہا۔ میں معلوم ہوا کہ نماز کسی کی پڑھی جائے گی جس پر نماز وحد واجب ہے اور نہیں پڑھی جائے گی اس پر جس پر نماز وحد واجب نہیں (مجموع)

## باب

### غرق اور برق زدہ

۱۔ حضرت نے فرمایا جو کوئی کھلی سے جل کر مبرا ہو یا ڈوب گیا ہو اگر اس کا جسم تغیر پذیر نہ ہو تو تین دن انتظار کے بعد دفن کریں۔

۲۔ میں نے پوچھا ڈوب کر مرنے والے کو غسل دیا جائے۔ فرمایا ہاں اور استیزار کیا جائے۔ میں نے کہا وہ کیلے فرمایا تین دن انتظار کے بعد دفن کیا جائے اور یہی حکم برق زدہ کے لئے ہے۔ بس اوقات لوگ گمان کرتے ہیں مگر کیا۔ حالانکہ وہ نہیں مرنے لے۔ (موتقن)

۳۔ فرمایا امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ڈوبنے والے کو غسل دیا جائے۔ (ض)

۴۔ فرمایا غرق کو روکا جائے۔ جب تک اس کے جسم میں تغیر ہو اور یہ سمجھ لیا جائے کہ وہ مر گیا پھر غسل و کفن دیا جائے اور برق زدہ کے لئے فرمایا۔ دور در روکا جائے پھر غسل و کفن دیا جائے۔ (موتقن)

۵۔ فرمایا پانچ آدمیوں کے دفن میں تاخیر کرنی چاہیے اور جب تک جسم میں تغیر نہ ہو دفن نہ کیا جائے، پانی میں ڈوب کر مرنے والا، بکلی سے مرنے والا، استسقاء والا (علامہ مجلسی لکھتے ہیں غالباً اس سے مراد ہیضہ سے مرنے والا ہے) اور جو مکان وغیرہ گرنے سے مرے اور جو دھوئیں سے مرے۔ (ص)

۶۔ مکہ میں دو سال بہ کثرت بھلیاں گرنے سے بہشت لوگ ہلاک ہو گئے، حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا قبل اس کے کہ میں حضرت سے سوال کروں آپ نے فرمایا جو لوگ ڈوب کر مرے ہوں یا بکلی سے جل گئے ہوں تین دن ان کو دفن نہ کیا جائے بشرطیکہ ان کے بدن سے ٹوڑے آئے رہیں نے کہا حضور کے بیان سے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بہت سے ایسے لوگ دفن ہو گئے جو قبر میں جا کر مرے ہیں۔ (رض)

## باب

### مقتول کا دفن

۱۔ میں نے مقتول فی سبیل اللہ کے متعلق پوچھا کہ آیا اسے غسل و کفن و حنوط دیا جائے، فرمایا: آئیں۔ وہ جس لباس میں ہو دفن کر دیا جائے لیکن اگر جنگ کے بعد رتی حیات باقی ہو اور بعد میں وہ مرے تو اسے غسل و کفن دیا جائے گا اور اس پر نماز بھی پڑھی جائے گی۔

حضرت رسول خدا نے حضرت حمزہ پر نماز پڑھی (اور کفن دیا۔ کیونکہ ان کی لاش پر ہنہ کر دی گئی تھی۔ (ص)  
۲۔ میں نے پوچھا شہید کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے کیا وہ اپنے خون میں دفن کیا جائے۔ فرمایا: ہاں خون آلود کپڑوں میں وہ بے حنوط اور غسل، جس حال میں ہو دفن کیا۔ پھر فرمایا رسول اللہ نے اپنے چچا حمزہ کو انہی خون آلود کپڑوں میں دفن کیا اور اپنی چادر اوپر ڈال دی مگر چھوٹی تھی۔ پیر کھلے رہے آپ نے گھاس منگا کر اسے ڈھکا اور ستر نمازیں اور ستر تکبیریں کہیں۔ (حسن)

۳۔ فرمایا حضرت نے اگر شہید میں رتی جان باقی ہو تو اسے غسل و کفن اور حنوط دیا جائے اور اس پر نماز پڑھی جائے اور اگر رتی جان باقی نہ ہو تو اسے سفین کپڑوں میں دفن کیا جائے۔

۴۔ فرمایا امیر المؤمنین علیہ السلام نے شہیدوں کے بدن سے دستار، موزہ، ٹوپی، عمامہ، پٹکا اور پا جامہ اتاراجائے مگر جبکہ یہ چیزیں خون آلود ہوں تو ان کو چھوڑ دیا جائے اور جو چیز بدلی ہوئی ہو اسے کھول دیا جائے موشق

## باب

### درندوں اور پرندوں کا کھایا ہوا

- ۱۔ میں نے سوال کیا اس شخص کے متعلق ہے درندوں اور پرندوں نے کھایا ہوا اور ہڈی کے سوا گوشت کا نام نہ رہا ہو تو اسے کیا کیا جائے۔ فرمایا غسل و کفن دے کر اس پر نماز پڑھی جائے اور دفن کر دیا جائے اور اگر دو حصے ہو گئے ہوں تو جس حصے میں دل ہو اس پر نماز پڑھی جائے۔ (م)
- ۲۔ فرمایا حضرت نے جب کوئی مقتول اس حالت میں پایا جائے کہ گوشت ہلا ہڈی کے ہو تو اس پر نماز نہ پڑھی جائے۔ ہاں اگر ہڈی ہلا گوشت کے ہو تو اس پر نماز پڑھی جائے۔ اور ایک روایت میں یہ ہے کہ جو سر بدن سے جدا ہو اس پر بھی نماز نہ پڑھی جائے۔ (حسن)
- ۳۔ فرمایا اگر کسی مقتول کا عضو پورا پایا جائے تو اس پر نماز پڑھی جائے اور اگر پورا نہ ہو تو بغیر نماز کے دفن کر دیا جائے۔
- ۴۔ فرمایا اگر کوئی عضو جسم انسان سے جدا ہو جائے تو وہ مردار ہے اگر اس میں ہڈی ہے تو چھوڑنے والے پر غسل واجب ہو گا ورنہ نہیں۔ (م)
- ۵۔ فرمایا امیر المؤمنین علیہ السلام نے جو شخص جل کر مرے اس پر بہت سا پانی ڈالا جائے اور اس پر نماز پڑھی جائے۔
- ۶۔ فرمایا غری ہوئی ہر شے کو غسل دیا جائے خواہ ڈوب کر مرے یا دزدے کھالیں۔ ہاں جو شخص میدان جنگ میں دونوں صفوں کے درمیان مر جائے۔ اس کے لئے غسل نہیں۔ لیکن اگر دست و پاں باقی ہے تو غسل دیا جائے گا۔

## باب

### کشتی میں مرنے والا

- ۱۔ حضرت ابو عبد اللہ علیہ السلام سے پوچھا گیا اگر کوئی سفر دریائے کشتی کے اندر مر جائے۔ تو اسے ایک ٹکے میں رکھ کر اس کا منہ بند کر کے اسے دریا میں ڈال دیا جائے۔ (م)
- ۲۔ فرمایا اگر کوئی لوگوں کے ساتھ بحری سفر میں مر جائے تو اس کو غسل و کفن دیا جائے اور نماز پڑھی جائے اور پھر اسے دریا میں ڈال دیا جائے۔ (م)
- ۳۔ فرمایا اگر کشتی میں مر جائے اور کنارہ پر پہنچنا ممکن نہ ہو تو اسے کفن دیا جائے حنوط کیا جائے۔ اور کپڑے میں لپیٹ کر دریا میں

ڈال دیا جائے۔ (مرسل)

۴۔ میں نے کہا حکم ہے ان لوگوں کے ہاتھ میں جو ساحل بحر پر سفر کرے ہوں اور وہ ایک میت کو دیکھیں برہنہ جسے دریا والوں نے باہر پھینک دیا ہو اور ان کے پاس ازار کے سوا کوئی کپڑا نہ ہو تو اس صورت میں اس کی میت عرباں ہے وہ اس پر کیسے نماز پڑھیں اور کیسے کفن دیں جبکہ ان کے پاس زائد کپڑا ہی نہ ہو فرمایا ایک گڑھا کھود کر اس میں رکھیں اور اس شہدہ گاہ پر ایک اینٹ رکھ دیں اور پھر نماز پڑھ کر دفن کر دیں اور یہ بھی فرمایا کہ دفن کے بعد نماز نہیں پڑھی جاتی اور نہ برہنہ پر جب تک اس کی ستر پوشی نہ ہو۔ (موشی)

## باب

### سولی دیئے ہوئے اور رجم والے پر نماز

۱۔ فرمایا حضرت نے رجم کیا ہو مرد یا عورت، ان دونوں کو غسل دیا جائے گا اور حنوط کیا جائے گا۔ رجم سے پہلے ان کو کفن پہنایا جائے گا اور نماز پڑھی جائے گی اور قص کے ہوئے کی بھی یہی صورت ہے غسل دیا جائے، حنوط کیا جائے اور کفن پہنایا جائے۔ اور نماز پڑھی جائے۔ (ص)

۲۔ میں نے امام رضا علیہ السلام سے سولی دیئے ہوئے پر نماز کے متعلق پوچھا۔ فرمایا، تو نہیں جانتا میرے جد امام جعفر صادقؑ نے اپنے چچا (زید شہید) کے اوپر نماز پڑھی۔ میں نے کہا اس طریقہ نماز کی وضاحت کیجئے۔ فرمایا اگر مصلوب کا منہ قبلہ کی طرف ہو تو تم اس کے داہنے کندھے کی طرف کھڑے اور اگر اس کی پشت قبلہ کی طرف ہو تو تم بائیں کندھے کی طرف کھڑے ہو کیونکہ مشرق و مغرب کے درمیان قبلہ ہے۔ اگر اس کا بائیں شانہ قبلہ رو ہے تو داہنی طرف کھڑے ہو اور داہنی طرف ہے تو بائیں طرف قبلہ سے منحرف نہ ہونے کے لئے اس کے شانوں سے ہٹو نہیں تمہارا منہ مشرق و مغرب کے درمیان رہے نہ استقبال قبلہ ہو نہ استدار قبلہ، البتہ راسم راسی کہتا ہے۔ میں نے کہا سمجھ گیا ضرور انشاء اللہ سمجھ لیا ہوگا۔ (ص)

۳۔ حضرت رسول خداؐ نے فرمایا ہے سولی دیئے ہوئے کے پاس تین دن بعد جاؤ، جب تختہ دار سے اتر آئے اور دفن کیا جائے۔



## باب

## میّت کے ہمسایوں کا فرض

- ۱۔ جب جعفر ابن ابوطالب شہید ہوئے تو حضرت رسول خدا نے ناطقہ الزہراء سے فرمایا کہ اسما بنت عمیس (زوجہ جعفر) کے یہاں تین روز کھانا بکھجوا اور ان کے اور دیگر عورتوں کے پاس تین دن جا کر رہیں۔ یہ امر سنت رسول قرار پایا تاکہ اہل مصیبت کے ساتھ ایسا کیا جائے۔ (حسن)
- ۲۔ فرمایا اہل میّت کے ساتھ تین روز شریک غم ہونا چاہیے موت کے دن سے۔ (مجبور)
- ۳۔ فرمایا کہ صاحب مصیبت کے ہمسایوں کو چاہیے کہ تین دن کھانا بکھجیں۔ (مرسل)
- ۴۔ امام محمد باقر علیہ السلام نے آٹھ سو دسہم کی وصیت اپنا غم منانے جانے کے لئے اور یہ سنت رسول ہے کیونکہ حضرت نے حکم دیا تھا جعفر کی شہادت پر کھانا بکھجنے کا۔ (حسن)
- ۵۔ میں نے امام رضا علیہ السلام سے بیان کیا کہ میری اور ابن زید کی بی بی ایک پرسہ کے لئے جائے لگیں۔ ہم نے منع کیا میری بی بی کہنے لگی اگر یہ فعل حرام ہے تو ہم کسے کہے جاتے ہیں اور اگر حرام نہیں تو آپ لوگ کیوں روکتے ہیں۔ اتفاقاً ہمارے یہاں ایک موت ہو گئی تو کوئی پرسہ کو نہ آیا۔ حضرت نے فرمایا تم حقوق کے متعلق پوچھتے ہو تو سنو میرے والد میری والدہ اور ام فروہ کو حقوق اہل مدینہ ادا کرنے کے لئے سمجھتے تھے۔ (حسن)
- ۶۔ فرمایا امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اپنے گھر والوں کو حکم دو کہ وہ تمہارے مردوں کے لئے اچھی باتیں کریں جب ناطقہ کے باب کا انتقال ہوا تو زنانہ بنی ہاشم نے حضرت ناطقہ کے متعلق تعریفی کلمات کہے۔ فرمایا ان باتوں کو چھوڑو تمہارے اوپر دعائے خیر کرنا فرض ہے۔ (حسن)

## باب

## مرگ پسر

- ۱۔ فرمایا حضرت نے جو بیٹا باپ کے سامنے مر جائے وہ افضل ہے ان ستر بیٹیوں سے جو اس کے بعد مریں اور وہ سب یکساں ہو کر راہ خدا میں جہاد کریں۔ (مجبور)
- ۲۔ فرمایا جب حضرت خدیجہ کے فرزند حضرت تاسم کا انتقال ہوا تو حضرت خدیجہ کو رونا دیکھ کر فرمایا کیوں روتی ہو انھوں نے کہا جھاتی سے دردہ بہتا ہے تو بچہ کی یاد میں روتی ہوں کیا تم اس پر راضی نہیں کہ قیامت کے دن جب تم باب جنت پر آؤ تو بیٹے کو وہاں کھڑا پاؤ اور وہ تم کو جنت کے بہترین مقام تک پہنچا دے اور یہی ہر مومن کے لئے ہے اللہ تعالیٰ

- کی شان انصاف و کرم سے یہ بعید ہے کہ وہ کسی کو بیٹا لے کر چھین لے اور پھر قذاب کرے۔ (ض)
- ۳۔ ایک شخص نے امام علی نقی علیہ السلام کو اپنے بیٹے کے مرنے اور اپنے شدید غم کے متعلق دکھا۔ آپ نے اسے تحریر فرمایا۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ مومن کے مال اور اولاد سے نفیس ترین کو انتخاب کرتا ہے تاکہ اس کو اجر دے۔ (ض)
- ۴۔ حضرت نے فرمایا۔ رسول اللہ نے فرمایا ہے کہ جب کسی مومن کا لڑکا مرتا ہے تو جو کچھ وہ کہتا ہے اللہ تعالیٰ اسے جانتا ہے اللہ اپنے ملائکہ سے کہتا ہے کہ تم نے فلاں کے بیٹے کی روح قبض کی۔ وہ کہتے ہیں ہاں! خدا کہتا ہے۔ پھر میرے بندے نے کیا کہا وہ کہتے ہیں اس نے میری حمد کی اور تیری طرت رجوع کی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ تم نے اس کے دل کا چین لے لیا اور آنکھوں کی ٹھنڈک، مگر اس نے میری طرت رجوع کی۔ بس اس کے لئے جنت میں ایک گھر بناؤ اور اس کا نام بہت الحمد رکھو۔ (ض)
- ۵۔ فرمایا اللہ تعالیٰ جس بندے کو محبوب رکھتا ہے اس کے سب سے زیادہ محبوب بیٹے کو لے لیتا ہے۔ (مجموع)
- ۶۔ فرمایا جو مسلمان اپنے دو لڑکوں کو پہلے بھیج دیتا ہے تو وہ باذن خدا اس کے اور نادر جہنم کے درمیان دو پرے بن جاتے ہیں۔ (ض)
- ۷۔ فرمایا جب حضرت کے فرزند ظاہر کا انتقال ہوا تو آپ نے جناب رسول خدا نے خدیجہ کو رونے سے منع کیا۔ انھوں نے کہا کہ جب اس کا دودھ چھاتی سے بہتا ہے تو روتی ہوں۔ فرمایا کیا تم اس پر راضی نہیں کہ اسے جنت کے دروازہ پر کھڑا پاؤ اور وہ تمہارا ہاتھ پکڑ کر جنت کے پاک مقام اور بہترین مقام پر لے جائے۔ انھوں نے کہا کیا ایسا ہے۔ فرمایا۔ خدا کی قسم عذاب دے گا اسے جس کے دل کے چین کو چھین لیا ہو اور اس نے صبر کیا ہو اور خدا کی حمد کی ہو۔ (ض)
- ۸۔ حضرت نے فرمایا مومن کا ثواب جب اس کا فرزند مر جائے جنت ہے اگر وہ صبر کرے مگر وہ اس پر بھی صبر نہیں کرتا۔ (ض)
- ۹۔ فرمایا حضرت ابو عبد اللہ اور امام رضا علیہما السلام نے اللہ تعجب کرتا ہے اس شخص پر جس کا بیٹا مر جائے اور وہ حمد خدا کرے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے ملائکہ میں نے اس کی جان لے لی اور میری حمد کرتا ہے۔ (حسن)
- ۱۰۔ فرمایا جس کی اولاد اس کی حیات میں مر جاتی ہے وہ سبب بن جاتی ہے اس کے لئے حجاب نار بن جاتی ہے۔

## باب

### تعزیت

- ۱۔ فرمایا حضرت نے جس پر کوئی مصیبت آجائے تو حضرت رسول خدا کی مصیبتوں کو یاد کرے۔ کیونکہ وہ سب سے بڑی مصیبت تھی۔ (ض)
- ۲۔ فرمایا ابو جعفر علیہ السلام نے اگر کوئی مصیبت تمہاری جان مال یا اولاد پر آجائے تو رسول کی مصیبت یاد کرو۔ (ض)

۳۔ فرمایا جب امیر المؤمنین علیہ السلام کا انتقال ہوا تو امام حسنؑ نے مرنے کی خبر امام حسینؑ کو بھیجی جو مدائن میں تھے۔ جب یہ خبر پہنچی تو فرمایا ہائے کیسی بڑی مصیبت ہے اور رسول اللہؐ نے فرمایا ہے جب کوئی مصیبت تم پر آئے تو میری مصیبت کو یاد کر لیا کرو۔ اس سے بڑی کوئی مصیبت نہیں حضرت نے پسے فرمایا ہے۔

۴۔ فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے جب رسول اللہؐ کا انتقال ہوا تو لوگوں نے ایک آواز سنیں اور کہنے والے کو نہ دیکھا وہ کہہ رہا تھا ہر نفس کے لئے منزل ہے تم روز قیامت اجر پاؤ گے جو آتش جہنم سے بچ گیا اور جنت میں داخل ہوا اسے کامیابی ہو گئی اور اس نے کہا کہ تمام مخلوق مرنے والی ہے اور ہر مصیبت پر صبر کرنا لازم ہے اور جو چیز باقی رہی اس کا سمجھنا ہے پس اللہ پر بھروسہ کرو اور اسی سے امید وابستہ رکھو۔ محروم وہ ہے جو ثواب سے محروم ہو۔ (حسن)

۵۔ فرمایا حضرت نے جب رسول اللہؐ کا انتقال ہوا تو جو بچے آئے در آنحضرت کو کفن دیا جا چکا تھا اور گھر میں اس وقت علیؑ وفا علیہ السلام اور حسنؑ و حسینؑ تھے۔ انھوں نے کہا: اے اہلبیت، ہر نفس کے لئے موت کا ذائقہ ہے تم صبر کا اجر روز قیامت پاؤ گے پس جو نار جہنم سے بچ گیا اور داخل جنت ہوا وہ کامیاب ہو گیا۔ زندگی دنیا تو متاع غرور ہے اور مصیبت میں صبر کے ساتھ اللہ کی طرف رجوع کرنی چاہیے اور ہر مرنے والا اس کی مخلوق ہے جو فوت ہو گیا ہے اسے پاؤ اللہ پر بھروسہ کرو اور اپنی ہر امید اسی سے وابستہ رکھو۔ ثواب سے محرومی سب سے بڑی مصیبت ہے یہ میرا دنیا میں آخری آنا ہے ہم نے آواز سنی اور اس کا وجود نہ دیکھا۔ (حسن)

۶۔ فرمایا جب حضرت رسول خدا کا انتقال ہوا تو ایک آنے والا تعزیت کے لئے آیا جس کی ہلکی آواز تو سنی گئی مگر وجود نظر نہ آیا اس نے کہا سلام ہو تم پر اے اہلبیت، اللہ کی رحمت ہو، بے شک ہر ذی حیات مرنے والا ہے، تم روز قیامت صبر کا اجر پاؤ گے جو نار جہنم سے بچ گیا اور جنت میں داخل ہوا وہ کامیاب ہو گا اور زندگی دنیا متاع غرور ہے پس میری عزت کے لئے ہر مصیبت پر صبر کرنا چاہیے۔ اور احساس مافقت میں اللہ پر بھروسہ کرو اور اسی سے امید رکھو، محروم ہے وہ جو ثواب سے محروم ہے۔ والسلام۔ (ضعیف)

۷۔ ترجمہ دیکھئے جو اوپر کی حدیث میں گزرا۔

بعض نے کہا یہ تعزیت کرنے والا کوئی فرشتہ آسمانی ہے جس کو اللہ نے تمہارے پاس تعزیت کو بھیجا ہے۔ بعض نے کہا کہ یہ خضر ہے جو تمہارے نبی کی تعزیت کے لئے آئے ہیں۔ (حسن)

## باب

### صبر و جزع و استرجاع

۱۔ فرمایا حضرت نے جب میں نے پوچھا جزع کیا ہے۔

اشد جزع رونائینا منہ پر طمانچہ مارنا، سید کو شہا سر کے بال ٹوچنا اور نوہ کرنا ہے یہ صورت ترک صبر کہ ہے اور صحیح طریقہ کو چھوڑنا ہے اور جس نے صبر کیا اور انا للہ وانا الیہ راجعون، کہا اور اللہ کی حمد کی، تو وہ اللہ کی مشیت پر راضی ہوا اور اپنا اجر اللہ پر رکھا اور جس نے ایسا نہ کیا تو اللہ کا حکم تو بغیر جاری ہونے رہ نہیں سکتا۔ اس کا اجر جیٹ ہو جائے گا۔ (ض)

۲۔ فرمایا حضرت نے صبر اور مصیبت مومن کی طرف آتے ہیں پس مصیبت کے وقت دُصبر کرتا ہے اور جزع اور بلا جب کافر کی طرف آتے ہیں تو وہ وقت مصیبت جزع و فزع کرتا ہے۔ (ضعیف)

۳۔ فرمایا حضرت نے کہ رسول اللہ نے فرمایا ہے کہ وقت مصیبت مسلمان کا ران پر ہاتھ مارنا اس کے اجر کو کھو دیتا ہے۔ (ض)

۴۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے جو بندہ وقت مصیبت انا للہ وانا الیہ راجعون کہتا ہے اور صبر سے کام لیتا ہے تو اللہ اس کے پہلے گناہ بخش دیتا ہے اور جب کسی مصیبت اور زلزلہ مصیبت کے وقت ایسا کہتا ہے تو جتنے گناہ مصیبت اور صبر کے درمیان ہوتے ہیں

۵۔ حضرت نے فرمایا جو مصیبت کا ذکر کرے اگرچہ ایک مدت بعد ہو۔ انا للہ وانا الیہ راجعون اور الحمد للہ رب العالمین کہے اور کہے یا اللہ میری مصیبت پر مجھے اجر دے اور جو چیز مجھ سے جاتی رہی ہے اس سے بہتر مجھے عطا کرے، تو اللہ تعالیٰ بقدر اس مصیبت کے چاہے کتنی ہی کم ہو اجر دیتا ہے۔ (ض)

۶۔ فرمایا حضرت نے اے اسحاق اے مصیبت شمار نہ کر جس پر تمہیں صبر دیا گیا ہے اور جس پر تم ثواب کے مستحق ہو۔ مصیبت تو وہ ہوتی ہے جس پر صبر کرنے سے اجر و ثواب نہ ملے۔ (حسن)

۷۔ فرمایا بیت پر بیٹھ چیخ کر نہیں رونا چاہیے نہ کپڑوں کو پھاڑا جائے۔ (ضعیف)

۸۔ فرمایا مصیبت میں ران پر ہاتھ مارنا اپنے اجر کا ضائع کرنا ہے۔ (ض)

۹۔ حضرت ابو عبد اللہ علیہ السلام کی خدمت میں ایک شخص آیا اور اپنی مصیبت کی شکایت کی۔ فرمایا اگر صبر کر کے تو اجر ملے گا اور اگر نہ کر دے تو جو حکم الہی ہے وہ تو قہر و جاری ہو کر رہے گا۔ اور تم بے اجر ہو گے۔

۱۰۔ میں امام جعفر صادق علیہ السلام کے فرزند کی عیادت کو گیا۔ حضرت کو مخمور و دروازہ پر کھڑا پایا۔ میں نے کہا لڑکا کیسے ہے فرمایا ویسے ہی ہے پھر آپ نے گھر میں چلے گئے اور کچھ دیر بعد تشریف لائے تو چہرے پر رونق تھی اور تفریح زان ہو گیا تھا۔ میں سمجھا لڑکا اچھا ہو گیا ہے۔ میں نے پوچھا۔ لڑکا کیسے ہے فرمایا مر گیا۔ میں نے کہا جب وہ زندہ تھا تو آپ مخمور و مخمور

تھے لیکن مرنے کے بعد آپ کی وہ حالت نہیں رہا یا ہم اہلبیت قبل نزول مصیبت ہی قرار دیتے ہیں لیکن جب آجاتی ہے تو قصائے الہی پر راضی ہو جاتے ہیں اور اس کا حکم تسلیم کر لیتے ہیں۔ (ص)

۱۱۔ فرمایا حضرت نے چیخا چلانا نہ بہتر ہے و سزاوار، لیکن لوگ اسے سمجھتے نہیں۔ صبر کرنا بہتر ہے۔ (مجموع)

۱۲۔ میں حضرت ابو عبد اللہ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ گھر میں کسی چیخنے کی آواز آئی حضرت کھڑے ہوئے پھر بیٹھے اور انا للہ وانا الیہ راجعون کہا اور پھر اپنی بات شروع کر دی۔ جب بات ختم ہوئی تو فرمایا ہم یہ پسند کرتے ہیں کہ معافی چاہیں اپنے نفسوں، اپنی اولاد اور اپنے اموال کے لئے لیکن جب قصائے الہی جاری ہو جاتی ہے تو ہم وہی پسند کرتے ہیں جو اللہ چاہتا ہے۔ (ص)

۱۳۔ کچھ لوگ امام محمد باقر علیہ السلام کے بیار و فرزند کی عیادت کو آئے دیکھا کہ آپ غمگین ہیں اور آپ کو دستار نہیں لوگوں نے کہا اگر کوئی مصیبت آپ پر آگئی تو اندیشہ ہے کہ ہم آپ کو ایسی حالت میں دیکھیں جیسے نہیں دیکھنا چاہتے تھوڑی دیر بعد گھر میں سے رونے کی آواز آئی حضرت باہر آئے تو چہرہ پر سکون تھا پہلا سا حال نہ تھا۔ انھوں نے کہا آپ کی پہلی حالت دیکھ کر خوف ہو گیا کہ یہ حادثہ ہو گیا تو آپ کی ایسی حالت ہو جائے گی جو ہمارے لئے باعث غم ہوگی۔ فرمایا اپنی محبوب چیز کی عافیت چاہتے ہیں مگر جب امر خدا آ جاتا ہے تو اسے تسلیم کر لیتے ہیں۔ (ص)

## باب

### ثواب تعزیت

۱۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے کہ موسیٰ علیہ السلام نے مناجات میں کہا۔ زن پس مرده کو صبر دلانے والے کی کیا جزا ہے۔ خدا نے فرمایا۔ میں اس کو اپنے سایہ میں اس دن جسکے دوں گا جس دن میرے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا۔

۲۔ فرمایا حضرت نے کہ رسول اللہ نے فرمایا ہے جو کسی رنجیدہ کو صبر دلانے کو روز قیامت اس کو ایسا لباس پہنایا جائے گا جس سے وہ خوش ہو۔ (ص)

۳۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا جو زن پس مرده کو صبر دلانے۔ خدا اسے اپنے عرش کے سایہ میں اس روز لے گا جس دن اس کے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا۔

۴۔ حضرت نے فرمایا ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا ہے جو مصیبت زدہ کو صبر دلانے تو اللہ اس کو وہی اجر دے گا جو مصیبت زدہ کا ہے بغیر اس کے کہ اس کے اجر سے کچھ کم کیا جائے۔ (ص)



## باب تسلی دینا

- ۱۔ حضرت نے فرمایا جب کوئی مر جائے تو اللہ ایک فرشتہ کو اس کہنے کے سب سے زیادہ غناک کے پاس بھیجتا ہے وہ اس کے قلب پر ہاتھ پھیرتا ہے جس سے غم کی سوزش مٹ جاتی ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو دنیا آباد ہی نہ رہتی (یعنی فرشتہ غم سے لوگ اپنی عورتوں کے پاس جاتے ہی نہیں)۔ (مجموع)
- ۲۔ فرمایا حضرت نے کہ اللہ نے اپنے بندوں پر تین چیزوں کو مسلط کیا ہے۔ روح نکل جانے کے بعد اجسام میں گوبیدا ہونا، ورنہ ایک عزیز اپنے عزیز کو دفن ہی نہ کرتا، دوسرے تسلی کا بندوبست، اگر ایسا نہ ہوتا تو نسل تباہ ہو جاتی (لوگ اپنی ازواج کے پاس ہی نہ جاتے کہ یہ غم پھر نصیب نہ ہو، تیسرے غلہ کے دانوں پر کیڑوں کو مسلط کر دیا، ورنہ بادشاہ سونا چاندی کی طرح غلہ کا بھی ذخیرہ کر لیتے۔ (حسن)
- ۳۔ ترجمہ نمبر ۱ میں دیکھئے۔

## باب زیارت قبور

- ۱۔ فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے زیارت قبور کے متعلق کہ مرے تم سے مانوس ہوتے ہیں جب تم ان سے انگ ہوتے تو وہ گھبراتے ہیں۔ (حسن)
- ۲۔ میں نے زیارت قبور اور مساجد بنانے کے متعلق سوال کیا۔ فرمایا زیارت قبور تو ٹھیک ہے لیکن وہاں مسجد نہیں بنانی چاہیے۔ (موفق)
- ۳۔ فرمایا حضرت نے جناب فاطمہؑ رسول اللہ کے انتقال کے بعد ۵۵ دن زندہ رہیں کسی نے ان کو سگراتے نہ دیکھا اور نہ پیتے ہوئے۔ اُحدیں زیارت شہداء کو جاتی تھیں ہر جگہ کو دھرتہ اور پیرا اور جمہرات کو اور وہاں بتاتی تھیں کہ یہ رسول اللہ کے کھڑے ہونے کی جگہ ہے اور یہ مشرکین کے۔ (حسن)
- ۴۔ میں نے کہا کیا بندہ مومن جانتا ہے اس شخص کو جو اس کی زیارت قبر کو جاتا ہے فرمایا۔ ہاں جب تک وہ قبر کے پاس رہتا ہے وہ اس سے مانوس رہتا ہے اور جب وہ چلا جاتا ہے تو اسے وحشت ہوتی ہے۔ (رض)
- ۵۔ میں نے حضرتؑ پوچھا۔ اہل قبور کو سلام کیسے کیا جائے، فرمایا۔ کہو سلام ہو مومن و مسلم اہل دیار پر تم ہم سے پہلے گئے ہو ہم بھی انشاء اللہ تم سے ملنے والے ہیں۔



- ۶۔ میں امام محمد باقر کے ساتھ یقین میں جا رہا تھا۔ آپ ایک قبر پر ٹھہر گئے جو کوفہ کے ایک شیعہ کی تھی اور فرمایا یا اللہ اس کی غربت پر رحم کر اس کی تنہائی کو دور کر، وحشت کو اس سے بدل دے، اپنی رحمت کے سایہ میں جگہ دے تاکہ وہ خیر کی رحمت سے بہ پروا ہو جائے اور اس کو ملے کہ اس سے جسے اس سے محبت ہو۔
- ۷۔ حضرت نے فرمایا یوں کہہ۔ اے اہل ایمان تم پر سلام اور انشاء اللہ ہم بھی تم سے ملنے والے ہیں۔ (مجموع)
- ۸۔ میں نے حضرت سے پوچھا کہ اہل قہر پر کیسے سلام کیا جائے۔ فرمایا کہو سلام ہو ان مومنوں اور مسلمانوں پر جو اس بستی کے رہنے والے ہیں یا اللہ ان پر رحم کر اور انشاء اللہ ہم ان سے ملنے والے ہیں۔ (ص)
- ۹۔ امام رضا علیہ السلام نے فرمایا جو اپنے بھائی کی قبر پر جلتے اور اس پر ہاتھ رکھ کر ستر بار انا انزلنا پرٹھے تو روز قیامت بڑے خوف سے اور ہر طرح کے خوف سے امن میں رہے گا۔ (ص)
- ۱۰۔ فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے کہ فرمایا امیر المومنین علیہ السلام نے اپنے مردوں کی زیارت کر دو کہ وہ تمہاری زیارت سے خوش ہوتے ہیں اور اپنے ماں باپ کی قبر کے پاس دعا کرو اور اپنی حاجت بھی خدا سے طلب کرو۔ (ص)

## باب

### مرنے والا اپنے گھر والوں کی زیارت کرتا ہے

- ۱۔ فرمایا حضرت ابو عبد اللہ علیہ السلام نے مومن کی روح اپنے خاندان والوں کی زیارت کو آتی ہے اس کو وہ چیزیں دکھائی دیتی ہیں جن کو وہ دوست رکھتا ہے اور وہ چیزیں پوشیدہ رکھی جاتی ہیں جن کو برا جانتا ہے اور کافر کی روح بھی آتی ہے اسے دکھایا جاتا ہے جسے وہ دوست نہیں رکھتا اور چھپایا جاتا ہے ان چیزوں کو جنہیں وہ دوست رکھتا ہے مردے بعض جمعہ کو آتے ہیں بعض بقدر اپنے عمل کے۔ (حسن)
- ۲۔ فرمایا ہر مومن دکانر زوال آتا ہے بعد اپنے اہل کے پاس آتا ہے اگر اپنے اہل کو نیک کام کرتے دیکھتا ہے تو خدا کی حمد کرتا ہے اور کافر اگر اپنے اہل کو نیک کام کرتے دیکھتا ہے تو اس پر حسرت چھا جاتی ہے۔
- ۳۔ میں نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ مردہ اپنے اہل کی زیارت کے لئے آتا ہے۔ فرمایا ہاں۔ میں نے کہا کتنی بار، فرمایا جمعہ کو یا مہینہ اور سال میں بقدر اپنی منزلت کے۔ میں نے کہا کس صورت میں آتا ہے فرمایا خوبصورت طاری کی شکل میں جو ان کی دیواریں پر آکر بیٹھتا ہے اگر ان کو نیک کار یا آتا ہے تو رنجیدہ ہوتا ہے۔ (ص)
- ۴۔ فرمایا۔ ہاں مردہ خدا سے اذن لے کر آتا ہے خدا دفرشتے اس کے ساتھ بھیجتا ہے اور پروردگار کی صورت میں آتا ہے اور ان کو دیکھتا ہے۔ (ص)

۵۔ میں نے امام رضا علیہ السلام سے پوچھا کیا مومن اپنے اہل پیٹنے آتے فرمایا ہاں۔ میں نے کہا کتنی مدت میں فرمایا بقدر اپنے فضائل کے، بعض ہر روز، بعض دو روز بعد، بعض تین روز بعد، پھر اٹھائے کلام میں فرمایا کہ منزلت والا ہر جمعہ کو، میں نے کہا کس وقت آئے ہے۔ فرمایا وقت زوال شمس یا اس کے قریب، میں نے پوچھا کس صورت میں، فرمایا چڑیا یا اس سے کم والے پرندے کی صورت میں۔ اللہ تعالیٰ دو مشرختوں کو ان کے ساتھ بھیجتا ہے۔ وہ اسے دکھاتے ہیں وہ چیز جس سے وہ خوش ہوتا ہے اور پوشیدہ رکھتے ہیں وہ چیز جسے وہ برا جانتا ہے پھر وہ خوش خوش لڑے جاتا ہے۔ (رض)

## باب

### مرنے سے پہلے مال و اولاد و عمل سامنے آتے ہیں

۱۔ فرمایا امیر المؤمنین علیہ السلام نے جب کسی کا آخری دن زندگی کا اور آخرت کا پہلا دن ہو جائے تو اس کا مال، اس کی اولاد اور اس کے اعمال مجسم ہو کر سامنے آتے ہیں وہ اپنے مال سے کہتا ہیں تیرا جو میں بنا رہا۔ اب بتاؤ میرے پاس میرے لئے کیا ہے وہ کہتا ہے مجھ سے اپنا کفن لے لے، پھر وہ اپنی اولاد کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور کہتا ہے میں تمہارا دوست اور حمایتی بنا رہا۔ اب بتاؤ تم میرے ساتھ کیا کر گئے۔ وہ کہیں گے ہم تجھے قبر تک پہنچا دیں گے اور اس میں دفن کر دیں گے پھر وہ اپنے عمل سے کہے گا میں تیرے بارے میں متاظر رہا اگرچہ تو میرے لئے بار تھا پس تو میرے ساتھ کیا کرے گا۔ وہ کہے گا میں قبر تک اور یوم نشتر تک اور جب تک کہ تو میں خدا کے سامنے ہوں۔ تیرا نسخی ہوں حضرت نے فرمایا اگر وہی خدا تو اس کے پاس خوشبختی سے دیکھا ہوا قبول صورت بہترین لباس میں ایک مجسمہ اس کے پاس آئے گا اور کہے گا بشارت ہو تجھے راحت و آرام و جنت نعیم کہ تیرا آنا اچھا آئے ہے۔

وہ کہے گا تو کون ہے وہ جواب دے گا۔ میں تیرا عمل نیک ہوں وہ کہے گا دنیا سے اب جنت کی طرف چل اور وہ اپنے غسل دینے والے کو پہنچا تا ہوگا اور خوش ہوگا اپنے اٹھانے والوں سے، اور کہے گا جلدی کرو۔ جب قبر میں جائے گا تو قبر والے دونوں فرشتے آئیں گے اپنا لباس کھینچتے ہوئے، زمین کو اپنے قدموں سے دہلاتے ہوئے ان کی آوازیں میں رعد کی سی گونج چمک ہوگی اور آنکھوں میں ہمگی کی سی چمک، وہ کہیں گے بتاؤ تیرا رب کون ہے تیرا دین کیا ہے، تیرے نبی کون ہیں، وہ کہے اللہ میرا رب ہے اسلام میرا دین ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے نبی ہیں وہ کہیں گے اللہ ثابت قدم رکھے اس چیز پر جسے تو دوست رکھتا ہے دنیا و آخرت میں، پھر حد تک اس کی قبر کو کشادہ کر دے ہیں اور جنت کی طرف ایک دروازہ کھولتے ہیں اور کہتے ہیں آنکھوں کی سنڈک کے ساتھ ہمیشہ راحت دے جانے والے جو ان کی سی نیند سو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اصحاب جنت اس روز اچھے مقام پر ہوں گے اور فرمایا اگر مرنے والا دشمن خدا ہوتا ہے تو وہ اس طرح آئے گا کہ اذروئے شکل و صورت بدترین مخلوق معلوم ہوگا اور اس کے بدن سے بدبو آتی ہوگی اس سے کہا جائے گا کہ تجھے گرم پانی پیئے اور دوزخ کی آگ میں جلنے کی بشارت ہو، وہ اپنے غسل دینے والے کو پہچانے گا اور اٹھانے والوں سے بھی کہے گا کہ اسے روک لیں، جب قبر میں داخل ہوتا ہے تو دونوں فرشتے آتے ہیں اور اس کا کفن اتار لیتے ہیں اور کہتے ہیں۔

تیرا رب کون ہے تیرا دین کیا ہے اور تیرا نبی کون ہے، وہ کہتا ہے میں نہیں جانتا، وہ کہتے ہیں تو نے نہ سمجھا نہ ہدایت پائی۔ پھر وہ اس کے مغر سر پر آہنی ہتھوڑا مارتے ہیں جو ان کے ساتھ ہوتا ہے یہ ایسی ضرب ہوتی ہے کہ جتنے چو پائے خدا نے پیدا کئے ہیں سب ڈر جاتے ہیں جن داس کے کانوں میں یہ آواز نہیں پہنچتی، پھر وہ دوزخ کی طرف ایک دروازہ اس کے لئے کھول دیتے ہیں اور کہتے ہیں بشارت ہو تجھے اس میں رہنے کی جو تنگ تر ہے نیزہ کی بھال سے، اس کا بھیجہ، ناخون، اور گوشت سب باہر آجاتا ہے۔

اور پھر اس پر سلسلہ ہوتے ہیں زمین کے سانپ اور کیر کڑے، کھوڑے جو اس کو وقت بغثت تک لپکتے رہیں گے اور وہ قیامت کے جلد آنے کی تمنا کرے گا اس تکلیف سے بچنے کے لئے سچا سے پہنچ رہی ہوگی۔

جابرؓ نے بیان کیا کہ حضورؐ نے خدا نے فرمایا کہ میں بکریوں کی دیکھ بھال کیا کرتا تھا اور ان کو چرا یا کرتا تھا اور کوئی نبی ایسا نہیں جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں قبل نبوت میں ان کی دیکھ بھال کیا کرتا تھا۔ ایک بار ایسا ہوا کہ بکریاں اپنی رہائش گاہ میں تھیں اور کوئی چیز ایسی نہ تھی کہ ان کو ہسٹان میں لاتی اور وہ ڈر کر بھاگ جاتیں۔ میں نے کہا یہ کیا بات ہے کہ یہ خوفزدہ ہیں جبریلؑ نے آکر بتایا کہ کسی کافر کی پٹائی ہو رہی ہے جس کو سوائے اس وجہ کے ہر شے سنتی ہے ہم نے کہا تو یہ کیا فسر کے پٹنے کی آواز ہے۔ خدا عذاب قبر سے پناہ دے، اے

۲۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے روایت کی جابرؓ نے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا جب دشمن خدا کو قبر کی طرف لے جایا جاتا ہے تو اپنے اٹھانے والوں سے کہتا ہے۔ اے میرے بھائیو! کیا تم نہیں سنتے میں تم سے بیان کرتا ہوں ان مصائب کو جو تمہارے اس شقی بھائی پر نازل ہو رہے ہیں واللہ تجھے دشمن خدا شبہاں نے دھوکہ دیا۔ اس نے مصیبت میں پھانسا مگر نکالا نہیں۔ اور اس نے قسم کھا کر کہا کہ وہ میرا ناصح ہے پس اس نے مجھے دھوکہ میں لیا اور میں شکایت کرتا ہوں تم سے دنیا کی کہ اس نے مجھے دھوکہ دیا اور جب میں اس کی طرف سے مطمئن ہو گیا تو اس نے مجھے دھوکہ دیا اور میں شکایت کرتا ہوں اپنے خود غرض دوستوں کی کہ انھوں نے اظہار محبت کیا، میں نے ان کی حمایت کی اور اپنے نفس پر ان کو ترجیح دی۔ انھوں نے میرا مال کھایا اور مجھ سے الگ ہو گئے اور میں شکایت کرتا ہوں تم سے مال کی میں نے حق اللہ کو اس کی وجہ سے ضائع کیا اس کا وبال میرے اوپر ہے اور اس سے نفع غیر حاصل کر رہے ہیں۔

اور میں شکایت کرتا ہوں تم سے گھر کی لاس پر میں نے اپنا مال صرف کیا اور اس کے ساکن میرے غیر ہو گئے اور میں شکایت کرتا ہوں تم سے قبر کی طولانی قبر کی نذر کرتے ہیں کیڑے کوڑوں کا گھر ہوں میں بیت خلعت و وحشت ہوں اور تنگ مقام ہوں۔ اور اے میرے بھائیو مجھے اپنی طاقت بھر دو کہ اور جو مجھے پیش آیا ہے اس سے بچو، مجھے خبر دی گئی ہے نارہم کی، ذلت کی حقارت کی، اور خدا کے عزیز و جبار کے غضب کی۔

ہائے افسوس میں نے حبیب اللہ کے بارہ میں کیسی بے پروائی کی۔ ہائے اب میرا نہ کوئی شفیع ہے کہ جس کی کوئی اطاعت کی جائے اور نہ کوئی دوست ہے جو مجھ پر رحم کرے اگر بار در گھر مجھے دنیا میں لوٹنا مل جاتا تو میں مومنین سے ہو جاتا۔ (مض)

۴۔ فرمایا علی بن الحسین نے تم کیا جانو لوگوں کا کیا حال ہے اگر ہم وہ حدیث بیان کریں جو رسول اللہ سے سنی ہے تو لوگ ہنسنے ہیں اور اگر ہم چپ رہیں تو ہم سے پوچھتے نہیں۔ فمروہ نے کہا آپ بیان کریں۔ فرمایا کیا تم جانتے ہو دشمن خدا اپنے جنازہ اٹھانے والوں سے کیا کہتا ہے۔ ہم نے کہا نہیں، وہ کہتا ہے کیا تم نہیں سننے میں تم سے دشمن خدا کی شکایت کرتا ہوں اس نے مجھے دھوکا دیا، مجھے مصیبت میں پہنچایا اور نکالا نہیں، اور شکایت کرتا ہوں تم سے بھائی اور بہنوں کی جگہوں نے مجھے رسوا کیا اور شکایت کرتا ہوں تم سے اپنی اولاد کی، اس کی میں نے حمایت کی افسوس نے مجھے رسوا کیا اور شکایت کرتا ہوں تم سے گھر کی جس پر میں نے مال صرف کیا اور اس کے ساکن میرے غیر بن گئے۔ پس تم مجھ پر ہرانی کرو اور لے جانے میں جلدی نہ کرو۔

یہ سن کر فمروہ نے کہا۔ اے ابو الحسن اگر یہ صورت ہے کہ وہ اس طرح کلام کرتا ہے تو کیا بعید ہے کہ وہ لوگوں کی گردنوں پر آکٹے جو اسے اٹھائے ہوئے ہیں فرمایا یا اللہ اگر فمروہ نے حدیث رسول کا مذاق اڑایا ہے تو تو اسے سخت پکڑ۔ چالیس دن بعد فمروہ مر گیا اس کا غلام موجود تھا جب وہ دفن ہو گیا وہ امام علیہ السلام کے پاس آیا اور حضرت کے پاس بیٹھا آپ نے پوچھا کہاں سے آئے ہیں اس نے کہا فمروہ کی قبر کے پاس سے۔ جب اس کی قبر پر چکی تو میں نے اپنا سر اس پر رکھا، میں نے اس کی آواز سنی اور وہ وہی آواز تھی جو میں اس سے زندگی میں سنتا تھا وہ کہہ رہا تھا دے دے ہو تجھ پر اے فمروہ ہر صاحب عزت کی نظر میں تو ذلیل ہے اور جہنم میں تیرا مسکن اور خراب گاہ قرار دیا گیا۔ حضرت نے فرمایا۔ میں اللہ سے طالب عافیت ہوں یہی سزا ہے حدیث رسول کے مذاق اڑانے والے کی۔ (مض)

## باب

## قبر میں کس سے پوچھا جاتا ہے اور کس سے نہیں

- ۱- حضرت نے فرمایا قبر میں مومن ایمان محض اور کفر محض کے متعلق پوچھا جاتا ہے دوسری باتوں کو چھوڑ دیا جاتا ہے۔ (حسن)
- ۲- ترجمہ اوپر ہے۔ (ض)

۳- ترجمہ اوپر ہے۔ (موتقی)

۴-

۵- فرمایا سوال ہوگا در آنحالیکہ وہ ضغطہ میں ہوگا۔ (ض)

۶- ابو بکر سے مروی ہے کہ میں نے حضرت ابو عبد اللہ سے کہا کیا ضغطہ تنگی (قبر سے کوئی چھوٹ بھی جاتا ہے) فرمایا نعوذ باللہ بہت کم چھوٹتا ہے رقبہ کو جب عثمان نے قتل کیا تو رسول اللہ ان کی قبر پر آئے۔ سر کو آسمان کی طرف اٹھایا تو آنکھوں میں آنسو بھرائے اور لوگوں سے کہا۔ میں نے جب اس کا ذکر کیا تو دل میں رقت پیدا ہوئی اور میں نے فشار قبر کے لئے خدا سے بخشش چاہی پس خدا نے بخش دیا۔

رسول اللہ سعد کے جنازہ کے ساتھ تھے۔ فرمایا مٹایعت کی اس کی ستر ہزار فرشتوں نے، حضرت نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا اور فرمایا سعد جیسے لوگوں کے لئے بھی ہے۔ میں نے کہا ہم نے سنا ہے وہ خفیف الحركات تھے۔ فرمایا معاذ اللہ وہ اپنے اہل سے پرستھی پیشین آتے تھے۔ سعد کی ماں نے کہا مبارک ہو تیرے لئے اسے سعد رسول اللہ نے فرمایا ایسے جتنی طور پر خدا کے مقابل نہ کہو۔ (ض)

۷- فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے دفن ہونے کے بعد دو فرشتے شکر و نیکریت کے پاس آئے ہیں ان کی آوازیں رعد کی سی کرک اور آنکھوں میں بھی کی سی چمک ہوتی ہے وہ درانوں سے زمین پر خط دیتے جاتے ہیں اور اپنے بالوں پر چلتے ہیں۔

وہ میت سے سوال کرتے ہیں، تیرا رب کون ہے تیرا دین کیا ہے اگر مومن ہے تو وہ جواب میں کہتا ہے کہ اللہ میرا رب ہے اور اسلام میرا دین ہے پھر وہ کہتے ہیں وہ کون ہے جو ترے پاس ہدایت کو آیا وہ کہتا ہے کیا تم رسول کے متعلق پوچھتے ہو وہ کہیں گے کیا تو اس کی گواہی دیتا ہے کہ محمد اللہ کے رسول ہیں وہ کہتا ہے بے شک وہ اللہ کے رسول ہیں وہ کہتے ہیں اچھا تو اب تو جہن کی نیند سو اور اس کی قبر سات ہاتھ کشادہ کر دی جاتی ہے اور جنت کی طرف ایک دروازہ کھول دیا جاتا ہے۔ اور وہ اس میں اپنا مقام دیکھ لیتا ہے۔ (مجمول)

اور اگر کافر ہوتا ہے تو دونوں فرشتے اس کے پاس آتے ہیں اور شیطان اس کے پاس ہوتا ہے اس کی آنکھیں تانبے کی ہوتی ہیں فرشتے پوچھتے ہیں تیرا رب کون ہے اور تیرا دین کیا ہے اور کیا کہتا ہے اس شخص کے پاس میں جو ہدایت کو ترے پاس آیا تھا۔ وہ کہتا ہے میں اسے نہیں جانتا۔ پس اسے اور شیطان کو چھوڑتے ہیں اور مسلط کرتے ہیں اس پر ننانوے ایسے اژدہ ہوں گے کہ اگر زمین پر سبز رنگ بائیں تو پھر اس پر کوئی درخت نہ لگ سکے اور اس کی قبر میں ایک دروازہ دوزخ کی طرف کھول دیتے ہیں۔

۸۔ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ اس امر کے متعلق سوال کیا جاتا ہے۔ فرمایا محض ایمان و محض کفر کے متعلق، میں نے کہا اور باقی باتوں کے متعلق کیا ہوتا ہے۔ فرمایا وہ چھوڑ دی جاتی ہیں۔ میں نے کہا اور کس امر کے متعلق پوچھا جاتا ہے۔ فرمایا حجت قائم کے متعلق مومن سے کہا جائے گا۔ تیرا اعتقاد کیا ہے فلاں بن فلاں کے متعلق، وہ کہے گا وہ میرا امام ہے پس اس سے کہا جائے گا سورہ ہوا اللہ تیری آنکھوں کو سلائے اور ایک دروازہ جنت کی طرف اس کے لئے کھول دیا جائے گا۔ اور روز قیامت تک اس کے لئے تسخیر آئیں گے۔

اور اگر کافر ہے تو اس سے پوچھا جائے گا کہ تو فلاں بن فلاں کے بارے میں کیا کہتا ہے وہ کہے گا میں نے سنا تو تھا لیکن میں نہیں جانتا کہ وہ کون ہے اس سے کہا جائے گا اچھا تو نہیں جانتا۔ پس اس کے لئے دوزخ کا دروازہ کھول دیا جائے گا اور دوزخ کی حرارت کے تحفے ناقیامت اس تک پہنچیں گے۔ (ض)

۹۔ فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے جب آدمی قبر میں رکھا جاتا ہے تو اس سے عقیدہ کا سوال ہوتا ہے اگر صحیح العقیدہ ثابت ہو جائے تو قبر کو بقدر رسالت ہاتھ کشادہ کیا جاتا ہے اور جنت کا دروازہ کھول دیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے سکون کے ساتھ دہنوں کی طرح سو رہو۔

۱۰۔ دفن کے بعد قبر میں دو فرشتے آتے ہیں ایک دہنے ہاتھ پر ہوتا ہے دوسرا بائیں پر اور شیطان اس کے سامنے ہوتا ہے جس کی آنکھیں تانبے کی ہوتی ہیں اس سے کہا جاتا ہے تو کیا کہتا ہے اس کے پاس میں جو ہدایت کے لئے آیا تھا وہ تو فرودہ ہو جاتا ہے اگر مومن ہے تو کہتا ہے کہ تم مجھ سے محمد کے متعلق پوچھتے ہو۔ وہ اس سے کہتے ہیں اب آرام سے سوؤ، اور تو ہاتھ قبر کشادہ کر دیتے ہیں اور وہ اپنی جگہ جنت میں دیکھ لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جو قول ثابت پر ایمان لائے



اللہ تعالیٰ اس کو دنیا میں ثابت قدم رکھتا ہے۔ اور آخرت میں اور اگر کافر ہوتا ہے تو اس سے پوچھا جاتا ہے۔ تو اس کو جانتا ہے جو تیری ہدایت کے لئے آیا تھا وہ کہتا ہے نہیں۔ پس اس کو اور شیطاں کو خلوت میں چھوڑ دیا جاتا ہے۔ (من)  
۱۱۔ امام علیہ السلام نے فرمایا مومن سے قبر میں پوچھا جائیگا کہ تیرا رب کون ہے وہ کہے گا اللہ پھر پوچھا جائیگا کہ کون ہے وہ کہے گا اسلام پھر پوچھا جائیگا کہ کون ہے وہ کہے گا محمد پھر سوال ہوگا امام کون ہے وہ کہے گا فلاں۔ سوال ہوگا تو نے کیسے جانا وہ کہے گا اللہ نے مجھے ہدایت کی اور ثابت قدم رکھا۔ اس سے کہا جائے گا اب دہنوں کا سا سونا سوو ہو۔ پھر اس کے لئے جنت کی طرف ایک دروازہ کھولا جائے گا وہ داخل ہو کر کہے گا۔ اے میرے رب قیامت جلدی لانا تاکہ میں اپنے اہل اور مال کی طرف لوٹوں۔  
اور کافر سے کہا جائے گا تیرا رب کون ہے وہ کہے گا اللہ، پھر کہا جائے گا تیرا نبی کون ہے وہ کہے گا محمد، پھر پوچھا جائے گا تیرا دین کیا ہے وہ کہے گا اسلام، پوچھیں گے کیسے جانا۔ کہے گا لوگوں کو کہتے سنا۔ پس میں نے بھی کہہ دیا۔ یہ سن کر وہ فرشتے گزرا رہے جس کی سہار کی تمام جن دانس میں طاقت نہیں، وہ کافرانگ کی طرح پگھل جائے گا پھر اس کی دھن کو لٹائیں گے اور اس کے دل کو دو آگ کے تختوں کے درمیان رکھیں گے۔ وہ کہے گا۔ اے میرے رب اب قیامت میں تائیر نہ کر (من)  
۱۲۔ فرمایا امام نے جب مومن کا جنازہ نکلتا ہے تو ملائکہ قبر تک اس کے پیچھے چلتے ہیں اور ان کا ہجوم ہوتا ہے جب وہ قبر کے پاس آتا ہے تو قبر اس سے کہتی ہے خوش آمدید واللہ میں پسند کرتی تھی کہ تجھے جیسا انسان مجھ پر چلے۔ اب تو دیکھ گامیں تیرے ساتھ کیا کرتی ہوں، پھر وہ حد نظر تک اس کے لئے بٹھا دیا جاتا ہے۔ پھر دو فرشتے منکر و نکیر قبر میں داخل ہونگے وہ اٹھ بیٹھے گا۔ فرشتے کو کہوں سے اس کے اندر شرح ڈالیں گے اور اس سے پوچھیں گے تیرا رب اور دین کیا ہے وہ کہے گا۔ اللہ اور اسلام۔

وہ پوچھیں گے تیرا نبی کون ہے وہ کہے گا محمد، پھر سوال ہوگا تیرا امام کون ہے وہ کہے گا فلاں، تب ایک منادی آسمان سے ندا دے گا۔ میرے بندے نے سچ کہا۔ اس کی قبر میں جنت کا فرش پکھاؤ، جنت کا دروازہ کھولو اور اسے لباس جنت پہناؤ۔ ہمارے پاس آئے اور جہنمی اس کی ہمائے پاس ہے اے لے لے۔  
پھر اس سے کہا جائے گا دہنوں کا سا سونا سوو ہو۔

اور اگر کافر ہوتا ہے تو ملائکہ قبر تک لعنت کرتے آتے ہیں زمین اس سے کہتی ہے برا آدمی ہے تیرا، میں ناخوش تھی اس بات سے کہ تجھے جیسا آدمی مجھ پر چلے۔ اب تو دیکھ تیرے ساتھ میں کیا کرتی ہوں پس وہ اتنا تلک ہوتا ہے کہ اس کے پہلوؤں سے جاملیں ہے۔ پھر منکر و نکیر قبر میں آتے ہیں۔

ابو یعلیٰ کہتے ہیں کیا مومن و کافر دونوں کی قبر میں فرشتے آتے ہیں اور ایک ہی صورت میں آتے ہیں فرمایا نہیں، وہ میت کو سمجھاتے ہیں اور اس میں روح ڈال کر پوچھتے ہیں تیرا رب کون ہے وہ کہے گا۔ میں نے لوگوں سے سنا ہے وہ کہیں گے تو نے خود نہیں سمجھا۔ پھر پوچھیں گے تیرا دین کیا ہے وہ کہے گا۔ فرشتے کہیں گے تو نے سمجھا نہیں۔ پھر پوچھیں گے تیرا نبی کون

ہے۔ وہ کہے گا میں نے لوگوں کو کہتے سنا تھا وہ کہیں گے تو نے سمجھا نہیں، پھر امام کے متعلق پوچھیں گے اس وقت ایک منادی آسمان سے ندا دے گا۔ میرا بندہ جھوٹا ہے اس کی قبر میں آگ کا فرش بکھاؤ اور آگ کے پڑے پہناؤ اور دروزخ کی طرف ایک دروازہ اس کی قبر میں کھول دو جب یہ سناے پاس آئے گا تو ہمارے پاس اس کے نیک عمل سے کوئی چیز نہ ہوگی وہ اپنے گرز سے ایسی تین قبریں ماریں گے کہ ہر ایک ضرب میں قبر آگ سے بھر جائے گی اور اگر کوہ تہامہ پر پڑ جائے تو چمکنا چور ہو جائے۔ فرمایا اس کی قبر میں سانپوں کو مسلط کیا جاتا ہے جو اس کو بچے ہیں اور خدا کی تمام مخلوق سولہ بن داس کے اس عذاب کو سنتی ہے اگر آدمی سن لیتے ہیں تو اس کے جوتے چرانے لگتے ہیں اور ہاتھ جھڑپڑتے ہیں اللہ فرماتا ہے جو ایمان والے قول ثابت پر ثابت قدم رہے اللہ اس کو دنیا و آخرت میں برقرار رکھتا ہے۔ (ص)

۱۳۔ فرمایا حضرت نے جب مومن قبر میں داخل ہوتا ہے تو نماز اس کے واسطی طرف ہوتی ہے اور زکوٰۃ اس کے بائیں طرف اور نیکی اس پر سایہ کئے ہوئے ہوتی ہے اور صبر ایک طرف ہوتا ہے۔ جب فرشتے سوال کرتے ہیں تو صبر نماز و روزہ سے کہتا ہے تم اس کے پاس سے ہٹ جاؤ اگر تم اس کے معاملے میں عاجز ہو تو میں موجود ہوں۔ (ص)

۱۴۔ فرمایا حضرت نے جب میت کو قبر میں رکھا جاتا ہے تو ایک وجود اس سے کہتا ہے اے شخص ہم تین قبرے ساتھی ہیں تیرا روزہ تو تیری موت سے قطع ہو گیا اور تیرے اہل نے تجھے چھوڑ دیا۔ میں (عمل) تیرے ساتھ ہوں اگرچہ تو مجھ کو حقیقہ سمجھتا تھا۔ (مجموع)

۱۵۔ فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے قبریں پانچ چیزوں سے سوال ہوگا، نماز، زکوٰۃ، حج، روزہ اور ہم اہلبیت کی ولایت، ولایت قبر کی جانب سے ان چار سے کہے گا تم میں جو نقص ہوگا میں اسے پورا کر لوں گی۔ (مروء)

۱۶۔ میں نے پوچھا جسے سولی دی جائے کیا اس پر بھی عذاب قبر ہوگا فرمایا۔ ہاں اللہ تعالیٰ ہوا کو حکم دیتا ہے کہ اسے فشار کو دوسری روایت ہے کہ جب حضرت سے یہی سوال کیا گیا تو فرمایا جو زمین کا رب ہے وہی ہوا کا رب ہے اللہ تعالیٰ ہوا کو مٹی کرتا ہے کہ فشار دے، پس ہوا کا فشار، فشار قبر سے زیادہ ہوتا ہے۔ (مروء)

۱۷۔ فرمایا جب رقیہ پروردہ رسول کا انتقال ہوا تو رسول اللہ نے دعا کی یا اللہ اس کو ہمارے نیک لوگوں سے ملا دے عثمان بن مظعون اور اس کے اصحاب کے ساتھ اور فاطمہ علیہا السلام رو رہی تھیں اور رسول اللہ قبر پر کھڑا ڈالے ہوئے دعا کر رہے تھے۔ یا اللہ میں اس کی کوفریوں کو جانتا ہوں اس کو فشار قبر سے پناہ دے۔ (ص)

اس حدیث میں رقیہ کو جو نبی رسول کہا گیا ہے یا تو بنا، برقیہ ہے یا عرب کے دستور کے مطابق

کہنے پاک کو بیٹا، بیٹی کہتے تھے۔ چنانچہ لوگ زید بن حارثہ کو ابن رسول اللہ کہنے لگے تھے یا جناب ابراہیم کو

فرزند آذر کہتے تھے یہ صاحبزادی پروردہ رسول تھیں نہ صلیب رسولی سے۔

## باب قبر کیا کہتی ہے

۱۔ فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے کوئی قبر کی جگہ ایسی نہیں جو ہر روز تین مرتبہ یہ نہ کہتی ہو میں مٹی کا گھر ہوں میں مسیبتوں کا گھر ہوں، میں کیڑوں کا گھر ہوں۔ فرمایا جب بندہ مومن قبر میں داخل ہوتا ہے تو وہ کہتی ہے خوش آمدید واللہ میں خوش ہوتی تھی جب تو میری پشت پر چلتا تھا اور کیا ذکر ہے اس خوشی کا جب تو میرے اندر داخل ہوا تو بہت جلد دیکھ لیا کہ میں تیرے ساتھ کیا کرتی ہوں۔ پھر ہڈی لگا لگا کٹا دہ ہو جاتی ہے اور ایک دروازہ اس کے لئے کھول دیا جاتا ہے وہ اپنا مقام جنت میں دیکھ لیتا ہے۔ فرمایا یہ شخص ایسا حسین ہو گا کہ اس سے پہلے ایسا نہ دیکھا ہو گا۔ وہ کہے گا لے بندہ خدا میں نے تجھے حسین آدمی کبھی نہیں دیکھا۔ وہ کہے گا میں تیری وہ صاحبہ راسے ہوں جس پر توفیق مل رہا تھا اور میں تیرا وہ نیک عمل ہوں پھر فرشتہ اس کی روح کو جنت میں داخل کرے گا۔ جہاں وہ اپنا مقام دیکھے گا۔ پھر کہا جائے گا اب ہمیں سے سو رہو ہم یہاں تک جنت کی ہوا میں اس کو لگتی رہیں گی وہ خوش ہو گا اور جب کا فردا داخل ہو گا تو قبر کے گ تیرا مبرا ہو۔

واللہ جب تو میرے اوپر چلتا تھا تو مجھے سخت ناگوار ہوتا تھا اور اب کہ تو میرے اندر آ گیا ہے تو دیکھ لیا کہ میں کیا کرتی ہوں پس وہ فشار دینا شروع کرتی ہے اور پسینہ گرھا کستر بنا دیتی ہے اور اس کے لئے ایک دروازہ دوزخ کی طرف کھل جاتا ہے اور اپنا مقام دوزخ کی طرف دیکھ لیتا ہے پھر ایک شخص نہایت بد صورت نکلتا ہے جس سے زیادہ بد صورت اس نے کبھی نہ دیکھا ہو گا۔ وہ کہتا ہے اے بزرگ خدا تو کون ہے میں نے تجھے سے زیادہ بد صورت کسی کو نہیں پایا۔ وہ کہے گا میں تیرا عمل بد ہوں اور تیری غیبت راسے ہوں پھر اس کی روح نکالی جائے گی اور پھر وہ دوزخ میں اپنی جگہ کو دیکھے گا پھر قیامت تک اس کے شعلے اس کے بدن کو بھونکیں گے اور اس پر نساوے اڑدے مسلط کئے جائیں گے ہر اڑدھا ایسا ہو گا کہ زمین پر پھینکا مار دے تو پھر وہاں گھاس نہ اگے گی۔ (مختلف فیہ)

۲۔ فرمایا حضرت نے قبر ہر روز تین کلام کرتی ہے، میں غربت و وحشت اور کیڑوں کا گھر ہوں۔ قبر یا تو جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہو گا یا دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا۔ (ص)

۳۔ میں نے حضرت سے کہا۔ میں نے آپ کو کتنے سنا ہے کہ تمام شعبہ جنت میں جائیں گے۔ فرمایا ٹھیک ہے واللہ سب جنت میں جائیں گے میں نے کہا چلے گناہ بہت سے اور بڑے بڑے ہوں فرمایا۔ قیامت میں وہی نہیں کی شفاعت سے لوگ جنت میں جائیں گے تم لوگوں کے متعلق جو خوف ہے وہ برزخ سے ہے میں نے کہا۔ برزخ کیا ہے۔ فرمایا وہ قبر ہے جہاں موت کے بعد سے قیامت تک رہنا ہو گا۔

## باب

## ارواح مومنین کے بارے میں

۱۔ حجتہ عربیہ مروی ہے کہ وقت نہر میں امیر المومنین کے ساتھ تھا آپ وادی اسلام میں کھڑے گویا آپ لوگوں سے باتیں کرتے رہے تھے جب میں کھڑے کھڑے تھک گیا تو بیٹھ گیا اور جب بیٹھ بیٹھ اکتا گیا تو پھر کھڑا ہو گیا مگر پھر وہی پہلی سی صورت پھر بیٹھا جب تھک گیا تو پھر کھڑا ہوا آخر میں نے اپنی چادر کھائی اور کہا۔ امیر المومنین آپ کھڑے کھڑے تھک گئے ہوں گے۔ تھوڑی دیر آرام کر لیجیے۔ حضرت نے فرمایا۔ اے جسہ یہ مومنوں سے بات چیت تھی یا ان سے موانست کہو میں نے کہا۔ اے امیر المومنین ایسا ہے فرمایا ہاں اگر تمہاری آنکھوں کے سامنے سے پردے ہٹا دیے جائیں تو تم گروہ کے گروہ آپس میں محبت سے باتیں کرتے ہوئے پاؤ گے میں نے کہا یہ اجسام ہیں یا ارواح؟ فرمایا ارواح، کوئی مومن جہاں کہیں مرنے لگا ہے اس کی روح سے کہا جاتا ہے کہ وادی اسلام میں چلی جا وہ جنت کے مقاموں میں ہے۔ (زنجبوں)

۲۔ میں نے حضرت ابو جہد اللہ علیہ السلام سے کہا کہ میرا بھائی بغداد میں ہے مجھے ڈر ہے کہ مر جائے گا۔ فرمایا کچھ پروا نہیں کوئی مومن مشرق میں مرے یا مغرب میں اللہ اس کی روح وادی اسلام میں مشور کرے گا۔

میں نے پوچھا وادی اسلام کہاں ہے فرمایا پشت کو ذہ پر، پس میں دیکھ رہا ہوں یہ لوگ بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے ہیں۔ (ضعیف)

## باب

## ارواح مومنین کہاں رہتی ہیں

۱۔ میں نے کہا لوگ کہتے ہیں کہ مومنین کی روحیں سبز پرندوں کے پونوں میں عرش کے گرد رہتی ہیں فرمایا نہیں، مومن کی روح اس سے کہیں زیادہ ہے کہ اس کی روح پرندوں کے پونے میں رکھے۔ وہ ایسے ہی ابدان میں رہتی ہیں جیسا ان کا تھا۔ (حسن)

۲۔ حضرت نے فرمایا ارواح جنت کے درخت پر رہتی ہیں اپنا کھانا کھاتی اور اپنا پانی پیتی ہیں اور کہتی ہیں یا رب قیامت کو جلد آؤ اور جو وعدہ تو نے کیا ہے اسے پورا کر اور ہمارے آخر کو اذل سے خلاصہ۔ (ضعیف)

۳۔ فرمایا حضرت نے روحیں اپنے جسموں کے ساتھ درخت جنت میں رہتی ہیں اور ایک دوسرے کو پہچانتی اور سوال کرتی ہیں جب کوئی روح دیگر ارواح کے پاس آتی ہے تو اس سے پوچھتا ہے فلاں نے کیا کہا۔ وہ کہتی ہے میں نے اسے زندہ چھوڑا ہے تو خوش رہتی ہیں اور اگر کہتی ہے فلاں ہلاک ہو گیا تو وہ کہتی ہیں ہلاک ہو گیا؟ ہلاک ہو گیا۔ (ضعیف)

۴۔ میں نے حضرت ابو عبد اللہ علیہ السلام سے پوچھا۔ ارواحِ مومنین کے متعلق فرمایا وہ جنت کے محروم ہیں اپنا کھانا کھاتی ہیں اور اپنا پانی پیتی ہیں اور کہتی ہیں اے ہمارے رب قیامت کو جلد لا اور اپنا وعدہ پورا کر اور ہمارے آخر کو اول سے ملا۔

۵۔ فرمایا حضرت نے جب کوئی مر جاتا ہے تو ارواحِ مومنین جمع ہو کر اس سے پوچھتی ہیں کون مر گیا اور کون کون باقی ہے اگر معلوم ہوتا ہے کہ کوئی مر گیا اور ان تک نہیں پہنچا تو کہتی ہیں ہلاک ہو گیا اور بعض، بعض سے کہتی ہیں اسے چھوڑو تاکہ وہ سکون حاصل کرے موت کی اس سختی سے جو اس پر گزری ہے۔ (مجموع)

۶۔ حضرت ابو عبد اللہ علیہ السلام نے مجھ سے پوچھا لوگ ارواحِ مومنین کے بارے میں کیا کہتے ہیں میں نے کہا وہ کہتے ہیں کہ عرش کے زیر سایہ سبز رنگ کے طیور کے پوٹوں میں رہتے ہیں۔ فرمایا سبحان اللہ مومن کی عزت عند اللہ اس سے بالاتر ہے کہ اس کی ریح پرندے کے پوٹے میں رکھے لے یونس جب کوئی مرنے والا ہوتا ہے تو حضرت رسول خدا، حضرت علی، فاطمہؑ اور حسن و حسینؑ اور ملائکہ مقربین اس کے پاس آتے ہیں موت کے بعد اس کی روح ایک جسم میں جاتی ہے جو اس کے قومی جسم کی مانند ہوتا ہے۔ وہ کھاتے پیتے ہیں اور اگر کوئی پاس آتا ہے تو اسے پہچانتے ہیں اسی صورت میں جو دنیا میں اس کی تھی۔ (موفق)

۷۔ میں نے حضرت سے کہا ہم ارواحِ مومنین کے متعلق کہا کرتے ہیں کہ وہ جنت میں طیور کے پوٹوں میں رہتی ہیں۔ فرمایا نہیں ان کا طیور کے پوٹوں سے کیا تعلق، وہ جنت میں ایسے ہی اجسام کے ساتھ رہتی ہیں جیسے دنیا میں تھے۔

## باب

### ارواحِ کفار کا مقام

۱۔ میں نے ارواحِ مشرکین کے متعلق پوچھا فرمایا وہ دوزخ میں معذب ہوں گی اور کہیں گی ہمارے رب قیامت کو ہمارے لئے قائم نہ کر اور جو لوگ ہمارے لئے عذاب کا وعدہ کیا اسے پورا نہ کر اور ہمارے اول کو آخر سے نہ ملا (حق)۔  
۲۔ اور حضرت نے فرمایا ارواحِ کفار نارجہم میں ہوں گی اور کہیں گی اے ہمارے رب قیامت کو برا کر اور ہمارے لئے اپنے وعدہ کو پورا نہ کر۔ (حق)

۳۔ فرمایا امیر المومنین علیہ السلام نے دوزخ کا بدترین کنواں برہوت ہے جس میں ارواحِ کفار رہیں گی۔ (عزل)

۴۔ فرمایا امیر المومنین علیہ السلام نے بدترین پانی برہوت کا ہے اور حضرت میں ہے جہاں کفار کی روہیں ہوں گی۔

۵۔ فرمایا رسول اللہ نے بدترین یہودی بسان فرشتہ کے ہیں اور بدترین نصرانی نجران کے، اور روسے زمین پر بہترین پانی زم زم



ہے اور بدترین پانی بہ موت کا ہے جو حشرات کی ایک وادی جس میں ارواح کفار رہتی ہیں۔

## باب ۹

### دیگر احوال ارواح

۱۔ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کی کہ لوگ بیان کرتے ہیں کہ دریلے فرات کا منبع جنت ہے یہ کیسے ممکن ہے یہ دریا تو مغرب سے آتا ہے اور صبح چشے اور دریا کرتے ہیں حضرت نے فرمایا اور میں پست ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے ایک جنت مغرب میں پیدا کی ہے اور اسی سے تمہاری یہ نرات نکلتی ہے ہر شام ارواح عیشیں اپنی قبروں سے نکلتی کہ وہاں پہنچتی ہیں اور جنت کے چل کھا کر لذت اندوز ہوتی ہیں وہ ایک دوسرے سے ملتی اور تعارف کرتی ہیں، صبح ہوتے ہی جنت سے چل دیتی ہیں اور بائیں آسمان وزمین ہو امیں رہتی ہیں اور ایک دوسرے کے پاس آتی جاتی ہیں اور پھر صبح ہوتے ہی قبروں میں داخل ہو جاتی ہیں۔ اور فرمایا اللہ نے مشرق میں ایک دوزخ کو پیدا کیا ہے جہاں ارواح کفار رہتی ہیں وہ وہاں کڑے پھل کھاتی اور گرم پانی پیتی ہیں، رات میں رہتی ہیں صبح ہوتے ہی میں کی وادی یسوت میں چلی جاتی ہیں یہ موت کی آگ دنیا کی ہر آگ سے تیز تر ہوتی ہے یہ رو میں ایک دوسرے سے ملتی ہیں اور یہ قیامت تک جہنم کی آگ میں اسنی طرح رہیں گی۔

میر نے کہا خدا آپ کی حفاظت کرے کیا حال ہو تا ہے ان توحید پرستوں اور رسول کی رسالت کے اقرار کرنے والے مسلمانوں کا جو گتہ گار ہوتے ہیں اور ایسی حالت میں مرے ہیں کہ نہ تو ان کا کوئی امام ہو تا ہے اور نہ آپ کی ولایت کو مانتے ہیں فرمایا ایسے لوگ اپنی قبروں میں رہیں گے اور وہیں سے نکلیں گے یہ وہ ہوں گے جن کے اعمال نیک ہوں گے اور ہماری عداوت کا اظہار نہ کیا ہو گا۔

ایسے شخص کے لئے ایک راستہ بنایا جائے گا اس جنت تک جو مغرب میں ہے تاکہ اس سے اس کی روح داخل ہو کرے اپنی قبر میں قیامت تک، پس جب خدا کا سامنا ہو گا تو اس سے حساب لیا جائے گا اور بلحاظ اپنے حذات اور اپنے سیئات کے یا جنت میں جائے گا یا دوزخ میں، یہ لوگ امر الہی کے امیدوار ہوں گے۔ ایسا ہی اللہ کرے گا۔ ضعیف الایمان، احمقوں، بچوں اور نابالغ مسلمان لوگوں کے ساتھ لیکن نامی جو اپنی قبلہ ہیں ان کے لئے آگ کی طرف راستہ بنایا جائے گا جس کو خدا نے مشرق میں پیدا کیا ہے اس سے شعلے چنگاریاں، دھواں اور کھولتے پانی کے فوارے ہوں گے اس میں داخل ہوں گے ان سے کہا جائے گا کہاں ہیں وہ تمہارے خدا جنہیں تم اللہ کو چھوڑ کر پکارتے تھے کہاں ہے وہ امام جو اس امام سے آگ تھا جسے اللہ نے تمہارا امام بنایا تھا۔ (ص)



**توضیح :-** جنت ارضی مراد ہے جہاں انسان کو یوم بعثت تک رہنا ہوگا اس پر یہ اعتراض ہو سکتا ہے کہ رے زمین پر وہ جنت ہے کہاں، جواب یہ ہے کہ یہ ضروری نہیں کہ قدرت اپنے کارخانہ کا ہر گوشہ آپ کو دکھائی ہی ہے۔ جو ریح آپ کو نظر نہیں آتی آپ کو اس کے رہنے کا مقام آپ کو کیوں نظر آئے۔ آپ کو صرف وہی باغ دکھائے جاسکتے ہیں جن کا تعلق آپ کے وجود مادی سے ہے باقی سب وہ تمام معاملات جن کا تعلق آپ کی ریح سے ہے وہ آپ کو ان گھلی آنکھوں سے نظر نہیں آسکتے۔ اس جنت ارضی ہی پر کیا موقوف ہے آپ کو خدا کی بہت سی مخلوق نظر نہیں آتی، جنات آپ کو کب نظر آتے ہیں شیطان آپ کو کب دکھائی دیتا ہے چشمہ آب حیات کب آپ کی نظر کے سامنے ہے حیات بعد الموت کی تمام منازل بے شمار مصالح کے تحت قدرت نے ہم سے پوشیدہ رکھی ہیں۔

دوسرے اس حدیث میں فرات کا منبع جنت ارضی کو بتایا ہے جو نظائر معقول ہی بات ہے کیونکہ اب تو ہر دریا کی ابتداء اور انتہا معلوم کر لی گئی ہے رے زمین پر کوئی ایسا باغ نہیں جس کو دریلے فرات کا منبع کہا جائے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جب وہ جنت ہی آپ کی نظر سے پوشیدہ رکھی گئی ہے تو اس کا وہ دہانہ ہی آپ کو کیوں دکھایا جائے جہاں تک پانی کے دہانہ کا تعلق ہے آپ اس کو دیکھ سکتے ہیں لیکن جو اس دریا کی نیرو برکت کا منبع ہے وہ آپ کو نظر نہیں آسکتا۔ آپ ہوا کی موجیں، برقی لہریں، مقناطیس کی کشش کب دیکھتے ہیں جو فرات کے پانی کے اندر سموی ہوئی ہر جنت کی موجودگی کو دیکھ سکیں۔

۲۔ میں نے حضرت سے پوچھا جنت آدم کے متعلق فرمایا وہ دنیا کے باغوں میں سے ایک باغ تھا جس پر چاند سورج طلوع و غروب کرتے تھے اگر جنت غلد ہوتی تو اس سے کبھی نیکلے ہی نہیں۔

## بابو اطفال

۱۔ میں نے کیا رسول اللہ سے اطفال کے بارے میں سوال کیا کیا تھا۔ فرمایا ہاں پوچھا گیا تھا آپ نے فرمایا تھا اللہ بہتر جانتا ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں۔ لے زرارہ تم اس کا مطلب سمجھ رہیں نے کہا نہیں۔ فرمایا ان کے بارے میں جو خدا کی مشیت ہوگا وہ کرے گا۔ وہ روز قیامت جمع کرے گا بچوں کو اور ان لوگوں کو جو زمانہ فترت میں مرے ہوں اور ان بڑھوں کو جو عہد رسول میں عقل کھو چکے ہوں تا سبھی بہرے اور گونگوں کو اور دیوانوں اور بیوقوفوں کو، پھر ایک فرشتہ کو ان

کے پاس بیٹھے گا۔ وہ آگ روشن کرے گا پھر ایک اور فرشتہ کو ان کے پاس بھیجے گا وہ ان سے کہے گا۔ اللہ تم کو حکم دیتا ہے کہ اس آگ میں کود پڑو پس جو ایسا کرے گا آگ اس پر سلامتی سے ٹھنڈی ہو جائے گی اور جو اس سے خوف کرے گا وہ داخل دوزخ ہوگا۔

۲۔ اور حضرت سے سوال کیا گیا اطفال کے بارے میں، فرمایا روز قیامت ان کے لئے آگ روشن کی جائے گی اور کہا جائے گا تم اپنے کو اس میں ڈال دو، پس جو علم الہی میں سید ہوگا وہ اپنے کو اس میں گرا دے گا اور آگ سرد ہو جائے گی اور اس کے علم میں شقی ہوگا وہ منع کرنے کا۔ خدا اس کے لئے آگ میں ڈالنے کا حکم دے گا۔ وہ کہیں گے اچھا تو ہمیں آگ میں ڈالنے کا حکم ہے لیکن ہمارے لئے حکم کو جاری نہ کر۔ خدا کہے گا۔ میں نے اپنے سامنے تم کو حکم دیا۔ تم نے میری اطاعت نہ کی پس اگر میں نے تمہارے پاس اپنے رسول کو بھیجا ہوتا تو کیا تم میری اطاعت کرتے۔

۳۔ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے لوگوں کے متعلق پوچھا فرمایا۔ رسول اللہ نے فرمایا۔ اللہ بہتر جانتا ہے کہ وہ کیا کرنے والے ہیں۔

اور ایک حدیث میں ہے کہ مومن کی اولاد ان کے ساتھ کر دی جائے گی اور مشرکین کی اولاد ان کے ساتھ جیسا کہ اس

آیت میں فرمایا ہے۔ **بِإِيمَانِ الْحَقَّانِمْ ذُرِّيَّتِهِمْ** ۵۲/۲۱ طور  
۴۔ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے لوگوں کے متعلق پوچھا فرمایا اس سوال کے جواب میں رسول اللہ نے فرمایا تھا۔ اللہ بہتر جانتا ہے کہ وہ کیا کرتے ہیں۔

۵۔ ترجمہ (و پر گزرا۔ حسن)

۶۔ مضمون وہی ہے جو اوپر گزرا۔

پھر علی علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا۔ ذرا دسم سمجھے حضرت نے کیا فرمایا میں نے کہا نہیں۔ فرمایا حضرت کا مقصد یہ ہے کہ ان کے بارے میں خاموش رہو کچھ نہ کہو اور ان کا معاملہ خدا پر چھوڑ دو۔ (حسن)

۷۔ فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے اس قول خدا کے متعلق، جو لوگ ایمان لائے اور ان کی اولاد نے ایمان میں ان کی پیروی کی تو ہم نے ان کی اولاد کو ان سے ملا دیا پھر فرمایا انھما رہے بیٹوں کا باپ کے عمل پر، بیٹے باپ کے ساتھ رکھے جائیں گے تاکہ ان کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں۔ (حسن)

۸۔ حضرت سے پوچھا گیا اس کے بارے میں جو زمانہ فرقت (دو بیویوں کے درمیان) مرا ہو اور عقل سے خالی ہو یا ناقص العقل ہو، فرمایا۔ ان پر حجت اس طرح تمام ہوگی کہ آگ روشن کی جائے گی اور ان سے کہا جائے گا اس میں داخل ہو جاؤ۔ پس جو داخل ہو جائے گا اس پر سلامتی کے ساتھ ٹھنڈی پڑ جائے گی اور جو نہ کرے گا اس سے کہا جائے گا۔ میں نے تجھے حکم دیا تو نے نہ مانا۔ لہذا تو داخل ہوا ہی اسناد کے ساتھ فرمایا یہ حجت تین گروہ پر قائم

ہوگی۔ گوئے بہرے چمے اور ان پر جو زمانہ قدرت میں پیدا ہوئے اگے روشن کر کے ان سے داخلہ کے لئے کہا جائے گا۔ جو داخل ہوگا اگے اس پر ٹھنڈی پڑ جائے گی اور جو نکار کرے گا۔ خدا اس سے کہے گا۔ میں نے تجھے حکم دیا۔ تو نے نافرمانی کی۔ (حسن)

## باب ۹

### نواور

۱۔ میں نے کہا کیا بحالت جنابت میت کو غسل دے سکتا ہے یا جو میت کو غسل دے وہ اپنے اپنی وجہاں کے پاس جا کر پھر غسل کرے فرمایا کیا مضائقہ ہے۔ جنب کو چاہیے کہ اپنے ہاتھ دھوئے اور وضو کرنے کے بعد میت کو غسل دے اور وضو کر کے ہی اپنے بال بچوں کے پاس جائے۔ (حسن)

(ضعیف)

۲۔ فرمایا حضرت نے جب کسی کے مرتے کا وقت آتا ہے تو ملک الموت اسے تسلی دیتے ہیں اگر ایسا نہ ہو تو اپنی جگہ ٹھہر نہیں سکتا۔ ۳۔ میں نے حضرت سے اس سوزش قطعی کا حال بیان کیا جو میرے اندر میرے بیٹے کے مرتے سے پیدا ہوئی جس سے مجھے اپنی عقل کے جانے کا خوف پیدا ہوا فرمایا رو لینا چاہیے اس سے تسکین ہو جاتی ہے (محبوب)

۴۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے فرزند ذر نے انتقال کیا تو انھوں نے اپنا ہاتھ قبر پر رکھ کر فرمایا۔ تمہارا میرے ساتھ ٹپکی کرنے والا تھا تو ایسی حالت میں مرا کہ میں تجھ سے راضی ہوں واللہ تیرا میرے لئے باعث ذلت نہیں اور نہ خدا کے سوا میری کسی سے حاجت ہے اگر روز قیامت کا خوف نہ ہوتا تو میں خوش ہوتا۔ یہ کہہ کر میں تیری جگہ میرا مجھے تیری موت کے غم نے اس خوف سے بے پروا کر دیا جو تیرے لئے ہے۔ میں تیرے فائدے پر نظر کر کے نہیں رویا بلکہ تیری مصیبت پر نظر کر کے رویا ہوں کاش مجھے یہ خبر ہوتی کہ میں نے کیا کہا اور تیرے لئے کیا کیا۔ یا اللہ جو میرا حق اس پر تھا۔ میں نے اس کو بخش دیا اب جو تیرا حق اس پر ہے تو بھی اسے بخش دے۔ تو مجھ سے بڑھ کر صاحبِ جود و کرم ۵۔ جب امام محمد باقر علیہ السلام کا انتقال ہوا تو امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس گھر میں چراغ جلانے کا حکم دیا جس میں حضرت رہا کرتے تھے۔ جب ان کا انتقال ہوا تو امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے ایسا ہی کیا۔ لیکن جب وہ عراق گئے تو پتہ نہ چلا کہ کیا ہوا۔ (ضعیف)

۶۔ میں نے پوچھا سب سے پہلے کس کا گہوارہ بنایا گیا۔ فرمایا حضرت فاطمہ علیہ السلام کا۔ (حسن)

۷۔ حضرت سے سوال کیا گیا ایسی میت کے متعلق جو گل سرد جاتا ہے اگر گوشت بڑی سے کچھ بھی نہ رہے تب بھی وہ طہیث (اجزائے اصلیہ) باقی رہے گی جس سے اللہ نے پیدا کیا ہے قیامت میں اسی سے پھر پیدا کر دے گا جس طرح اول بار پیدا کیا تھا۔ (موفق)

۸۔ کسی نے کہا کیا عورتیں جنازہ کے ساتھ نکل سکتی ہیں۔ آپ تکیہ لگائے بیٹھے تھے سیدھے پہرے اور فرمایا: سنو! جب عثمان نے اپنے چچا مغیرہ بن العاص کو جس کا خون رسول اللہ نے بدر کر دیا تھا تو اپنے گھر میں پناہ دی تو اپنی بی بی بردہؓ رسول سے کہا خبردار اس کی اطلاع رسول اللہ کو نہ دینا گویا ان کو رسول اللہ پر وحی آنے کا اعتبار نہ تھا انھوں نے کہا کیا میں رسول کے دشمن کو اپنے گھر میں چھپا رکھوں؟ الغرض مغیرہ کو میت کا سا گوارہ بنا کر چھپا دیا اور اس کے اوپر لحاف ڈال دیا۔ وحی نے رسول کو خبر دے دی۔ آپ نے امیر المومنین سے فرمایا تلوار لے کر جاؤ اور مغیرہؓ کو قتل کر ڈالو، حضرت وہاں گئے اور مغیرہؓ کو تلاش کیا مگر وہ نہ ملا۔ آپ نے رسول اللہ کو آکر خبر دی۔ فرمایا۔ وحی نے مجھے خبر دی ہے کہ وہ لحاف کے اندر ایک ڈھانچہ میں ہے۔ جب حضرت علیؓ غازیؓ نے عثمان سے نکل آئے تو عثمان اپنے چچا کا ہاتھ پکڑے رسول خدا کے پاس آئے۔ جب حضرت نے اسے دیکھا تو منہ پھیر لیا تو توجہ نہ کی۔ حضرت حیا دار اور کریم تھے خاموش رہے۔ عثمان نے کہا یا رسول اللہ یہ میرا چچا مغیرہ بن العاص ہے اور اس پر جو اسے پناہ دے اور جو اسے اٹھائے اور جو اسے کھلائے بلائے اور جو اسے سامان لے اور جو اسے سیراب کرے اور جو اسے جوتائے اور لباس دے یا کوئی ظلم ہے۔ وہ ان باتوں کو اپنے ہاتھوں کی انگلیوں پر گنتا رہا۔ عثمان اپنے ساتھ اسے لے گئے اور وہ سب کیا جو حضرت نے فرمایا تھا۔

اور اس پر جو اسے پناہ لے اور جو اسے اٹھائے اور جو اسے کھلائے اور جو اسے سامان لے اور جو اسے سیراب کرے اور جو اسے جوتائے اور لباس دے یا کوئی ظلم ہے وہ ان باتوں کو اپنے ہاتھوں پر گنتا رہا۔ عثمان آئے اپنے ساتھ لے گئے اور وہ سب کیا جو حضرت نے فرمایا تھا پھر جو تھے روز اسے بازار کی طرف نکال دیا ابھی مدینہ کی حدود سے باہر بھی نہ ہوئے یا تھا کہ اللہ نے اس کی سواری کو ہلاک کر دیا اور اس کا جوتا پھٹ گیا اور اس کے پیروں سے خون بہنے لگا اب اس نے ہاتھوں اور گھٹنوں کے بل چلنا شروع کیا اور اس کا سامان اس کے لئے بھاری بوجھ بن گیا اور وہ خوفزدہ ہو گیا اسی حالت وہ ایک درخت کے پاس آگیا تاکہ وہ اس کے سایہ میں دم لے اور کوئی آجائے تو مدد لے۔ باوجود کمی مسافت وہ کافی تھک گیا تھا رسول اللہ کے پاس وحی آئی اور اس واقعہ کی خبر دی۔ حضرت نے علیؓ علیہ السلام کو بلایا اور فرمایا تلوار لو اور تم اور عمارؓ وہاں جاؤ۔ مغیرہؓ فلاں درخت کے نیچے ہے اسے قتل کر دو۔ چنانچہ حضرت نے اسے قتل کر دیا۔ عثمان نے اپنی بی بی کو دے پالک رسول، مارا کہ تو نے اپنے باپ کو یہ حال بتایا ہے۔ رقیہ نے کسی کو حضرت کے پاس بھیجا اور اس ظلم کی شکایت کی حضورؐ نے کہلا کر بھیجا کہ تم نے اپنی حیا کھو دی، ایک شریف اور دیندار عورت کے لئے کتنی معیوب بات ہے کہ وہ ہر روز اپنے شوہر کی شکایت کرے، اس نے بار بار حضورؐ کے پاس آؤی بھیجے اور ان سب باتوں کی اطلاع دی جو شوہر نے کبھی تھیں حضرت نے حضرت علیؓ کو بلایا اور فرمایا تلوار لے کر جاؤ اور رقیہؓ کا ہاتھ پکڑ کر لے آؤ اور اگر کوئی مانع آئے تو تلوار سے اس کی خبر لو۔ پھر حضرت نے تائبانہ حنا عثمان کی طرف چلے اور پھر علیؓ علیہ السلام وہاں پہنچے رسول اللہ کو دیکھ کر رقیہ نے زور زور سے رونام شروع کیا۔ رسول اللہ کی آنکھوں میں بھی آنسو آگئے اور آپ رونے اور رقیہ کو اپنے گھر لے آئے۔

جب پیٹھ کھول کر زخم دیکھے تو تین بار فرمایا: مار ڈالا تجھے۔ اللہ اسے قتل کرے۔ یہ یکشنبہ کا دن تھا اور عثمان اس رات ایک کینز کے ساتھ شب باش تھے دو شنبہ اور سہ شنبہ کو یہی حال رہا۔ چوتھے روز انتقال ہوا۔ جب جنازہ تیار ہوا تو حضور نے جناب فاطمہؓ کو ساتھ چلنے کا حکم دیا۔ وہ نسا مومنین کے ساتھ چلیں۔ جنازہ کی مشایعت عثمان بھی کر رہے تھے جب حضرت نے دیکھا تو فرمایا: جو کل رات اپنے اہل کے ساتھ مباشرت کر چکا ہوا اور کینزوں کے جھرمٹ میں رہا ہو۔ وہ جنازہ کے ساتھ نہ چلے۔ یہ حضور نے قین بار فرمایا۔ مگر وہ چلے نہیں۔

جو سخی بار فرمایا اگر واپس نہ جائے گا تو میں اس کا نام لے کر کہوں گا۔ تب عثمان ایک غلام پر تکیہ کئے ہوئے حضور کے سامنے آئے اور کہنے لگے میرے پیٹ میں درد ہے اجازت ہو تو واپس جاؤں فرمایا جاؤ جاؤ۔ جب وہ چلے گئے تو جناب فاطمہؓ اور زنان مومنین و حجابیرین نے نماز جنازہ پڑھی۔ (مجمول)

۹۔ فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے جو کوئی اپنا کفن تیار رکھے۔ جب بھی اسے دیکھے گا اجر حاصل کرے گا اور اسی اسناد کے ساتھ منقول ہے کہ حضرت علیؓ کو درد چشم کی شکایت ہوئی۔ حضرت رسولؐ خدا عبادت کے لئے فشریف لائے آپؐ کو کراہتے پایا۔ فرمایا یہ قلت صبر ہے یا درد ہے حضرت علیؓ نے کہا شدید درد ہے اس سے پہلے کبھی نہیں ہوا۔ فرمایا اسے علیؓ جب ملک الموت کا فری قبض روح کو آتا ہے تو اس کے پاس آگ کی ایک سیخ ہوتی ہے اس سے اس کا رنج اس طرح نکلتا ہے کہ جہنم چیخ اٹھتا ہے یہ سن کر حضرت علیؓ سیدھے ہو بیٹھے اور فرمایا اس کا اعادہ فرمائیے اس نے میرے درد کو بھلا دیا۔ کیا آپ کی امت میں ایسا کسی اور کے ساتھ بھی ہوتا ہے فرمایا ہاں، حاکم جابر، مال، تیم کو ظلم سے کھانے والا اور جھوٹی گواہی دینے والا۔

۱۰۔ فرمایا جو کوئی اپنے لئے کفن چھپا کرے تو جب اس پر نظر کرے گا اجر پائے گا۔ (حسن)

۱۱۔ میں نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سنا جب مومن مر جاتا ہے تو اس ملائکہ روتے ہیں اور زمین کے وہ حصے جن پر وہ عبادت کرتا تھا اور آسمانوں کے وہ دروازے جن سے اس کے اعمال ادا ہو چکے تھے اور اسلام میں آیا رخنہ پڑتا ہے کہ کوئی شے اسے بند نہیں کر سکتی کیونکہ مومنین اسلام کے قلعے ہیں وہ اسی طرح حفاظت کرتے ہیں جیسے شہر پناہ کی دیواریں شہر کا۔ (ض)

۱۲۔ فرمایا حضرت نے ابراہیم بن رسولؑ اللہ کی قبر پر کھجور کا ایک بڑا درخت تھا جو سایہ کئے رہتا تھا ہر سو سوچ گھومتا وہ اسی طرف گھوم جاتا جب وہ سوکھ گیا تو قرآن طرح بیٹھ گئی کہ اس کا نشان باقی نہ رہا۔

۱۳۔ حضرت نے فرمایا برادر بن مغیرہ قمی مدینہ میں تھا اور رسولؐ اللہ مکہ میں تھے جب وہ مر گیا تو اس وقت حضرت رسولؐ خدا اور مسلمان بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے تھے۔ برادر نے وصیت کی کہ جب میں دفن کیا جاؤں تو میرا رخ رسولؐ اللہ کے قبیلہ کی طرف کر دینا یہی چیز سنت قرار پائی اور اس نے تہائی مال کے متعلق وصیت کی اس کے



متعلق آیت نازل ہوئی اور یہ چیز بھی سنت قرار پائی۔ (ض)

۱۲۔ فرمایا حضرت نے کہ جبرئیل رسول خدا کے پاس آئے اور کہا۔ اے محمد جب تک چاہو رہو لیکن ایک دن مرنا ہے جس سے چاہو محبت کرو لیکن ایک دن جبرائی ہے جو چاہو عمل کرو ایک دن تم کو اپنے اس عمل سے ملنا ہے۔ (ض)

۱۵۔ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے کہا کوئی چیز ایسی بیان کیجئے جس سے مجھے فائدہ پہنچے۔ فرمایا موت کا ذکر زیادہ کیا کرو اس سے آدمی کا دل دنیا سے بیزار ہو جاتا ہے۔ (ض)

۱۶۔ فرمایا ابو جعفر علیہ السلام نے کہ ہر روز منادی ندا دیتا ہے پیدا کرو موت کے لئے جمع کرو فنا ہونے کے لئے اور تعمیر کرو خراب ہونے کے لئے۔ (حسن)

۱۷۔ ابو بصیر کہتے ہیں میں نے حضرت ابو عبد اللہ سے شیطانی وسوسے کی شکایت کی۔ فرمایا۔ اے ابو محمد تم یاد کیا کرو قبر میں تمہارا جوڑ جوڑ الگ ہو جائے گا اور دفن کے بعد احباب پٹے آئیں گے اور تمہارے تھنوں سے نباتات اُگے اور کمرے تمہارا گوشت کھائیں گے اس ذکر سے تمہیں وساوس سے نجات مل جائے گی۔ ابو بصیر کہتے ہیں کہ ایسا کرنے سے قسم دنیا سے نجات مل گئی۔ (ض)

۱۸۔ میں نے حضرت سے پوچھا ملک الموت اس شخص کو جانتے ہیں جس کی شرح قبض کرنا ہوتی ہے فرمایا نہیں آسمان سے ایک تحریر آتی ہے کہ فلاں فلاں کی شرح قبض کرو۔ (ض)

۱۹۔ فرمایا جس نے اپنا کفن اپنے گھر میں رکھ چھوڑا ہو وہ غفلت کرنے والوں میں نہ لکھا جائے گا اور جب اس پر نگاہ ڈالے گا باعث اجر ہوگا۔

۲۰۔ فرمایا کسی گھر میں ایک بال یا ایک درواں بھی ایسا نہیں جسے ہر دن میں پانچ مرتبہ ملک الموت نہ دیکھ لیتے ہوں۔ (ض)

۲۱۔ کسی نے پوچھا ملک الموت کے متعلق کہا جاتا ہے یہ دنیا اس کے سامنے ایک پیالہ کی مانند ہے جدھر چاہتا ہے اپنا ہاتھ بیٹھاتا ہے فرمایا ہاں۔

۲۲۔ ہم امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں ان کے فرزند اسماعیل کی تعزیت کے لئے آئے۔ حضرت نے نزول کی دعا کے بعد فرمایا اللہ نے اپنے نبی کو مرنے کی خبر دی۔ فرمایا تم بھی مرنے والے ہو اور لوگ بھی۔ ہر نفس موت کا ذائقہ چکھنے والا ہے اس کے بعد حضرت باتیں کرنے لگے۔ پھر فرمایا سب اہل زمین مرجائیں گے کوئی بھی باقی نہ رہے گا۔ پھر آسمان والے مرنے کے سوائے ملک الموت، جبرئیل، میکائیل اور حاملان عرش کے کوئی باقی نہ رہے گا۔ ملک الموت سے خدا پرچھے گا خدا نکاح دے گا وہ جانتا ہو گا کہ اب کون باقی ہے وہ کہے گا سولے ملک الموت و جبرئیل و میکائیل اور کون باقی نہیں اس سے کہا جائے جبرئیل و میکائیل سے کہو تم بھی مرجاؤ۔ ملائکہ کہیں گے یہ تو میرے رسول و امین ہیں خدا کہے گا۔ میں نے فیصلہ کر لیا ہے ہر ذی روح کو مارنے کا، پھر ملک الموت سے کہے گا اب کون باقی ہے وہ کہے گا ملک الموت اور حاملان عرش کے سوا کوئی باقی نہیں، خدا کچھ لے حاملان عرش تم بھی مرجاؤ۔



پھر ملک الموت رنجیدہ آئے گا اور نیچی نظر کئے ہوئے ہوگا۔ خدا پوچھے گا اب کون باقی ہے وہ کہے گا صرف ملک الموت خدا کہے گا اب تو بھی مر جا وہ بھی مر جائے گا۔

پھر اپنے بید قدرت سے زمین و آسمان کو پھیلانے کا اور فرمائے گا۔ کہاں ہیں وہ لوگ جو میرا شریک دوسروں کو بتاتے تھے کہاں ہیں وہ جو میرے سوا دوسروں کو اپنا معبود سمجھتے تھے۔ (حسن)

۲۳۔ فرمایا حضرت رسولؐ خدا نے مجھے جبرئیل نے خبر دی کہ ایک فرشتہ کی عند اللہ بڑی عظمت تھی اتفاقاً کس بات پر وہ عتاب میں آگیا اور آسمان سے زمین پر اتار دیا گیا وہ حضرت ادریس کے پاس آیا اور کہنے لگا آپ کی پیش خدا بڑی مسرت ہے آپ اپنے رب سے میری سفارش کیجئے انھوں نے تین رات بے تکان نماز پڑھی اور دنوں کو پے در پے بغیر کھائے روزہ رکھے۔ وقت سحر فرشتہ کے لئے دعا کی اور کہنے لگا آپ کی دعا قبول ہوئی اور میرے بازو قوی ہو گئے اب میں آپ کو کچھ عوض دینا چاہتا ہوں۔ پس اب آپ مجھ سے کچھ طلب کیجئے ادریس نے کہا مجھے ملک الموت کو دکھائے تاکہ میں اس سے مانوس ہو جاؤں کیونکہ اس کے ذکر کے بعد کوئی چیز مجھے پسند نہیں آتی۔ فرشتہ نے اپنے پر پھیلا کر ان کو بٹھالیا اور پرواز کر گیا۔ ملک الموت پہلے آسمان پر نہٹے۔ کہا گیا اوپر جاؤ، چوتھے پانچویں آسمان کے درمیان ملاقات ہوئی۔ فرشتہ نے کہا۔ اے ملک الموت میں نے تم کو ہر جگہ تلاش کیا۔ انھوں نے کہا عرض الہی کے سایہ تلے رہتا ہوں اب مجھے حکم ہوا ہے کہ ایک آدمی کی رُوح چوتھے اور پانچویں آسمان کے درمیان قبض کر لوں ادریس نے سنا اور ان کے پیٹ میں درد ہوا اور وہ فرشتہ کے بازو سے گر گئے اور وہیں ان کی رُوح قبض ہو گئی خدا فرماتا ہم نے ان کو ایک مقام پر اٹھالیا۔ (مجموع)

۲۴۔ حضرت رسولؐ خدا نے فرمایا الموت الموت، موت سے چارہ نہیں، جس بدن میں رُوح ہے وہاں موت ہے پھر جنت کی طرت جاتا ہے اور وہ اہل جنت کے ہمیشہ رہنے کا گھر ہے یہ وہ لوگ ہوں گے جن کی کوشش و رغبت جنت کی طرف ہوگی اور وہ ان لوگوں تک بھی پہنچے گی جو بد بختی اور ندامت واسے ہیں یہ وہ لوگ ہوں گے جن کو ناکافی کا منہ دیکھنا ہوگا ان کے لئے دوزخ کی آگ ہے یہ مغرور لوگوں کی جگہ ہے کیونکہ کوشش اور رغبت اسی کے حاصل کرنے کے لئے کی تھی اور فرمایا جس کے لئے ولایت خدا اور سعادت ثابت ہے اس کے سامنے موت ہوتی ہے اور امید پس پشت اور جس کے لئے ولایت شیطان اور شقاوت ہوتی ہے تو امید اس کی آنکھوں کے سامنے ہوتی ہے اور موت پس پشت، رسول اللہ سے سوال کیا گیا کہ عقلمند مومن کون ہے فرمایا جو موت کا ذکر زیادہ کرے اور اعمال خیر بھیا کرنے میں زیادہ کوشاں ہو۔ (مجموع)

۲۵۔ فرمایا امام زین العابدین علیہ السلام نے منکر موت پر سخت تعجب یہ حالانکہ وہ ہر روز صبح و شام مرنے والوں کو دیکھتا ہے اور سب سے بڑا تعجب ہے اس شخص پر جو آخرت کی زندگی سے انکار کرتا ہے حالانکہ وہ پیدا ہونے

والوں کو دیکھتا ہے۔ (حسن)

۲۶۔ فرمایا امام علیہ السلام نے اے ابو صالح جب تم کسی جنازہ کو اٹھاؤ تو یہ خیال کر دو گویا تم اٹھائے جا رہے ہو اور تم نے گویا خدا سے دعا کی کہ وہ پھر تمہیں دنیا کی طرف پلٹا دے۔ پس اس نے پلٹا دیا ہے تو اب سوچو اپنی زندگی کا آغاز کس طرح کرنا ہے۔ پھر فرمایا تعجب ہے ان لوگوں پر جن کے اٹل جانے والے پھلوں کی وجہ سے رکے ہوئے ہیں اور ان کے درمیان تدارسی جا رہی ہے کوچ کوچ اور وہ کھیل رہے ہیں۔ (حسن)

۲۷۔ فرمایا امیر المؤمنین علیہ السلام نے جس نے اپنی موت کا دن آنے والے دن کو شمار کیا اس نے موت کی عزت نہیں کی اور یہ بھی فرمایا امیدوں کے طول نے بندوں کے برے اعمال کتنے بڑھا دیئے ہیں اور یہ بھی فرمایا کہ آدمی موت کو اور اس کے جلدی آنے کو دیکھ لے تو جمل دنیا سے ہزار ہر جائے۔ (حسن)

۲۸۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے کہ ملک الموت کے نگاہ کرنے کی صورت یہ ہے کہ جیسے لوگ بیٹھے ہوں اور انہیں سکتا ہو جائے اور وہ بات کرنے کے قابل نہ رہیں یہ حالت ہوتی ہے جب ملک الموت ان کو دیکھتا ہے۔ (حسن)

۲۹۔ فرمایا ابو جعفر علیہ السلام نے اس آیت کے متعلق اب کوئی چھاڑ پھونک کرنے والا ہے اور مرنے کا گمان کرے گا اب فراق کا وقت آگیا۔ فرمایا حضرت نے یہ وہ وقت ہو گا جب آدمی کے پاس موت آئے گی اور وہ کہے گا کوئی طبیب ہے بچانے والا اور وہ یقین کرے گا مقاربت اہل بیت کا اور تب پنڈلی پر پنڈلی چڑھے گی اور دنیا چھوٹے گی اور رب العالمین کی طرف کوچ ہو گا۔ (حسن)

۳۰۔ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کیا مطلب ہے اس آیت کا۔ ہم پورا شمار کر بی گئے۔ فرمایا تم نے کیا سمجھا ہے۔ میں نے کہا عدد ایام فرمایا یہ شمار تو ماں باپ کیا کرتے ہیں۔ اللہ تو سانسوں کا شمار کرنے والا ہے

۳۱۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے زندگی اور موت اللہ کی دو مخلوق ہیں جب موت پیکر ان میں داخل ہوتی ہے تو زندگی اس سے باہر نکل جاتی ہے (حسن)

۳۲۔ حضرت نے اس شخص سے فرمایا جو کہتا تھا کہ فلاں کو اللہ نے مارا۔ یہ کہنا مکروہ ہے اس نے کہا پھر کیا کہا جائے فلاں نے اپنی جان دے دی۔ فرمایا اس میں مضائقہ نہیں کیا تم نہیں دیکھتے کہ موت کے وقت ایک بار دو بار تین بار اپنا منہ کھول دیتا ہے اور ثواب خدا پر نظر رکھتے ہوئے اس جان کو جس کے دینے میں تخیل تھا اپنے منہ سے نکال دیتا ہے

۳۳۔ فرمایا حضرت نے زمانہ گزشتہ میں ایک قوم نے اپنے نبی سے کہا کہ خدا سے دعا کریں کہ موت کو ہم سے اٹھالے۔ نبی نے دعا کی اللہ نے موت کو ان سے اٹھایا۔ پس ان کی تعداد اتنی بڑھی کہ گھروں میں سہانے کی جگہ نہ رہی۔ نسل بڑھتی ہی چلی گئی۔ اب حال یہ ہو گیا کہ ایک شخص پر لازم ہوا کھانا دینا اپنے ماں باپ دادا، دادی اور پردادی کی، اور ان کی خبرداری کے لئے لوگوں سے کہنا سننا اور ان کی دیکھ بھال کے لئے لوگوں کو معین کرنا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ کسب معاش سے

جاتے رہے گھبرا کر نبی سے کہا کہ آپ دعا کیجئے کہ اللہ ہمیں پہلی حالت پر لوٹا دے۔ چنانچہ نبی نے دعا کی اور ہم پہلی حالت پر لوٹا دیئے گئے۔ (حسن)

۳۴۴۔ فرمایا حضرت نے کہ حضرت عیسیٰ حضرت یحییٰ بن زکریا کی قبر پر آئے اور خدا سے دعا کہ وہ ان کو زندہ کر دے۔ خدا نے زندہ کر دیا اور وہ قبر سے نکل آئے اور کہنے لگے آپ مجھ سے کیا چاہتے ہیں فرمایا وہی اسن و محبت جو دنیا میں مجھ سے کہتے تھے۔ انھوں نے کہا اے عیسیٰ ابھی موت کی حرارت بھی مجھ سے نہیں گئی ہے اس کے بعد وہ اپنی قبر میں چلے گئے۔ (ص)

۳۴۵۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے کہ ثمان بنی اسرائیل میں کچھ جوان عبادت گزار تھے اولاد ملوک کی یہ عادت تھی کہ وہ ایک ہار معمول عبرت کے لئے مشہروں کی سیر کو نکلے راستہ میں ایک قبر دیکھی۔ جس پر کسی نے پانی پھیر کا تھا اور اس کا معمول سا نشان باقی تھا انھوں نے کہا ہم کو خدا سے دعا کرنی چاہیے کہ اس صاحب قبر کو زندہ کر کے اٹھائے تاکہ ہم پوچھیں کہ تو نے موت کو کیسا پایا۔ پس انھوں نے خدا سے یوں دعا کی۔ یا اللہ تو ہمارا رب ہے ہمارا معبود ہے تیرے سوا ہمارا کوئی معبود نہیں، تو نئی سے نئی چیزیں پیدا کرنے والا ہے، عالم ہے، غافل نہیں، زندہ ہے مرنے والا نہیں ہر روز حیرتی نئی شان ہے تو بغیر کسی کی تعلیم کے ہر شے کا جاننے والا ہے اپنی قدرت سے اس صاحب قبر کو زندہ کر دے۔

اس قبر سے ایک شخص نکلے جس کا سر اور داڑھی سفید تھی اور اس کے سر سے مٹی گر رہی تھی خورندہ آسمان کی طرف دیکھ رہا تھا ان سے کہنے لگا تمہارا اس قبر سے کیا مطلب ہے انھوں نے کہا ہم یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ تو نے موت کو کیسا پایا اس نے کہا ۹۹ سال سے اس قبر میں ہوں ابھی تک موت کا کرب دور نہیں ہوا اور نہ موت کی تلخی گئی۔ انھوں نے کہا مرے تو تم کہیں ہو کیا اس وقت سر اور داڑھی کے بال سفید تھے اس نے کہا نہیں بلکہ جب میں نے ایک چمچ مٹی کی قبر سے باہر نکل تو میری ہڈیاں میری ریح کے ساتھ جمع ہوئیں اور میں بصورت اصلی بن گیا۔ جب نکلا تو مجھ پر خوف طاری تھا اور میری آنکھیں پٹی ہوئی تھیں پکارنے والے کی صورت دیکھنا چاہتی تھیں اس لئے میرے سر اور داڑھی کے بال سفید ہو گئے۔

(ص)

۳۴۶۔ امیر المومنین علیہ السلام اشعث بن قیس کے اس کے بچپن کی تعزیت کے لئے گئے۔ آپ نے فرمایا اگر تو نے بیقراری ظاہر کی تو رشتہ داری کا حق ادا کیا اور اگر صبر کیا تو اللہ کا حق ادا کیا۔ اگر صبر کرے گا تو بھی حکم خدا جاری ہوگا مگر تیری تعزیت ہوگی اور اگر بے صبری ظاہر کرے گا تو بھی حکم خدا جاری ہوگا اور تو قابل مذمت ہوگا یہ سن کر اشعث نے انا للہ وانا الیہ راجعون کہا حضرت نے فرمایا اس کا مطلب یہی سمجھے، اس نے کہا نہیں، آپ غایت استبائے علم ہیں فرمایا تیرا انا للہ کہنا استہار ہے خدا کے مالک ہونے کا۔ اور انا الیہ راجعون کہنا اقرار ہے اس کے معبود ہونے کا۔

۳۸۔ فرمایا امیر المؤمنین نے کسی نبی نے اپنی قوم کے لئے بد دعا کی اس سے کہا گیا میں ان پر ان کے دشمن کو مسلط کرتا ہوں نبی نے کہا نہیں، خدا نے کہا پھر بھوک کو مسلط کر دوں کہا نہیں۔ فرمایا پھر کیا چاہتے ہو کہا پے در پے موت تاکہ ان کا دل محزون ہو اور قنداد گھسٹی جائے۔ پس خدا نے طاعون کو بھیج دیا۔ (ضعیف)

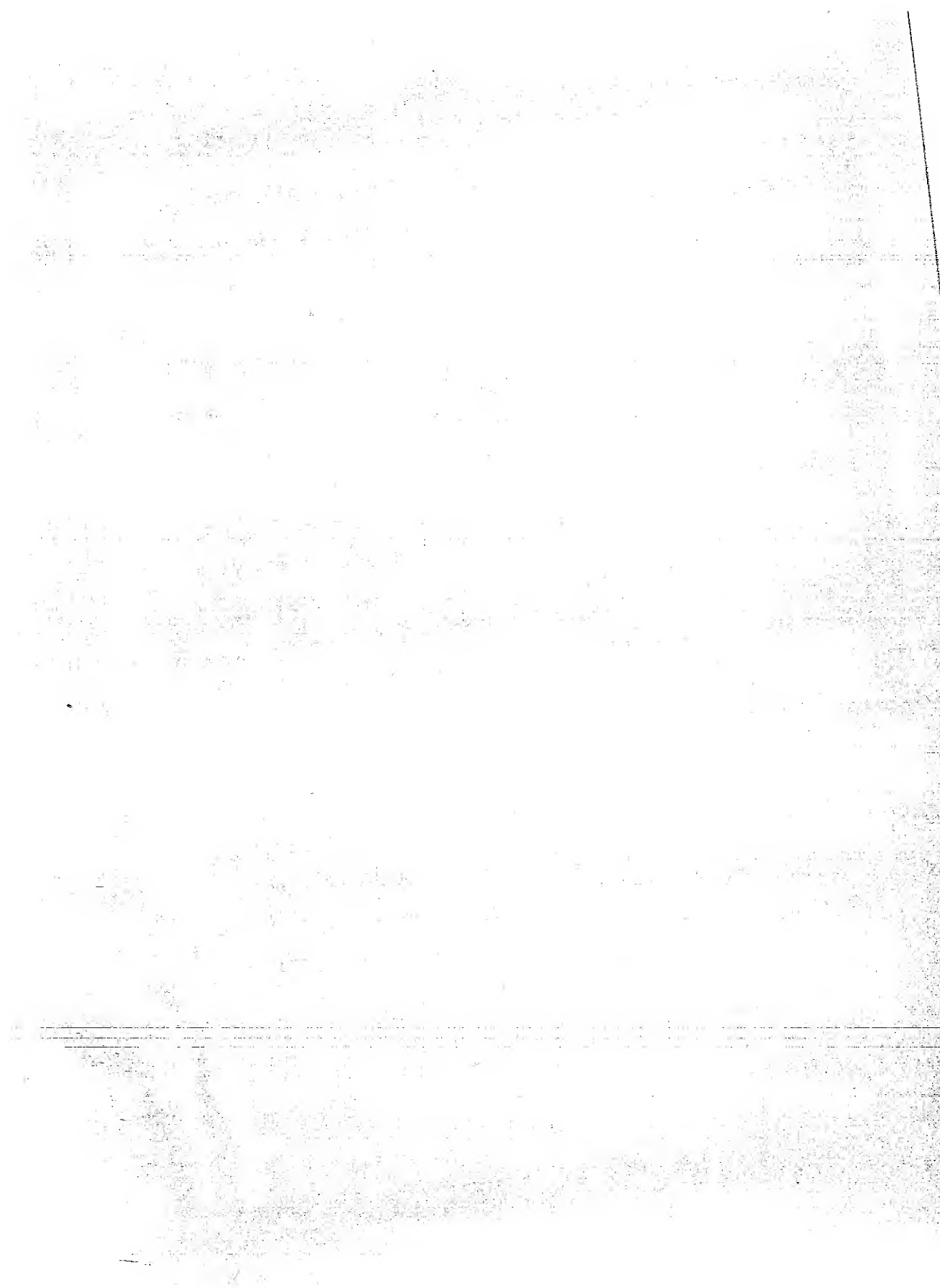
۳۹۔ فرمایا وقت مصیبت کہنا چاہیے حمد ہے اس خدا کی جس نے میری مصیبت کو دین کی مصیبت نہ بنایا اور حمد ہے اس خدا کی جو اگر چاہتا تو اس مصیبت کو اور زیادہ سخت بنا دیتا۔ حمد ہے اس خدا کی جو جیسا چاہتا ہے وہی ہو جاتا ہے۔ ۴۰۔ امام محمد باقر علیہ السلام نے اپنی ایک ڈاڑھ نکلوائی اس کو اپنے ہاتھ پر رکھ کر فرمایا الحمد للہ جب مجھے دفن کرو تو اسے بھی میرے ساتھ دفن کر دینا کچھ عرصہ بعد جب دوسری ڈاڑھ اکھڑائی تو ہتھیلی پر رکھ کر کہا الحمد للہ کہا اور امام جعفر صادق نے کہا کہ جب میں مرجاؤں تو اسے بھی میرے ساتھ دفن کر دینا۔ (ضعیف)

۴۱۔ فرمایا حضرت نے خدا فرماتا ہے جس موت سے تم بھاگتے ہو وہ ضرور تم کو پالے گی آخر آیت تک، پھر فرمایا برس شمار کئے جاتے ہیں پھر پھینچے، پھر دن، پھر گھنٹے پھر سانس، جب موت آتی ہے تو نہ ایک گھڑی (مرنے والے) آگے بڑھتے ہیں نہ ایک گھڑی پیچھے ہٹتے ہیں۔ (حسن)

۴۲۔ فرمایا حضرت نے کہ عثمان بن مظعون کے مرنے پر حضرت رسول خدا نے ایک عورت کو کہتے سنا۔ اے ابو صائب تمہیں جنت مبارک ہو۔ حضرت نے فرمایا مجھے اس کا علم نہیں۔ ہاں میرے لئے یہ کہنا کافی ہے کہ وہ خدا اور رسول اللہ کو دست رکھتا تھا۔

جب ابراہیم بن رسول اللہ کا انتقال ہوا تو آنحضرت کی آنکھوں آنسو پھر آئے آپ نے فرمایا آنکھیں دردی نہیں اور تالپ محزون ہوتا ہے۔ ایسی بات نہ کہی جائے جو خدا کے غضب کا باعث ہو۔ اے ابراہیم ہم تمہاری موت پر محزون ہیں پھر حضرت نے ان کی قبر میں ذرا سا رخنہ دیکھا تو اپنے ہاتھ لے کر درست کیا اور فرمایا جب تم کوئی عمل کرو تو یقین کے ساتھ کرو۔ پھر فرمایا اے ابراہیم تم جا ملو مرد صالح بزرگ عثمان بن مظعون سے۔ (مؤثق)

۴۳۔ امام محمد باقر علیہ السلام کو ایک شخص نے اپنے بیٹے کے مرنے اور شدت غم کا حال لکھا آپ نے جواب میں تحریر فرمایا اللہ تعالیٰ مومن کے مال اور اولاد سے جو زیادہ اچھا ہوتا ہے اسی کا انتخاب کرتا ہے تاکہ اس کے لئے باعث اجر ہو (۴)



یہ کتاب

اپنے بچوں کے لیے scan کی بیرون ملک مقیم ہیں  
مومنین بھی اس سے استفادہ حاصل کرسکتے ہیں۔

منجانب۔

سبیل سکینہ

یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد حیدر آباد پاکستان





۷۸۶  
۹۳-۱۱۰  
یا صاحب الزماں اور کئی

DVD  
version

# لبیک یا حسینؑ

نذر عباس  
خصوصی تعاون: رضوان رضوی

اسلامی کتب (اردو) DVD

ڈیجیٹل اسلامی لائبریری -

SABEEL-E-SAKINA

Unit#8,

Latifabad Hyderabad

Sindh, Pakistan.

[www.sabeelesakina.co.cc](http://www.sabeelesakina.co.cc)

[sabeelesakina@gmail.com](mailto:sabeelesakina@gmail.com)

[www.ziaaraat.com](http://www.ziaaraat.com)

NOT FOR COMMERCIAL USE